

الحمد للہ کہ یہ رسالہ حسین اوثق العری کے مضامین کی توضیح اور رسالہ کمر العری اور ہدایۃ الوری مؤلف غیر مقلدین کی
تردید ایسے طور پر ہوگئی ہے کہ کسی منصف فہیم کو مسئلہ جمعہ فی القری میں ذرا بھی تامل نہیں ہو سکتا ہے

...سن القری

فی توضیح

...وثق العری

مصنفہ زبدۃ المحققین عمدۃ المدققین افضل العلماء نخبۃ الفضلا مولانا الحاج مولوی محمود حسن صاحب
مدرس اوّل مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند باہتمام محمد یحیی تاجر کتب و متوطن گنگوہ ضلع سہارنپور

...ع بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ طبع شد

اعلان

فی زمانہ علوم مروجہ کی تحصیل معیشت کی ضروریات میں داخل ہوگئی ہے۔ اور بعد از فصد ہند۔ ہند

کا اسقدر زور ہوتا گیا کہ اگر کوئی معاملہ دینی کہین پیش کیا جائے تو بدون دلیل عقلی اور ثبوت سائنس
پھر عام اہل اسلام کو احکام اسلام سے واقفیت ہو تو کسطرح ؟ کبھی خیال آتا کہ اس فلسفی اور منطقی ز
سیدھے سادے طور پر احکام اسلام کو جمع بھی کر دیا تو بدون دلائل عقلی کے اُن سے دلچسپی کیسے ہو گ
سوچ بچار مین دو کتابین ایسی ہاتھ لگین کہ اگرچہ پہلی مطلب اول کی پوری کفیل تھ
وکیل ۔مین نے ان دو کو ایک جگہ کر کے اپنے انگریزی ۔اردو ۔فارسی خوان اح
غنیمت جانکر چھپوا لیا ۔جملہ اُردو ۔فارسی سے مناسبت رکھنے والے اہل علم خصوصًا
وطلبا و محکمہ پولس ۔رجسٹری ۔وکلا ۔و دیگر عہدہ داران ۔و ذی استعداد اشخاص جنکو راہ
سے خواہ ابتک اپنے مذاق کے مطابق کوئی کافی ذخیرہ نہ ملنے سے دین کی طرف متوجہ ہونیکا موقع نہین ملا کتاب تحکیم
ضرور فائدہ اوٹھاوین جسمین منصوص مسائل اسلام کو فطرت انسانی کے مطابق ثابت کیا گیا ہے اور ہر ایک دعوی
علم کے دلائل سے کام لیا ہے جسکے پڑھنے سے شبہات اور شکوک پیدا ہوتے ہین ۔اس کتاب کے دیکھ
ہے کہ ٹھیٹھ اسلام کا کوئی مسئلہ ایسا نہین ہے جسکو کوئی حکمت اور فلسفہ توڑ سکے ۔نیز اس کتاب
تالیف ... ثق ہو گیا کہ اسلام کے سوا دنیا مین کوئی مذہب ایسا نہین ہے جسکا قدیم یا جدید فلسفہ اور تجربا
سے مقابلہ کیا جائے اور وہ ہر طرح سے ٹھیک اور مضبوط ثابت ہو بات صرف یہ ہے کہ حقیقت کبھی نہین بد
طرز بدلجاتا ہے تو مباحثہ کے اصو ... بھی بدلجاتے ہین ۔اور نئی قسم کی دلیلونکی حاجت ہوتی ہے
جو دلائل حقانیت اسلام ... نے قائم کئے تھے وہ آجکل کار آمد نہین
طریقہ بحث کا اختیار کیا جا ... سی طرز پر ... لی مختصر فہر
دریافت ہو سکتی ہے اور کچھ او ... دیکھیے معلوم ہین
احکام اسلام اور اونکے فوائد و نکات من ار ... ہین قیمت فی جلد

المشتہر

بندہ محمد یحیی تاجر

فہرست مضامین رسالہ احسن القِری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ البر الرحیم * الذی جعل العلماء ورثۃ الانبیاء وجعل کلمۃ الحکمۃ ضالۃ للحکیم * والصلوٰۃ والسلام علی من ارسل مبشرا ونذیرا واوتی الکلم الجوامع * وقال رب حامل فقہ غیر فقیہ ورب مبلغ اوعی من سامع * وعلی آلہ واصحابہ کاشفی الغمۃ * وافضل ہذہ الامۃ * ابرہا قلوبا واعمقہا علوما * ففصلوا ما اجملہ * وقیدوا ما اہملہ ۔ **امابعد** بندہ اضعف العباد اہل فہم وانصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ اندنون ایک فتوی دربارہ ادائے صلوٰۃ جمعہ فی القری کسی صاحب نے علماء کی خدمت مین پیش کیا اور اوسکا جواب اہل حدیث دہلی نے تحریر فرمایا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ جمعہ مین کسی مکان کی تخصیص نہین - جب دو شخص کسی مکان مین ملکر کیف ما اتفق جمعہ پڑھ لینگے تو جمعہ ادا ہو جائیگا حتی کہ خطبہ کو بھی ضروری نہین مانتے اور بعض صاحبون نے فقط اتنی ہی بات پر اکتفا نہین کیا بلکہ مذہب احناف کو ہوس من ہوسات الشیطان بھی بتلایا فالی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ - حالانکہ جس امر کی بنا پر یہہ پہاڑ کی برابر کلمہ کہکر قائل نے اپنی گردن پر بوجھ رکہا ہے بعینہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی وہی ارشاد ہے کہ جسکو اسی فتوی مین خود تسلیم کرچکے ہین اور حدیث مرفوع بھی بعینہ مذہب احناف اور حضرت علی کے قول کے مطابق ہے جس کے حدیث ہونیکے یہہ حضرات بھی قائل ہین غایۃ ما فی الباب اوسکو ضعیف بتاتے ہین مگر اتنی بات سے حدیث رسول ہونے سے کون انکار کرسکتا ہے اگرچہ وہ ضعف بھی بروئے انصاف بوجوہ متعددہ حسب قاعدۂ علماء قابل لحاظ نہین کما یاتی - اس بے باکی اور مطلق العنانی کا کیا ٹھکانا ہے کہ ایک جزئی خلافی کیوجہ سے اکابر دین اور سلف صالحین کی نسبت ایسے شنیع الفاظ استعمال کئے جائین - اور اسکی بھی پروا نہ ہو کہ اسکی نوبت کہان تک پہونچتی ہے حنفیہ کے عناد مین صحابہ کرام اور خود حضرت فخر انام صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی شان وعظمت بھی صبا رنثور کردی جائے - جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرات اصحاب کرام وسید المرسلین کی عقیدت بھی اپنی توافق رائے کی بدولت ہے اور درصورت خلاف کسیکی کوئی حقیقت نہین سمجھی جاتی شعر ہی گر تری چشم سحر آفرین ہے * تو پھر دل نہ جان اور ایمان نہ دین ہے * پرائی بدشگونی کے لئے اپنی ناک کاٹ ڈالنے کا منظر غالبًا اس سے بہتر نظر نہ آئیگا اور پیشین گوئی حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا او کما قال کا مصداق اتنا قوی و ظاہر بمشکل ہاتھ آئیگا - پھر اسپر طرہ یہہ ہے کہ جس امر کو یہہ حضرات حق فرمارہے ہین جمہور صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین سب

اوسکے مخالف فقط ایک طائفہ قلیل غیر معتد بہا کا یہہ قول ہے کہ جمعہ اور دیگر صلوات قیود و شرائط مین مساوی ہین اکابر امت مین سے تحقیقی طور پر ایک دو کا بھی پورا موافق نکلنا دشوار ہے پھر ایسے قول پر کسیکے مذہب کو باطل کہنا اور بے بنیاد خیال کرنا خیالی پلاؤ سے کبھی زیادہ وقعت نہین رکھ سکتا اسلئے برعایت فہم و انصاف دربارہ مذہب حنفیہ جو کچھ طعن و تشنیع کیا جاتا ہے تمام جمہور امت تلک اوسکی نوبت پہونچتی ہے افسوس ؎ شعر
وہ لوگ تمنے ایک ہی شوخی مین کھو دئے ؎ پیدا کئے فلک نے جو تھے خاک چھان کے - غرض ہے تو یہی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رض نے محل اقامت جمعہ بڑی بڑی بستیون کو قرار دیا ہے اور دیگر ائمہ اور علمانے اپنے اپنے استنباط کے موافق بڑی جماعت کے ساتھ ادائے جمعہ کو ضروری فرمایا ہے اونکے نزدیک چھوٹی بستی مین جمعہ درست نہین اور انکے نزدیک جماعت قلیلہ کے ساتھ جمعہ صحیح نہوگا باقی یہہ امر جدا رہا کہ کتنی آبادی اور کسقدر جماعت کو کبیر اور عظیم کہنا چاہیئے مگر یہہ کہنا کہ صلوۃ جمعہ اور دیگر صلوات مین بالکل مساوات ہے اور صحت جمعہ کے لئے کسی قسم کی تخصیصات نہین ایسی جماعت قلیلہ کا قول ہے کہ جمہور امت کے مقابلہ مین اون کے قول کو معمول بہا بنانا خود رائی اور عجائب پرستی سے خالی نہین معلوم ہوتا پھر اوسکی وجہ سے اورونکے مذہب کو امر شیطانی قرار دینا تو اہل انصاف خود سمجھ سکتے ہین کہ کسکا کام ہے - بالجملہ جب یہہ فتوی بعض صاحبون نے حضرت مطلع الانوار منبع الاسرار ذریعۂ مغفرت تہی دستان وسیلۂ نجات درماندگان رونق شریعت زینت طریقت سیدنا و مرشدنا مولانا الحافظ الحاج **رشید احمد** بارک اللہ فی رشدہ و ارشادہ کی خدمت مین بھیجا تو حضرت مولانا نے باوجود ضعف و معذوری و کثرت مشاغل مطابق مذہب حنفیہ فتوی مذکور کا جواب لکھوا دیا اور فضول اور بیباکانہ کلمات کے جواب کی طرف اصلا توجہ نہین فرمائی چنانچہ اوثق العری اوسکا نام تجویز ہوکر کسی نے طبع بھی کرا دیا - یہہ بدنام کنندۂ نکو نامی چند بھی اوسکے مطالعہ سے اپنی لیاقت کے موافق بہرہ اندوز ہوا غالبا بہت سے حضرات اس ناکارہ کو حبک الشیء یعمی ویصم کا مصداق بنا کر میرے قول کو غیر معتبر فرماوین تو تعجب نہین - سو چونکہ یہہ کور و کر ہونا میرے خیال کے مطابق ہزار بینائی اور صد ہزار شنوائی سے افضل و انفع ہے اسلئے اگر کوئی اس بے بضاعت کیطرف حسن ظن کر کے بھی ایسا خیال کرے تو مین خواہ مخواہ بھی فخر و مسرت کے ساتھ اوسکو سننا چاہتا ہون و نعم ما قیل ع [illegible] العذول بواد-
مگر جب یہہ دیکھتا ہون کہ رسالۂ مذکور مجھ جیسے کی توصیف کا کسیطرح محتاج نہین بلکہ بحسب ارشاد عارف ع
مادح خورشید مداح خود است - اپنی خودستائی سے خالی نہین تو اسلئے اوسکی توصیف و تحسین سے خود محجوب ہوتا ہون ہان محض بنظر حق گوئی اسقدر عرض کرتا ہون کہ بحث معلوم ہیون رسالہ موصوف نہایت قابل قدر اور لائق قبول ہے مصنف علامہ سلمہ نے بروایات صحیحہ اپنے مدعی کو ایسا محقق فرما دیا ہے کہ اہل فہم و انصاف کو گنجایش انکار نہین

اس قاصر النظر نے چند کتب مثل زاد المعاد نیل الاوطار فتح الباری وغیرہ دیکھین اور موافقین کی چند کتب بھی دیکھی ہین مگر یون معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات موافقین ومخالفین کی نظر کو آخر تلک پہونچنے کی نوبت غالباً نہ آئی ورنہ مجھ ظاہر بین کے نزدیک ایسا امر نہ تھا کہ اس سے بحث نہ کیجاتی نہ شوافع اور اہل ظاہر نے اوسکی کچھہ تحقیق اور جواب کیطرف توجہ فرمائی نہ علمائے احناف نے موقع استدلال مین ان روایات کی پوری تفصیل وتحقیق کی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ الغرض رسالہ معلومہ مین بذریعہ روایات صحیحہ یہہ امر صاف طور پر ثابت کردیا کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام زمانہ نبوت مین کہین جمعہ کا قری مین ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور حدیث قوی سے بھی قری مین جمعہ کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور امر ثانی کو سب علمائے احناف نے بھی اپنی مصنفات مین ذکر کیا ہے اور مخالفین نے بھی اسپر بحث کی ہے مگر امر اول کیطرف ان حضرات کا توجہ فرمانا اور اوسکی تحقیق یا تردید کرنا کتب متداولہ مین کہین نظر سے نگذرا تھا اب ان دونون امرون کی اجتماع سے استدلال حنفیہ کی تقویت کا حال چشم بد دور کچھہ اور ہی ہوگیا جسکی وجہ سے ہمکو بھی اہل انصاف سے تحسین وتسلیم کی امید تھی مگر تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل شاید عالم مین مابین فہم اور انصاف انفصال بطریق مانعۃ الجمع ہورہا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علمائے حدیث واہل ظاہرین سے رسالہ مذکور کا جواب دو صاحبون نے تحریر فرمایا ایک مولوی محمد سعید صاحب پنجابی ثم البنارسی دوسرے جناب مولوی محمد علی صاحب ابو المکارم ساکن مؤ ضلع اعظم گڈھ جنکے حال سے بندہ بالکل ناواقف ہے مگر یہہ ہردو مجیب اپنے رسائل مین تحریر فرماتے ہین کہ حسب ارشاد جناب مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق ہمنے جواب لکھنا شروع کیا اور ان مولانا ابو الطیب کو ایک صاحب رئیس المحدثین اور دوسرے مجتہد مطلق کے لقب سے یاد فرماتے ہین جس سے صاف سمجھہ مین آتا ہے کہ رسائل مذکورہ مین اگر اونکی اصلاح وترمیم کی نوبت نہ آئی ہو تو یہہ ضرور ہے کہ انھون نے منجملہ اہل حدیث زمانہ حال ان ہردو صاحبون کو منتخب فرماکر اس خدمت پر مامور کیا وکفی بہ فخرا۔ اسلئے ہمکو بھی یہہ خیال ہوا کہ یہہ ہردو رسالہ ضرور قابل دید ہونگے اور ان سے بہتر شاید اور کوئی نہ لکھہ سکے چنانچہ اسی شوق مین ہردو رسالہ کا مطالعہ کیا مگر کیا عرض کرون اونکے مطالعہ سے اوثق العری کا اسم بامسمی ہونا اور بھی دلنشین ہوگیا اور بلا ارادہ لاانفصام لہا زبان پر آیا اور یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ حبک الشئ یعمی ویصم تو حضرت سید المرسلین کا ارشاد ہے ہی مگر بغضک الشئ یعمی ویصم بھی غلط نہین مگر تعجب یہہ ہے کہ ان ہردو رسائل کو دیکھکر اس ہیچمدان کو بھی خود بخود شوق تحریر جواب دامنگیر ہوا اور ہردو حضرات منتخب فرمودۂ رئیس المحدثین ومجتہد مطلق کے جواب مین بسم اللہ کہکر بلا تامل قلم ہاتھہ مین لے بیٹھا حالانکہ اپنی ہیچمدانی کے علاوہ جب یہہ خیال کرتا ہون کہ اہل علم وفہم کے نزدیک ان جوابون سے

انشاء اللہ اوثق العری مین کوئی ضعف پیدا نہین ہوا اور نہ مجھ جیسے کی تائید کی کوئی حاجة نہ کسی بڑے چھوٹے نے مجکو اس کام کے قابل خیال فرماکر مجبور یا مامور کیا تو کوئی وجہ وجیہ شوق تحریر جواب کی سمجھہ مین نہین آتی ہان حق تعالی کی رحمت جس سے کوئی برا بھلا مایوس نہین ہوسکتا اوسکا متوقع اگرچہ ناکارہ بھی ہو تو بیجا نہین الحاصل بندہ کے اس شوق کا مبنی اگر کوئی امر مذموم ہے جیساکہ میرے حال کے مناسب ہے تو اوسکو مبنی ومن الشیطان سمجھنا چاہئے اور اگر کوئی امر محمود ہے جیساکہ وسعت رحمت حق تعالی کی لایق ہے تو ذلک فضل اللہ کہنا چاہئے مگر حسن ظن چونکہ اہل علم وفضل کے مناسب حال ہے اسلئے ضرور ہے کہ میری معروضات کو فہم و انصاف کے ساتھ مطالعہ فرماوین اللھم انی اعوذ بک من ان اضل او اضل او ازل او ازل او اظلم او اظلم او اجھل او یجھل علی اسکے بعد یہہ امر قابل عرض ہے کہ مولوی محمد سعید صاحب اور مولوی ابو المکارم صاحب کے جواب مین صرف اتنا تفاوت ہے کہ مجیب اول نے اوثق العری کا جواب بالاستقلال تحریر فرمایا اور مجیب ثانی نے مولانا ظہیر احسن صاحب شوق کے رسالہ کا جواوبھون نے اسی بحث مین تحریر فرمایا تھا اور اصل مضمون مین اوثق العری کے موافق تھا جواب تحریر فرمایا اور اخیر مین بالاجمال اوثق العری کے دلائل پر نکتہ چینی کی ہے اسلئے ہم بھی مناسب سمجھتے ہین کہ مولوی محمد سعید صاحب کے رسالہ کا جواب مستقل طور پر لکھا جائے اور اوسکے ذیل مین حسب موقع مولانا ابو المکارم کے استدلالات واعتراضات کی کیفیت بھی بیان کردی جائے واللہ الموفق والمعین۔

جواب تمہید رسالہ اوثق العری

مولوی محمد سعید صاحب حمد وصلوۃ کے بعد تحریر فرماتے ہین کہ ہمنے رسالہ اوثق العری کو جو بغور تمام دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا سے سخت غلطی ہوئی اور مولانا کی شان سے بالکل خلاف ہے کہ ایسی جزئیات مسائل کے پیچھے پڑکر بدنام ہون انتہی بخلاصتہ۔ مولوی صاحب۔ قصور معاف نہ آپنے اوثق العری کو بغور تمام ملاحظہ فرمایا اور نہ حضرت مولانا سے بحمد اللہ غلطی ہوئی چہ جائیکہ سخت اور نہ تحقیق مسائل حضرت مولانا کے خلاف شان اور نہ اسمین خدام مولانا کی بدنامی ان امور سے آپ بالکل مطمئن رہین اصلا کسی قسم کا اندیشہ نفرماوین البتہ ہمکو یہہ خلجان ہے کہ مولوی محمد سعید صاحب عالم عامل بالحدیث ہوکر ایسے کذب صریح کے مرتکب ہون یہہ قیامت نہین تو پھر کیا ہے ہان شاید انھون نے اوثق العری کو غور سے ندیکھا ہو فقط اعتبار بڑھانیکو یہہ لکھدیا ہو بموجب ارشاد عارف شعر چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد * صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد۔ تعصب وعناد اس برعکسی اور غلط کاری کا سبب ہوا ہو۔ یا مصلحۃ بوجہ تعلق تضاد بجائے صواب غلطی اور بجائے مناسب شان خلاف شان اور بجائے مقبولیت ونیکنامی بدنامی بطریق مجاز تحریر فرمایا ہو بوجہ حسن ظن ہمکو یہہ خیالات گذرتے ہین واللہ اعلم بحال عبادہ ورنہ جاہل بھی تحقیق مسائل کو موجب

بدنامی و خلاف شان علماے ؛ خادم نہ کھیگا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے نہایت درست فرمایا ہے شعر
نورگیتی فروز چشمۂ ہور ؛ زشت باشد بہ چشم موشک کور۔ خدا کی قدرت ہے کہ مجیب اور اوسکے ہم
مشرب الا ماشاء اللہ محض بہ نیت مراو جدال و سب و شتم انکا برملا ؛ تعمر انہین اختلافات جزئیہ
کی تحریر و تقریر مین منہمک رہین اور اسی امر کو باعث فخر اور مبلغ کمال تصور فرماوین اور اگر کوئی عالم مقبول
محض بنظر اتفاق حق و حمایت اکابر نصوص صحیحہ سے کسی مسئلہ کی تحقیق کرے تو اوسنے سخت غلطی کی اور
بدنام ہوگیا نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ اسکے بعد مجیب بنارسی یہہ شکایت فرماتے
ہین کہ ہمنے کبھی نہ سنا کہ مولانا نے مبتدعین کے اوپر کبھی قلم اوٹھایا ہو جب دیکھا سنا تو یہی کہ اہل حدیث
کے پیچھے پڑے رہتے ہین حالانکہ مبتدعین مشرکین زہوم و باہم سے انکا جواب لکھہ رہے ہین اور کسی حرج کی
بیباکی اور سخت کلامی سے دریغ نہین کرتے حتی کہ حضرت مولانا کے خدام تلک اس پوچھاڑ کی نوبت
پہنچاتے ہین جسکو اس امر مین شک ہو وہ رسالہ ازالۃ الخفا رفی علم المجتبی کو ملاحظہ کرکے ہماری بات
کی تصدیق کرلی انتہی بمضمونہ۔ مولوی صاحب۔ جن کو آپ مبتدعین مشرکین تحریر فرماتے ہین اگرچہ اونکے
فساد عقاید مین کسیطرح کا خفا نہین اور احداث فی الدین مین یقیناً وہ بڑہے ہوئے ہین لیکن بنظر انصاف نعق
آخر ہذہ الامۃ اولہا مین اونکا نمبر دویم ہے جسکی وجہ سے جو کوئی کسیکو ترجیح دے گنجایش معلوم ہوتی ہے مگر
واقعی امر یہہ ہے کہ آپکی یہہ شکایت بیجا ہے اور عجب نہین جو آپ بھی اسکے بیجا اور غلط ہونیکو سمجھ ہوے ہون
مگر اسکا کیا علاج کہ جو تکلیف اپنے اوپر گذرتی ہے اوسکا احساس ہمیشہ اور دونکی تکالیف سے بڑہا رہتا ہے۔
حق یہہ ہے کہ حضرت مولانا کی تحریرین اور اقوال اگر آپ دیکھین اور سنین گے تو آپ خود اقرار کرلینگے کہ حضرت
مولانا کا رد و انکار کماً اور کیفاً ہر طرح اوسیطرف بڑہا ہوا ہے آپتو ماشاء اللہ عاقل ہین اگر آپ صرف مبتدعین
کے اوس ہی غیظ و غضب کو بنظر فہم ملاحظہ فرماینگے جسکو بحوالہ ازالۃ الخفا نقل کرتے ہو تو آپ سمجھہ سکتے ہین
کہ حسب قاعدہ بے ستائے کوئی روتا ہے کہین ضرور اون کو کوئی اذیت و کلفت ایسی پہنچے ہے کہ جسکی
وجہ سے ان پاجیانہ اور جاہلانہ کلمات تلک کی نوبت آئی میرے خیال مین تو اہل بدع کو بعد حضرت مولانا محمد
اسمعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ کسی سے ایسی کوفت نہ ہوئی ہوگی جیسی حضرت مولانا سے اگر ہمارا یقین
نہ ہو تو اہل بدع سے تحقیق فرمالیوین اور اگر کسی صاحب کو مزید تحقیق کا شوق ہو تو کچھ عرصہ کے لئے مبتدعین
کے ہم مشربی اختیار فرماکر مولانا اور خدام مولانا کے حسن سلوک کا موازنہ کرلین مگر چونکہ ارشاد ترکہ الحق ومالہ
صدیق حمیم حضرت مولانا کے مطابق حال ہے ادہر حضرت مولانا کے خلاف کا مبنی لبغض فی اللہ ہے جسکی وجہ سے
عتاب اہل حق نمونہ قہر الہی سمجھنا چاہیے اسلئے غالباً ہر فریق مخالف یہی خیال کررہا ہے کہ میری برابر کسی سے

خرافات اور کسی پر نظر عتاب نہین اگر یہ وجہ ہے تو سمجہہ لیجئے ہمکو بھی کچھہ عرض کرنیکی حاجت نہین - آخر مین ہم مجیب
منصف سے یہ پوچھنا چاہتے ہین کہ آپکی اور آپکے جملہ ہم مشرب کی اس زمانہ مین جسقدر تصنیفات
اور اشتہارات ہین اون سبکو جمع کرکے آپ ہی ایمان سے فرماد یوین کہ کتنا حصہ مقلدین کے مقابلہ
مین ہے اور کسقدر بیتد عین کے رد مین اور باہم موازنہ کرکے کچھہ تو شرمائیے اور اس شکایت بیجا سے باز آئیے
ایک ازالۃ الخفا کا جواب لکھکر آپ پہولے نہین سماتے جسکا جواب بعض خدام مولانا کیطرف سے بھی مطبوع
ہوچکا ہے اسی خوبی پر شکایت اونکی بیجا ہے کہ جنکی بدولت اہل بدع کی فریاد وزاری عجم سے عرب تلک
پہنچ چکی ہے افسوس شعر تا کے ملامت خرد اشکبار من ٭ یکبار ہم نصیحت چشم کبود خویش - اس فضول اور
بیجا شکایت کے بعد مجیب موصوف کچھ احسان بہی دبانا اور دہمکانا چاہتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہمکو چونکہ
حضرت مولانا سے حسن ظن ہے اسلئے مولانا کی تحریرون کے جواب مین ہم پہلوتہی کرتے رہے مگر جب یہ دیکہا کہ ہمارے
شیخ الکل حجۃ السلف والخلف مولانا سید محمد نذیر حسین کی تحریر مصدقہ پر آپ نے ہاتھ صاف کیا ہے اور اوسکی
وجہ سے ایک فتنہ برپا ہو رہا ہے لہذا حسب تحریک بعض حضرات ہمکو جواب لکھنا مناسب معلوم ہوا - مولانا -
اگرچہ آپکے حسن ظن کی کیفیت تو ہر ایک عاقل آپ ہی کے اس ارشاد سے خوب سمجہہ سکتا ہے کہ آپ کھلم کہلا
مذہب امام ابو حنیفہ رح کو فتنہ فرما رہے ہین مگر ہم اسپر بھی یہی عرض کرتے ہین ع عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت
است - آپکو یہ معلوم نہین کہ حضرت مولانا جو کچھ تحریر فرماتے ہین اوسکا مبنی محض احقاق حق اور حمایت احکام شرعیہ
ہوتا ہے کسی کی عداوت یا رعایت اوسکا منشا نہین ہوتا اور آپکے یہان معاملہ بالعکس معلوم ہوتا ہے
چنانچہ آپکی عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ الکل کے خلاف پر آپکو یہ جوش پیدا ہوا ہے ع
بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - آپ نے حضرت مولانا کی تحقیق کو اپنی تحریر پر قیاس فرمایا اسلئے یہ
یقین کر بیٹھے کہ حضرت مولانا کو شیخ الکل پر ہاتھ صاف کرنا مقصود ہے - پس پھر کیا تھا آپے سے باہر ہوئے
کہ اپنی مقدار اور حقیقت کو بھی بھول گئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ - مولانا ہم اول تو آپکو بنظر نصیحت مخلصانہ
عارف کا قول سنائے دیتے ہین ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر - بعدہ یہ گذارش ہے کہ اگر حضرت مولانا
کے احوال سے آپ غافل یا متغافل ہین تو یہ تو دیکہہ لینا تہا کہ حضرت مولانا کی تحریر مین کسی پر خاص طور سے
رد ہے یا نہین - نہ آپکے شیخ الکل کا مذکور - محض اپنے مذہب کی تحقیق ہے جسکی وجہ غالبًا یہ پیش آئی کہ مستفتی
جیسا اہل حدیث کے روبرو پیش کرکے جواب فتوی کا طالب ہوا اسی طرح حضرت مولانا کی خدمت مین استفتا
پیش کیا گیا مولانا سلمہ نے جو امر حق تہا لکھوا دیا اور چونکہ یہ امر معلوم تھا کہ اہل حدیث حضرت امام پر زیادہ طعن
وتشنیع کر رہے ہین اسلئے چند روایات صحیحہ سے اوسکی توثیق مناسب معلوم ہوئی کہ اہل فہم اگر تسلیم بھی

نکریں گے تو طعن بیجا سے تو ضرور باز رہیں گے اور جو کچھ الفاظ لعن وطعن محدثین کی تحریرین تھی اون سے ایسا بالکلیہ اعراض فرمایا کہ اونپر لاحول پڑھ لی ہو تو پڑھ لی ہو ورنہ اس سے زیادہ کچھ بھی نہین کیا رسالہ موجود ہے ملاحظہ فرما لیجئے مگر تماشا ہے کہ آپ اسکی داد تو کیا دیتے اولٹا لڑنیکو موجود ہین کہ شیخ الکل پر کیون ہاتھ صاف کیا تو اب جناب کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حنفی شافعی وغیرہ شیخ الکل کے فتوی کے خلاف ہرگز کسی سائل و مستفتی کو مسئلہ نہ بتلاوے بلکہ جواب سے پہلے یہ تحقیق کر لیا کرے کہ شیخ الکل کا اسبارہ مین کیا ارشاد ہے نعوذ باللہ من الجہل والغباوۃ - اس ناز بیجا کی کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی اگر ہمارے علامہ مجیب پنجابی الاصل نہ ہوتے تو ہمکو بہت ہی تحیر و تعجب ہوتا افسوس صد افسوس کہ مجیب کے ہم مشرب مذہب امام کو خبط شیطانی بتائین اور مجیب کے کان پر جون نہ چلے - اور اگر کوئی اونکی بیہودہ گوئیون پر صبر جمیل کرکے نصوص صحیحہ سے فقط اپنے مذہب کی تحقیق و توثیق بیان کرے تو دیدہ آنکھین نکالنے کو موجود کیا ایمانداری اور انصاف پرستی اسیکا نام ہے عاملین بالحدیث کے رسائل و اشتہارات ہمیشہ کثرت سے شائع ہوتے رہتے ہین مگر مولانا کو اصلا فکر اور توجہ بھی نہین ہوتی یہی وجہ ہے کہ کوئی صاحب ایک نظیر بھی ایسی نہین دکھلا سکتے کہ حضرت مولانا نے عامل بالحدیث کے کسی رسالہ کی تردید مین قلم اوٹھایا ہو - البتہ جو سوالات و استفتا بغرض تحقیق مسایل مولانا کی خدمت مین آتے رہتے ہین اونکے جوابات محض بنظر ہدایت و احقاق حق بلا رعایت دیے جاتے ہین کسی کے موافق ہون یا مخالف اور اونمین سے بعض جوابات حسب مصلحت بعض حضرات طبع بھی کرا دیتے ہین چنانچہ اوثق العری جسپر حضرت مجیب کو جوش آ رہا ہے اسکے تحریر کی بھی یہی وجہ ہوئی مگر ہم خوب سمجھتے ہین کہ مجیب کو حضرت مولانا کی دو تحریرین جنکے بعد دیگرے کچھ عرصہ گذرا کہ مطبوع و مشتہر ہو چکی ہین اور ہمنے سنا ہے کہ بعض اہل حدیث منصف مزاج بھی اونکو پسند کرتے ہین بوجہ تعصب وغیرہ وغیرہ کھٹک رہی ہین اول سبیل الرشاد جس مین چند مسائل مختلف فیہ مثل رفع یدین و قراۃ فاتحہ وغیرہ کی تفصیل ہے اور بلا بیان وجوہ ترجیح ہر ایک مذہب کا ماخذ نصوص مین سے بتلا دیا گیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ مذاہب ائمہ مین ہر مذہب حدیث سے ماخوذ ہے کسی پر طعن و ملامت نہ کرنا چاہیئے یہ امر جدا ہے کہ ہر صاحب مذہب نے اپنی اپنی فہم اور استنباط کے موافق توفیق روایات اور عمل بالاحادیث مین جو امر ارجح سمجھا اسکو معمول بہا بنایا اور اوسکے موافق جملہ روایات کو منطبق کرنے مین سعی فرمائی دوسرا رسالہ الرای النجیح فی عدد رکعات التراویح ہے جس مین نہایت انصاف و تحقیق کے موافق روایات احادیث کو جمع فرما کر یہ بات ثابت کر دی ہے کہ گو بعض وجوہ سے مذہب جمہور ائمہ بیشک اولی بالاتباع اور احق بالقبول اور ارجح ہے - مگر جس مذہب کو دربارہ عدد رکعات تراویح علمائے اہل سنت مین سے کسی نے معمول بہا بنایا - وہ مخالف مذہب ہرگز

نہین بلکہ سب تابع حکم حدیث اور عامل بالسنۃ ہین ان تحریرون کی بناپر ہمارے مجیب یہ فرمارہے ہین کہ جب دیکھا سنا تو یہی کہ حضرت مولانا اہل حدیث کے پیچھے پڑے رہتے ہین - اجی صاحب نہ فرمایئے کہ اہل حدیث کے پیچھے پڑے رہتے ہین بلکہ یہ فرمایئے کہ آپ جیسے اہل حدیث خواہ مخواہ آگے آکر کھڑے ہوجاتے ہین بنابرین حضرت مولانا کی یہ تحقیقات جیسی متعصبین اہل حدیث کو مخالف نظر آتے ہین ایسے ہی متعصبین مقلدین کو بھی بالکل مخالف معلوم ہوتے ہین - آپ کیون خواہ مخواہ سبکی بلا اپنے سر لیئے لیتے ہین حضرت مجیب اور اونکے امثال اگر تعصب سے یکسو ہوکر بنظر فہم و انصاف ان تحریرون کو ملاحظہ فرماتے تو اس قسم کی شکایات بیجا ہرگز نہ فرماتے بلکہ تسلیم یا تحسین فرمانے کو موجود ہوتے مگر ع ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است - کا کوئی علاج نہین آپکی باتین سنکر یہ خوب محقق ہوگیا کہ آپ کے یہان مبلغ کمال و فہم تحقیق و اجتہاد وغیرہ صرف یہی امر ہے کہ دیگر مذاہب پر جہانتک ہوسکے وجہ بیوجہ طعن و تشنیع مین کمی نہ کیجائے اور آپکے خیال کے خلاف کوئی صاحب درایۃ کیسی ہی عمدہ اور لطیف بات نکالی اوسکا رد و انکار کرنا ضرور ہے سو اسلیئے آپ سے تو امید انصاف رکھنا خیال باطل ہے ہان عالم آباد ہے فقط اس امید پر ہم بھی خامہ فرسائی کرنا چاہتے ہین کہ آپ نہ سہی مگر جو حضرات جوہر فہم و انصاف رکھتے ہین شاید متنبہ ہوجائین اور اپنے کسی خیال سے باز آئین ویفعل اللہ ما یشاء -

جاننا چاہیئے کہ مجیب بنارسی نے اپنے رسالہ کا نام کسر العری باقامۃ الجمعہ فی القری تجویز کیا ہے - جس سے علاوہ اور امور کی تہذیب بھی کمال درجہ کی معلوم ہوتی ہے سو اون کے جواب مین ہمارا بھی دل چاہتا تھا کہ اپنے رسالہ کا نام الخطم[۱] البری لمن یکسر اوثق العری تجویز کرین مگر ہمنے اس فضول امر سے قطع نظر کرکے اس خیال سے کہ مقصود اس رسالہ سے صرف مطالب اوثق العری کی توضیح و تشریح کرنی منظور ہے تاکہ ادنی فہیم بھی ہمارے مجیب کی مواخذات کی حقیقت سمجھ جائے اس رسالہ کا نام احسن القری فی توضیح اوثق العری رکھا ہو حسبی و نعم الوکیل -

۱؎ اسلیئے شریر بیل یا اونٹ جو بہت سی رسیان توڑتا ہو نکیل سے قابو مین آجاتا ہے -

تمت الدیباچہ

ہو الفتاح العلیم

حضرت مولانا نے شروع رسالہ مین جو دو صفحہ پر مضمون تحریر فرمایا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ روایات معتبرہ صحیحہ اور اقوال اور مسلمات علماء اعلام سے یہ امر ثابت ہے کہ فرضیت نماز جمعہ مکہ معظمہ مین قبل ہجرت ہو چکی تھی مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ مین بسبب غلبہ کفار اقامت جمعہ کی قدرت نہ تھی لہذا اقامت جمعہ سے معذور رہے لیکن اہل مدینہ کو آپ نے اقامت جمعہ کا امر فرمایا تہا اور حسب الحکم آپکے مدینہ طیبہ مین تا مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر جمعہ جاری رہا اور آیۃ جمعہ جس سے فرضیت جمعہ ثابت ہوتی ہے اوسکا نزول فرضیت جمعہ سے ایک عرصہ کے بعد ہوا ہے اور اسکے بعد جب آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو اول آپ کا نزول قبا مین پیر کے روز ہوا اور وہان چودہ روز قیام فرمایا اگرچہ عدد ایام اقامت مین اختلاف ہے مگر اصح الکتب یعنی بخاری مین چودہ یوم کی روایت جو مذکور ہے وہ سب سے راجح ہے سو ان چودہ روز مین آپکو قبا مین دو جمعہ پیش آئے اور بعض روایات بخاری مین جو بیس روز ہین تو اب تین جمعہ ماننے پڑینگے مگر آپ نے قبا مین اقامت جمعہ نفرمائی اور نہ اہل قبا کو امر اقامت جمعہ فرمایا نہ اسپر سرزنش کی کہ مدینہ مین برابر جمعہ ہوتا ہے تمنے اب تک جمعہ کیون نہین قایم کیا حالانکہ قبا اور دیگر عوالی مین مسلمان بکثرت موجود تھے مگر کسی وقت مین وہان جمعہ نہین پڑہا گیا چنانچہ بخاری وغیرہ کتب حدیث مین روایت ہے عن ابن عباس ان اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ لجمعۃ جمعت بجواثا قریۃ من قری البحرین - اس روایت صحیحہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عوالی و منازل مین جمعہ نہین ہوتا تہا ورنہ جواثا مین اولیت جمعہ جو روایت مذکور مین ہے غلط ہو جائیگی سو اگر ہر قریہ صغیرہ کبیرہ مین اقامت جمعہ فرض تھی تو پھر کیا وجہ کہ عوالی و منازل مین کبھی جمعہ نہوا جو صاحب مدعی وجوب جمعہ علی العموم ہین مصر و قریہ کی کوئی تخصیص نہین کرتے اونپر اسکا جواب واجب ہے (انتہے) - اور اس تقریر کے ذیل مین حضرت مولانا نے ہر ایک امر کے ثبوت کے لئے چند روایات حدیث عبارات کتب نقل فرمائی ہین جسکو منظور ہو اوثق العری کو دیکھ لے - ہمنے محض بغرض سہولت فہم مولانا کے استدلال کا خلاصہ عرض کر دیا ہے اب ہم اون امور کو کہ جن پر معترضین نے مواخذات کئے ہین مع مواخذات معترضین اور اونکے جوابات کے بالتفصیل عرض کرتے ہین - اوثق العری مین اس امر کے ثبوت کے لئے کہ فرضیت جمعہ مکہ مکرمہ مین قبل ہجرت ہو چکی تھی اور بسبب غلبہ کفار وہان اقامت جمعہ کی آپکو نوبت نہ آئی تھی لیکن اہل مدینہ کو آپ نے بذریعہ تحریر ادائے جمعہ کا امر فرما دیا تہا اور اہل مدینہ نے آپکی ہجرت فرمانے سے پہلے ہی آپکے ارشاد کے موجب جمعہ ادا کیا یہ عبارت منقول ہے (چنانچہ شوکانی نیل الاوطار مین فرماتے ہین وذلک ان الجمعۃ فرضت علی النبی صلی اللہ

علیہ وسلم ؓ ہو بمکۃ قبل الہجرۃ کما اخرجہ الطبرانی عن ابن عباس فلم تمکن من اقامتہا ھناک من اجل الکفار فلما ہاجر من ہاجر من اصحابہ الی المدینۃ کتب الیہم یامرہم ان یجمعوا فجمعوا) انتہے۔ واقعی یہ عبارت جملہ امور مذکورہ سابقہ پر کمال وضاحت کے ساتھ دال ہے لیکن ہر دو مجیب نے بزور قوت اجتہادیہ اس موقعہ پر چند مواخذات تحریر فرمائے ہین۔ محدث بنارسی تو چہوٹتے ہی فرماتے ہین۔ قولہ کیون میٔ لاتا آپنے تو یہ دعوی کیا تہا کہ روایات معتبرۂ صحیحہ سے فرضیت نماز جمعہ مکہ معظمہ مین قبل ہجرت ہوچکی تہی اور روایت ایک بہی نہ لکہی محض قاضی شوکانی کی عبارت پر اکتفا کیا وہ روایات صحیحہ کہان ہین فر ابتائیے تو (انتہی) مولوی سعید صاحب گہبرائے کی تو کوئی بات نہین ذرا صبر فرمائیے یہ بات تو مسلم ہے کہ جن سے تائید اور فریادرسی کی توقع ہوتی ہے اگر انہین کی طرف سے خلاف توقع نتا سلوک ہونے لگے تو بیشک نہایت کوفت اور دلشکنی پیش آتی ہے مگر مقتضاء انصاف یہ ہرگز نہین کہ آپ اس حالت ملال مین ہمکو بیوجہ ہمکائین اور جو بات آپکی آنکہونکے سامنے ظاہر و باہر موجود ہو اسکو بہی ملاحظہ نفرمائین ہمکو تو آپ کے انصاف اور حسن عقیدت سے یہ امید تہی کہ قاضی شوکانی کے ارشاد کو بہی علی الراس والعین رکہین گے چہ جائیکہ روایات متعددہ بہی اوسکے ساتھ صراحۃً مذکور ہون۔ اول تو آنکہین کہول کر روایت ابن عباس کو ملاحظہ فرمائیے جسکا حوالہ قاضی صاحب نے دیا ہے اور آپ نے بہی اسکو نقل کیا ہے دوسرے اوثق العری کو ملاحظہ فرمائیے کہ اسکے بعد نواب صدیق الحسن خان اور علامہ قسطلانی اور علامہ ابن حجر نے دارقطنی اور امام المغازی محمد ابن اسحاق وغیرہ کے حوالہ سے اس امر کو بیان کیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ مکہ مکرمہ مین حکم جمعہ نازل ہوا مگر بوجہ عذر غلبہ کفار اقامت جمعہ پر آپ قادر نہوئے مدینہ منورہ مین آپ نے پہنچتے ہی اقامت جمعہ فرمائی اسکے بعد روایت ابوداؤد جسکو ابن ماجہ اور حاکم اور امام احمد اور ابن حبان اور بیہقی نے بہی عبدالرحمن ابن کعب سے نقل کیا ہے۔ حضرت مولانا نے نقل فرمائی ہے جو اس امر مین نص صریح ہے کہ قبل تشریف آوری حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین اقامت جمعہ ہوئی۔ اوسکے بعد مین اتقان کی عبارت منقول ہے جسمین یہ جملہ صراحۃً موجود ہے فانہا مدنیۃ والجمعۃ فرضت بمکۃ۔ پہر اسکے بعد ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ الخ۔ پہر اسپر بہی مولوی محمد سعید صاحب تحریر فرماتے ہین کہ (روایت ایک بہی نہ لکہی محض قاضی شوکانی کی عبارت پر اکتفا کیا) ہمکو کمال تعجب ہے کہ یا المدیہا ت تو فقط آنکہونکے متعلق ہے عقل و تدبیر کی بہی حاجت نہین پہر ایسے صریح بدیہی امر کے انکار پر کیونکر جرت ہوئی اور اگر مجیب صاحب نے کسی مجبوری مین مبتلا ہوکر اپنی آنکہین بند بہی کرلین تو کیا تمام عالم کو وہ ایسا ہی سمجہہ گئے واقعی تعصب بہی نہایت پر زور چیز ہے جسکا اثر قلب سے اعضاء ظاہر تلک اسقدر نمایان ہوجاتا ہے۔ اب ہم سے حقیقۃ الامر سنئے کہ جب عبارت اوثق العری سے بحوالہ کتب معتبرہ یہ امر واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ حکم اقامت جمعہ مکہ مکرمہ مین قبل ہجرت وقبل نزول سورۃ جمعہ

نازل ہو چکا تھا حتی کہ تکیہ گاہ بے حجۃ خاتم المحدثین قاضی شوکانی اور [redacted] نواب صدیق الحسن خان صاحب
بھی اسکو تسلیم فرما چکے ہین تو اب ہمارے محدثین کو سخت خلجان پیش آیا کاش اگر قاضی صاحب اور نواب صاحب
حنفیہ کے اس استدلال پر مطلع ہو کر کوئی صورت دستگیری کی ضعیف قوی ارشاد فرما جاتے تو اس حالت
بیکسی مین شاید کچھ تخفیف پیدا ہو جاتی - مگر خوبی قسمت سے اب اسکا سب بوجھ ہمارے محدثین کے ذمہ پر آپڑا
سو اسکی تدبیر مولوی محمد سعید صاحب نے تو بحالت مجبوری بمقتضاء ملان آن باشد کہ چپ نشود یہ نکالی کہ
تھوڑی دیر کے لئے صداقت وغیرہ وغیرہ سے قطع نظر فرما کر دروغ مصلحت آمیز کو اختیار کیا اور یہ کہدیا (کہ روایت
ایک بھی نہ لکھی محض قاضی شوکانی کی عبارت پر اکتفا کیا) جسکی کیفیت مفصلاً عرض کر چکا ہون - اور مجیب ثانی
مولانا ابو المکارم نے یہ خیال فرمایا کہ یہ کہدینا کہ اوثق العری مین کوئی روایت مذکور نہین امر بدیہی اور مشاہد کا
انکار کرنا ہے اسلئے یہ چال اختیار کی کہ اول تو یہ کہا (کہ نماز جمعہ کی فرضیت قبل الہجرت صحیح نہین ہے اسواسطے
کہ سورہ جمعہ مدنی ہے اور اسکا آپکو بھی اقرار ہے انتہی) مگر اس دلیل پادر ہوا کا جواب یہی ہے کہ مولانا یہ بھی درست
کہ سورہ جمعہ مدنی ہے اور یہ بھی بجا کہ ہم اوسکے مدنی ہونیکے مقر ہین مگر یہ سمجھ مین نہ آیا کہ سورہ جمعہ کے مدنی ہونے
سے فرضیت جمعہ قبل الہجرت کیونکر غلط ہو گئی - کیا آپ کے نزدیک حکم اور نزول مین تقدم و تاخر غلط و باطل ہے
یا للعجب ولضیعۃ الادب - دیکھئے خدا خیر کرے اس مجبوری کی حالت مین کون کون سے امور مسلمہ محدثین اور
مفسرین کی تغلیط کرنی پڑتی ہے - پھر اسکے بعد مجیب ثانی تحریر فرماتے ہین (رہی یہ بات کہ نماز جمعہ بذریعہ وحی
مکہ مین فرض ہو چکی تھی صحیح نہین اور جن روایات سے آپ کا استدلال ہے اون روایات کا پتہ نہین تاکہ
دیکھا جاوے کہ وہ روایات قابل استدلال ہین یا نہین صاحب نیل الاوطار اور شراح بخاری نے جو روایت
بحوالہ دارقطنی نقل کی ہے نہ اسکے رجال مذکور نہ کسی محدث سے اسکی تصحیح منقول ہے نہ شارحین نے اوسکی صحت
ظاہر فرمائی لہذا استدلال ناتمام ہے انتہی ملخصاً) اقول بحول اللہ وقوتہ الحمد للہ مجیب ثانی نے صاف طور سے
یہ تو فرما دیا کہ روایت مذکورہ مین سے ہم کسی کی صحۃ کو تسلیم نہین کرتے مثل مجیب اول یہ تو نکیا کہ امر بدیہی سے
آنکھین بند کر کے اول تو یہ کہدیا (کہ روایت ایک بھی نہ لکھی محض قاضی شوکانی کی عبارت پر اکتفا کیا) حالانکہ روایات
متعددہ آنکھون کے سامنے موجود ہین اوسکے بعد نیل الاوطار کے حوالہ مین ایک خیالی بحث کر کے جسکا ذکر عنقریب
آنیوالا ہے آخر مین یہ جا کہا (حاصل کلام کا یہ ہے کہ حضرت نے روایات معتبرہ صحیحہ کا جو ادعا کیا تھا وہ غلط ہی کوئی
روایت صحیحہ اس بارہ مین نہین ہے) خیر یہ بات تو اہل فہم کو ظاہر ہو گئی کہ مولوی محمد سعید صاحب کو بھی قاضی
صاحب اور نواب صاحب وغیرہ کی بیان فرمودہ روایات کو غیر معتبر اور غیر مسلم فرمانا منظور ہے مگر کسی وجہ سے صاف
لکھتے ہوئے شرماتے ہین ع عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است - اور مولانا ابو المکارم نے کسیقدر صاف لفظون

ہین اس مضمون کو ادا فرمایا - سوا اور امور تو بالکل لغو اور فضول ہین مطلب کی بات صرف یہی ہے کہ ہر دو مجیب روایات منقولہ اوثق العری کو غیر معتبر فرماتے ہین جو مبلغ سعی ان حضرات کا ہوا کرتا ہے اسلیئے اسکے متعلق ہمکو بھی کچھ عرض کرنا ضروری ہے بگوش انصاف سنیئے - اول قابل گذارش یہ امر ہے کہ اوثق العری مین پانچ چار حوالہ کتب معتبرہ سے اس بارہ مین نقل کیئے ہین کہ حکم اقامت جمعہ مکہ مکرمہ مین قبل ہجرت ہو چکا تھا جنکو بالترتیب احقر بھی نقل کر چکا ہے اونکو ہر دو مجیب غیر معتبر اور غیر صحیح فرما کر عقب گذاری کرنا چاہتے ہین مگر مجیب ثانی مولانا ابو المکارم نے تو اتنی بات کہہ بھی دی کہ ہمکو اونکی سندین اور راویونکے رجال کا حال معلوم نہین اسلیئے اونکی صحت قابل تسلیم نہین اور قاضی صاحب اور نواب صاحب اور علامہ ابن حجر اور علامہ قسطلانی کا نقل فرمانا اس بارہ مین کافی تجویز ہوسکتا - اور مجیب اول کو تو اتنی بات کہنے مین بھی بخل ہوا اس مہارت اور تبحر پر تعجب ہے کہ ایک سند مین بھی صاف طور سے کسی قسم کا سقم اور ضعف بیان نکرسکے مگر چونکہ ان حضرات کو ایک مجبوری کی وجہ سے فقط دفع الوقتی کرنی منظور ہے اسلیئے ادھوری اور مجمل باتین کرنا کوئی تعجب نہین - لیکن ہمکو چونکہ ناظرین اہل انصاف پر حقیقۃ الامر واضح کرنا مقصود ہے اسلیئے عرض ہے کہ اوثق العری مین جسقدر ادلہ موجود ہین بحمد اللہ کوئی غیر معتبر نہین سب قابل احتجاج اور ضروری التسلیم اور معتبر ہین - تعصب سے یکسو ہوکر بنظر انصاف ملاحظہ فرمالیجیے - روایۃ عبد الرحمن بن کعب بن مالک جو بحوالہ ابوداؤد و ابن ماجہ منقول ہے اوسکی نسبت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہین - اخرجہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ وصححہ ابن خزیمہ وغیر واحد من حدیث کعب بن مالک - علامہ ابن قیم زاد المعاد مین بیہقی سے اس روایۃ کی نسبت نقل کرتے ہین و ہذا حدیث حسن صحیح الاسناد - قاضی صاحب نیل الاوطار مین فرماتے ہین الحدیث اخرجہ ایضا ابن حبان والبیہقی وصححہ قال الحافظ و اسنادہ حسن - ان اعلام محدثین کی اسقدر تصریحات کے بعد ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ادنی منصف فہیم بھی اس روایۃ کے معتبر اور صحیح ہونے مین متامل ہو - البتہ الضرورات تبیح المحظورات کا قصہ ہی جدا ہے اور تماشا یہ ہے کہ خود مجیب بھی صفحہ آٹھہ پر تحریر فرماتے ہین کہ عبد الرحمن بن کعب کی روایت قوی ہے اور صفحہ پانچ پر اوسکی تصحیح نقل کرتے ہین مگر ہماری بات کا جواب ندارد کما یجی مفصلاً - دوسری روایت جو بحوالہ ابوداؤد وغیرہ منقول ہے جس حوالہ کی آگے چلکر اپنے زعم مین مجیب اول تغلیط بھی کر رہے ہین کما سیاتی - اور وہ روایت یہ ہے جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ الخ الحدیث بروایت امام ابوداؤد اور عبد الرزاق اور عبد بن حمید کی ہے مگر یہ الفاظ جو یہان منقول ہین یہ الفاظ بعینہ عبد الرزاق اور عبد بن حمید کے ہین اور ابوداؤد کی روایت مین معنے موجود ہین اور الفاظ یہ نہین اور اوس سے وہی روایۃ کعب ابن مالک کی جو اوپر گذری مراد ہے کما سیاتی - سو اگر اس سے مراد ابوداؤد کی روایت لیجاوے تو اوسکی صحت ابھی منقول ہو چکی ہے اور عبد الرزاق اور عبد بن

حمید کی روایۃ لیتے ہو تو اوسکی نسبت حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہین ولہ شاہد للشافی ما رواہ عبد الرزاق باسناد صحیح عن محمد بن سیرین قال جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ الحدیث - قاضی صاحب نیل الاوطار مین فرماتے ہین وروی عبد بن حمید وعبد الرزاق عن محمد بن سیرین قال جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ الخ الحدیث ثم قال قال الحافظ ورجالہ ثقات الا انہ مرسل - ان حضرات کی تصریح سے اس روایۃ کی صحت صاف معلوم ہوگئی اور اگر کوئی صاحب یہ فرماوین کہ حضرت سے ہم مرسل ہی کو ضعیف وغیر معتبر سمجھتے ہین رجال سند معتبر ہون یا غیر معتبر تو اسکا جواب اول تو یہ ہے کہ مرسل ہمارے اور اکثر علماء متقدمین بلکہ متاخرین کے نزدیک مقبول ہے وہو مذہب ابو حنیفۃ ومالک ومن تبعہما وجمع من المحدثین الی قبول المرسل والاحتجاج بہ وہو روایۃ عن احمد وحکاہ النووی فی شرح المہذب عن کثیر من الفقہاء بل اکثرہم ونسبہ الغزالی الی الجمہور بل ادعی ابن جریر الطبری وابن الحاجب اجماع التابعین علی قبولہ والاحتجاج بہ اور اسپر بھی اگر کوئی صاحب یہ فرماوین کہ ہمارے نزدیک مذہب راجح یہی ہے کہ مرسل مطلقاً ضعیف ہے تو گو بروئے انصاف ہمارے صحۃ استدلال مین اس سے کوئی سقم نہین آسکتا مگر تبرعاً اوسکے دفعیہ مین ہم عبارت ابن حجر پیش کرتے ہین وہذا وان کان مرسلاً فلہ شاہد باسناد حسن اخرجہ احمد وابو داؤد وابن ماجۃ وصححہ ابن خزیمۃ وغیر واحد من حدیث کعب ابن مالک قال کان اول من صلی بنا الجمعۃ قبل مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ اسعد بن زرارۃ الحدیث - الحمد للہ کہ اس روایۃ منقولہ اوثق العری کی صحۃ بھی علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب کی تصریحات کی بموجب خوب ثابت ہوگئی اب لیجیے عبارت اتقان وہ یہ ہے - النوع الثانی عشر ما تاخر حکمہ عن نزولہ وما تاخر نزولہ عن حکمہ الی ان قال ومن امثلتہ ایضا آیۃ الجمعۃ فانہا مدنیۃ والجمعۃ فرضت بمکۃ الی آخر ما قال - سو یہ امر تو ظاہر ہے کہ علامہ سیوطی نے کوئی روایۃ بیان نہین کی جو اوسکی صحۃ بیان کرنیکی حاجۃ ہو البتہ یہ بات بدیہی ہے کہ علامہ موصوف کے نزدیک یہ امر محقق ومسلم ہے کہ فرضیت جمعہ قبل ہجرت مکہ معظمہ مین نازل ہو چکی تھی اور سورۃ جمعہ اوسکے بعد مدینہ منورہ مین نازل ہوئی جس سے یہ واضح ہوگیا کہ علامہ سیوطی کے نزدیک نزول فرضیت جمعہ مکہ مکرمہ مین صحیح اور ثابت ہے - اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ علامہ سیوطی کا کسی امر کو صحیح فرمانا ایسا نہین کہ بلا وجہ اور بے دلیل اوسکا انکار مسموع ہونیکے قابل سمجھا جاوے - اور جب یہ دیکھا جاوے کہ جمہور علماء مفسرین معتبرین اونکی موافقت فرما رہے ہین یعنی حکم اقامت جمعہ کو ہجرت اور نزول سورۃ جمعہ سے مقدم بتلاتے ہین تو پھر تو اوسکے تسلیم مین کوئی بھی متامل نہوگا - تفسیر بیضاوی - تفسیر خازن - معالم التنزیل - قنوی اور خفاجی اور شیخ زادہ حواشی بیضاوی وغیرہ وغیرہ کتب کو ملاحظہ فرمایئے کہ کسی نے بھی امر مذکور کا خلاف نہین کیا بلکہ سب حضرات ایک زبان ہو رہے ہین بلکہ ابن شہاب نے تو اس قصہ کو نقل فرما کر یہ بھی بیان کیا ہے - وبہ بلغنا ان صلوۃ مفروضۃ صلاہا

الناس قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم - اب نہایت تعجب خیز امر ہے کہ امام محی السنۃ اور سیوطی وغیرہ جیسے اکابر کی تصحیح وتسلیم بھی قابل قبول نہو اور بلا دلیل اوسکے انکار پر جرأت کیجاوے اور اسکے ساتھ جب اون روایات معتبرہ احادیث کو دیکھا جاوے جو اس بارہ مین منقول ہین تو پھر تو اسکے مقابلہ مین کچھ بھی لب کشائی کرنا سچ عرض کرتا ہون بالکل منہ چڑانا ہے جو اہل علم سے کسیطرح متوقع نہین - اب باقی رہی روایت ابن عباس جسکو بحوالہ دارقطنی وغیرہ علامہ ابن حجر اور قسطلانی اور قاضی شوکانی اور نواب صدیق الحسن خان نے اپنی اپنی تالیفات مین نقل فرمایا ہے اور جسکی نسبت مولانا ابو المکارم صاف لفظون مین تحریر فرماتے ہین کہ نہ اوس روایۃ کے الفاظ مذکور ہین نہ اوسکی رجال نہ کسی محدث سے اوسکی تصحیح منقول ہے نہ اون شارحین نے اوسکی صحت کو ظاہر فرمایا ہے - سو اوسکی نسبت اول تو یہ عرض ہے کہ کتب معتبرہ مین مصرح موجود ہے کہ نقل روایۃ کے بعد سکوت کرنا یعنی روایۃ پر کسی قسم کا طعن وجرح نکرنا اس امر کی دلیل ہے کہ ناقل کے نزدیک وہ روایۃ مقبول ہے وان سکتوا عن الرد بعد ما بلغھم روایۃ الحدیث فھو مقبول ایضا لان السکوت فی موضع الحاجۃ لا یحل الاعلی وجہ الرضا بالمسموع والمرئی فکان سکوتھم عن الرد دلیل التقریر اذ لو لم یکن کذلک لتطرقت نسبۃ التقصیر الیھم وانھم لم یتھموا بذلک انتھی اس سے معلوم ہوگیا کہ ایسے موقع پر سکوت بھی دلیل قبول اور قرینہ تسلیم ہے ورنہ ساکت متہم بہ تقصیر ہوگا جو اکابر کی نسبت خیال باطل ہے - صاحب مشکوۃ دیباچہ مشکوۃ مین امام محی السنۃ کی نسبت تحریر فرماتے ہین وان کان نقلہ وانہ من الثقات کالاسناد - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ثقہ کا بدون اسناد نقل کرنا مقبول ومعتبر ہے - چنانچہ صاحب مرقات اسکی شرح مین بیان فرماتے ہین - لان ہذا شان من اشتہرت امانتہ وعلمت عدالتہ وصیانتہ فیعول علی نقلہ وان تجرد عن اسناد الشی لمحلہ انتھے علاوہ ازین فتح الباری قسطلانی نیل الاوطار عون الباری مین روایۃ مذکورہ کو اپنے استدلال اور احتجاج کے موقع مین پیش کیا ہے نیل الاوطار کو ملاحظہ فرمالیجے کہ دربارہ اشتراط عدد اربعین قاضی صاحب شوافع کے جواب کے ذیل مین تحریر فرماتے ہین وذلک ان الجمعۃ فرضت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو بمکۃ قبل الھجرۃ کما اخرجہ الطبرانی عن ابن عباس الخ اور علامہ ابن حجر نے یہ فرمایا ہے کہ روایت ابن سیرین سے گویہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے جمعہ کو اختیار فرمایا مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی قبل الہجرت مکہ مین حکم جمعہ معلوم نہین ہوا تھا اب اسکے ثبوت کے لئے علامہ موصوف فرماتے ہین فقد ورد فیہ حدیث عن ابن عباس الخ - علی ہذا القیاس قسطلانی اور عون الباری کو ملاحظہ فرمالیجے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نقل محض سے بڑھکر ان صاحبون نے موقع احتجاج واستدلال مین روایۃ مذکورہ کو بیان کیا ہے - سو ان صاحبونکی طرف یہ خیال کرنا کہ اپنے استدلال

کے موقعہ مین ایسی روایت بیان فرمائی ہو کہ جو روایۃ خود انہین کے نزدیک لایق اعتبار اور احتجاج نہو نہایت غلطی وگستاخی ہے ہمسے پوچھیے تو ان صاحبون کا حدیث مذکور کو موقع احتجاج مین پیش فرمانا باعلی ندار یہ کہہ رہا ہے کہ حدیث موصوف اونکے نزدیک مقبول ومعتبر ہے مگر اسکا کیا علاج کہ آپ اسپر بھی یہی فرمارہے ہین کہ ان شارحین مین سے کسی سے اسکی تصحیح منقول نہین اسلئے یہ روایۃ مجہول ہے۔ معہذا علامہ ابن حجر اور قاضی شوکانی تو دربارہ نقل روایات نہایت محتاط بلکہ متشدد ہین دیکھیے علامہ ابن حجر نے اس موقعہ پر عبد الرزاق کے حوالہ سے روایۃ ابن سیرین کو نقل فرماکر وہذا وان کان مرسلا فلہ شاہد باسناد حسن الخ تحریر فرمایا ہے اور قاضی صاحب نے اس بحث مین بحوالہ طبرانی حدیث ابی مسعود نقل کرکر وفی اسنادہ صالح ابن ابی الاخضر وہو ضعیف فرمادیا ہے حالانکہ یہ تضعیف بھی متکلم فیہ ہے پھر ایسے حضرات کی نقل کی نسبت ایسے بے سروپا خیالات پیش کرکے اونکے منقولات کو ساقط الاعتبار قرار دینا کیونکر قابل قبول ہوسکتا ہے علاوہ ازین حافظ ابن حجر تلخیص مین فرماتے ہین۔ وروی الدارقطنی من طریق مغیرۃ بن عبد الرحمن عن مالک عن الزہری عن عبید اللہ عن ابن عباس قال اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ قبل ان یہاجر ولم یستطع ان یجمع بمکۃ فکتب الی مصعب بن عمیر اما بعد الخ۔ اور کسی قسم کی تضعیف نہین فرماتے الحاصل جملہ روایات منقولہ اوثق العری کا مقبول و معتبر ہونا محقق ہوگیا تو اب اپنے اغراض کیوجہ سے بلاوجہ وجیہہ اونکو مجہول فرمانا سخت ناانصافی وبے باکی ہے کتب معتبرہ کو ملاحظہ فرمالیجیے سب اکابر کا یہی ارشاد ہے کہ روایات غیر معتبرہ کا معتبر بنانا جیسا قبیح ہے ایسا ہی روایۃ معتبرہ کو غیر معتبر قرار دینا مذموم ہے۔ من کذب علی متعمدا جسقدر خوفناک امر ہے من کذب متعمدا بھی اوس سے کسیطرح کم نہین جب ان روایات معتبرہ اور اقوال صادقہ مسلمہ سے اہل انصاف پر خوب واضح ہوگیا کہ قبل الہجرۃ اہل مدینہ کو اقامت جمعہ کی نوبت آچکی تھی تو ہمکو اس بارہ مین زیادہ خامہ فرسائی کی اصلا حاجۃ نہین مگر محدثین زمانہ حال کی فہم وانصاف ظاہر کرنیکی غرض سے تبرعاً اتنا اور عرض کیے دیتے ہین کہ قاضی شوکانی بحوالہ طبرانی تحریر فرماتے ہین عن ابی مسعود الانصاری قال اول من قدم المدینۃ من المہاجرین مصعب بن عمیر وہو اول من جمع بہا یوم الجمعۃ قبل ان یقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہم اثنا عشر رجلا وفی اسنادہ صالح بن ابی الاخضر وہو ضعیف۔ مگر انکی تضعیف مین اختلاف ہے بعض اکابر انکی توثیق فرماتے ہین صاحب تقریب نے انکے بارہ مین قول فیصل ضعیف یعتبر بہ فرمایا ہے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ قاضی صاحب باوجود بیان تضعیف دربارہ عدم اشتراط عدد اربعین شوافع کے مقابلہ مین اس روایت سے استدلال لائے ہین علاوہ ازین مراسیل ابی داؤد مین اسکا شاہد موجود ہے۔ عن الزہری ان مصعب بن عمیر حین بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ جمع بہم وہم اثنا عشر رجلا

اور لیجیے علامہ ابن قیم نے زاد المعاد مین دربارہ ابتداء جمعہ ایک فصل مستقل تحریر فرمائی ہے علامہ موصوف بلا نکیر اس امر کے قائل ہین کہ قبل ہجرت مدینہ منورہ مین اقامت جمعہ ہوئی ان سب کے بعد یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اہل مغازی و سیر بالاتفاق اس امر کو نقل فرما رہے ہین کہ جمعہ قبل الہجرۃ مقرر ہوا اور حضرات مفسرین بھی برابر اسی امر کو نقل فرماتے ہین اگر ہم اون عبارات کو نقل کرین تو یقیناً ایک مستقل رسالہ ہو جاوے اور یہ بھی سب جانتے ہین کہ اتفاق اہل سیر اور بالخصوص امور تاریخی مین کسقدر واجب التسلیم اور قابل اعتبار ہے حتی کہ آپ حضرات تو بخاری شریف اصح الکتب کی روایۃ کو بھی اوسکے مقابلہ مین ترک کرنا جایز سمجھتے ہین کما سیجیٔ۔ آپ کی سمع خراشی تو بہت ہوئی مگر اسی کے ساتھ اتنا اور بھی سُن لیجیے کہ ہمارے پاس فتوی مطبوع موجود ہے جسپر آپکے حجۃ السلف و الخلف مولانا سید نذیر حسین اور مجتہد مطلق مولانا ابو الطیب شمس الحق اور مولانا عبد العزیز صاحب وغیرہ کی مواہیر ثبت ہین جسمین سب صاحبون نے اس امر کو تسلیم فرمایا ہے کہ قبل ہجرت مدینہ طیبہ مین اسعد بن زرارہ نے اقامت جمعہ کی اور بمقابلہ حنفیہ بزعم خود ان سب صاحبون نے روایت مذکورہ سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ ادا جمعہ کے لیے سلطان و قاضی و اجراء حدود و قصاص ہرگز شرط نہین مگر یہ کیا خبر تھی کہ خوبی قسمت سے یہی روایات مسلمہ حنفیہ کے مدعا پر حجۃ قوی اور استدلال لاجواب ہو جاوینگے بمقتضاے انصاف یہ امر کسقدر شرمناک ہے کہ روایات صحیحہ جو بلا نکیر اپنے اور اپنے معتقد علیہم کے نزدیک مسلم ہون بلا دلیل محض اپنے مشرب کی مخالفت کیوجہ سے اونکی تغلیط اور تضعیف کیجاوے جنکو متعصب اور تارک حدیث منہ بھر بھر کر کہا جاتا ہے حاشا و کلا جو وہ بھی ایسی خرافات کو پسند کرتے ہون مگر غضب یہ ہے کہ اتنا موقعہ بھی نظر نہین آتا کہ کوئی مایوس و مجبور قاضی شوکانی مدد سے کہکر ہی کسی قسم کی تسلی کر سکے پھر ایسی مجبوری مین اگر انکار و لانسلم سے بھی کام نلیا جاوے تو کیا حنفی بنجانا قبول کیا جائے۔ **شعر**
باگرسنگی قوت پرہیز نماند ✤ افلاس عنان از کف تقوی بستاند۔ اسکے بعد قابل گذارش یہ امر ہے کہ گو یہ صاحب صاف نہین فرماتے مگر بعض فقرون سے یون مفہوم ہوتا ہے کہ شاید اونکا یہ مطلب ہو کہ نماز جمعہ کا قبل ہجرت مدینہ طیبہ مین قایم ہونا تو مسلم مگر یہ اقامت محض باجتہاد صحابہ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کی نوبت نہ آئی تھی بلکہ آپ نے اوسی وقت امر فرمایا ہو جب آیۃ جمعہ نازل ہو چکی چنانچہ روایۃ مذکورہ اوثق العری بھی اسپر دال ہے کہ اقامت جمعہ باجتہاد صحابہ ہوئی و ہو ہذا۔ جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قبل ان تنزل الجمعۃ فقالت الانصار ان للیہود یوماً یجتمعون فیہ کل سبعۃ ایام و للنصاری کذلک فہلم فلنجعل یوماً نجتمع فیہ فنذکر اللہ تعالی و نصلی و نشکرہ فجعلوہ یوم العروبۃ و اجتمعوا الی اسعد بن زرارۃ فصلی بہم یومئذ و انزل اللہ بعد ذلک اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ الایۃ انتہے۔

تو اس صورت مین روایۃ اسعد بن زرارہ جسکو ابو داؤد و ابن ماجہ وغیرہ نے بروایت کعب بن مالک روایت کیا ہے کیسی ہی صحیح و قوی سہی مگر ان حضرات کو مضر ہوگی کیونکہ اوس روایت سے اسعد بن زرارہ کا فقط جمع قائم کرنا قبل الہجرت ثابت ہوتا ہے آپکے ارشاد سے اقامت جمعہ ہونیکا پتہ بھی نہین جو اونکے مخالف سمجھا جاوے اور فرضیت جمعہ قبل ہجرت ثابت ہو۔ سو اسکا ایک جواب تو یہی ہے کہ روایت اقامت جمعہ فی جواثا مین جو بعض نے یہ احتمال نکالا کہ اسمین اقامت جمعہ فی جواثا بامر رسول علیہ السلام مصرح مذکور نہین تو اسکا جواب آپ کے حجۃ السلف والخلف اسی استفتا مین یہ دیتے ہین کہ (اور امور معلومہ ظاہرہ سے ہے کہ عبد القیس نے بغیر امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقامت جمعہ نہین کیا از انکہ عادۃ اصحابہ کرام سے یہ ہے کہ کوئی فعل بغیر امر شارع کے نہین کیا کرتے خصوصًا زمانہ نزول وحی مین اور خصوصًا ابتداء اسلام مین) اور علامہ ابن حجر اور قاضی شوکانی تحریر فرماتے ہین ان الظاہر ان عبد القیس لم یجمعوا الا بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما عرف من عادۃ الصحابۃ من عدم الاستبداد بالامور الشرعیۃ فی زمن نزول الوحی اور جنکو فہم سلیم سے حصہ ملا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ قبل صدور حکم شارع ابتداءً صلوۃ جمعہ کو قایم کرنا زیادہ تر قابل استبعاد ہے اور بعد ترویج و مشاہدہ اقامت جمعہ عبد القیس کا جواثا مین جا کر بلا امر رسول علیہ الصلوۃ والسلام جمعہ قائم کرنا کچھ بھی مستبعد نہین معلوم ہوتا پھر تماشا ہے کہ جواثا مین تو بلا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ مستبعد سمجھی جاوے اور مدینہ طیبہ مین ابتداءً محض اپنی رائے سے اقامت جمعہ پر اتنا اصرار کیا جاتا ہے علاوہ ازین آپکے حجۃ السلف والخلف و دیگر فضلا نے جو اپنے فتوی مین جسکا حال پہلے عرض کر چکا ہون قصہ اسعد بن زرارہ سے اپنے استدلالات بیان فرمائے ہین اور شروط جمعہ مثل قاضی و سلطان و اجراء حدود و قصاص کا اس روایۃ سے ابطال فرمایا ہے اون تمام استدلالات کی نسبت آپکو لغویت اور بطلان کا اقرار کرنا پڑیگا کیونکہ قبل ہجرت و قبل نزول سورۃ جمعہ جو جمعہ مدینہ طیبہ مین قایم ہوا تھا جب آپ اسکو محض اجتہاد صحابہ قرار دیکر ثبوت فرضیت جمعہ قبل ہجرت سے پیچھا چھڑاتے ہین تو اب اوس فعل اجتہادی سے آپ اپنے دعاوی پر کیونکر استدلال قایم کرسکتے ہین۔ تعجب ہے کہ آپکو ہمارے جواب ہی کی پریشانی مین اپنے گھر کی بھی خبر نہی شعر

اے چشم اشکبار ذرا دیکھنے تو دے ۔۔۔ ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہو

خیر یہ قصہ تو ہولیا اب آپکو اختیار ہے اپنے گھر کو بنائین یا گرائین مگر احق بالقبول یہ امر ہے کہ جب بعض روایات مین اسعد بن زرارہ کی نسبت یہ منقول ہے کہ بعد مشورہ حضرات صحابہ انہون نے اول اقامت جمعہ مدینہ مین فرمائی تھا۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو مدینہ مین لکھکر بھیجا کہ اقامت جمعہ کرو اور انھون نے آپکے حسب ارشاد جمعہ قایم کیا چنانچہ علامہ سیوطی اپنی تفسیر اور اپنے سوا اپنے مولفات

مین نقل کرتے ہین۔ واخرج الدارقطنی عن ابن عباس قال اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ قبل ان یہاجر ولم یستطع
ان یجمع بمکۃ فکتب الی مصعب بن عمیر اما بعد فانظر الیوم الذی تجہر فیہ الیہود بالزبور فاجمعوا نسائکم وابنائکم فاذا مال النہار
عن شطرہ عند الزوال من یوم الجمعۃ فتقربوا الی اللہ برکعتین قال فہو اول من جمع حتی قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
المدینۃ فجمع بعد الزوال من الظہر واظہر ذلک انتہے۔ اور طبرانی نے ابو مسعود انصاری سے اس قصہ کو نقل فرمایا ہے
اور مراسیل ابوداؤد وغیرہ مین بھی یہ روایات موجود ہین اور قاضی شوکانی وغیرہ بھی ان روایات کو تسلیم فرماتے ہین اور
ہمارے مجیب سلمہ بھی ان روایات کو تسلیم فرماتے ہین تو اب حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت مصعب بن عمیر کے قصہ مین
بظاہر دو اختلاف معلوم ہوتے ہین اول یہ کہ قصہ اسعد بن زرارہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقامت جمعہ اول انہون نے
کی اور قصہ مصعب بن عمیر سے حضرت مصعب کا اول اقامت جمعہ فرمانا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے اول قصہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اول اقامت بمشورہ و
اجتہاد حضرات صحابہ ہوئی اور دوسرے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بامر مخبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اقامت کی نوبت آئی سو عند العلماء اختلاف
اول کی مطابقت کی تو یہ صورت ہے کہ اسعد بن زرارہ امر تھے اور مصعب بن عمیر امام چنانچہ ہمارے مجیب بھی صفحہ آٹھ پر علامہ ابن حجر سے
نقل فرماتے ہین۔ وتجمع بینہ وبین الاول بان اسعد کان آمرًا وکان مصعب اماماً۔ اور دیگر محشی حدیث واہل مغازی
وسیر بھی برابر یہی تطبیق تفصیل و وضاحت کے ساتھ تحریر فرما رہے ہین۔ باقی رہا اختلاف ثانی سو اوسکے تطبیق کی
صورت ہے کہ اول حضرات صحابہ کے قلوب مین یہ مضمون القا ہوا اور اقامت جمعہ بعد مشورہ قرار پائی اوسکے بعد
آپ سے اسکی تصویب کے خواستگار ہوئے آپ نے اجازت فرمادی اور وحی انہین حضرات کی مطابق نازل
ہوگئی اور یہ تطبیق حضرات صحابہ کے شان کی اوفق ہے اور نہ کسی روایت کے مخالف نہ کسی تکلف کی ضرورت۔ اور
اہل انصاف کو اسکے تسلیم کے لئے نہ نقل اقوال کی حاجت یہان اسقدر عرض کئے دیتا ہون کہ خود ہمارے مجیب
بھی قصہ اسعد بن زرارہ اور روایت مصعب بن عمیر کی نسبت صاف تحریر فرماتے ہین۔ جناب من یہ واقعات دونون
ایک ہین۔ دو چار سطر کے بعد فرماتے ہین اسمین بھی مطابقت بہت اچھی طرح ہے پہلے اسعد نے اپنے اجتہاد سے جمعہ
قایم کیا تھا اور وہ آپکے امر کی مطابق ہوگیا۔ اور اہل سیر بھی اسی تعارض کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین۔ لا تخالفہ
حینئذ لانہ یجوز ان یکون ہذا العزم علی ذلک حصل منہم اولا ثم ارسلوا صلی اللہ علیہ وسلم یستاذنوہ فی ذلک فاذن لہم فیہ
فقد جاء الوحی موافقاً لما اختاروہ۔ علامہ ابن حجر شرح بخاری مین تحریر فرماتے ہین۔ فمرسل ابن سیرین یدل علی
ان اولیک الصحابۃ اختاروا یوم الجمعۃ بالاجتہاد ولا یمنع ذلک ان یکون النبی صلعم علمہ بالوحی وہو بمکۃ فلم یتمکن
من اقامتہا ثم فقد ورد فیہ حدیث عن ابن عباس عند الدارقطنی ولذلک جمع بہم اول ما قدم المدینۃ کما حکاہ ابن اسحق
وغیرہ وعلی ہذا فقد حصلت الہدایۃ للجمعۃ بجہتے البیان والتوفیق۔ علی ہذا القیاس اور شراح بھی اجتہاد اصحاب کرام
اور ارشاد رسول علیہ الصلوۃ والسلام دونون کو تسلیم کر رہے ہین اور انہین کسی قسم کا تعارض نہین مانتے اور حدیث

ابن عباس وہی ہے جسمین آپ نے مدینہ مین مصعب بن عمیر کو امر اقامۃ جمعہ تحریر فرمایا کما مر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ مین تحریر فرماتے ہین۔ وخص اللہ تعالی ہذہ الامۃ بعلم عظیم نفسہ ولا فی عہد الصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اقام الجمعۃ فی المدینۃ قبل مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکشفہ علیہ ثانیا بان اتاہ جبرئیل بمراۃ فیہا نقطۃ سوداء فعرفہ ما ارید بہذا المثال فعرف انتہی۔ فہم سلیم اور یہ عبارات بالتصریح اس امر پر دال ہین کہ قصہ اسعد بن زرارہ اور قصہ مصعب بن عمیر مین تعارض نہین جو ایک کو تسلیم کر کے بوجہ تعارض دوسرے کی تغلیت کرنیکی کسیکو گنجایش ملے آپ بہت کرینگے تو یہ کرینگے کہ یہ فرمائین کہ اول حضرات صحابہ نے باجتہاد خود اقامۃ جمعہ کرلی ہو اور بعد اقامۃ جمعہ مکہ مکرمہ سے حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر اقامۃ تحریر فرماکر اونکو بھیجا ہو سو قطع نظر اس امر سے کہ یہ بات آپکے اون مسندات کے خلاف ہے جسکو آپ اقامۃ جمعہ فی جواثا مین ہمارے مقابلہ مین پیش فرماتے ہین کما مر (قریبا) ہمکو انشاء اللہ کچھ بھی مضر نہین کیونکہ ہمارا مدعی تو فقط یہ ہے کہ آپ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرماکر قبا مین رونق افروز ہوئے اوس سے پہلے بارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ فرض ہوچکا تھا خواہ حضرات صحابہ کرام نے اول اقامۃ جمعہ بعد استصواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی ہو خواہ اقامۃ جمعہ کرنے کے بعد آپ سے اجازۃ حاصل کرنیکی نوبت آئی ہو جونسی صورۃ آپکے نزدیک اوفق شان الصحابہ ہو اوسکو آپ بخوشی اختیار فرمالیوین ہماری طرف سے اجازت ہے ہمارا مطلب ہر طرح ثابت ہے اسلئے کہ جب تشریف آوری قبا سے پہلی جمعہ بامر واجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر ہوچکا تھا پھر اوسکے بعد آپنے قبا مین پیر کو تشریف لاکر چودہ روز قیام فرمایا اور دو جمعہ آپکو قبا مین پیش آئے پھر کیا وجہ کہ آپنے وہان جمعہ ادا نفرمایا تو اب بشرط فہم وانصاف یہی کہنا پڑیگا کہ قبا محل اقامۃ جمعہ نہ تہا جس سے جمعہ کی صحت کے لیئے مصر کا ہونا ضروری معلوم ہوا وہو المراد البتہ جو کوئی فہم وانصاف سے کچھ بھی کام لیگا وہ اس امر کو کسی طرح گوارہ نکریگا کہ حضرات صحابہ نے محض باجتہاد خود جمعہ قائم فرماکر فرض ظہر کو بلا ارشاد رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم اپنی رائے سے ترک کردیا تہا جیساکہ اوثق العری مین مذکور ہے مگر ہمارے مجیب لبیب اور تو کیا کہون عقل وانصاف کو بغل مین مار کر فرماتے ہین اور یہ جو آپنے ظہر کے پڑہنے نہ پڑہنے کا ذکر لکہا ہے نفس حدیث مین اسکا اتہ پتہ نہین محض آپکا خیالی پلاؤ ہے صاحبو ہمارے محدثین کے اقوال شنیدنی اور انکی حالت دیدنی ہے کہ اقامۃ جمعہ فی جواثا کے ذیل مین تو ہمکو دہمکاکر یہ ارشاد ہوتا تہا) اور امور معلومہ ظاہرہ سے ہے کہ عبد القیس نے بغیر امر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقامۃ جمعہ نہین کیا از انکہ عادت صحابہ کرام سے یہ ہے کہ کوئی فعل بغیر امر شارع کے نہین کیا کرتے جسکا ماحصل سلب کلی تھے اور اب اپنے تخیلات بے اصل کی وجہ سے حضرات صحابہ کو فقط ایک صلوۃ جدید ومستقل ہی کے قایم کرنے کا اختیار نہین دیا جاتا بلکہ اگر کوئی یہ بھی کہتا ہے کہ حضرات اصحاب سے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اپنی رائے سے ایک امر ایجاد

کرکے فریضہ حق سبحانہ تعالیٰ کو چھوڑ بیٹھے تو اس بدیہی قول کو محض خیالی پلاؤ بتلایا جاتا ہے جسکا ماحصل ایجاب جزئی ہی
ورد امر اول کے صریح متناقض ہے قربان آنحضرت کے یکبام دو ہوا سکے - اسمین کچھ شک نہین کہ حدیث جواثا مین آپکی
اجازت یا اطلاع کا ہرگز ذکر نہین تو اب ہم بھی یہی کہین کہ یہ جو آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع اور امر کا
ذکر لکہا ہے نفس حدیث مین اسکا اتہ پتہ نہین محض آپکا خیالی پلاؤ ہے تو معلوم نہین اسکا کیا جواب ہے، بینوا توجروا
یہ امر ظاہر ہے کہ عقل و فہم مین افراد بنی آدم از حد مختلف ہین اسلئے اگر کسی سے ان امور کے خلاف کوئی قول و
فعل صادر ہو جاوے تو زیادہ خلجان نہین ہوتا البتہ لایق استعجاب یہ امر ہے کہ بروے حدیث جو امر حق مان لیا جاوے
بلکہ اپنا مستدل بنا لیا جاوے پھر ایک دو صفحہ کے بعد اوس سے کوئی دوسرا منتفع ہونے لگے تو اوس حق کو چھوڑ کر
اوسکی صریح خلاف پر کمر بستہ ہو جاوے اور اوسکے خلاف سے خوف خدا و شرم خلایق کوئی امر مانع نہوا امور ایمانیہ مین
اپنے ارشاد فرمایا ہے وان تحب للناس ماتحب لنفسک وتکرہ لہم ماتکرہ لنفسک - اس نص صریح کی جگہ ہم اپنے آنبازرگونکو
دیکھتے ہین کہ ان تکرہ للناس ماتحب لنفسک وتحب لہم ماتکرہ لنفسک زبان حال سے کہہ رہین ہین اور باوجود اسکے اتباع
رسول اور حب حدیث کی وہ دعوی کہ العظمۃ للہ مگر یون معلوم ہوتا ہے کہ ہو نہو جملہ حدیث فاصنع ماشئت مین ان
حضرات نے امر کو وجوب کے لیے نہین تو استحباب کیلئے ضرور تسلیم کر رکہا ہے ورنہ کیونکر ہو سکتا کہ حدیث صریح کو
محض اپنے خیال سے متروک کرکے اوسکی مخالفت کی اصلا پروا نکرین نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا
الحاصل جب اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر کے قصہ مین عقلاً و نقلاً اور نیز خود مجیب کے تسلیم سے تطبیق ظاہر
ہو گئی تو یہ امر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ جناب سرور کائنات کی تشریف آوری سے پہلے اسعد بن زرارہ کا جمعہ قایم فرمانا
اور حضرت فخر عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصعب بن عمیر کو اذن اقامۃ جمعہ تحریر فرمانا ہر دو امر خواہ ساتھ کے
ساتھ خواہ یکے بعد دیگرے محقق ہو چکے تھے پھر اسکے بعد جب آپکو سفر ہجرت پیش آیا اور اہل قبا مین رونق افروز ہوکر
وہان چند روز قیام فرمایا اور صلوۃ جمعہ قبا مین قایم نفرمائی نہ خود پڑہی نہ اہل قبا کو امر فرمایا تو اس سے قری مین حکم عدم
... جمعہ ایسا ظاہر ہو گیا کہ اہل انصاف کو تو بجز تسلیم و تحسین کوئی مفر نہین معلوم ہوتا وہو المطلوب مگر آفرین ہے
حضرت مجیب کے انصاف پرستی پر کہ سب کچھ تسلیم کرکرا کر آخر مین اتنا پھر بھی کہہ گئے قولہ یہ تطبیق بصورت تسلیم
روایۃ دارقطنی کے ہے ورنہ وہ روایۃ ضعیف ہے اور عبد الرحمن بن کعب کی روایۃ قوی ہے انتہی اقول ہمارے
مجیب لبیب عجب چکر مین آرہے ہین اور اپنے ساتھ اورونکو بھی چکر دینا چاہتے ہین اول تو سب امور سے آنکہین
بند کر کے یہ کہدیا تہا کہ روایۃ ایک بھی نہ لکہی فقط شوکانی کے قول پر اکتفا کیا اوسکے بعد کچھ خیال پیدا ہوا تو رفتہ
رفتہ روایات منقولہ اوثق العری کی تصدیق فرمائی حتی کہ اسی روایۃ دارقطنی اور قصہ اسعد بن زرارہ مین خود بخود
باہم تطبیق بحوالہ علماء نقل فرمانے بیٹھ گئے اب سب کچھ لکہ لکہا کر جو کچھ خیال آیا تو یہ فرمانے لگے کہ یہ تطبیق روایۃ دارقطنی

کے تسلیم کی صورت میں ہے کوئی پوچھے کہ جناب یہ تو فرمائیے ضعف کی کیا وجہ ہے بلا دلیل روایۃ مسلمہ کا برکہ ضعیف فرما دینا سخت بے باکی اور جسارت بیجا ہے یا نہیں قاضی شوکانی اور علامہ ابن حجر وغیرہ وغیرہ حضرات تو اوس روایۃ کو اپنے اپنے ثبوت مدعی کے لئے دلیل لائیں اور مخالف کو اوس سے الزام اور جواب دیں کما مر اور آپ بلا تحقیق محض اپنے عدم علم پر بھروسہ فرماکر اوسپر ضعف کا حکم لگا دیں پھر اسپر بھی آپ نشر مائیں تو اسکا کوئی علاج ہی نہیں علاوہ ازیں دیگر روایات مذکورہ بالا بھی اوسکی موید قاضی شوکانی علامہ سیوطی وغیرہ بلا تردد صراحۃً اس فرضیت کے قائل کما مر اور اوسکے خلاف ایک روایۃ بھی آپ بیان نہیں کرسکے باوجود ان سب باتوں کے وہی مرغی کی ایک ٹانگ چلی جاتی ہے جناب من امور بدیہیہ حقہ کو خیالی پلاؤ کہنا یہ تو آپکا محض خیالی پلاؤ تھا واقع میں اگر خیالی پلاؤ ہی ہے تو یہ ہے کہ خلاف روایات و اقوال اکابر محض اپنی خواہش و خیال سے امور ثبتہ مسلمہ کی تضعیف فرمائی جاتی ہے اور دلیل ندارد شعر اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا ✤ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں — دوسری بات قابل گذارش یہ ہے کہ حدیث کعب بن مالک کا خلاصہ تو فقط یہ ہے کہ اسعد بن زرارہ نے اول جمعہ ہزم نبیت میں قایم کیا اوسمیں نہ اسکی تصریح ہے کہ انصار نے اپنے اجتہاد سے قایم کیا نہ یہ منقول ہے کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر وارشاد سے قایم ہوا اسلئے روایۃ کعب درحقیقۃ نہ حدیث ابن سیرین کی مخالف جس سے بعد اجتہاد اصحاب کا جمعہ پڑہنا ثابت ہوتا ہے نہ حدیث مصعب بن عمیر کی مضاد جس سے اقامۃ جمعہ بعد اذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتی ہے چنانچہ یہ سب روایات بالتفصیل عنقریب گذر چکی ہیں سو اب آپکا روایۃ دارقطنی کی نسبت یہ فرمانا ورنہ وہ روایۃ ضعیف ہے اور عبد الرحمن بن کعب کی روایۃ قوی ہے بالکل بے محل ہے یہ ہر دو روایات اسبارہ میں معارض ہی کب ہیں جو ایک کو متروک اور دوسرے کو معمول بہا بتانیکا حکم فرماتے ہیں ہاں اگر آپ یہ تحریر فرماتے کہ روایۃ دارقطنی ضعیف ہے اور روایۃ ابن سیرین جسکو عبد الرزاق نے نقل فرمایا ہے قوی ہے تو گو یہ فرمانا غلط ہوتا مگر اتنا بے محل نہوتا کیونکہ اونمیں بنظر ظاہر تو تعارض ہے گو ہم اس تعارض کا جواب بجواب علماء بیان کرکے تطبیق عرض کرچکے ہیں کما مر اہل فہم کو مری طول تقریر سے کسی قسم کا ملال ہو مگر الحمد اللہ کہ یہ امر خوب واضح ہوگیا کہ فرضیت جمعہ قبل ہجرت کسی روایۃ کی مخالف نہیں بلکہ تمام روایات اس صورت میں بے تکلف منطبق اور متفق ہوجاتے ہیں اور اقوال علماء بھی صریح اسکی موید اب جنے اوسکا خلاف کیا ہویا اب کرے اوسکے ذمہ لازم ہے کہ ایسے ہی دلائل سے اپنا مدعا ثابت کرکے دکہلائے اور جملہ امور مذکورہ سابقہ کا جواب شافی دے ورنہ ہمارے مجیب تو ایسے ادہورے مجمل مہمل بے اصل باتیں بیان فرماتے ہیں کہ اونکے ساتھ اور اونکی تہہ تو انصاف سے بھی اعتماد اوٹھا جاتا ہے ایک روایۃ دارقطنی کی تضعیف اور وہ بھی محض خیالی اس سے ہرگز کام نہ چلیگا اگر حضرت

مجیب ہمسے مشورہ کرین تو بمقتضائے المستشار موتمن ہم یہ رائے دین کہ ان باتون سے تو کاربراری معلوم اگر آپکو یہی منظور ہے کہ کسیطرح ہو مگر فرضیت جمعہ قبل ہجرت سے جان بچے تو یہ کیجئے کہ ان روایات حدیث اور اقوال اکابر اور اتفاق اہل سیر اور اہل تفسیر کو تو بنام خدا ہمت کرکے تسلیم فرما لیجے اور اقرار کر لیجے کہ قصہ اسعد بن زرارہ اور قصہ مصعب بن عمیر یعنی دربارہ اقامتہ جمعہ انصار کا باہم مشورہ کرنا اور حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اذن اور حکم فرما کر بھیجنا سب مسلم کہ یہ تمام امور قبل ہجرت طے ہو چکے تھے مگر اسنے فرضیت جمعہ کی نوبت نہ آئی تھی بلکہ اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر کی اقامتہ جمعہ فرمانے سے لیکر نزول سورہ جمعہ تک گو جمعہ تو ہوتا رہا مگر بطور تنفل حتی کہ آپکا مصعب بن عمیر کو ارشاد فرمانا اور قبا سے روانہ ہوکر بنی سالم مین آپکا خود جمعہ پڑھنا جو آپکے مسلمات سے ہی سب بطور تنفل تھا اور قاضی شوکانی اور علامہ سیوطی نے جو فرضیت کی تصریح فرما دی ہے اور حجتہ السلف والخلف اور مجتہد مطلق وغیرہ نے جو فتوے مذکورہ بالا مین فرضیت کو تسلیم کر لیا ہے اون سبکو وہی جملہ سابقہ سنا دیجے یعنی نفس حدیث مین اسکا کچھ اتہ پتہ نہین محض آپکا خیالی پلاؤ ہے اگرچہ اس صورت مین بھی اہل فہم آپکی بات کو تسلیم تو نکرینگے مگر بمقتضائے الانسان اذا ابتلی ببلیتین اختار اہونہما۔ آپکی اختیار فرمودہ مسلک کی نسبت اسمین چونکہ کسیقدر سہولت اور گنجائش معلوم ہوتی ہے اسلئے غنیمت ہے بحمد اللہ یہ بات تو خوب ظاہر ہو گئی کہ صلوۃ جمعہ قبل ہجرت فرض ہو چکی تھی جو ہمارا اس بحث سے مقصود تھا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہمارے ہر دو مجیب کوئی بات تحقیق و قابل قبول نہین کہہ سکے کما مر تفصیلہ مگر علامہ بنارسی نے دلایل مذکورہ اوثق العری کی جوابدہی مین بہت کچھ عرق ریزی فرمائی ہے اور اصل مقصود کو چھوڑکر اکثر امور ضمنیہ زایدہ پر جگہ جگہ مواخذات فرما کر اپنا کمال علمی اور تبحر ظاہر کیا ہے دلیل اول یعنی شوکانی کی عبارت مین جو یہ جملہ تھا کما اخرجہ الطبرانی عن ابن عباس الخ۔ اسکی نسبتہ فرماتے ہین کہ نیل کی عبارت مین جو طبرانی کا حوالہ ہے یہ کاتب نیل کی غلطی ہے کیونکہ علامہ ابن حجر فتح الباری اور تلخیص الحبیر مین اور علامہ قسطلانی اپنی شرح مین اسی روایتہ ابن عباس کو بحوالہ دار قطنی نقل فرماتے ہین اسلئے معلوم ہو گیا کہ نیل الاوطار کی عبارۃ مین غلطی سے بجائے دار قطنی طبرانی کا حوالہ لکھا گیا مگر ہم جہانتک غور کرتے ہین اس امر مین نہ ہمپر کچھ الزام نہ ہمارے مدعی کو مضرت بروئے انصاف اگر کوئی الزام ہے تو یا قاضی صاحب کے سر یا ہمارے مجیب لبیب کے ذمہ عاید ہوتا ہے اور ہمارا مدعی ہر حال مین بحمد اللہ ثابت اور محقق ع چہ خوش بود کہ بر آمد بیک کرشمہ دو کار۔ امر اول یعنی ہمارے مدعی کو اس اعتراض سے مضرت نہونی تو ایسا بدیہی امر ہے کہ کوئی متعصب بھی انکار نہین کر سکتا ظاہر ہے کہ روایتہ مذکورہ طبرانی کی ہو یا دار قطنی کی اوسکی معتبر ہونے مین کوئی فرق نہین ہو سکتا اور اس بات سے ہمارے استدلال مین سر مو تفاوت نہین آسکتا بلکہ بنظر فہم دیکھا جائے تو مجیب کا یہ مواخذہ ہمکو بجائے مضر ہونیکے اولٹا مفید ہی دیکھئے مولوی محمد سعید صاحب بنارسی ایک حوالہ کی تغلیط فرما کر بجائے اوسکے تین حوالہ

اعتراض از قاضی صاحب بنارسی

صحیح بیان کردیئے بقول شخصے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ہمارے نزدیک نادان دوست جسقدر مضر رساں ہے نادان دشمن غالباً اوسیقدر مفید ہے باقی رہا امر ثانی یعنی مجیب کے اس مواخذہ سے ہمپر کسی قسم کا الزام عاید نہونا سو یہ امر سبکے نزدیک ظاہر اور معمول بہ اور مسلم ہے کہ علمائے معتبرین تصنیفات معتبرہ کے حوالہ سے برابر ان امور کو نقل فرماتے ہین اور بوجہ اعتماد ناقلین ان نقول پر ایسا اعتماد کیا جاتا ہے کہ گویا اوس عبارت کو اصل مین ہی دیکھ لیا اور بلا نکیر وہ حوالے معتبر سمجھے جاتے ہین مولفات علماء کو ملاحظہ فرمالیجے کہ یہ امر کسقدر شائع ذائع ہے سو اول تو آپکا یقینی طور سے اس حوالہ کی تغلیط فرمانا ہی درست نہین تھا کیونکہ آپکی تغلیط کا منشاء فقط یہ ہے کہ فتح الباری قسطلانی تلخیص الحبیر مین اس حوالہ کی جگہ دوسری کتاب کا حوالہ مذکور ہے جس سے یقینی طور پر یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ حوالہ غلط ہے ممکن ہے کہ دونون حوالہ صحیح ہون آپکی تحریر سے خود مترشح ہے کہ آپنے معجمات طبرانی کو بدون ملاحظہ فرمائے ایک قیاسی امر سے اس تغلیط کا یقین جمالیا جو احتیاط و انصاف کے خلاف ہے آپ ہر سہ معجمات طبرانی کو بغور ملاحظہ فرمالیوین اوسوقت ٹہیک آپ حوالہ مذکور کی یقینی بوثوق کے ساتھ تغلیط فرماوین تو بیجا نہین اور اگر آپکی تغلیط قرائن محررہ جناب کے موافق تسلیم کرلی جائے تو بھی ہمپر کوئی جرم عاید نہین ہوسکتا کیونکہ بروئے انصاف دربارہ نقل فقط اسقدر ضروری ہے کہ منقول عنہ کی خلاف نہو یہ امر ہرگز ضروری نہین کہ تاوقتیکہ اصل حوالہ کے مطابق نکرلے اوسوقت تلک نقل کرنا قابل اعتبار نہوگا دیکھئے اسہی چہوٹے سے فتوے مین آپ کے حجۃ السلف زاد مجدہم نے صحیح ابن خزیمہ اور بیہقی کا حوالہ دیا ہے اونسے دریافت کیجئے کہ آپنے اصل صحیح ابن خزیمہ اور بیہقی سے اوسکی مطابقت فرمالی ہے یا فقط ناقلین کی بات پر اعتماد کرلیا اور سنئے خود آپنے مصنف عبد الرزاق بیہقی صحیح ابن خزیمہ وغیرہ کا حوالہ اپنے رسالہ مین نقل فرمایا ہے اب آپ ہی ایمان سے فرماوین کہ آپنے بلا واسطہ مصنف عبد الرزاق وغیرہ سے یہ روایات نقل فرمائی ہین یا فقط فتح الباری قسطلانی وغیرہ پر اعتماد فرماکر بلا تامل اوسکو نقل فرمادیا اور ان حوالون مین اگر کسی حوالہ مین کوئی غلطی بالفرض معلوم ہو تو آپ اپنے منقول عنہ کی موافقت دکہلا کر بری الذمہ ہوسکتے ہین یا نہین ہان اگر آپ یہ فرماوین کہ قاضی شوکانی کا حوالہ ہے تاوقتیکہ اصل سے اوسکی موافقت نکرلی جاوے قابل اعتبار نہین ہوسکتا تو مسلم اسکے جواب مین ہم بھی یہی عرض کرتے ہین کہ خطا ہوئی معاف فرمایئے مگر یہ خطا بےوجہ نہین ہوئی بلکہ اوسکی وجہ یہ ہے کہ ہم قاضی صاحب کو اپنے خیال مین اسبارہ مین قابل اعتماد سمجھے ہوئے تھے بالخصوص آپکے مقابلہ مین ہمکو کیا خبر تھی کہ دم کی دم مین انقلاب آسمان ہوجائیگا - اسکے بعد مجیب منصف تحریر فرماتے ہین اگر آپ اپنے دعوی مین سچے ہین تو طبرانی مین اس روایت کو دکہلایئے یا طبرانی سے معہ سند نقل فرمایئے یا اپنی تقلید ذلیل کا اقرار فرمایئے اب اس دارقطنی کی روایۃ ہی کی تصحیح کر دکہلایئے یا اور کسی روایۃ کو بتلایئے اچھے - جناب من دارقطنی کی روایت کی تصحیح اور دوسری روایتون کی تصریح تو ہم پہلے عرض کرچکے ہین تہوڑی دیر کے لئے منصف

یکسو ہو کر ملاحظہ فرما لیجئے - اور باقی امور کے جواب مین ہمکو اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ آپ اور آپکے ہم مشربون نے جو امور ابن خزیمہ اور بیہقی اور مصنف عبد الرزاق وغیرہ کے حوالہ سے بواسطہ فتح الباری قسطلانی عینی نیل الاوطار نقل فرمائی ہین اگر آپ اپنے دعوی مین سچے ہین تو ان کتب مین اون روایات کو دکہلا دیجئے یا معہ سند نقل فرمایئے یا ان شراح کی تقلید کا اقرار فرمایئے اور مقلد بنئے اور ہمکو تو ان شقوق مین سے شق اخیر کو اختیار کر لینے مین کوئی حرج نہین یعنی حسب قاعدہ مقبولۂ علما ر قاضی صاحب کی نقل پر اعتماد کر کے ہمنے حوالہ مذکور کو نقل کیا جسمین پہر کسی قسم کا الزام نہین اور جسکی تصحیح و تغلیط ہر دو حالت مین ہمارے مدعی مین اصلا خلل نہین آسکتا تھا ہان اگر ہمارا حوالہ منقول عنہ یعنی کلام قاضی شوکانی کے مطابق نہوتا یا نقل روایات مین اون پر اعتماد درست نہوتا تو پہر الزام ممکن تہا اور جب تلک آپ ان دونون باتون مین سے ایک کو بھی ثابت نکرینگے اوسوقت تلک ہم پر اعتراض کرنا آپکی خوش فہمی اور بے انصافی ہے اس حالت مین اگر آپکا اعتراض تسلیم بھی کر لیا جاوے تو قاضی صاحب یا اونکے کاتب اور مصحح پر ہوگا ہم بری الذمہ ہین اور نہ ہمارے مقصود مین کسی قسم کا نقصان پیدا ہو سکتا ہے باقی یہ امر ہم ابتدا سے دیکہہ رہے ہین کہ قاضی صاحب کی طرف سے آپ صاحبون کی نظر بدلی ہوئی ہے ہم تو یہہ خیال کرتے تھے کہ قاضی صاحب کی بدولت ہمکو بھی کسی قسم کی سبکدوشی ہو جائیگی ہمکو کیا خبر تھی کہ ہماری موافقت کے جرم مین قاضی صاحب بھی مغضوب ہو جاوینگے جنکے اقوال سے آپکے دلمین سرور اور آنکھون مین نور پیدا ہوتا تھا اور جنکی مدائح اور مناقب مین غلو اور اغراق تلک نوبت پہونچائی جاتی تھی یہ وہی قاضی شوکانی ہین کہ آج اونکا ارشاد کانٹے کی طرح آپکی نظرون مین کہٹکتا ہے اور دل مین خلش پیدا کرتا ہے **شعر** -

اب سبب کیا ہے جو بنا ... کہٹکتا ہے نرکی   یہ وہی دل ہے جو رہتا تہا سدا آنکھون مین

پہر اس خوبی پر ہمارے مجیب فرماتے ہین حاصل کلام کا یہ ہے کہ حضرت نے جو روایات صحیحہ کا ادعا کیا تہا وہ غلط ہے کوئی روایت صحیح اس بارہ مین نہین * ہر چند یہ مثل مشہور و مسلم ہے کہ کہتے کی زبان نہین پکڑی جاتی مگر حیا و انصاف بھی آخر کوئی چیز ہے اتنا خیال تو کر لینا ضرور ہے کہ آخر اور بہی کچھ ... گا تو کیا کہے گا - ہم تفصیل کے ساتھ اون روایات کی صحت اور اعتبار بحوالہ علما ر و کتب معتبرہ پہلے عرض کر چکے ہین ع جو اوس پر بھی نہ تم سمجھو تو پہر تم سے خدا سمجھے * اور طرہ یہ کہ ہر دو مجیب اپنی ایک روایت کا بھی ابتلک نشان نہین بتلاتے جس سے معلوم ہو کہ فرضیت جمعہ بعد ہجرت ہوئی صحیح تو در کنار کوئی ضعیف روایت بھی نہین ملی پہر تماشا ہے اس بے سروسامانی پر اور دنکو دہمکاتے ہین اور روایات صحیحہ معتبرہ کی بھی پرواہ نہین کرتے یہ کمال علمی اور قوت اجتہادی کا واقعی یہی ثمرہ ہے - خیر قاضی صاحب کی نسبت تو جو کچھ مجیب صاحب کو بحث کرنی تھی وہ ہو چکی جسکی نسبت ہر دو مجیب سوا اسکے اور کچھ نہین کہہ سکے کہ تاوقتیکہ روایت منقولہ قاضی صاحب کی رجال اور اونکا حال بالتفصیل معلوم نہو ہم اوسکا اعتبار نہین کر سکتے اور

واقعی قاضی صاحب نے ایسی تصریح سے ہمارے مدعی کو مع حوالہ روایت ابن عباسؓ بیان فرمایا تھا کہ ہمارے
مجیب صاحبون کو کوئی مفر اسکے سوا ممکن ہی نہ تھا ورنہ اتنا ہم بھی جانتے ہین کہ اگر اور کوئی مفر ممکن ہوتا تو قاضی
صاحب کے مقابلہ مین ایسی جرأت یہ حضرات ہرگز نفرماتے کہ اس طرح اونکے امر مسلّم اور اونکی روایت مسلمہ
دونونکا صاف انکار فرمادیتے مگر اس مرحلہ کے بعد حوالہ ثانی منقول اوثق العری سے مجیب بنارسی نے ایسی
جدوجہد کے ساتھ عبارت کی تردید فرمائی ہے جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور باتون کے سوا تلافی
مافات اور رفع ندامت سابقہ بھی ضرور پیش نظر ہے اب اوسکی کیفیت مفصلاً معروض ہے۔ اوثق العری
مین دوسرا حوالہ جسکو پہلے عرض کرچکا ہون اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ نواب صاحب قنوجی اور علامہ قسطلانی اور
علامہ ابن حجر شروح بخاری مین تحریر فرماتے ہین۔ فہدانا اللہ لہ بان نص لنا علیہ ولم یکلنا الی اجتہادنا
لاحتمال ان یکون صلی اللہ علیہ وسلم علمہ بالوحی وہو بمکۃ فلم یتمکن من اقامتہا بہا وفیہ حدیث عن ابن عباسؓ
عند الدارقطنی ولذالک جمع بہم اول ماقدم المدینۃ کما ذکرہ ابن اسحق انتہے۔ اسکے جواب مین علامہ بنارسی
نے قریب ایک ورق کے سیاہ کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ افسوس اوثق العری مین فقط ایک احتمال
مرجوح پر اپنا استدلال قایم کیا گیا اور احتمال قوی کو ترک کردیا گیا جیساکہ شارحین موصوفین کی پوری
عبارت کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے اگر پوری عبارت نقل کیجاتی تو معلوم ہوجاتا کہ دوسرا احتمال قوی بھی
موجود ہے وہ عبارت یہ ہے۔ او ہدانا اللہ لہ بالاجتہاد کما یدل علیہ مرسل ابن سیرین عند عبد الرزاق باسناد
صحیح قال جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ قالت الانصار ان
للیہود یوما یجتمعون فیہ کل سبعۃ ایام الخ۔ جسکو اوثق العری مین بھی آگے چلکر نقل فرمایا ہے اور ہم بھی ذکر
استدلالات مین پہلے عرض کرچکے ہین اور ہر سہ شارحین موصوفین نے اس عبارت کو بہت تھوڑے تغیر
الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے ان عبارات کی نقل کے بعد ہمارے مجیب تحریر فرماتے ہین۔ ان مولفین محققین
کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اسمین دونون احتمال ہین کہ آیا اللہ نے نصاً ہدایت فرمائی ہو یا اجتہاداً اگر دونون
احتمال برابر ہوتے تو بھی حسب قاعدہ مولانا اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ یہ عبارتین قابل استدلال
مولانا کے نہوتین چہ جائیکہ ان مولفین نے احتمال ثانی کو ترجیح دی ہے ہمارے حضرت کو مناسب نہ تھا
کہ عوام کے دہوکہ دہی کے لئے ٹکڑی عبارت کو نقل فرماتے انتہے۔ اقول وبہ نستعین۔ اولاً بنظر اظہار فہم
وانصاف مجیب یہ عرض ہے کہ احتمال ثانی کو راجح سمجھنا دعوی بلا دلیل ہی نہین بلکہ بالکل مخالف دلیل ہے
ہم عبارت علامہ ابن حجر کی توضیح وتفصیل کئے دیتے ہین اوس سے اہل فہم خود سمجھ لین کہ مجیب اپنے دعوی
مین کہانتک سچے ہین اور فہم مطلب سے کسقدر دور ہین وباقی ہر دو شارح کے کلام کا بھی وہی مطلب سمجھ لینا

چاہیئے دیکھیئے علامہ ممدوح فہدانا اللہ لہ کی شرح مین فرماتے ہین یحتمل ان یراد بان نص لنا علیہ وان یراد الھدایۃ الیہ بالاجتہاد - یعنی اس ہدایت فرمانے مین دونون احتمال ہین کہ حق تعالے نے بذریعہ نزول وحی جمعہ کی ہدایت اس امت کو فرمائی اور یا بتوفیق الہی بذریعہ اجتہاد خود حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو اس ہدایت کی نوبت آئی اور یہ وہی دونون احتمال ہین جنکو ہم بالتفصیل معہ بیان تطبیق عرض کرچکے ہین اسکے بعد علامہ موصوف فرماتے ہین - ویشہد للثانی مارواہ عبدالرزاق باسناد صحیح عن محمد بن سیرین قال جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ فقالت الانصار ان للیہود یوما یجمعون فیہ کل سبعۃ ایام الی آخر کلامہ یعنی ہر دو احتمال مذکورہ سابقہ مین احتمال ثانی کی تائید روایت عبدالرزاق سے بھی معلوم ہوتی ہے اور احتمال ثانی سے مراد اقامۃ جمعہ بحسب الاجتہاد ہے تو اب ہر دو احتمال بظاہر متعارض معلوم ہوتے ہین کیونکہ ارشاد فہدانا اللہ لہ سے تو بظاہر احتمال اول یعنی اقامت جمعہ بذریعہ نص ووحی مفہوم ہوتا ہے کما لایخفی علی الفہیم اور فہدانا اللہ کی تفسیر مین احتمال اول کو مقدم بیان فرمانیکی بھی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے اور مصنف عبدالرزاق کی روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ باجتہاد صحابہ کرام اقامت جمعہ کی نوبت آئی جو مضمون اول کے خلاف ہے تو ہمارے مجیب اور اونکی امثال کے طرز کی موافق تو اس تعارض کے رفع کرنیکی سہل صورت یہی تھی کہ جملہ فہدانا اللہ لہ جو نہایت اصح روایت منقولہ بخاری وغیرہ مین واقع ہے اوسکو روایت مرسل منقولہ مصنف عبدالرزاق پر بے کھٹکے ترجیح دیجائے اگرچہ روایت ابن اسحق اوسکی موید ہو مگر اس روایت کے مساوی ہونا معلوم - اور اس صورت مین بلا تامل احتمال اول راجح بلکہ ضروری التسلیم ہوگا جو مجیب کی رائے کے بالکل خلاف ہے مگر یہ طرز انہین حضرات کا ہے کہ ذرا ذرا سے تفاوت پر حدیثون کو لڑا بھڑا کر اپنا پیچھا چھوڑا لیا اور اکابر پر سب وشتم شروع کردیا بلکہ اس بحث مین تو یہ کمال کیا کہ حدیث ضعیف بھی ندارد اور باوجود اسکے فرضیت جمعہ قبل ہجرت کے انکار اور ابطال پر ایسے کمربستہ ہین کہ روایات صحیحہ معتبرہ کی بھی اصلا پرواہ نہین کیجاتی مگر یہ مسلک چونکہ اکابر علماء کے نزدیک مذموم ہے اسلئے علامہ موصوف نے تعارض مذکور کے رفع فرمانیکی یہ صورت بیان فرمائی - فمرسل ابن سیرین یدل علی ان اولئک الصحابۃ اختاروا یوم الجمعۃ بالاجتہاد ولا یمنع ذلک ان یکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمہ بالوحی وہو بمکۃ فلم یتمکن من اقامتہا ثم فقد ورد فیہ حدیث عن ابن عباس رض عند الدارقطنی ولذلک جمع بہم اول ما قدم المدینۃ کما حکاہ ابن اسحق وغیرہ وعلی ہذا فقد حصلت الہدایۃ للجمعۃ بجہتی البیان والتوفیق انتہے - یعنی روایت ابن سیرین جو مرسل ہے اس امر پر دال ہے کہ حضرات صحابہ کرام نے یوم جمعہ کو اپنے اجتہاد سے معین فرمایا سو یہ امر چونکہ احتمال اول کے خلاف ہے - چونکہ علامہ موصوف کے نزدیک راجح ہے تو اسلئے اسکے بعد فرماتے ہین کہ مرسل ابن سیرین

اسباب کو مانع نہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اقامت جمعہ کا علم قبل ہجرت مکہ مکرمہ مین ہوچکا ہو
اور آپ بوجہ ممانعت کفار اقامت جمعہ سے مکہ مین معذور رہے ہون چنانچہ اسی بارہ مین دارقطنی مین روایت
ابن عباس منقول ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکم اقامت بذریعہ وحی آپکو مکہ مکرمہ مین معلوم ہوچکا
تہا اور آپنے مصعب بن عمیر کو مدینہ منورہ مین اوسکی نسبت تحریر فرمایا تہا اور یہ وہی احتمال اول ہے جس سے
مجیب سخت گھبراتے ہین اسکے بعد فرماتے ہین کہ یہی وجہ تھی کہ آپنے مدینہ منورہ مین جاتے ہی جمعہ ادا فرمایا یعنی
جب وہ عذر جو کہ مکہ مکرمہ مین تہا جاتا رہا تو آپنے جاتے ہی جو اول جمعہ مدینہ منورہ مین پیش آیا اوسمین نماز جمعہ ادا
فرمائی یہ نہین ہوا کہ نزول سورہ جمعہ تلک آپنے جمعہ ادا نفرمایا ہو اور اوسکے نزول کے بعد اقامت کی نوبت
آئی ہو جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ حکم اقامت جمعہ نزول سورہ جمعہ سے پہلے نازل ہوچکا تہا اسکے بعد فرماتے
ہین کہ اس تطبیق و توجیہ کے مطابق اس امت کو ہدایت جمعہ بیان اور توفیق دونون جہتون سے حاصل ہوگئی
بیان سے مراد نزول وحی اور توفیق سے مراد توفیق اجتہادی ہے والحمد للہ علی ذلک - اب ہم مجیب لبیب
کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ آپکی بدولت ہمکو تمام عبارت کی ہندی ہی نہین بلکہ چندی بھی کرنی پڑی جس سے
بحمد اللہ فراغت ہوچکے اب آپ خود انصاف وحیا کو بغل سے نکالکر ایمان سے فرمادیوین کہ آپنے جو کچھ فرمایا تہا اوس
مین سے کوئی جز بھی حق ہے دیکھ لیجیے ان دونون جہتون بیان اور توفیق سے آپنے اپنے خیال مین احتمال اول
کو ہمارے موافق اور احتمال ثانی کو اپنے مفید خیال فرمایا تہا اور اوسپر یہ دعوی کیا تہا کہ اوثق العری مین ان
شارحین کی عبارت مین سے فقط احتمال اول کو جو ہمارے مدعی کے موافق تہا نقل فرمایا اور احتمال ثانی کو
جو آپکے مدعی کے مطابق تہا ترک فرما دیا حالانکہ وہی احتمال ثانی ان شارحین کے نزدیک راجح ہے اور اوسپر
آپنے دہوکا دہی کا الزام قایم کیا تہا سبحان اللہ ع نگر موشی بجواب اندر شتر شد * خیر احتمال ثانی کا آپکے
مفید یا مضر ہونا تو انشاء اللہ آگے چلکر معلوم ہو جائیگا اسوقت تو ہمکو فقط یہ دکھلانا ہے کہ ہمارے مجیب ایسی
عبارات واضحہ کے سمجھنے سے بھی اس تبحر اور مہارت علمی پر قاصر ہین اور پہر اس خوبی پر اکابر کی شان مین کلمات
گستاخانہ فخر و مباہات کے ساتھ لکہنے کو موجود اہل فہم تو علامہ ابن حجر کی عبارت جسکو ابھی عرض کرچکا ہون دیکھکر
خود سمجھ گئے ہونگے مگر ہم بعض حضرات کی خوش فہمی کے اندیشہ سے علامہ ابن حجر کے کلام کا خلاصہ عرض کئے
دیتے ہین - حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق تعالی نے یوم جمعہ کی ہدایت خاص ہمکو
فرمائی اسکی شرح مین علامہ ابن حجر وغیرہ شراح تحریر فرماتے ہین کہ اسمین دو احتمال ہین اول تو یہ کہ ہدایت
بذریعہ نزول وحی لیجاوے دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرات صحابہ نے اپنے مشورہ سے اور اجتہاد سے اوسکو معین
فرمایا اور اس احتمال ثانی کے لئے روایت عبد الرزاق بھی شاہد ہے مگر اس روایت سے فقط یہ معلوم ہوتا ہے

کہ حضرات صحابہ نے اپنے اجتہاد سے یوم جمعہ کو اختیار فرمایا اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ آپ پر اس بارہ مین وحی
نہین آئی تھی بلکہ ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے بھی اسی دن کو معین فرمایا ہو اور نزول وحی سے
بھی اوسکی تعیین آپکو معلوم ہو چکی ہو لیکن مکہ مین بوجہ موانع آپ اقامت جمعہ سے معذور رہے ہون تو اب دونون
احتمالون مین اصلا تعارض نرہا پھر اسکی تائید مین دو امر ارشاد فرماتے ہین ایک یہ کہ روایت ابن عباس رض جسکو
دارقطنی نے روایت کیا ہے اوس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے یعنی مکہ مکرمہ سے آپنے مصعب بن عمیر کو مدینہ منورہ
مین دربارۂ اقامت جمعہ تحریر فرماکر بھیجا تہا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکم اقامت جمعہ قبل از ہجرت بذریعہ
وحی آپکو ہو چکا تہا دوسری یہ کہ آپنے مدینہ منورہ مین پہونچتے ہی پہلا جمعہ ادا فرمایا جیسا کہ ابن اسحق وغیرہ نے روایت
کیا ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ آپکو حکم جمعہ پہلے معلوم ہو چکا تہا جب ان دونون روایتون سے جمعہ کا قبل ہجرت معین
ہو جانا معلوم ہو گیا تو اوسکے تسلیم مین اب کیا تامل ہو سکتا ہے باقی رہی روایت ابن سیرین جسکو مصنف
عبد الرزاق مین نقل کیا ہے اوسمین اور روایت دارقطنی وغیرہ مین کچھ تعارض ہی نہین کما مر تو اب بلا تامل
یہ امر محقق ہو گیا کہ یوم جمعہ کی ہدایت اس امت کو بذریعہ نزول وحی اور نیز بطریق اجتہاد نصیب ہوئی والحمد للہ
ثم الحمد للہ اول حد ہدایت جمعہ پر اور دوسرے حد عبارات شراح مثل آپکے غلط نہ سمجھنے پر ہے۔ اب ہم مجیب
صاحب سے دریافت کرتے ہین کہ آپ تو عبارت شراح کا یہ مطلب فرماتے تھے کہ احتمال ثانی یعنی اقامت جمعہ
بالاجتہاد اونکے نزدیک راجح ہے حالانکہ وہ حضرات ان دونون احتمالون مین سرے سے تعارض ہی نہین
مانتے صاف تطبیق بیان فرماتے ہین اور طرح طرح سے احتمال اول یعنی اقامت بذریعہ نزول وحی کو تقویت
پہونچا رہے ہین بوقت ذکر اول اوسکا ذکر کیا پھر تطبیق بیان فرمائی بعدہ روایت دارقطنی اور روایت ابن
اسحق وغیرہ سے اوسکی تائید کی آخر مین ہر دو جہت۔ بیان و توفیق۔ کی تصریح فرمادی اور آپ بھی اس تطبیق کو
تسلیم فرما چکے ہین کما مر۔ ہم کیا جو دیکھے گا مجیب کے اس عکس فہمی پر بیشک متحیر و متعجب ہوگا۔ بقول شخصے عین فاز رعف
غین فاز رعف میرا نام محمد یوسف۔ مجیب فہیم نے اول تو خود بخود یہ خیال جما لیا کہ احتمال ثانی اونکو مفید اور
ہمکو مضر ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اوسکے بعد شارحین موصوفین کے کلام مین جملہ ویشہد للثانی
ما رواہ عبد الرزاق تقدیر سے نظر پڑ گیا پھر کیا تہا فرط خوشی سے جامہ سے باہر ہو گئے عبارت جو پیش نظر تھی
اوسکے سمجھنے کی بھی مہلت نملی استغفر اللہ۔ واقعی آدمی نہایت کم حوصلہ ہے یاس کے بعد جو کامیابی کی صورت نظر
پڑتی ہے تو کچھ نہ پوچھیے عجیب حالت ہو جاتی ہے انا ربک وانت عبدی کہنے کو موجود ہو جاتا ہے۔ البتہ اس امر مین
اتنی زیادتی اور ہو گئی کہ ہمارے مجیب کو اوس یاس و ضیق کے بعد جو مضمون سابق مین پیش آئے تھے جو کوئی
لفظ موافق نظر آیا تو ناکامی اور کامیابی مین بھی فرق نہین کر سکے اگر وہ عبارت مذکورہ کو یادتی تامل بھی ملاحظہ

فرماتے تو معلوم کر لیتے کہ اوسمین کوئی امر بھی اونکے اشک شوئی کا موجب نہین ہوسکتا اگر مجیب سلمہ انصاف
فرمائین تو بیشک ہمارے ممنون ہون ہمنے تفصیل کے ساتھ تمام عبارت شراح کا مضمون ایسی وضاحت
کے ساتھ بیان کر دیا کہ ہر ایک اوستاد شفیق بھی وزا سی بات کے لئے اتنی وردسری گوارا نہین کرتا ہمکو
اس طول کی اونکے جواب وہی کے لئے ہرگز ضرورت نہ تھی ہمکو بار بار ہنسی آتی ہے کہ پھر اس خوبی پر مجیب اذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال کو پیش فرماتے ہین ارے صاحب جو احمق سے احمق بھی اس جملہ کو سُنے ہوئے
ہوگا وہ ضرور سمجھتا ہوگا کہ اس جملہ مین احتمال سے مراد وہ احتمال ہے جو مستدل کی مدعی کے مخالف ہو مطلق
احتمال مجنون بھی مراد نلیگا سو عبارت شراح مین اگر احتمال ثانی ہمارے مدعی کو مضر ہوتا تو بیشک پیش فرمانیکا مضائقہ
نہ تہا وہ تو دونون احتمال مطابق یکدگر ہین جنکی مطابقۃ کو خود شراح بالتصریح بیان فرما رہے ہین ہمخصوص ہمارے
مجیب نے بمقتضائے ظاہر پرستی جملہ مذکورہ مین لفظ احتمال کو مطلق دیکھکر یہ سمجھ لیا ہے کہ جس عبارت مین چند
احتمال ہون خواہ موافق خواہ مخالف اوس سے استدلال کرنا باطل ہے سبحان اللہ کیا اجتہاد ہے شعر
دعوئے اجتہاد اور یہ فہم ✤ مجتہد صاحبون کے کیا کہنے۔ ہم سخت متحیر ہین کہ اس فہم و انصاف پر یہ الوالعزمی کہ علماء
راسخین کی تحقیقات کو وہ ہو کہ وہی لکھنے کو موجود اور اونکے کلام کی تردید کو تیار یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے دیکھئے بحث
سابق مین جیسی خلاف فہم و انصاف باتین بیان کی گئی تہین اوس سے بڑھکر اس بحث مین موجود ہین بقول
شخصے ع تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی۔ غالبًا فرق ہوگا تو یہ ہوگا کہ اوسمین بے انصافی غالب تھی
اسمین کم فہمی غالب ہے اوسکا خلاصہ یہ تہا کہ اقوال علما اور روایات معتبرہ کو بے وجہ انکار کیا جاتا تہا اور
اسکا منشا یہ ہے کہ عبارات صریحہ کا مطلب اولٹا سمجھا جا رہا ہے ہم بہت غور کرتے ہین مگر عبارات مذکورہ
اور ہمارے مجیب سلمہ کے مطلب مین سوائے تناسب تضاد اور کوئی علاقہ سمجھ مین نہین آتا اگر ہمارے مجیب کو
اب بھی کسی قسم کا تامل باقی ہو اور ہمارے معروضات کو تسلیم کرنا دشوار ہو تو جناب حجۃ السلف و الخلف اور
مجتہد مطلق ہر دو حضرات کو ہم اپنا حکم مقرر کرنے پر راضی ہین دیکھو عبارات مذکورہ شراح کا یہ حضرات کیا
مطلب ارشاد فرماتے ہین۔ شعر۔ اس حال کو پہونچے ہین ترے جور سے اب ہم ✤ راضی ہین جو اعدا بھی
کرین فیصلہ اپنا۔ الحمد للہ حضرت مجیب کی خوش فہمی جسکو عرض کرنا منظور تہا خوب ظاہر ہوگئی بلکہ تبرعًا
ہمنے مطلب صحیح جو عبارات کا تہا وہ بھی عرض کر دیا اب امر واقعی اور مقصد اصلی سنئے عبارت کے دیکھنے
سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مجیب لبیب کے دل مین یہ خیال پختہ ہو رہا ہے کہ امر اول یعنی اقامت جمعہ بذریعہ
نزول وحی تو ہمکو مفید ہے اور امر ثانی یعنی اقامت جمعہ بذریعہ اجتہاد مجیب کے مفید مطلب ہے اور یہی خیال
ہمارے مجیب کو عبارات مذکورہ کی مٹی خراب کرنیکا باعث ہوا ہے حالانکہ یہ اونکا خیال بالکل لغو اور بے

[illegible] ۱۲

بے اصل ہے وہ اگر اس مضمون کے سمجھنے سے قاصر تھے تو عبارت اوثق العری کو ذرا تامل سے ملاحظ فرما لیتے اسمین
کچھہ گناہ نہ تھا اوثق العری مین دونون احتمالون کو تسلیم فرما لیا گیا ہے کسی احتمال کی تغلیط نہین کی گئی اور ہم بھی
شروع مین اس امر کو مصرح عرض کر چکے ہین کہ ان دونون احتمالون مین جونسا احتمال آپکا دل چاہے اختیار
فرما لیجیے گا ہمارا مدعا بحمد اللہ ہر طرح سے حاصل ہے دیکھیے روایات معتبرہ سے جیسا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات
صحابہ کو اس بارہ مین مشورہ اور اجتہاد کی نوبت آئی ایسا ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے مکہ مکرمہ سے امر اقامت جمعہ تحریر فرما کر بھیجا جسکی وجہ سے دونون امر ضروری التسلیم او التطبیق ہین ہان
اب اسمین دو احتمال نکل سکتے ہین ایک یہ کہ حضرات صحابہ نے اپنے اجتہاد اور مشورہ کے بعد آپ سے اجازہ
اور استفسار کیا ہو اور آپنے حسب ارشاد وحی اونکے اجتہاد کو تسلیم فرما کر اجازت اور امر اقامت جمعہ لکھہ بھیجا ہو
اور اس اجتہاد و استفسار و اجازت و ارشاد سبکے بعد نماز جمعہ قایم کی گئی ہو کسی نے کسی امر کو اور کسی نے کسی
بات کو روایت کر دیا چنانچہ اسکے نظائر حدیث مین بکثرت ملینگے اور اس صورت مین کسی قسم کا اشکال یا استبعاد
لازم نہین آتا اور بحوالۂ عبارت علما اس تطبیق کو ہم مفصلاً سابق مین عرض کر چکے ہین دوسرا احتمال یہ
ہے کہ حضرات صحابہ (رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین) نے بعد مشورہ و اجتہاد جمعہ قایم فرما لیا ہو اور اوسکے
بعد حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے بارہ مین تحریر فرمانے کی نوبت آئی ہو مگر ظاہر ہے کہ یہ تمام امور قبل
نزول سورہ جمعہ بلکہ قبل ہجرت و تشریف آوری قباطی ہو چکے تھے اسلیے ہم بہت مسرت کیساتھہ ہر ایک احتمال
کے تسلیم کرنے کو موجود اور ایک اختیار عرض کرنے کو آمادہ ہین البتہ فقط اتنی بات پختگی اور زور سے عرض کرتے ہین
کہ اجتہاد صحابہ اور ارشاد نبوی دونون ہجرت سے پہلے اسبارہ مین محقق ہو چکے تھے یعنی ارشاد نبوی بنام مصعب
ابن عمیر مین اتنی گنجایش ہے کہ اوسکو اقامت جمعہ سے مقدم مانو یا موخر مگر یہ گنجایش ہرگز نہین کہ ارشاد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی عقل کا پورا ہجرت سے موخر کہنے کو تیار ہو جاوے اور ہمارا مدعا فقط یہی تہا کہ جمعہ قبل
ہجرت اور نزول قبا فرض ہو چکا تہا جو دونون صورتون مین بحمد اللہ حاصل ہے تو اب مجیب کا یہ خیال کہ احتمال
ثانی ہمکو مضر ہے بالکل غلط ہے اگر اوثق العری کی عبارت کو ملاحظہ فرما لیتے تو نہ خود اس طول مین پڑکر اپنی
خوش فہمی ظاہر کرتے اور نہ ہمکو اس تطول مین مبتلا ہونا پڑتا۔ اسکے بعد بمقتضائے خیر اندیشی مجیب کی خدمت
مین اتنا امر قابل عرض اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو معلوم ہو گیا کہ احتمال ثانی یعنی اقامت جمعہ بالاجتہاد ہمارے
مدعی مین کسیطرح خلل انداز نہین بلکہ مثل احتمال اول بالکل مطابق اور موافق ہے مگر دو وجہ سے خود ہمارے
مجیب کی مسلک کے مخالف ہے اول تو دیکھیے وہ اجتہاد و قیاس کہ جسکی ابطال و تضعیف مین کیا کیا کچھہ عرق ریزی
فرمائی جاتی تہی اوسکی شان کہان سے کہان پہونچگئی کہ ایک نماز مستقل اوسکی وجہ سے مقرر فرما کر حضرات اصحاب

نے عمدر آمد بلا استفسار نبی علیہ السلام ہے کبیٹکے شروع فرمادیا اور حضرت سید المرسلین نے اوسکے بارہ مین فہذا انا اللہ لہ ارشاد فرماکر کیسدرجہ اوس قیاس واجتہاد کی تحسین وتوثیق ظاہر فرمادی دوسرے حجۃ السلف والخلف اور قاضی صاحب اور نواب صاحب وغیرہ زمانہ نزول وحی مین بلا استفسار رسول علیہ السلام کسی امر کو اپنی رائے سے کرنے کو خلاف عادت اصحاب بالتصریح تحریر فرمارہے ہین کما مر مفصلا اب آپ اپنے گھر کی فکر کرلین اور ہماری طرف سے مطمئن رہین ہمکو بحمد اللہ کسی احتمال کے تسلیم سے انکار نہین ہان خوب یاد آیا احتمال ثانی جو وجہ سے آپکی مسلک کے خلاف ہوتا ہے اوسمین اتنی بات اور بھی تسلیم کرنی ضروری ہے کہ جب صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد اور رائے سے جمعہ ادا فرمالیا تو یہ ضروری ہے کہ ظہر بھی انہون نے بیشک ادا کیا ہوگا اور بعد ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بنام مصعب بن عمیر صادر ہوا تہا صلوۃ جمعہ کو مسقط ظہر ٹہرایا گیا کیونکہ ادنی عاقل بھی تجویز نہین کرسکتا کہ فرضیت اربع رکعات ظہر جو قطعی اور منصوص تہی اوسکو صحابہ کرام نے اپنی رائے سے منسوخ فرمادیا ہو تمام موافقین ومخالفین کے اقوال ملاحظہ فرمایئے قیاس واجتہاد کو کوئی بھی اہل حق مین سے رافع للحکم القطعی نہین کہسکتا جو حضرات قیاس فقہی کو حجۃ شرعیہ فرماتے ہین وہ بھی قیاس کو مقابلہ نصوص مین قابل عمل نہین سمجھتے اور جو حضرات کہ قیاس مذکور کو دلیل شرعی نہین سمجھتے وہ تو کیونکر ایسی بات کے قایل ہوسکتے ہین اور امور قطعیہ کا تو ذکر کیا ہے خبر واحد کے مقابلہ مین بھی قیاس کالعدم سمجھا جاتا ہے بلکہ کتب مین یہ امر مشہور ہے کہ نص کے خلاف ووفاق دونون صورتون مین قیاس واجتہاد غیر مقبول وغیر معتبر ہے ان صاحبون کے مقابلہ مین ہمکو قیاس کے بارہ مین اسقدر عرض کرنے کی اصلا حاجت نہین فقط اس خیال سے ہم باربار عرض کرتے ہین کہ ہم ان حضرات کی تالیفات مین عجیب خرابطا آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ ایک امر کو بہت شد ومد سے باطل فرماتے ہین اور جب اپنی کوئی مصلحت داعی ہوتی ہے تو اوسی کو بلا تامل بہت مستعدی سے تسلیم فرمانے مین کچہہ بھی تامل نہین ہوتا تو ان حضرات سے کچھ مستبعد نہین کہ کسی بے اصل خیال کیوجہ سے یہی فرمانے لگین کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اجتہاد اور قیاس سے اربعہ رکعات ظہر کو جنکا ثبوت نصوص قطعیہ سے ہوچکا تہا ترک فرماکر جمعہ کو اوسکے قایم مقام کردیا ہوگا مگر یہ امر ایسا بدیہی البطلان ہے کہ اول سے لیکر آخر تک کوئی بھی اہل حق مین سے اسکو تسلیم نہین کرسکتا بلکہ بعض حضرات نے جو اول من قاس ابلیس تحریر فرمایا ہے وہ یہی قیاس ہے کہ بمقابلہ نصوص معتبر مانا جائے اور اوس کیوجہ سے حکم شرعی کو ساقط اور زائل کردیا جاوے دیکھئے امام فخر الاسلام اصول مین تحریر فرماتے ہین سو قال اصحاب الظواہر من اہل الحدیث وغیرہم ان القیاس لیس بحجۃ والعمل بہ باطل وہو قول داود الاصبہانی وغیرہ ادہر اس امر کو سب تسلیم فرماتے ہین کہ اخبار احاد بھی امور قطعیہ کے لئے ناسخ نہین ہوسکتین چہ جائیکہ قیاس

علاوہ ازین جن صاحبون نے حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رائے اور اجتہاد کو تسلیم فرمایا ہے اور یہی مذہب راجح ہے تو وہ خود اس امر کی تصریح فرماتے ہین کہ نبی علیہ السلام کا اجتہاد واجب الاطاعت ہے مگر فی نفسہ امر قطعی نہین اور درصورت خطا بذریعہ نزول وحی اوسکی اصلاح ضرور ہوجاتی ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ اور مجتہدین خطا پر قایم رہ سکتے ہین مگر اجتہاد نبی علیہ السلام مین اگر کسی قسم کا تفاوت ہوتا ہے تو اوسپر تنبیہ ضرور ہوجاتی ہے اور اجتہاد نبی کے بعد تنبیہ نہونے سے اوسکی قطعیت ثابت ہوجاتی ہے گو فی حد ذاتہ قطعی نہ تھا امام فخر الاسلام وغیرہ کی عبارتون مین یہ مضمون صاف موجود ہے فاذا اقرہ اللہ تعالی علی ذلک دل علی انہ مصیب بیقین۔ تو بنظر انصاف ملاحظہ فرمایئے کہ اہل ظاہر تو قیاس واجتہاد کو سرے سے باطل اور غیر قابل لتعمل فرما رہے ہین اب اگر یہ مذہب لیا بھی جائے تو بیوقوف سے بیوقوف بھی اجتہاد وقیاس کو کسی امر کے لئے ناسخ اور رافع نہین کہہ سکتا بالخصوص امور قطعیہ کے لئے جیسے صلوۃ ظہر کہ نص قرانی سے ثابت ہے اور ظہر کی چار رکعتین جو سماع اور تواتر سے ثابت ہوچکی ہین؛ اور جو حضرات قیاس واجتہاد کو دلیل شرعی فرماتے ہین وہ یہ فرماتے ہین کہ اخبار احاد امور قطعیہ کے لئے رافع اور ناسخ نہین ہوتین تو اون سے یہ امر کیونکر متصور ہوسکتا ہے کہ قیاس واجتہاد کو جو کہ اونکے نزدیک خبر واحد کے لئے بھی ناسخ نہین ہوسکتا امور قطعیہ کے لئے رافع اور مزیل تسلیم کرلین ان سب سے بڑہکر یہ بات ہے کہ جب اجتہاد حضرت رسالت پناہ درصورت معارضہ نص ساقط اور غیر معمول ہوجاتا ہے (کیونکہ اجتہاد نبوی مین فی نفسہ دوسری جانب کا بھی احتمال ہے اور وحی مین یہ احتمال اصلا نہین ہوسکتا) تو اب کسی صحابی یا مجتہد وغیرہ کی رائے واجتہاد سے حکم قطعی کو ساقط اور غیر معمول بنا دینا کون عاقل یا بیوقوف تجویز کرسکتا ہے یہ امر نمونہ قدرت الٰہی ہے کہ جن صاحبون کے موہنہ مین اول من قاس ابلیس سنکر پانی بھر آتا تھا اب قیاس واجتہاد کو امور قطعیہ کے لئے ناسخ و رافع فرمانے پر غش ہونیکو آمادہ معلوم ہوتے ہین سچ ہے **شعر**۔

آنچہ شیران را کند روبہ مزاج ✤ احتیاج است احتیاج است احتیاج

اب ہمارے مجیب سلمہ کو اگر اس بارہ مین کچھہ فرمانا منظور ہو تو ذرا سوچ سمجھکر فرمائین گستاخانہ بلاوجہ بدفہمی پر کمر باندھکر اکابر کی شان مین الفاظ نا ملائم تحریر کرنا علم وحیا دونون سے بعید ہے مگر آپکو اس قسم کے الفاظ کے کہنے اور سننے کی عادت ہے اسلئے آپ تو شاید یہی کہین کہ ہمنے کونسا کلمہ ایسا لکھا ہے جناب من واقعی بات یہ ہے کہ آپکو آپکے فہم وعقل نے سخت دہوکا دے رکہا ہے اور اوسپر معروضات سابقہ شہود عدل موجود ہین اور کسی نے خدانخواستہ آپکو دہوکا نہین دیا بلکہ آپکو سچا مضمون سمجہایا ہے مگر کجی کا کیا علاج خیر آپکا جو جی چاہے سو کرین ہمارا کوئی نقصان نہین آپ بے انصافی اور کج فہمی مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نفرماوین

مگر خدا کے لئے اپنے نفس پر رحم فرمائیے پھر عنایت فرماکر اکابر کی شان [illegible] اجتناب
فرماوین آپنے غالبًا سنا ہوگا شعر۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد * بلکہ آتش در همه آفاق زد

اور اگر بمقتضائے عادت اس سے احتراز دشوار ہو تو ہم جو اصرار [illegible] پھر [illegible] نظر فرماوین گے
سو یہ یاد رہے کہ اسکا علاج یہی ہے کہ کوئی حدیث تحفۃ السنت وغیرہ آپکے جمعہ [illegible] چاہئے گا کہہ سکتا ہے
مگر معلوم نہیں کہ آپکو ارتکاب و شتم بھی ناگوار معلوم ہوتا ہے یا نہیں کچھ عجب نہیں ہو طائفۃ انحیل سے
انکو بھی برا کہلانا کسی وجہ سے منظور ہو استغفر اللہ۔ ہر سہ شراح مذکورین کی عبارت کے نسبت
علامہ بنارسی تو اپنی سعی ختم فرماچکے جسکا جواب بالتفصیل معروض ہو چکا [illegible]

انہون نے تمام عبارت کو چھوڑ کر فقط جملہ اخیرہ یعنی و لذلک جمع بہم اول ما قدم المدینۃ کما ذکرہ ابن
اسحق وغیرہ کے جواب مین اتنا فرمایا کہ یہ قول آپکے مخالف ہے اسواسطے کہ اس قول مین اوس روایت کی
طرف اشارہ ہے جسکو آپنے صفحہ ۱۴ مین نقل فرماکر جواب دیا ہے انکے اس بیان کا مطلب یہ ہے کہ ابن
اسحق وغیرہ اہل مغازی کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ قبا مین پیر کے روز رونق افروز ہوئے اور پانچوین
روز جمعہ کو قبا سے مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے اور بیچ مین محلہ بنی سالم مین نماز جمعہ ادا فرمائی اور بخاری شریف
کی روایت مین صاف موجود ہے کہ آپنے قبا مین چودہ روز قیام فرمایا تو اب بنی سالم مین جمعہ کے ادا
کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے اوثق العری مین روایت بخاری یعنی چودہ روز کے قیام کو مسلم اور راجح
فرمایا ہے تو اب مولوی ابو المکارم صاحب فرماتے ہین کہ جملہ مذکورہ مین جو اول قدومہ مدینہ مین جمعہ کا ذکر
ہے اس سے وہی بنی سالم مین جمعہ ادا فرمانا مراد ہے جو روایت بخاری کی مخالف ہے اور اوثق العری مین
چونکہ روایت بخاری یعنی قیام چودہ یوم کو راجح فرمایا ہے تو اب سرے سے بنی سالم مین جمعہ پڑھنا ہی آپکا
صحیح اور مسلم نرہا پھر بنی سالم مین اول قدوم مین جمعہ ادا فرمانے سے پھر کیونکر حجت قایم ہو سکتی ہے۔
سو اسکے جواب مین اول تو ہم یہ عرض کرتے ہین کہ کیا عجب بات ہے کہ مولانا موصوف ان شراح کی تمام
عبارت کو پس پشت ڈالکر فقط ایک جملہ مین ادھوری بات فرماکر بالکل سبکدوش ہو گئے دیکھئے عبارت
شراح جو اوثق العری مین منقول ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ حق تعالی نے ہمکو بذریعہ نص حکم جمعہ کی ہدایت
فرمائی اور اس بارہ مین ہمکو مثل امم سابقہ کے ہمارے اجتہاد پر نچھوڑ دیا کیونکہ یہ احتمال ہے کہ آپکو اسی حکم
کی مکہ مکرمہ مین بذریعہ وحی اطلاع ہو گئی ہو لیکن آپ خود وہان اقامت نکر سکے اور اس احتمال کی دلیل روایت
دار قطنی ہے اور دوسرا قرینہ اس احتمال کی مؤید یہ امر ہے کہ آپنے مدینہ منورہ مین پہنچتے ہی جمعہ قایم فرمایا جیسا

کہ ابن اسحق وغیرہ کی روایت سے ثابت ہے۔ اس عبارت سے خوب ظاہر ہوگیا کہ ان شراح کے نزدیک
بھی امر مسلم ہے کہ حکم جمعہ مکہ مکرمہ مین نازل ہوچکا تھا مجیب نے اصل امر کو چھوڑ کر فقط یہ مواخذہ کیا کہ جملہ اخیرہ
آپکے مخالف ہے جیسا کہ ابھی معروض ہوا نہ اس امر کا جواب دیا کہ یہ شراح ہمارے موافق فرمارہے ہین نہ
روایت دارقطنی کا لحاظ فرمایا اصل امر سے اسقدر اعراض فرمانا اور غیر ضروری امر مین ایک خلاف جزئی کو
پیش فرماکر جواب کافی سمجھکر دل خوش کرلینا کونسے انصاف کی بات ہے شاید اسی وجہ سے ہمارے مجیب
کا لقب معترض قرار پایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ملا معترض ایسے ہی ادہورے ناقص اعتراض کیا کرتے ہین
اور ہمارے فہم ناقص مین یہ آتا ہے کہ معترض مین سے تے نکالدی جاوے تو انشاء اللہ ہمارے مجیب پورے
اسم بامسمی ہوجامین ہر فہیم بالبداہتہ جانتا ہے کہ جو عبارت مقصود مدعی پر دال ہو گو کسی دوسرے امر
مین مخالف بھی ہو مگر اوس سے مقصود مدعی پر استدلال لانا صحیح ہوتا ہے احناف وشوافع حدیث
ابو محذورہ کو اپنے استدلال مین پیش فرماتے ہین شوافع اذان مین اور احناف اقامت مین ہمارے
مجیب کے قاعدہ کی موافق دونون استدلال غلط ہونگے حدیث اذا رکع فارکعوا واذا سجد فاسجدوا سے
تمام مولفین ارکان صلوۃ مین اتباع امام مقتدی پر ثابت فرماتے ہین حالانکہ جملہ واذا صلی جالساً فصلوا
جلوساً اجمعین جو اسی روایت کے اخیر مین موجود ہے سب کے مخالف ہے اور اسکی نظیرین بہت کثرت
سے موجود ہین ہمارے مجیب کے قاعدہ کے موافق یہ سب استدلالات ھباءً منثورا ہوگئے۔ دیکھئے اگر
عبارت مذکورہ مین سے جملہ اخیرہ نکالدیا جاوے تو ہمارے مدعیٰ مین کسی قسم کا سقم لازم نہین آتا کما
ہو ظاہر جب اس فقرہ پر ہمارا ثبوت مدعی موقوف نہین بلکہ کلام سابق بالاستقلال کافی ہے
تو فقرہ مذکورہ کے کسی دوسرے امر مین مخالف ہونے سے ہمارے استدلال کو غلط سمجھنا کیسی صریح
غلطی ہے دوسری بات یہ ہے کہ جس دلیل سے خصم پر الزام قائم کیا جاتا ہے اوسکی صحت کے لئے
یہ ضرور نہین کہ مستدل کے مذہب کی موافق ہی ہو بلکہ اوسکا عند الخصم مسلم ہونا کافی سمجھا جاتا ہے
اور یہ امر ایسا ہی ہے کہ بے انصاف بھی اسکا انکار نہین کرسکتا اسلئے اس عبارت سے مجیب پر الزام
قایم ہونے مین تو کوئی تامل ہو ہی نہین سکتا تو اب اونکو اسکا جواب دینا ضروری ہے ہمارے کسی امر مین
مخالف ہونے سے اونکے الزام مین تخفیف بھی نہین ہوسکتی چہ جائیکہ مجیب موصوف ہمارے استدلال
سے بالکل بری الذمہ ہو بیٹھین۔ تیسری بات یہ ہے کہ اوثق العری مین بوجہ تعارض روایت بخاری
قبا مین چار روز کے قیام کی روایت کو مرجوح ٹھہرایا ہے لیکن اگر کوئی صاحب اسی روایت کو خلاف
قاعدہ روایت بخاری [illegible] سمجھا ہین تو ہمارا اصل مدعی یعنی عدم اقامت جمعہ فی القری پھر بھی ثابت

ہے اوسکا ثبوت اسپر موقوف نہین کہ قبا مین چودہ روز کا قیام تسلیم کیا جاوے چنانچہ اوثق العری کی عبارت سے یہ مضمون خود ظاہر ہے اور ہم بھی انشاء اللہ آگے چلکر اوسکو مفصلاً عرض کر دینگے جب روایت اہل مغازی یعنی قیام چار روز کی روایت ہمکو مضر نہین بلکہ اوسکے تسلیم کی صورت مین بھی ہمارا مدعی بعینہ محقق ہے تو اب اگر ہم اس جملہ اخیرہ کو کہ جسکو ہمارے مجیب ہمارے مخالف بیان فرماکر اپنا پیچھا چھوڑانا چاہتے ہین تسلیم بھی کرلین تو ہمکو کوئی مضرت نہین ہوسکتی اور اب مجیب کے خیال بے اصل کے موافق بھی یہ جملہ بیان کردہ شراح موصوفین او پر حجت ہوگا بالجملہ استدلال مذکورہ ہر طرح سے ہمکو مفید اور مجیب اور اونکے امثال کے ذمہ اوسکی جوابدہی لازم ہے مگر مجیب اول نے تو اس جملہ کی نسبت اشارۃً یا صراحۃً کچھ فرمایا ہی نہ تھا مجیب ثانی نے تمام عبارت کو نظر انداز فرماکر جو صرف ایک جملہ کی جوابدہی کی طرف توجہ فرمائی تھی تو ایسی بے اصل ادہورے خلاف قاعدہ اہل عقل و نقل بات بیان فرمائی کہ ہر فہیم متعجب ہوگا۔ اس بحث سے فراغت پاکر علامہ بنارسی تحریر فرماتے ہین اور اسکے بعد جو آپنے ابوداؤد کی روایت نقل کی ہے وہ ہمارے مدعی کی تائید کرتی ہے یعنی احتمال ثانی کی جیسا کہ عبارت قسطلانی سے معلوم ہوا اور اس سے جمعہ کا گاؤن مین پڑہنا ثابت ہوا انشاء اللہ اسکی تحقیق آیندہ آئیگی انتہے۔ **اقول** اس روایت ابوداؤد سے وہی کعب ابن مالک کی روایت مراد ہے جس مین اسعد بن زرارہ کا قصہ منقول ہے اور اوپر چند بار اوسکا ذکر آچکا ہے اور اوسکو اوثق العری مین اپنا مستدل بنایا ہے کمامر۔ اوسکے جواب مین ہمارے مجیب دو امر بیان فرماتے ہین اول یہ کہ وہ ہمارے یعنی مجیب کے لئے مؤید ہے کیونکہ اوس سے احتمال ثانی یعنی اقامت جمعہ بحسب اجتہاد صحابہ رضوان اللہ علیہم مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ عبارت قسطلانی یعنی اونکے قولہ شاہد باسناد حسن عند ابی داؤد فرمانے سے معلوم ہوا مگر اس امر کا سیدہا جواب تو وہی ہے کہ ہماری تقریر بالا مین مذکور ہوچکا ہم بوضاحت اس امر کو عرض کرچکے ہین کہ احتمال اول و ثانی مین خود شراح توفیق و تطبیق کے قایل ہین اور اس توفیق کو مکرر ہم مفصلاً بحوالہ اکابر نقل کرچکے ہین اور ہر منصف فہیم اوس تطبیق کو بلا تامل تسلیم کریگا اور نیز یہ امر بھی ہمنے مدلل و مفصل ثابت کردیا ہے کہ دونون احتمالون مین سے جونسا احتمال پسند خاطر ہو بلا تردد اوسکو معین فرمالیجئے ہمارے ثبوت مدعی کے لئے کوئی مضر نہین کمامر۔ پہر ہمکو تعجب آتا ہے کہ روایت ابوداؤد بقول آپکے موید احتمال ثانی ہی سہی لیکن جب احتمال ثانی ہی ہمارے مدعی کو مضر نہین بلکہ مثل احتمال اول موافق مدعی ہے تو پہر روایت مذکورہ جو بقول آپکے موید احتمال ثانی کے ہی کونسی صورت سے ہمارے مدعی مین خلل انداز ہوسکتی ہے اور کسوجہ سے روایت مذکورہ کا ہمارا مستدل بننا غلط

ہوگیا فی الحقیقت یہ وہی دہوکا ہے جو مجیب کے دل مین ایک وجہ بے اصل سے جم رہا ہے اور ہم پورے طور سے اوسکو تشریح عبارت شراح بخاری مین متنبہ کر چکے ہین اور پھر بھی یہی عرض کرتے ہین کہ تعارض احتمالین کو بالکل دل سے نکال ڈالئے اور عبارت شراح اور عبارت اوثق العری کو اور جو کچھ اوسکی تشریح ہمنے عرض کی ہے بانصاف ملاحظہ فرمائیے انشاء اللہ یہ خیال خود آپکو تمام معلوم ہوگا یہ جواب اوس حالت مین ہے کہ ہم آپ کے فرمانے کو بجنسہ منظور کرلین ورنہ ہم کہہ سکتے ہین کہ روایت کعب بن مالک مین کونسا لفظ ہے جس سے احتمال ثانی یعنی اقامت جمعہ بالاجتہاد سمجھہ مین آتا ہے روایت مذکورہ کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اسعد بن زرارہ نے اول جمعہ قبل ہجرت ہمکو پڑہایا اوسمین اجتہاد کی تصریح کیا اشارہ بھی موجود نہین اور علامہ ابن حجر اور علامہ قسطلانی جو اس روایت کو مرسل ابن سیرین کے لئے شاہد فرماتے ہین اوسکی صرف یہ وجہ ہے کہ دونون روایتون مین قصہ واحد یعنی اسعد بن زرارہ کا قبل ہجرت جمعہ کی اقامت فرمانا مذکور ہے جو سبکو مسلم ہے باقی رہا اجتہاد کا قصہ وہ فقط مرسل ابن سیرین مین مذکور ہے روایت کعب بن مالک مین اوسکا پتہ بھی نہین یہ جدا قصہ ہے کہ بوجہ وحدت قصہ روایت کعب بن مالک کو مجمل کہکر روایت مفصلہ ابن سیرین پر حمل کرلیا جاوے ہمکو اس کے تسلیم مین کوئی تامل نہین مگر یہ سب امور اہل انصاف کے مناسب حال ہین آپ تو اپنے جوش مین روایات حدیث اور تصریحات علمائے معتبرین کی بھی نہین سنتے کما مر و سیجئی پھر آپکا ایسے احتمالات خفیہ سے ہمپر استدلال قایم فرمانا آپ ہی فرمائین کہ کیسی بے انصافی ہے۔ یہ تو جگر گوشہ خاتم النبین علیہما الصلوۃ والتسلیم کو بلا محابا قتل کرنا اور پھر کو مار کر مسئلہ پوچھتے پہرنا ہے جو جواب دینے کے کسیطرح بھی لایق نہین جیسا اوسکے جواب مین یہ کہدینا کافی ہے۔ انظروا الی ہذا السائل عن دم البعوض وقد قتلوا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہمارا بہی آپ کے جواب مین اتنا ہی کہدینا کافی تہا کہ ہمارے مجیب کو دیکھیئے کہ تمام روایات اور تصریحات علماء کو بلا دلیل ترک فرماتے ہین اور جملہ ولہ شاہد جو بعض شراح نے فرمایا ہے اوسپر اسقدر خواہ مخواہ زور دے رہے ہین مگر ہمنے مجیب کی بے انصافی سے قطع نظر کر کے جواب واقعی و تحقیقی بتر تمام عرض کر دیا ہے۔ مع ہذا یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ جن شراح نے مرسل ابن سیرین کے لئے روایت کعب بن مالک کو شاہد فرمایا ہے وہی حضرات جملہ فہذا انا اللہ لہ مین احتمال اول کو راجح فرماتے ہین جسکا مطلب یہ ہوگا کہ روایت ابن عباس جسکو دارقطنی نے اور روایت ابی مسعود جسکو طبرانی نے اور مرسل زہری جسکو ابوداؤد نے اپنے مراسیل مین بیان کیا ہے اون سب کے لئے ارشاد فہذا انا اللہ لہ شاہد ہوگا چنانچہ یہ سب امور مفصلاً ہم عرض کر چکے ہین تو اب آپ ہی انصاف

فرمالیجے کہ احتمال اول کو کسقدر تقویت ورجحان ہونا چاہیے مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپ حضرات نے لاتقربوا الصلوۃ کا قصہ کر رکھا ہے جہان ایک لفظ اپنے مدعی کے موافق نظر پڑگیا سیاق وسباق وغرض متکلم سب سے قطع نظر فرماکر فوراً اپنا استدلال قایم کردیا پھر اسپر یہ سینہ زوری کہ اوروں کو آنکھیں بند کرکے یہ کہا جاتا ہے کہ عوام کی دہوکا دہی کے لئے ایک ٹکڑے عبارت کو نقل کیا جاتا ہے واللہ المستعان - اب لیجے امر ثانی یعنی روایت مذکورہ کعب بن مالک سے جمعہ کا قری مین ثابت ہونا سو اوسکا جواب اسیقدر کافی ہے کہ جب مجیب حسب وعدہ روایت مذکورہ سے جمعہ کا قری مین ہونا ثابت فرماوینگے اوسوقت ہم بھی انشاء اللہ خود عبارت اوثق العری سے اوسکا جواب ظاہر کردینگے اجنو محض وعدہ ہی وعدہ ہے جسکے ایفا کی امید ہی ضعیف ہے شعر -

ہمکو معلوم ہے وعدہ کی حقیقت اونکی — دل کے خوش رکہنے کو لیکن یہ خیال اچھا ہے

اسکے بعد مجیب بنارسی فرماتے ہین - اور اگر ہم اسکو تسلیم بھی کرلین کہ جمعہ مکہ ہی مین فرض ہوا تہا جیسا کہ رائے مولانا کی ہے تو بھی ہمکو مضر نہین بلکہ ہمارے موافق ہے انتہے - جناب من فرمایئے تو سہی مضر نہونیکی کیا وجہ اور موافق ہونیکی کیا دلیل یہ تو بہت واضح اور صحیح بات ہے کہ جب مکہ مکرمہ مین نزول حکم جمعہ ہوچکا تہا حتی کہ مدینہ منورہ مین اوسکی وجہ سے اقامت جمعہ برابر ہوتی تھی تو پھر وقت ہجرت جب سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم قبا مین چودہ روز رونق افروز رہے تو عدم اقامت جمعہ کی کیا وجہ افسوس آپ نے محض دعوی بلا دلیل پر قناعت فرمائی کوئی وجہ اس موافقت اور عدم مضرت کی تحریر نکی - سو خیر آپنے تو کچھ نفرمایا ہمسے سنئے ہم جہان تلک آپکی کتاب سے سمجھے ہوئے ہین اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ چودہ روز کے قیام کو قبا مین جو روایت صحیح بخاری وغیرہ مین وارد ہے غلط فرماوینگے یہان جو کچھ ارشاد ہورہا ہے اگر اوسکا مبنی فقط یہی ہے کہ تضعیف وتغلیط روایت کے بھروسہ پر یہ لن ترانیاں ہین تو انشاء اللہ عنقریب اسکی حقیقت منکشف ہوئی جاتی ہے اور اگر کوئی امر مخفی باریک آپ کے خیال مین ہے تو اوسکو خدا کے لئے ظاہر فرمایئے جب ایسی ضرورت وحاجت کیوقت ہی کام نہ آیا تو پھر کب کام آئیگا - اسکے بعد مجیب سلمہ تحریر فرماتے ہین اور واضح ہو کہ جمعہ کا مکہ مین فرض ہونا محققین کے نزدیک یہ قول غریب ہے حافظ ابن حجر فتح الباری مین فرماتے ہین - وقال الشیخ ابوحامد فرضت بمکۃ وہو غریب انتہے مجیب نے علامہ ابن حجر کے غریب فرمانیکو تو دیکھا مگر اسکا خیال نکیا کہ قاضی شوکانی ان الجمعۃ فرضت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو بمکۃ قبل الہجرت - اور علامہ سیوطی والجمعۃ فرضت بمکۃ فرمارہے ہین اور روایات کثیرہ معتبرہ حدیث سب علما اپنی تالیفات مین بلا نکیر مع التسلیم اسپر (جمعہ مکہ مین فرض ہوا) نقل کررہے ہین ابوداؤد وابن ماجہ وبیہقی ودارقطنی ومعجم طبرانی

و مصنف عبد الرزاق و مسند امام احمد و زاد المعاد و صحیح ابن خزیمہ وغیرہ وغیرہ کو ملاحظہ فرما لیجیے اور جمہور اہل سیر و اہل تفسیر کی کتب مین برابر یہ امر موجود ہے اسد الغابہ اور اصابہ وغیرہ کتب اسماء الرجال مین اسی امر کو نقل فرما رہے ہین آپکے مجتہد عصر جناب مولانا سید نذیر حسین وغیرہ بھی یہی لکھ رہے ہین چنانچہ فتاویٰ نذیریہ مین قصہ اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر کو بروایات متعددہ معہ بیان تطبیق و توجیہ مطلب اپنے عرض کر چکے ہین اور تماشا یہ ہے کہ ان روایات کے مقابلہ مین آپنے اسوقت تلک ایک روایت کا پتہ تک نہین دیا خود حافظ ابن حجر وغیرہ بھی اسی جانب مائل ہین کما بیناہ سابقا۔ تو اب آپ ہی انصاف فرمالیجیے کہ ان دلائل کے مقابلہ مین فقط حافظ ابن حجر کے غریب نقل فرمانے سے آپکو کیا نفع ہو سکتا ہے بجز اسکے کہ منقصت بجز خجلت کے [illegible]۔ علاوہ ازین ابن حجر کی پوری عبارت یہ ہے۔

واختلف فی وقت فرضیتہا فالاکثر علی انہا فرضت بالمدینۃ وہو مقتضی ما تقدم ان فرضیتہا بالآیۃ المذکورۃ وہی مدنیۃ وقال الشیخ ابو حامد فرضت بمکۃ وہو غریب۔ جس سے اسیقدر مفہوم ہوتا ہے کہ اکثر علما فرضیت فی المدینہ کے قائل ہین اور بعض فرضیت فی المکہ کو تسلیم فرماتے ہین مگر یہ قاعدہ کسیکے یہان مسلم نہین کہ در صورت اختلاف جس جانب اکثر ہون اسکو ہمیشہ دوسری جانب سے قوی اور راجح مانا جائے گا آپ تھوڑا سا تامل کرینگے تو بہت سی نظائر ہر ایک مذہب مین آپکو ایسے ملینگے کہ علما قول اکثر کو مرجوح اور دوسری جانب کو راجح فرمارہے ہین دور نجائیے اسی فتویٰ مین دیکھ لیجیے کہ آپکے حجۃ السلف والخلف وغیرہ صحت جمعہ کے لئے سوا اسکے کہ امام کے ساتھ ایک دوسرا اور بھی ہو کسی شرط کو تسلیم نہین فرماتے حتیٰ کہ خطبہ بھی ضروری نہین اب آپ ہی فرمائین کہ مذہب غریب (اور قول جمہور کے مخالف) ہے یا نہین ایسے ہی نظائر کثیرہ آپکو اپنے گھر مین ملینگے دوسری طرف فکر کرنیکی حاجت نہوگی تو کیا آپ بوجہ غرابت اور مخالفت جمہور اس قسم کے مسائل کی تغلیط اور تضعیف فرما دینگے یا بوجہ قوت دلیل اور صحۃ ماخذ ایک جانب کو دوسری جانب پر ترجیح دینا حق فرمائینگے خواہ قول جمہور ہو یا قول غریب فما ہو جوابکم فہو جوابنا اس بات کو خوب ملحوظ رکھیے کہ اگر ہم امور متذکرہ بالا سے قطع نظر کرکے اس غرابت کو تسلیم بھی کر لین تو یہ غرابت منافی صحت و قوت نہین اور اگر آپ خواہ مخواہ اس غرابت کو موجب تغلیط و تضعیف فرما دین تو یہ قول جو خود غریب بلکہ سارے جہان کے مخالف ہے آپ ہی کے قاعدہ کی موافق غلط ہوگا دوسرے آپکے تمام مسائل غریبہ بلا بیان دلیل تغلیط و تضعیف خواہ مخواہ غلط اور ضعیف ہو جاوینگے خدا کی قدرت ہے کہ ہمارے مجیب لبیب اور اونکے ہم مشرب جو ظاہر حدیث کی بنا پر تمام اکابر و ائمہ کی دل کھولکر تغلیط و تردید کرنا فرض خیال فرماتے تھے اور قول جمہور اور اجماع تلک اس تغلیط و تردید کی نوبت پہونچاتے تھے

اور تمام روایات کو مثلاً بلحاظ بعض لغو اور باطل سمجھتے تھے آج نصوص متعددہ معتبرہ کے متروک فرمانے پر اسوجہ سے کمر بستہ ہین کہ حافظ ابن حجر نے اس قول کو غریب فرمادیا ہے ہماری نظر قاصر مین کتب کے دیکھنے سے جہانتک معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جو حضرات فرضیت جمعہ فی المدینہ کے قایل ہین اونکی وجہ صرف یہی ہے کہ آیت جمعہ چونکہ مدنی ہے اور قاعدہ اکثریہ یہی ہے کہ جو احکام آیت قرآنی مین موجود ہین اونکی دلیل ثبوت وہی آیات ہین اور وہ انہین آیات کے نزول کے بعد سے وہ احکام بذمہ امت ثابت ہوے تو اس قاعدہ اکثریہ کے مطابق بظاہر یہی امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعد نزول آیت جمعہ جو بالاتفاق مدنی ہے جمعہ فرض ہوا ہو اسکے سوا کوئی نص ان حضرات کے پاس غالباً ایسے نہین کہ جس سے صراحۃً فرضیت جمعہ فی المدینہ ثابت ہوتی ہو اور جن حضرات نے یہ خیال فرمایا کہ یہ قاعدہ اکثریہ سہی مگر اسکے خلاف کی امتناع پر نہ کوئی دلیل نہ اس امتناع کا کوئی قایل چنانچہ اسکے خلاف کی متعدد نظائر موجود ادہر نصوص معتبرہ حدیثیہ سے بالتصریح یہ امر ثابت کہ حکم جمعہ مکہ مین قبل ہجرت محقق و نازل ہو چکا تہا تو اونہون نے بے کہٹکے فرضیت جمعہ قبل ہجرت کو تسلیم فرمایا خلاصہ یہ ہے کہ اول حضرات جو کچھ فرماتے ہین تو قاعدہ اکثریہ کے مطابق بہت ٹہیک فرماتے ہین مگر امر زائد کی طرف اونکو کسیوجہ سے نظر نہین ہوئی اور دوسرے حضرات جو کچھ فرماتے ہین تو اونکے پیش نظر وہ روایات مذکورہ حدیثیہ بھی ہین جنسے فرضیت جمعہ قبل ہجرت ثابت ہوتی ہے یعنی اول حضرات نافی اور یہ مثبت ہین اور حسب قاعدہ مسلمہ علماء مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے۔ اسکے بعد قابل گذارش یہ امر ہے کہ مجیب بنارسی کے جواب مین یہانتک جو کچھ ہمنے عرض کیا یہ تو درصورت تسلیم تہا یعنی مجیب موصوف نے عبارت مذکورہ فتح الباری کا جو مطلب بحسب الظاہر سمجھکر اپنا استدلال پیش فرمایا تہا ہمنے اوسکو بجنسہ تسلیم کر لینے کے بعد جواب تام عرض کر دیا جسکے بعد ہمکو کسی اور امر کے بیان کرنیکی ہرگز حاجۃ نہین مگر بنظر اظہار حق و مزید تحقیق یہ بات بھی قابل اظہار ہے کہ ہمارے مجیب نے جو کچھ تحریر فرمایا گو بنظر ظاہر صحیح معلوم ہو مگر جب خود حافظ ابن حجر کے دیگر ارشادات اور اونکے سوا اور علماء کے اقوال کو ملاحظہ کیا جائے اور اونکے مطابق عبارت موجودہ فتح الباری مین غور و فہم سے کام لیا جائے تو معلوم ہو جائے کہ عبارت مذکورہ کا اصلی مطلب ہمارے مجیب نہین سمجھے بلکہ ارشاد علامہ ابن حجر ہمارے مدعی کے بالکل موافق ہے اصلاً مخالف نہین جو ہمکو جواب دینے کی ضرورت ہو۔ دیکہہ لیجے خلاصہ استدلال مجیب بنارسی صرف یہ ہے کہ عبارت مذکورہ مین علامہ موصوف نے جو دو جملہ یعنی فرضت بالمدینۃ اور فرضت بمکۃ نقل فرمائے ہین اور اول جملہ کو قول اکثر اور ثانی کو غریب فرمایا ہے تو فرضت کا مطلب ہمارے مجیب نے نزول فرضیتہا بمعنین فرما کر یہ سمجھ لیا کہ مدینہ

طیبہ مین حکم فرضیتہ جمعہ اول نازل ہوا اور یہی مذہب جمہور ہے اور مکہ مکرمہ مین نزول حکم مذکور قول غریب
ہی بالجملہ مدار استدلال مجیب لفظ فرضت ہے سو اسکا جواب بے تکلف اسیقدر کافی ہے کہ فرضت کے
معنے جیسے یہ ہوسکتے ہین کہ حکم فرضیتہ جمعہ اول مدینہ طیبہ مین نازل ہوا ایسے ہی یہ بھی ہوسکتے ہین کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر اقامتہ جمعہ اول اہل مدینہ کو فرمایا یعنی فرضت ادا رہا و اقامتہا بالمدینۃ اور
اس صورت مین جمعہ اول یعنی فرضت بالمدینۃ جو قول جمہور ہے سراسر ہمارے موافق اور ہمارے مدعی کے
مطابق ہے اور اب قول شیخ ابوحامد یعنی فرضت بمکۃ کے معنی بھی فرضت ادا رہا و اقامتہا بمکۃ لینے پڑینگے
جسکے شاذ اور غریب کہنے مین ہم بھی مجیب کے ہم داستان ہین - اب اہل فہم و انصاف ملاحظہ فرماوین
کہ کلمہ فرضت کے معنے - جو ہمنے عرض کئے ہین وہ بالکل بے تکلف اور قابل تسلیم ہین یا نہین پہر معلوم نہین
کہ مجیب نے صرف اپنا استدلال قایم کرنیکی غرض سے ایک معنی جو اونکے مفید مدعی تہے بلا وجہ وجیہ کیونکر
معین کرنے اور اسیکے ساتھ جب علامہ ابن حجر اور دیگر علماے اون ارشادات اور روایات کو بھی خیال
کیا جاتا ہے کہ جنکو بحوالہ وثیق العری وغیرہ ہم بھی عرض کر چکے ہین جن سے اقامتہ جمعہ فی المدینۃ قبل الہجرۃ
بالتخصیص ثابت ہوتی ہے تو پہر تو عبارت فتح الباری کا وہ مطلب سمجہنا جو ہمارے مجیب سمجھ رہے ہین
کسیطرح قابل قبول اہل فہم نہین ہوسکتا کیونکہ اس صورت مین علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کا ارشاد فقط
خلاف واقع ہی نہوگا بلکہ خود اونکے دیگر ارشادات کے بھی مناقض ہوگا پہر علامہ ابن حجر کے ارشاد کے
ایسے معنی معین کرنے کہ خلاف واقع اور خلاف روایات حدیث وخلاف اقوال علما ہونے کے سوا خود
انہین کے قول کے معارض ہون اور دوسرا احتمال صحیح کو ترک کرنا جس مین کسی قسم کی خرابی نہو اور جملہ
روایات و اقوال کے موافق ہو نہایتہ کم فہم انصاف دشمن کا کام ہے بالجملہ جملہ فرضت بالمدینۃ اور
فرضت بمکۃ کے پہر دسے پر یہ اصرار کرنا اور تمام قراین و امارات سے آنکھین بند کر لینا جمود علی الظاہر
بلکہ جمود علی التعصب کی کامل دلیل ہے زیادہ تفصیل مطلوب ہے تو سنئے لفظ فرضیتہ اور اقامتہ ایک
دوسرے کے موافق مین بلانکیر استعمال کئے جاتے ہین یعنی فرضت کو جیسے نفس ایجاب اور
نزول حکم فرضیتہ کے معنی مین استعمال کرتے ہین ایسے ہی فرضیتہ ادا اور اقامتہ کے معنی مین بھی
اوسکا استعمال صحیح سمجہا جاتا ہے اور لفظ اقامتہ جیسے بمعنی ادائے فعل بولا جاتا ہے ایسا ہی بعض
مواقع مین اوس سے نفس فرضیتہ و وجوب مراد لیا جاتا ہے کیونکہ نفس وجوب اور وجوب ادا اور
اسیطرح پر فرضیتہ فعل اور ادا و اقامتہ فعل باہم مربوط اور لازم و ملزوم ہین مثال مطلوب
ہو تو ایک مثال بھی سن لیجے اسی بحث مین علامہ سیوطی تفسیر اتقان مین تحریر فرماتے ہین - وقول ابن

الفرس ان اقامة الجمعة لم تمکن بمکة قط یرده ما اخرجه ابن ماجة عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک قال کنت
قائد ابی حین ذهب بصره الی اخر الحدیث ملاحظ فرمالیجے کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اقامة الجمعة کے
معنی فرضیة الجمعة کے لیکر ابن الفرس کے قول کو رد فرما دیا اور ثبوت تردید مین حدیث کعب کو جسمین
اسعد بن زرارہ کا قبل الہجرۃ اہل مدینہ کو جمعہ پڑہانا مذکور ہے پیش فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے
کہ سیوطی رحمہ اللہ نے کلام ابن الفرس مین اقامة کو بمعنی فرضیة لیا ہے ورنہ اقامة جمعہ کے معنی اگر
اداء جمعہ کے لئے جاوین جو ابن الفرس کا مقصود معلوم ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ قصہ اسعد بن زرارہ نہ
اوسکے معارض اور نہ علامہ سیوطی اوسکی منکر بلکہ علامہ موصوف خود اس امر کی مدعی ہین کہ قبل الہجرۃ
مکہ مکرمہ مین جمعہ فرض ہو چکا تہا گو بوجہ عدم تمکن اہل مکہ کو اوسکے اقامة کی نوبتہ نہ آئی تو بہ انصاف سے
دیکھ لیجے کہ علامہ سیوطی اور ابن الفرس کا مطلب حقیقتہ مین ایک ہے مگر الفاظ کے تبدل اور معنی کے
تغیر و تبدل سے خود علامہ سیوطی کو خلاف کا خیال جم گیا اور تردید فرمانے کی نوبت آگئی ابن الفرس کا
مدعی اور معنی تہے اور سیوطی کے خیال مین دوسرے معنی آئے جس سے ظاہر ہو گیا کہ لفظ اقامة فی نفسہ
دونون معنی مین مستعمل ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک بشرط انصاف فرضیة کو بمعنی فرضیة اداء واقامة
لینا ایسا بعید نہین جیسا لفظ اقامة کو بمعنی نفس فرضیة استعمال کرنے مین ایک طرح کا بعد بظاہر معلوم
ہوتا ہے جیسا کہ علامہ سیوطی نے سمجہا پھر جب ارشاد علامہ سیوطی کے موافق اقامة کے معنی فرضیة کے
لینے قابل تسلیم ہو گئے تو کلام ابن حجر مستدل مجیب مین بوجہ قرائن قویہ اگر فرضیة کو اقامة کے معنی مین مستعمل کیا
جائے تو فرمایئے کہ اسمین وجہ انکار کیا ہے ہمارے نزدیک تو بشرط انصاف ہر طرح سے قابل قبول
اور احق بالتسلیم ہے اسلئے اب اسکی حاجة معلوم نہین ہوتی کہ کوئی مثال ایسی بہی بتلائی جائے
کہ جسمین علما نے فرضیة سے اقامة مراد لی ہو مگر بغرض قطع شغب اوسکے بہی ایک مثال عرض کئے دیتے
ہین تفسیر اتقان وغیرہ کو ملاحظہ فرما لیجے کہ لم توخذ الزکوٰة الا بالمدینة بلا خلاف. مذکور ہے جس سے معلوم
ہو گیا کہ بعد ہجرۃ اموال مسلمین سے اخذ زکوۃ کی نوبتہ آئی اور یہ امر بہی بدیہی ہے کہ بہت سی آیات جنسے
فرضیة زکوۃ بالتنصیص معلوم ہوتی ہے مکی ہین نہ مدنی چنانچہ سورۂ مزمل مین بہی واقیموا الصلوة واتوا الزکوة
ارشاد فرمایا گیا ہے جب یہ معلوم ہو گیا تو اب یہ فرمایئے کہ جو علما اپنی تالیف مین تحریر فرماتے ہین کہ زکوۃ بعد
ہجرۃ فرض ہوئی چنانچہ در مختار مین بہی وفرضت فی السنة الثانیة قبل فرض رمضان. موجود ہے اونکی
غرض لفظ فرضت سے کیا ہے اگر نزول فرضیة مقصود ہے جسپر ہمارے مجیب کے خیالات کا دار مدار ہے
تو صریح غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ حکم فرضیة آیات متعددہ کے ذریعہ سے مکہ مین نازل ہو چکا تہا اور اگر فرضت

الزکوۃ سے مقصود اقامتہ زکوۃ اور اخذ زکوۃ ہے تو مرحبا بالوفاق مگر ظاہر ہے کہ جس امر کو ہمارے مجیب اپنی سرسری نظر سے تکیہ گاہ بے حجۃ سمجھہ بیٹھے تھے اور اوسی خیال کے اعتماد پر کلام ابن حجر کو اپنا استدلال قوی خیال فرمایا تہا وہ خیال اس صورت مین وسوسہ نفسانی ہوگیا الحاصل ہماری معروضات اور عبارات علما سے یہ امر خوب واضح ہوگیا کہ فرضیۃ کا بمعنی اقامۃ استعمال کرنا صحیح اور عبارات اکابرین موجود ہے تو اب ہمارے مجیب کا علامۃ ابن حجر کے کلام مین لفظ فرضت دیکھکر بلا دلیل بلکہ خلاف قرائن و دلائل اوسکے معنی نزول فرضیۃ کے معین فرماکر ہمپر الزام کی توقع رکھنا ہرگز خیال خام سے زاید وقعت نہین رکھتا والحمد للہ - البتہ خدشہ جو بظاہر قوی معلوم ہوتا ہے تو صرف یہ ہے کہ حافظ ابن حجر کی عبارت مین جملہ فان الاکثر قال انہا فرضت بالمدینۃ کے بعد وہو یقتضی ماتقدم ان فرضیتہا بالآیۃ المذکورۃ وہی مدنیۃ بھی موجود ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ قول جمہور یعنی فرضیۃ فی المدینۃ کی تائید کلام سابق سے بھی ہوتی ہے جسکا مضمون یہ تہا کہ فرضیۃ جمعہ کی دلیل آیۃ فاسعوا الی ذکر اللہ ہے جو مدنی ہے تو اب اس عبارت سے بظاہر یہی سمجہا جاتا ہے کہ فرضت بالمدینۃ سے علامہ ابن حجر کی مراد نزول وثبوت فرضیۃ ہے جو مجیب کا مدعی ہے اقامۃ اور ادا ہرگز مراد نہین کیونکہ اقامۃ اور ادا مراد لینے کی صورت مین تائید مذکور لغو ہوی جاتی ہے سب جانتے ہین کہ آیۃ مذکورہ جو بالاتفاق مدنی ہے ثبوت و نزول فرضیۃ جمعہ فی المدینۃ کے لئے مؤید اور اوسکے موافق ہے آیۃ مذکورہ کو اقامۃ جمعہ فی المدینۃ کی مؤید کہنا بالکل خلاف ظاہر اور بے ربط معلوم ہوتا ہے اور جب جملہ فرضت بالمدینۃ کے معنی نزول حکم فرضیۃ فی المدینۃ کے معین ہوگئے تو جملہ فرضت بمکۃ کے معنی بھی لامحالہ اوسیکے موافق لینے پڑینگے جو ہمارے معروضات سابقہ کے خلاف نظر آتا ہے - تو اسکا جواب یہ ہے کہ تقریر سابق کے موافق جب قول ابوحامد یعنی فرضت بمکۃ کے معنی اقامۃ جمعہ فی مکہ کے لئے گئے تو اب علامہ ابن حجر وہو یقتضی ماتقدم ان فرضیتہا بالآیۃ المذکورۃ وہی مدنیۃ - فرماکر قول ابوحامد کی غرابۃ کو خوب واضح کرنا چاہتے ہین جسکا مطلب بشرط امعان نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرضیۃ جمعہ مین کل دو احتمال تھے اول یہ کہ مکہ مکرمہ مین قبل ہجرۃ بذریعہ نزول وحی فرض ہوچکا ہو چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ اسی باب مین ورق آیندہ پر اس احتمال کی تائید و تقویۃ فرمارہے ہین کما ہو التحقیق دوسرا یہ کہ بعد ہجرۃ نزول آیۃ جمعہ کے بعد جمعہ فرض ہوا ہو جسکو ہمارے مجیب دانتون سے پکڑنا چاہتے ہین تو اب حافظ ابن حجر کا مدعی یہ ہے کہ قول شیخ ابوحامد یعنی اقامۃ جمعہ فی مکہ بالکل غریب اور خلاف جمہور ہے ہر دو احتمال سابقہ مذکورہ علما مین سے ایک کے بھی موافق نہین کیونکہ ہر دو احتمال مذکورہ سابقہ مین سے جو حضرات احتمال اول کو منظور فرماتے ہین اور یا بالتصریح اس امر کے قایل ہین کہ بوجہ عدم تمکن مکہ مکرمہ

مین اقامتہ جمعہ سے آپ معذور رہے اور اہل مدینہ کو لکھہ بھیجا کہ تم اقامتہ جمعہ کرو تو اونکے قول سے تو صاف معلوم ہوگیا کہ اقامتہ جمعہ کی قبل ہجرۃ مکہ مکرمہ مین ہرگز نوبتہ نہین آئی جو قول ابو حامد کے صریح مخالف ہے باقی رہا احتمال ثانی یعنی فرضیتہ جمعہ بعد نزول آیتہ سو اوسکی نسبتہ حافظ ابن حجر تصریح کے ساتھ فرمارہے ہین کہ اوسکا مقتضی بھی یہی ہے کہ اقامتہ جمعہ مدینہ طیبہ مین تسلیم کیجائے کیونکہ آیتہ جمعہ مدنی ہے نہ مکی اور اقامتہ وادا نزول حکم اور تحقق فرضیتہ کے بعد ہونی چاہیئے تو اب بخوبی ظاہر ہوگیا کہ قول ابو حامد یعنی اقامتہ جمعہ فی مکہ علما کے دونون قولون کے مخالف ہے ایک کے بھی موافق نہین جس سے قول مذکور کی غرابتہ بما لا مزید علیہ بالبداہتہ محقق اور ظاہر ہوگئے والحمد للہ۔ آپ اس تقریر کے موافق علامہ ابن حجر کی عبارت بالا عند النظر آتی ہے اور علامہ کا قول شیخ ابو حامد کو غریب فرمانا کسی روایتہ کے مخالف نہ علامہ کے دیگر ارشادات کی معارض ہوتا ہے ورنہ ابن حجر کے ارشاد کا مطلب اگر سرسری ظاہری وہ لیا جاتا ہے جو ہمارے مجیب خیال فرمارہے ہین تو اول تو قول ابو حامد کو غریب کہنا بے دلیل دوسری روایات حدیث واقوال اکابر محدثین ومفسرین واہل سیر اس کثرت سے قول ابو حامد کے موید وموافق ہین کہ قول مذکور کا غریب کہنا بالیقین غلط محض سمجھا جائیگا حتی کہ قول مذکور کے مخالف کسی روایتہ یا کسی قول معتبر صریح کا ہمارے ہر دو مجیب اسوقت تلک پتہ بھی نہین دے سکے پہر ایسی حالت مین فقط لفظ غریب مین ایک احتمال ظاہری بے دلیل لیکر ثبوت مدعی کی امید رکہنا اور تمام دلائل قویہ کو نظر انداز فرمادینا کسی ادنی عاقل سے بھی متوقع نہین ہوسکتا اور اگر ہمارے مجیب اس مضمون تحقیقی کی تصدیق فرمانے مین متامل ہون تو ہم بھی اونکو معذور سمجھتے ہین خواہ مخواہ اس مضمون کی تصدیق کی تکلیف دینا نہین چاہتے جواب اول جو اونکے مذاق وفہم کے موافق معروض ہوچکا ہے اونکی زبان بندی کے لئے پورا کافی ہے البتہ بطور تنبیہ اتنا عرض کئے دیتے ہین کہ حضرت مجیب اور اونکے ہم مشرب اگر کسی عبارت سے اپنا مدعی ثابت کرنا چاہین تو دو باتون کا ضرور خیال رکہین اول یہ کہ کسی عبارت مین جملہ فرضت بالمدینتہ ملاحظہ فرماکر خوش نہون تاوقتیکہ حسب معروضات سابقہ اوسکے معنی معین نفرمالیوین کہ فرضیتہ سے مراد نفس نزول فرضیت ونفس وجوب فرضیہ ہے یا فرضیتہ اقامتہ ہمارے مقابلہ مین اوس عبارت کو حجتہ نہ لاوین دوسرے ثبوت فرضیہ جمعہ کی دلیل جو آیتہ فاسعوا الی ذکر اللہ بتلائی جاتی ہے اور کلام علما مین یہ مضمون بکثرت موجود ہے چنانچہ حضرت امام شافعی اور امام بخاری اور دیگر اکابر رحمہم اللہ کے ارشادات مین مصرح یہ امر موجود ہے اور ابن حجر کی مراد بھی ارشاد ما تقدم الخ سے یہی ہے تو اوسکا مطلب یہ ہرگز نہین کہ عند الجمہور ابتدا فرضیتہ جمعہ آیتہ مذکورہ سے ہوئی حاشا وکلا بلکہ اکابر جمہور کی غرض صرف یہ ہے کہ

جمعہ کی فرضیت جیسے احادیث واجماع سے ثابت ہے ایسے ہی اس نص قطعی سے بھی ثابت ہے چنانچہ اوثق العری میں بھی بالتصریح یہ مضمون موجود ہے تو اب جمہور کا صرف ارشاد دیکھکر کہ ثبوت فرضیت جمعہ آیۃ مذکورہ سے ہے یا دلیل ثبوت یہ آیۃ ہے کیسا بنظر سرسری یہ خیال کر لینا کہ عند الجمہور ابتداء فرضیت جمعہ کی نوبۃ بعد نزول آیۃ آئی ہرگز ہرگز قابل تسلیم نہوگا اور اقوال علما اور عبارات کتب کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا امر اول یعنی فرضت بالمدینۃ کے ہر دو معنی مذکورہ سابقہ کے اختلاف کی وجہ سے بعض علما کو ایک دوسرے کے تخطیہ کی نوبۃ آئی اسیطرح پر امر ثانی یعنی جمہور کی آیۃ مذکورہ کو دلیل فرضیت جمعہ فرمانے سے بعض علما کو دھوکا لگا ہے جس سے وہ یہ سمجھ گئے کہ جمہور کے نزدیک فرضیت جمعہ بعد نزول آیۃ ہوئی ہے مگر طالب حق کو لازم ہے کہ ہر دو امر مذکورہ احقر کو پیش نظر رکھکر کسی عالم کے قول کو اپنا معمول بنائیں اگر ایسا کیا جائیگا تو انشاء اللہ تمام اقوال حقیقۃ میں متحد اور متفق نظر آئینگے اور یہ اختلاف موجودہ نزاع لفظی سے زاید وقعت نرکھیگا اور اس تحقیق و تفصیل کے بموجب جیسا [illegible] ابن الفرس رحمہما اللہ کا خلاف ہبا منثورا ہوچکا ہے ویسا ہی جمہور اور شیخ ابو حامد کا اختلاف [illegible] نظر آئیگا اور تمام اکابر کے ارشادات اور روایات حدیث متحد اور متفق معلوم ہونگے - فالحمد للہ [illegible] الاخبار المتعارضین والمطابق الموافق والمعین - اور اگر اسکے بعد بھی کوئی متعصب [illegible] ہماری معروضات کے تسلیم کرنے میں متامل ہو تو محققین شوافع کی تصانیف [illegible] فرضیت جمعہ فی مکہ کی بالتصریح قایل ہیں اور حافظ ابن حجر کے ارشاد فرضت بالمدینۃ کے وہی معنی بیان کرتے ہیں جو ہم بالتفصیل عرض کرچکے ہیں علامہ ابو الضیاء نہایۃ المحتاج کے حاشیہ میں فرماتے ہیں قولہ وفرضت بمکۃ ونقل عن الحافظ ابن حجر انہا فرضت بالمدینۃ اقول یمکن حملہ [illegible] الصحابۃ بالمدینۃ بمعنی انہ استقر وجوبہا علیہم وزال العذر القوی [illegible] والحاصل انہ طلب فعلہا بمکۃ لکن لما لم یتفق لہم فعلہا للعذر لم یوجد شرط الوجوب ووجد بالمدینۃ فکانہم لم یخاطبوا بہا الا فیہا - شیخ عبد الحمید شروانی تحفۃ المحتاج کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ قولہ بمکۃ وما نقل عن الحافظ ابن حجر انہا فرضت بالمدینۃ فیمکن حملہ علی معنی انہا استقر وجوبہا فی المدینۃ والحاصل انہ طلب فعلہا بمکۃ لکن لما لم یتفق فعلہا للعذر ثم لم یوجد شرط الوجوب ووجد بالمدینۃ فکانہ لم یخاطب بہا الا فیہا - اب اہل فہم و انصاف ملاحظہ فرمالیوین کہ ارشاد حافظ ابن حجر وقال الشیخ ابو حامد فرضت بمکۃ وہو غریب جو بنظر فہم و انصاف سراسر ہمارے موافق ہے اوس سے مجیب سلمہ کا استدلال فرمانا اونکے عدم فہم و تدبر پر دلیل کافی اور حجۃ شافی ہے یا نہیں مگر ہمکو اس امر میں بھی تردد ہے

کہ حضرت مجیب ہمارے اس طول بیانی اور اسقدر خامہ فرسائی کے بعد بھی دیکھئے امر حق کو تسلیم فرماتے ہین یا نہین
نعوذ باللہ من الغباوۃ والغوایۃ - اب اور عجیب بات سنئے اوثق العری مین یہ مضمون تحریر فرمایا ہے کہ
روایات حدیث مثل حدیث کعب بن مالک وغیرہ سے یہ امر ثابت ہے کہ قبل ہجرت مدینہ منورہ مین جمعہ
قایم ہوا اور حضرت سرور عالم حبیب وہان تشریف لیگئے تو اول جمعہ جو آپکو وہان ہوا آپنے نماز جمعہ
ادا فرمائی حالانکہ آیۃ جمعہ اوسوقت تک ہرگز نازل نہوئی تھی بلکہ ایک مدت کے بعد نازل ہوئی چنانچہ
اتقان کی عبارت اسپر صاف دال ہے سورۃ الجمعۃ الصحیح انہا مدنیۃ لما روی البخاری عن ابی ہریرۃ رضی
اللہ عنہ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ ... لما یلحقوا بہم ...
من ہم یا رسول اللہ الحدیث ومعلوم ان اسلامہ ای ابی ہریرۃ بعد الہجرۃ ... قل یا ایہا الذین ہادوا
خطاب للیہود وکانوا بالمدینۃ وآخر السورۃ نزل فی انفضاضہم حال الخطبۃ لما قدمت العیر کما فی الاحادیث
الصحیحۃ فثبت انہا مدنیۃ کلہا انتہی - عبارۃ الاتقان - تو اب ان روایات سے محقق ہوگیا کہ بعد جمعہ کا نزول
فرضیت جمعہ کے بعد ہے اور نیز ہجرت سے بھی بعد ہے انتہی اہل انصاف ملاحظہ فرماوین کہ عبارۃ
مذکور کس وضاحت کے ساتھ ثبت ہوگئی ہے مگر آفرین ہے ہمارے مجیب محدث بنارسی کو کہ فرماتے
ہین اسمین کچھ شک نہین کہ سورہ جمعہ مدنی ہے مگر یہ جو آپنے ابوہریرہ کی حدیث سے ثابت فرمایا ہے کہ
بعد اسلام ابوہریرہ یہ سورۃ نازل ہوئی تھی غلط ہے چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہین کہ بخاری کی روایۃ
کا مطلب یہ ہے کہ آیۃ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم اوسوقت یعنی حضرت ابوہریرہ کی موجودگی مین نازل ہوئی
تھی ساری سورۃ کا نزول اوسوقت نہین ہوا کیونکہ ... یعنی آیت فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع
قبل اسلام ابوہریرہ نازل ہوچکا تھا انتہی ... نہایت حیرت کی بات ہے کہ مجیب سلمہ کس بات کی
تردید فرماتے ہین ہر عاقل قوی ضعیف جو اعتراض کرتا ہے ... کوئی نشا بھی ہونا چاہیئے
عبارت منقولہ ابن حجر سے فرمایئے تو سہی اوثق العری کے کونسے فقرہ کی تردید ہوئی ہمارے مجیب نے
تردید خصم کا عجیب وجدید طریقہ اختراع فرمایا ہے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ہم کس بات کا جواب عرض کرین
اور کیا جواب عرض کرین بار بار کسیکا شعر یاد آتا ہے شعر

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے   خوش ہون کہ میری بات سمجھنی محال ہے

ناظرین انصاف فرمائین کہ اوثق العری مین فقط یہ بیان فرمایا ہے کہ اقامت جمعہ مدینہ منورہ مین قبل ہجرت
ہوئی جیسا کہ روایات حدیث سے ثابت ہے اور نزول سورہ جمعہ مدینہ منورہ مین بعد ہجرت ہوا جیسا کہ عبارت
اتقان سے ثابت ہے تو اب بالبداہت یہ بات محقق ہوگئی کہ حکم جمعہ بھی اون احکام مین سے ہے کہ اول

حکم نازل ہوگیا اور آیت قرآنی بعد مین نازل ہوئی اور ہمارے مجیب بھی صاف مقر ہین کہ اسمین شک نہین کہ سورہ جمعہ مدنی ہے بس ہمارا مدعی تو باحسن وجوہ بحمد اللہ ایسا ثابت ہوگیا کہ مجیب نے بھی صاف اقرار فرمالیا باقی اوثق العری مین یہ مضمون کہان ہے کہ سورہ جمعہ بتمامہا بعد اسلام ابوہریرہؓ نازل ہوئی جو مجیب نے ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت نقل فرمانیکی تکلیف گوارا فرمائی مگر ما آپ اتنی بات منظور فرمالین کہ سورہ جمعہ بتمامہا بلکہ فقط آیت جمعہ یعنی فاسعوا الی ذکر اللہ مدنی ہے اسلام ابوہریرہ سے بھی مقدم ہو یا موخر بس ہمارا مدعی ثابت ہے سوا اتنی بات معہ شئے زائد آپ تسلیم فرماچکے ہین ہمارے مدعی کو ہرگز اسکی حاجت نہین کہ کل سورہ جمعہ یا بعض کو بھی قبل اسلام ابوہریرہ نازل کہا جاوے ہمارا مدعی تو فقط یہ ہے کہ نزول سورہ جمعہ بعد اقامت جمعہ اور بعد ہجرت ہو سو اسکے آپ بھی قایل ہین علاوہ ازین آپنے یہ تو ملاحظہ فرمایا ہوتا کہ اوثق العری مین عبارت اتقان کے سوا کوئی امر زائد موجود نہین اگر ہو تو بتلا دیجے پھر بالفرض آپکا کوئی اعتراض ہو بھی تو صاحب اتقان پر ہونا چاہیے تہا الحاصل عبارت اتقان بھی صحیح اور ارشاد علامہ ابن حجر بھی بجا اور استدلال اوثق العری بھی ضروری التسلیم اور آپکا اقرار بھی حق مگر آپکا اقرار کے بعد یہ فرمانا دگر یہ جو آپنے حدیث ابوہریرہ سے ثابت فرمایا ہے کہ بعد اسلام ابوہریرہؓ یہ سورہ نازل ہوئی غلط ہے) بالکل افترا ہے عبارت اوثق العری سامنے موجود ہے آپ ہی دکھلا دین کہ یہ مضمون کہان ہے ۔ افسوس ہمارے مجیب سلمہ نے بے انصافی اور بے فہمی سے تجاوز فرماکر افترا اور اختراع تلک نوبت پہنچادی مگر اہل انصاف جانتے ہین کہ ایسے امور سے اونہین کی مضرت ہے ہمارا کوئی نقصان نہین ۔ اس تقریر سے جسکو ہم ابھی عرض کرچکے ہین فراغت پاکر اوثق العری مین یہ تحریر فرمایا ہے کہ جب روایات وعبارات مذکرہ بالا سے یہ امر محقق ہوگیا کہ فرضیت جمعہ مکہ مکرمہ مین قبل نزول سورہ جمعہ اور قبل ہجرت ہوچکی تھی تو اب جو علما اسکے قایل ہین کہ فرضیت جمعہ بعد ہجرت مدینہ طیبہ مین سورہ جمعہ کی نزول کے بعد ہوئی سو اگر اونکا مطلب یہ ہے کہ آیہ سورہ جمعہ دلیل فرضیت جمعہ ہے اور اس آیہ سے فرضیت جمعہ ہمکو معلوم ہوتی ہے تو یہ ارشاد اونکا درست اور بجا ہے اور اونکے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ابتداء فرضیت جمعہ اسی آیت سے ہوئی اس سے پہلے نہ تھی تو اہل بصیرت والنصاف کو احادیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہوچکا ہے کہ یہ بات روایات مذکورہ کے مقابلہ مین قابل اعتبار نہین انتہی بمضمونہ ۔ اسپر ہمارے مجیب بنارسی اول تو یہ فرماتے ہین کہ پہلے آپنے کسی حدیث صحیح سے فرض ہونا نماز جمعہ کا مکہ مین ثابت کرلیا ہوتا پہر ان علماسے جو مدینہ منورہ مین جمعہ کے فرض ہونیکے قایل ہین دریافت کیا ہوتا انتہی ۔ ہم پہلے عرض کرچکے ہین کہ ہمارے مجیب فہیم نے غالباً ارشاد فاصنع ماشئت کو بمقتضائے ظاہر پرستی بشت وجوب یا استحباب خیال کر رکہا ہے اسلیئے جو کچھہ فرمایئن تعجب نہین مگر ہم بھی اسکے علاج سے

معذور ہین نص صریح کے مقابلہ مین وہ ہماری عرض کب منظور فرما سکتے ہین ہمارا جو کام تہا اوسکو ہم مکرر انجام دے چکے ہین اوراق سابقہ کو ملاحظہ فرمالیجئے لیکن تبرعاً یہان بھی اتنا عرض کئے دیتے ہین کہ اس امر کو تو آپ بھی برابر تسلیم فرماتے ہین کہ اسعد بن زرارہ نے قبل ہجرت مدینہ طیبہ مین جمعہ ادا کیا اور آپنے بھی بنام مصعب بن عمیر حکم اقامت جمعہ بذریعہ تحریر فرما بہیجا تہا اور اوسوقت سے برابر جمعہ ہوتا رہا اور آپنے بھی بوقت ہجرت پہنچتے ہی مدینہ مین نماز جمعہ ادا فرمائی حالانکہ اوس وقت تک نزول سورہ جمعہ یا بعض سورہ کا نشان بھی نہ تہا تو اب انصاف سے فرمائیے کہ ثبوت فرضیت جمعہ قبل سورہ جمعہ مین کیا کسر رہگئی وجہ کی وارد تو لقمان کے یہان بھی نہین باقی امور متذکرہ بالا کے بعد فرضیت جمعہ مین متامل ہونا اور احتمال بلا دلیل سے فرضیت جمعہ کا انکار کرنا بالکل بے انصافی ہے اسلئے علامہ سیوطی اتقان مین فرماتے ہین۔ وقول ابن الفرس ان اقامۃ الجمعۃ لم تکن بمکۃ قط یردہ ما اخرجہ ابن ماجۃ عن عبد الرحمن ابن کعب بن مالک قال کنت قائد ابی حین ذہب بصرہ فکنت اذا خرجت بہ الی الجمعۃ فسمع الاذان یستغفر لابی امامۃ اسعد بن زرارہ فقلت یا ابتاہ ارایت صلاتک علی اسعد بن زرارۃ کلما سمعت النداء بالجمعۃ لم ہذا قال ای بنی کان اول من صلی بنا الجمعۃ قبل مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ - انتہی - دیکھیے علامہ موصوف فقط قصہ اسعد بن زرارہ کیوجہ سے قول مذکور کو مردود فرماتے ہین اور جب اسکے ساتھ قصہ مصعب بن عمیر اور اول ہجرت مین آپکا ادائے جمعہ فرمانا بھی لحاظ کیا جاوے کما ہو تو پھر تو آپکا احتمال کسیطرح تار عنکبوت سے زیادہ قوی نہین ہوسکتا اب اسپر بھی مجیب کا یہی فرمائے جانا (پہلے آپنے کسی حدیث صحیح سے فرض ہونا نماز جمعہ کا مکہ مین ثابت کرلیا ہوتا الخ) وہی مرغی کی ایک ٹانگ یا وہی مرض وہم ہے جس سے ہم کیا حضرت لقمان بھی عاجز ہین ایسے حجتی لاامتی سے کچھ تعجب نہین جو کل کو یہ فرمانے لگین کہ حکم وضو تو بیشک مکہ مین ہوچکا تہا اور اول سے اوسپر عملدرآمد بھی چلا آتا تہا لیکن فرض ہونیکی نوبت نہ آئی تھی فرضیت وضو اوسوقت سے ہوئی جب مدینہ طیبہ مین آیت وضو نازل ہوئی اور قبل نزول آیت وضو آپکا ارشاد اور حضرات صحابہ کا تعامل سب استحباب پر محمول ہے سبحان اللہ کسی ایسے ہی موجد و مجتہد کا قول ہے گندہ پیروزہ یا بلاؤ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ پھر اس خوبی پر امور حقہ کو خیالی پلاؤ اور وہم کہہ دہی بتلایا جاتا ہے فالی اللہ المشتکی - اسکے بعد مجیب موصوف نے دو عبارتین (کہ بنظر فہم بمقابلہ عبارت اوثق العری انکو نقل کرنا محض بے سود ہے) نقل فرمائی ہین اول عبارت فتح الباری واختلف فی وقت فرضیتہا فالاکثر علی انہا فرضت بالمدینۃ وہو مقتضی ما تقدم ان فرضیتہا بالآیۃ المذکورۃ وہی مدنیۃ وقال الشیخ ابو حامد فرضت بمکۃ وہو غریب انتہی سو اس عبارت کی کیفیت تو مع جواب اوپر عرض کرچکا ہون مکرر عرض کرنیکی حاجت نہین ہان ناظرین

بانصاف کے ملاحظہ کے لئے اتنا عرض کرتا ہون کہ جملہ وہو مقتضی ما تقدم ان فرضیتہا بالآیۃ المذکورۃ۔
جو عبارت مذکورہ مین موجود ہے اوسکا ترجمہ علامہ بنارسی یہ تحریر فرماتے ہین (اور آیت سابقہ کا بھی یہی مقتضی
ہے کہ فرضیت جمعہ کی آیت سے ہے) یا للعجب یا للعجب ہم نہین کہہ سکتے کہ قصور فہم اسکا باعث ہوا یا اوسے
[illegible] اور شرارت حاجت کیونکہ سے جو مجیب سلمہ کو پیش آرہی ہے جملہ (ما تقدم ان فرضیتہا) کو دیدہ ودانستہ
ہضم کرنیکی نوبت آئی اور جملہ مذکورہ نے حسب قاعدہ جر جوار بار جارہ کو بھی اپنے ساتھ کھینچ لیا جسکی وجہ
سے صرف (وہو مقتضی الآیۃ المذکورۃ) باقی رہگیا وہو مراد المجیب نعوذ باللہ من الغباوۃ والتعصب
دوسری عبارت امام الکلام مولفہ مولانا عبدالحی مرحوم سے نقل فرمائی ہے وہو ہذا۔ ہذا خلاف ما علیہ

الجمہور والاستدلال بہذا الحدیث علی ان فرضیۃ الجمعۃ بمکۃ لیس بمنصور لجواز ان تکون امامۃ اسعد

بن زرارۃ الجمعۃ بالمدینۃ باجتہادہ فوافق بامرہ وہو الذی یصرح بہ الروایات الاخر عنہ انتہی مطلب کے
متعلق تو بعد مین عرض کرونگا اول تو یہ عرض ہے کہ ترجمہ عبارت مین مجیب سے بلا ایجاد بے بنیاد یہان
بھی نہ رہا گیا بہذا الحدیث کے ترجمہ مین (اس حدیث دارقطنی سے) ارشاد فرماتے ہین حالانکہ اس سے
پہلے حدیث دارقطنی کا عبارت امام الکلام مین پتہ بھی نہین معلوم نہین لفظ ہذا کا مشار الیہ مجیب نے
روایت دارقطنی کو کہان سے سمجھا اس سے پہلے روایت کعب بن مالک بروایت ابن ماجہ جسکو احقر عنقریب
نقل کرچکا ہے صاف مذکور ہے اور وہی لفظ ہذا کا مشار الیہ ہے علاوہ ازین خود مولف امام الکلام اپنی
عبارت کے اخیر مین صاف فرما رہے ہین لجواز ان تکون امامۃ اسعد بن زرارۃ الی آخرہ جس سے صاف
بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبدالحی مرحوم کو روایت اسعد بن زرارہ کا جواب دینا منظور ہے
اور یہ وہی روایت ہے جو بحوالہ کعب بن مالک اوپر مذکور ہوچکی ہے روایت دارقطنی سے اسکو کیا تعلق
کیونکہ دارقطنی کی روایت مین مصعب ابن عمیر کا قصہ ہے جو بروایت ابن عباس منقول ہے ہم سخت متحیر
ہین کہ ایسی صریح پے درپے غلطیون کو کاہے پر محمول کرین جہل پر یا تجاہل پر تعصب پر یا کم فہمی پر خدا
کی شان ہے کہ یہی روایت ابن عباس رض جسکو ابن حجر اور قسطلانی نے اپنے شروح مین بحوالہ دارقطنی
نقل فرمایا ہے اور اوثق العری مین بحوالہ شوکانی معجم طبرانی سے نقل کیا تھا تو اوسکی ہمارے مجیب نے
عتاب کے ساتھ تغلیط فرمائی تھی چنانچہ یہ تمام قصہ مع جواب تفصیلی مذکور ہوچکا ہے حالانکہ یہ تغلیط احتمالی
تھی اور اس تغلیط سے ہمارے مدعی مین سر مو تفاوت نہ آتا تھا اور اوثق العری مین جو کچھ منقول تھا
وہ منقول عنہ یعنی نیل الاوطار کے سراسر مطابق تھا اور یہان روایت مذکورہ کی نسبت حضرت مجیب
جو کچھ فرما رہے ہین یقیناً غلط اور مدعی سے مباین اور منقول عنہ یعنی عبارت امام الکلام کے سراسر مخالف

ع - فیاللرجال لھذا العجب - اب مطلب کی بات سُنئے اس عبارت مرقومہ مولوی عبدالحی صاحب سے کل دو امر مفہوم ہوتے ہین اول یہ کہ فرضیت جمعہ قبل الہجرت جمہور کے خلاف ہے سو اسکا تو وہی مطلب ہوا جو حافظ ابن حجر کے غریبٌ فرمانے سے معلوم ہوا تھا جسکا جواب سابقاً معروض ہو چکا ہے۔ اور قاضی شوکانی جسکے مخالف اور علامہ سیوطی جسکو مردود فرماتے ہین کما مر - دوسری بات یہ ہے کہ جن حضرات نے اسعد بن زرارہ کی روایت سے فرضیت جمعہ قبل ہجرت ثابت کی تھی ان کے جواب مین مولانا عبدالحی صاحب لیس بمنصوص فرماکر یہ دلیل پیش کرتے ہین - یجوز ان یکون اقامۃ اسعد بن زرارۃ الجمعۃ بالمدینۃ باجتہادہ فوافق بامرہ وھو الذی یصرح بہ الروایات سو اول تو آپ ہی ایمان و انصاف سے کہدین کہ اس احتمال محض خلاف ظاہر سے ظاہر روایات و عین نصوص کو ترک کرنا کیسی بے انصافی ہے دوسرے آپکے حجۃ السلف والخلف کے فتوی اور مسلک کے خلاف چنانچہ یہ دونون امر تفصیل کے ساتھ معروض ہو چکے ہین تیسرے جملہ فوافق بامرہ مین امر سے مراد اگر امر سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم بنام مصعب بن عمیر ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد مگر اس صورت مین آپکی تمام سعی شیخ چلّی کے گھر کیطرح خاک مین ملجائیگی کما لا یخفی اور اگر امر سے مراد آیت جمعہ ہے تو فرمائیے کہ فہم و انصاف دونون کا خون ہوا یا نہین اور جملہ اخیرہ یعنی وھو الذی یصرح بہ الروایات باطل اور خلاف واقع ہوگیا یا نہین جائے غور ہے کہ مجیب لبیب قاضی شوکانی اور علامہ سیوطی وغیرہ کی تصریحات سے منہ موڑین اور انکی روایات معتبرہ سے اعراض فرمادین اور مولانا عبدالحی مرحوم مغفور کے احتمال خلاف ظاہر کو بے سوچے سمجھے - بمقابلہ نصوص اپنا مستدل ٹھہرائین - مولانا مجیب اپنی تقریر دلربا سے فارغ ہوکر آخر مین حسب عادت ارشاد فرماتے ہین (حاصل کلام کا یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک جمعہ مدینہ مین فرض ہوا ہے اور اس آیۃ اذا نودی الخ سے وہ جمعہ کی فرضیت کو ثابت کرتے ہین اور مولانا نے اسکے خلاف پر کوئی دلیل قوی ابتلک قایم نہین کی انتہی) واقعی یہ بات سچ ہے کہ مارنے کا ہاتھ تھک جاتا ہے مگر بولنے کی زبان نہین تھکتی اب ہم بجز اسکے کیا عرض کرسکتے ہین کہ مجیب منصف سے تو قطع نظر ہو چکے ہان اہل انصاف معروضات سابقہ مکررہ کو ملاحظہ فرماکر سمجھ لین کہ مجیب کے قول مین کتنی صداقت ہے اور بالطریق حسرت کسی مسکین مایوس کا یہ شعر پڑھکر چپ ہو رہین ؎

حیا و شرم و ندامت اگر کہین بکتین
توہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

اسکے بعد سُنئے ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے اوثق العری مین یہ روایت نقل فرمائی تھی جمع اہل المدینۃ

قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ فقالت الانصار ان للیہود یوما یجمعون فیہ کل سبعۃ ایام وللنصاری کذلک فہلم فلنجعل یوما نجتمع فیہ فنذکر اللہ تعالی ونصلی ونشکرہ فجعلوہ یوم العروبۃ واجتمعوا علی اسعد ابن زرارۃ فصلی بہم یومئذ وانزل اللہ تعالی بعد ذلک واذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ الآیہ انتہی چنانچہ اوراق سابقہ مین تفصیل استدلالات کی ذیل مین ہم بھی اوثق العری سے نقل کرچکے ہین اسکو نقل فرماکر حضرت مولانا نے یہ فرمایا تہا کہ یہ روایت اوس روایت کی معارض نہین کہ جس مین امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ اقامت جمعہ موجود ہے یعنی ابوداؤد وغیرہ کی یہ روایت جس سے اقامت جمعہ باجتہاد صحابہ کرام معلوم ہوتی ہے اوس روایت کی معارض نہین جس سے کہ اقامت جمعہ آپکے ارشاد سے مفہوم ہوتی ہے یعنی روایت ابن عباس رض جسکو بروایت دارقطنی اور روایت ابی مسعود جسکو بحوالہ طبرانی وروایت زہری جسکو بحوالہ مراسیل ابوداؤد ہم پہلے عرض کرچکے ہین اور اوس مین امر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقامت جمعہ صریح مذکور ہے ان روایات مین اور اس روایت مذکورہ مین کچھ تعارض نہین کیونکہ انصار کا یہ اجتماع قبل امر شارع علیہ السلام اپنے اجتہاد سے ہوا ہوگا تو ظاہر ہے تنفلا ہوگا اور پھر اس صلوۃ تنفلا سے فریضہ قطعیہ ظہر کو ہرگز ترک نہین کرسکتے تھے تو غایۃ مافی الباب یہ ہوا کہ اصحاب کرام نے باجتہاد خود صلوۃ جمعہ تنفلا پڑہی ہو جسکا ذکر ابوداؤد وغیرہ کی اس روایت مین ہے اسکے بعد جب ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنام اصحاب دربارہ اقامت جمعہ پہنچا جسکا ذکر روایت دارقطنی طبرانی وغیرہ مین ہے تو اوس وقت سے صلوۃ جمعہ فرض اور مسقط ظہر قرار پائی پس ان دونون واقعون مین کچھ تعارض نرہا انتہی بمضمونہ۔ مگر یہ خیال ضرور رہے کہ یہ دونون واقعے تشریف آوری قبا سے پہلے ہی ہوچکے تھے چنانچہ انکی تفصیل اوپر معروض ہوچکی۔ اب اسپر ہمارے دونون مجیب اول تو یہ فرماتے ہین (کہ یہ روایت عبد الرزاق کی ہے ابوداؤد کا حوالہ غلط ہے) چنانچہ ہم بھی اوراق سابقہ مین بحوالہ عبد الرزاق وعبد بن حمید نقل کرچکے ہین اور ہمارے مجیب علامہ بنارسی نے فقط تغلیط سرسری ہی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ اپنی جبلی بیباکی اور گستاخی کے موافق فرماتے ہین (کہ ہمارے مولانا خدا جانے کے مرتبہ ابوداؤد پڑہا چکے ہونگے مگر ابتک آپکو یہ نمعلوم ہوا کہ یہ روایت ابوداؤد مین ہے یا نہین اجی حضرت یہ روایت ابوداؤد مین نہین ہے بلکہ عبد الرزاق کی ہے ملاحظہ فرمایئے فتح الباری قسطلانی عون الباری تلخیص وغیرہ حضرات ناظرین ہمارے مولانا بغیر تحقیق اٹکل پچو لکہے چلے جاتے ہین کچھ غور کو کام نہین فرماتے) انتہی بالفاظہ القبیحۃ۔

اعتراض اول از مجیب ثانی

اقول واعوذ باللہ الخ ہمارے مجیب کو اس تغلیط پر ایک مسرت خاص اور اسقدر ناز معلوم ہوتا ہے کہ کسی

جواب

حسین خود پسند کو بھی اپنے خد و خال پر شاید اوس سے زیادہ گھمنڈ جسکے نشہ مین ہمارے مجیب آپے
سے ایسے باہر ہوئے کہ نہ اکابر کی عظمت پیش نظر رہی اور نہ اپنی حقیقت اہل عقل و ادب تو خطائے بزرگان
گرفتن خطا است فرماتے ہین اب اہل فہم خود سمجھ لین کہ کوئی بے ادب کم فہم صوابی بزرگان بگوید خطا است
کا مصداق ہو تو اوسکا کیا حکم ہونا چاہئے اگر ایسے امور لایعنی موجب فخر و ترقی ہو سکتے تو حضرت سید
الانس والجان اخسار نفس نقدر قدرک ہی کیون فرماتے **شعر**

از خدا جوئیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از لطف رب

مجیب نے جو اعتراض کیا ہے وہ اس قابل ہرگز نہ تہا کہ اوسکی تردید مین صفحہ و صفحہ سیاہ کیا جائے
مگر چونکہ مجیب کو اپنے اس مواخذہ پر وثوق مع الفخر معلوم ہوتا ہے اور ہم بھی اوراق سابقہ مین اس
اعتراض کے جواب کی طرف اشارہ کر کے جواب تفصیلی کا وعدہ کر چکے ہین سو اسلئے اول تو یہ عرض ہے
کہ جائے تعجب ہے کہ ہمارے مجیب عبارت کتب کی فہم اور اونکے ترجمہ مین پے در پے صریح غلطیان کہائین
چنانچہ انہین چند اوراق مین متعدد مثالین موجود ہین اور کچھہ نہ شرمائین اور دوسرون کی اتنی خیالی
بات پر کہ ایک کتاب کی جگہ دوسری کتاب کا حوالہ دیا گیا طعن و تشنیع کرنے کو موجود حالانکہ عبارت
اور مطلب مین کسی قسم کا تفاوت نہین ہمکو اسپر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول یاد آتا ہے یبصر احدکم
القذاۃ فی عین اخیہ وینسی الجذل فی عین نفسہ - علاوہ ازین اوراق سابقہ مین آپنے روایت
ابن عباس کی بابت یہ فرمایا تہا کہ یہ روایت دارقطنی کی ہے کاتب نیل الاوطار سے بجائے دارقطنی
طبرانی لکھا گیا تو اب آپکو یا تو بروئے انصاف قاضی صاحب کی شان مین بھی یہی تشنیع و تغلیط کرنی
چاہئے تھی ورنہ یہان بھی غلطی کاتب پر محمول فرمالینا تہا اور اس زہر اُگلنے کی کوئی حاجت نہ تھی اور
اگر عبارت اوثق العری کا اصلی اور واقعی مطلب ادنی تامل کے ساتھ سمجھا جاوے تو معلوم ہو جائے
کہ ہر دو مجیب کا یہ مواخذہ دربارہ تغلیط حوالہ شعر مشہور کا بہت اچھا مصداق ہے **شعر** -

وکم من عائب قولا صحیحا　　وآفتہ من الفہم السقیم

دیکھئے شروع رسالہ سے یہان تک جو اوثق العری مین بیان کیا گیا ہے اوسکا مطلب
صرف یہ ہے کہ قبل مقدم حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ مدینہ طیبہ مین حسب ارشاد نبوی
ہو چکی تھی اور اسکے متعلق چند روایات معتبرہ نقل فرمائی ہین جس سے ہمارا مدعی تو ثابت ہو چکا مگر
دیگر حضرات کیوجہ سے یہ خیال تہا کہ غالباً وہ حضرات روایات مذکور کے مقابلہ مین یہ فرمائینگے کہ مرسل
ابن سیرین جو بحوالہ عبد الرزاق وغیرہ منقول ہے جس سے اقامت جمعہ باجتہاد صحابہ رضوان اللہ تعالی

علیہم اجمعین ثابت ہوتی ہے وہ ان روایات کی معارض ہے اور وہ حضرات اپنی رستگاری کے لیے اس تعارض کو ضرور سپر بنائینگے اسلئے اوثق العری مین اس روایت کو نقل فرمایا اور وجہ تطبیق باحسن اسلوب تحریر فرمائی کما مر قریبا اب اسی کے ساتھ یہ بھی احتمال تہا کہ چونکہ شراح بخاری وغیرہ روایت کعب بن مالک کو جو بحوالہ ابوداؤد اوپر گذر چکی ہے روایت ابن سیرین منقولہ عبد الرزاق کے لئے شاہد فرماتے ہین اور اصطلاح محدثین رحمہم اللہ تعالی مین شاہد وہی ہے جو معنی مین متحد ہو تو کیا عجب ہے کہ بعض حضرات روایت کعب بن مالک کو بھی مستقل معارض بنانے کو موجود ہو جائین اسلئے اوسکے جواب اور دفع تعارض کی تصریح بھی مستحسن معلوم ہوئی اور دونون روایتوں کو جمع کرکے اون مین اور اون روایات مذکورہ مین کہ جنسے اقامت جمعہ بارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتی ہے تطبیق بیان فرمادی یہی وجہ ہے کہ ابوداؤد کی تصریح فرمادی اور عبد الرزاق و عبد بن حمید کے نام کی تصریح نہین فرمائی بلکہ لفظ شیرہ پر اکتفا فرمایا باوجودیکہ الفاظ حدیث انہین ہر دو حضرات کے ہین ابوداؤد کی روایت کے نہین روایت ابوداؤد مین مطلب بالاجمال مذکور تہا الخ اور اسیوجہ سے شرح روایت میں اصل راوی کے نام کی تصریح نفرمائی کیونکہ ابوداؤد کی روایت کعب بن مالک سے اور بغرض عبد الرزاق و عبد بن حمید کی روایت ابن سیرین سے مروی ہے اس اختصار خوش اسلوب مین یہ امر بیشک ملحوظ ہے کہ فہم مطالب مین غلطی واقع ہو جائے اسیلئے چونکہ ابوداؤد کی روایت کی طرف خیال جانے مین خفا تہا نام کی تصریح فرمادی اور الفاظ روایت عبد الرزاق و عبد بن حمید کے چونکہ وقوع تعارض مین صریح معلوم ہوتے ہین اسلئے اونکے الفاظ نقل کئے مگر ہر دو مجیبون نے پہر بھی اور کچھ نہین تو یہی کہدیا کہ حوالہ غلط ہے حالانکہ شراح کے کلام سے خود ہی نقل کرچکے ہین ولہ شاہد باسناد حسن عند ابی داؤد کسی کا ارشاد نہایت درست ہے

ع اے روشنی طبع تو برمن بلاشدی - اور خیال فرمایئے کہ اوثق العری مین اسی روایت کے متصل یہ ارشاد فرمایا ہے دسویہ روایت معارض اوس پہلی روایت کے کہ جس مین امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باقامت جمعہ ثابت ہوتا ہے ہرگز نہین ہے) انتہی اب انصاف سے دیکھ لیجئے کہ اس جملہ مین پہلی روایت سے کون سی روایت مراد ہو سکتی ہے ادنی عاقل بھی بلا تامل کہدیگا کہ روایت ابن عباس جس مین مصعب بن عمیر کا قصہ منقول ہے مراد ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مرسل ابن سیرین اور روایت ابن عباس مین تطبیق بیان فرمائی منظور ہے اب آپ ہی ذرا تامل کرکے سمجھ لین کہ آپکا مواخذہ بالکل بیطمی ہے یا نہین مگر ہماری بدگمانی یہ ہے کہ ہمارے مجیب اپنی عادت کے

موافق پہلی روایت سے روایت کعب بن مالک سمجھ گئے ہین اور اس بنا پر تغلیط کرنیکو مستعد ہو گئے مگر یہ معنی صریح الفاظ کے مخالف سمجھنا نہایت عجیب امر ہے گو ہمارے مجیب ابو العجائب سے عجیب نہون اور پھر اس خوبی پر اکابر کی شان مین گستاخانہ الفاظ فخر و مسرت کے ساتھ لکھنے کو موجود ہنا مصداق ما قیل شعر وانی رایت الضر احسن منظرا * واہون من مراسے صغیرہ کبیر - ہمکو گو ایسی جامع مختصر عبارت کی تحریر پر قدرت نہوگی الحمد للہ کہ ہم اوسکے فہم مطلب مین مجیب صاحبون کی طرح خبط مین مبتلا نہین ہوئے الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ اس شرمناک تغلیط سے فارغ ہوکر ہر دو مجیب نے اسی روایت مذکورہ اوثق العری کی جوکہ ابھی بحوالہ ابو داؤد وغیرہ منقول ہو چکی ہے مطلب کے چند اعتراض پیش کئے ہین جنکے دیکھنے سے عجیب رقص الجمل کا نمونہ نظر آتا ہے ایک مجیب کچھ اور دوسرے صاحب کچھ اور ارشاد فرمارہے ہین اور مطلب اوثق العری سے کیکے مطلب کو کچھ تعلق نہین معلوم ہوتا جسکے ملاحظہ سے فہیم ناظر ضرور متحیر اور متعجب ہوگا احقر ابھی مفصلاً عرض کر آیا ہے کہ عبارت اوثق العری کا مطلب اصلی یہ ہے کہ روایت ابن عباس رض مذکورہ سابقہ اور روایت ابن سیرین منقولہ عبد الرزاق وغیرہ مین کچھ مخالفت اور تعارض نہین ہے چنانچہ تقریر تطبیق اوثق العری مین موجود ہے اور ہم بھی توضیح کے ساتھ عرض کر چکے ہین - آب اسپر علامہ بنارسی تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ان ہر دو روایت کا واقعہ ایک ہے روایت کعب بن مالک بحوالہ ابو داؤد جس سے اول اسعد بن زرارہ کا جمعہ قایم فرماتا معلوم ہوتا ہے اور روایت دارقطنی جس سے اول مصعب بن عمیر کا جمعہ قایم کرنا ظاہر ہوتا ہے اونمین حافظ ابن حجر نے یون مطابقت دی ہے ان اسعد کان آمرا وکان مصعب اماما اور مولوی عبد الحی مرحوم نے جو امام الکلام مین ارشاد فرمایا ہے اوس مین بھی تطبیق صاف معلوم ہوتی ہے پہلے اسعد بن زرارہ نے اجتہاد سے جمعہ قایم کیا تھا اور وہ آپ کے امر کی مطابق ہوگیا - انتہی - اہل انصاف ملاحظہ فرمائین کہ عبارت اوثق العری سے بجز بیان تطبیق بین الروایتین اور کیا غرض تھی یہی مطابقت اوثق العری مین تفصیل کے ساتھ مذکور ہے پھر ہم نہین جانتے کہ مجیب کس امر کا جواب دینا چاہتے ہین یہ تو وہی بات ہے کہ ہم اوسکو بکرر عرض کر چکے ہین اور ہمارے مجیب اوس سے گریز فرماتے تھے صفحہ چار کی عبارت ملاحظہ فرمالیجے کہ ہمارے مجیب نے دگو بے سمجھے ، فتح الباری قسطلانی عون الباری کی عبارت بقید جلد و صفحہ ترجمہ کے ساتھ بیان فرماکر یہ اعتراض شد و مد کے ساتھ کیا تھا کہ ان شراح نے جملہ ہذا انا اللہ مین دو احتمال بیان فرمائے ہین اور اوثق العری مین اونمین سے احتمال ضعیف و مرجوح لیکر اپنا استدلال قایم کیا ہے جو حسب قاعدہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال بالکل غلط ہے - اب مجیب

انصاف فرمائین کہ وہ احتمال یہی تو تہے جنہین بحوالہ ابن حجر اور مولانا عبد الحی صاحب مرحوم اب تطبیق بیان فرما رہے ہین صفحہ چار پر تو ان دونون احتمالون مین ایسا تعارض تہا کہ کسیکی عرض معروض اس مین مسموع نہ تہی اب صفحہ سات پر کیا مصلحت داعی ہوئی جو وہی تطبیق و عدم تعارض معروضہ سابق خود ہمکو سمجہانے بیٹھے گئے اوراق سابقہ مین ملاحظہ فرمایئے بالتفصیل یہ تمام قصہ موجود ہے کسیکا قول ہمکو بالکل اپنے مناسب حال معلوم ہوتا ہے **شعر**۔

بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدی وفا کئے
ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہین

ہمکو کمال تعجب ہے کہ مجیب ہمارے مقابلہ مین وہ امر تحریر فرماتے ہین کہ جو سراسر ہمارے مفید اور ہمارے دعوی کے مطابق ہے اور مجیب کے دعوی کے خلاف اور اونکے بیان سابق کی صریح معارض ہے اسلئے ہم مجیب سلمہ کے اس اعتراض کو بکمال ممنونی و مشکوری منظور کرتے ہین اور عرض کرتے ہین **شعر**

ہان اے طبیب خستہ دلان مرہمے دگر
تیری زدی ز زخم دل آسودہ شد ازان

الحاصل مجیب نے ایک امر بہی ایسا بیان نہین کیا جس سے عبارت اوثق العری پر کوئی خدشہ پیدا ہو بلکہ سراسر ہمارے مدعی کو تسلیم فرما رہے ہین گو قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصدیق و تسلیم بہی مثل رد و انکار سابق بلا ارادہ اور بلا سمجہے بوجہے غالباً تحریر فرما رہے ہین۔ اب بروے انصاف ہمکو ہر چند کسی طول مین پڑنے کی اصلا حاجت نہین مگر اظہاراً للصواب اور تنبیہاً علی خطاء المجیب یہ عرض کرتے ہین کہ اوراق سابقہ مین بالتفصیل ہم عرض کر آئے ہین کہ ان ہر دو روایت یعنی قصہ اسعد بن زرارہ اور قصہ مصعب بن عمیر مین بظاہر دو اختلاف معلوم ہوتے ہین **اول** یہ کہ اول جمعہ اسعد بن زرارہ نے پڑہایا جیسا کہ روایت ابو داؤد اور مصنف عبد الرزاق سے معلوم ہوتا ہے یا مصعب بن عمیر نے جیسا کہ روایت دارقطنی وغیرہ سے سمجہہ مین آتا ہے۔ **دوسرے** یہ کہ جمعہ باجتہاد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین قایم ہوا جیسا کہ اول روایات سے ظاہر ہے یا بارشاد سید اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ کی نوبت آئی جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے اور ان دونون احتمالون مین وجہ تطبیق بہی تفصیل کے ساتہ معروض ہو چکی ہے سو اب قابل لحاظ یہ امر ہے کہ ہمارے مجیب نے جو اس موقع پر ثبوت تطبیق کے لئے حافظ ابن حجر اور مولوی عبد الحی صاحب کی عبارت نقل فرمائی ہے۔ دونون صاحبون کی غرض جدی جدی ہے علامہ ابن حجر اختلاف

اول کی نسبت تطبیق بیان فرماتے ہین چنانچہ اونکے ارشاد ان اسعد کان آمرا وکان مصعب اماما۔ سے صاف ظاہر ہے اور مولوی عبد الحی صاحب کے کلام سے البتہ اختلاف ثانی کے تطبیق کیطرف

اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ امر سابقا اور عبارت اوثق العری مین جو اس موقعہ پر تطبیق اور رفع اختلاف
بیان فرمانا منظور ہے وہ بھی یہی اختلاف ثانی ہے چنانچہ عبارت اوثق العری وضاحت کے ساتھ بحالا
مزید علیہ اسپر ناطق ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مجیب لبیب بلا تامل و تدبر جسارت محضہ
سے کام لے رہے ہین اس جواب لاجواب کے بعد مجیب بنارسی فرماتے ہین کہ یہ تطبیق بصورت تسلیم روایت
دارقطنی ہے ورنہ وہ روایت ضعیف ہے مگر یہ ارشاد بھی بالکل بے محل ہے اور خلاف واقع اور اونکے
کلام سابق کے جس مین دونون قصون کی اتحاد کا دعوی ابھی فرما چکے ہین مخالف ہے چنانچہ کسیقدر
اسکی تصریح اوراق سابقہ مین بھی گذر چکی ہے اور روایت دارقطنی کی صحۃ و قوت کی کیفیت بھی مفصلاً
معروض ہو چکی ہے علی ہذا القیاس تقریر تطبیق مین جو اوثق العری مین فرمایا تہا کہ اجتماع انصار قبل
ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باجتہاد خود جو ہوا تہا وہ بطریق تنفل تہا کیونکہ کوئی ادنی عقل والا بھی
اسکو تجویز نہین کرسکتا کہ فرض قطعی کو حضرات صحابہ بمجرد رائے منسوخ و متروک فرما بیٹھے ہین اور اوسکو
مسقط ظہر قرار دیوین اسلئے امر بدیہی ضروری کو ہمارے مجیب نے خیالی پلاؤ فرمایا ہے سو اسکا جواب
بھی دو مرتبہ بسط کے ساتھ پہلے عرض کر چکا ہون اسلئے ان زوائد اور فضول امور مین اب کچھ عرض
کرنیکی حاجت نہین مگر اسمین شک نہین کہ ایسی ضروری بدیہی امر کو مجیب کا خیالی پلاؤ فرمانا جب
پیش نظر ہوتا ہے نہایت ہی عجیب معلوم ہوتا ہے مولانا ابوالمکارم صفحہ اٹھارہ ۱۸ بر خود اقرار کرتے ہین
(اور کسی امر کا فرض ہونا صحابہ کے قول سے ثابت نہین ہوتا) یہ حضرات جمود علی الظاہر فرمائین
تو خدا کی پناہ حتی کہ تاویلات صحیحہ محفوفہ بالقرائن کی بھی شنوائی نہو اور اولوالعزمیون پر آئین تو احکام
قطعیہ اور فرائض شرعیہ کو بمجرد رائے منسوخ فرمانیکو بیٹھ جائین اور تماشا یہ کہ باوجود اسکے دعوی عمل
بظاہر الحدیث مین سر مو تفاوت نہ آنے پائے لیکن ایک بات یہ بھی خیال مین آتی ہے کہ مجیب سلمہ
نے وسط شوال مین یہ رسالہ تصنیف فرمایا ہے روزہ رمضان پہلے ضرور رکھے ہی ہونگے ادہر شوال مین
صیام مسنون رکھے ہون تو عجب نہین ایسے موقع پر حسب مثل مشہور دو اور دو چار روغنین خیالی
پلاؤ کا دل سے زبان اور قلم تک آجانا کیا مستبعد ہے ع می تراود چہ کنم آنچہ درآوند دل است - خیر
مجیب بنارسی کی غلطیون اور اونکے فضول باتون سے پیچھا چھوڑا کر اب ہم علامہ ابوالمکارم کے مواخذات
کیطرف متوجہ ہوتے ہین واللہ الموفق علامہ موصوف نے اول یہ مواخذہ کیا ہے کہ قصہ اسعد بن زرارہ
آپ کے دعوی کے خلاف ہے کیونکہ شارحین نے اوس واقعہ کو اجتہادی قرار دیا ہے مجیب سے
کوئی پوچھے کہ اس قصہ کے اجتہادی ہونے سے ہمارے مدعی مین کیا خلل پیدا ہوتا ہے اور اوثق العری

مین اسکا کب انکار کیا ہے جس عبارت پر وہ مواخذہ کرنا چاہتے ہین خود اوسی عبارت اوثق العری کو آنکھین کھولکر دیکھہ لین کہ اجتہاد مذکور کو اوسمین تسلیم فرمایا ہے یا نہین مجیب کا یہ ارشاد عبارت اوثق العری پر نہ اعتراض ہے نہ مواخذہ - بہتان تہمت افترا کہیئے تو مضائقہ نہین - ہم مکرر عرض کر چکے ہین کہ ہر سہ مرسل ابن سیرین اور روایۃ ابن عباس مذکورہ سابقہ وغیرہ مین بظاہر تخالف معلوم ہوتا ہے اوسیکی تطبیق اوثق العری مین اس موقع پر بیان فرمانے منظور ہے اور وہی تطبیق شارحین بخاری فرما رہے ہین پھر اوسکو ہمارے مقابلہ مین پیش فرمانا باعلی ندا یہی کہہ رہا ہے کہ مولانا مجیب یعنی ملا معترض عبارت اوثق العری کے مطلب سے بالکل غافل یا متغافل ہین مگر سب پر روشن ہے کہ ایسے اعتراض پیش کرنا کہ جنکی بنا غفلت اور جہالت پر ہو نادان دشمن کا مصداق بننا ہوتا ہے جس سے بجائے ضرر منفعت کی توقع ہوتی ہے - اسکے بعد ارشاد فرماتے ہین کہ اوپر کی تقریرون سے آپکی یہ تقریر محض فضول و بیکار ہے اسواسطے کہ اسکی بحث گذر چکی ہے کہ جمعہ فرضیت قبل الہجرۃ بذریعہ وحی بھی نہین انتہی بیشک گذر چکی ہے مگر صرف اسیقدر کہ مجیب ممدوح کو فرضیت قبل الہجرۃ سے انکار ہے اور جو روایات فرضیت قبل الہجرۃ مین وارد ہین اونکی تضعیف و جہالت پر اصرار مگر نہ انکار کی کوئی وجہ اور نہ دعوی تضعیف کی کوئی دلیل اور ہم شروع رسالہ مین روایات مذکورہ کی بحث مین بحمد اللہ تفصیل کے ساتھ اس مرحلہ کو طے کر چکے ہین - اسکے بعد پھر ارشاد فرماتے ہین کہ ہم حضرت شوق کے جواب مین بحوالہ اقوال علما ثابت کر چکے ہین کہ ان تمام روایتون کا واقعہ ایک ہے - یعنی روایات قصہ اسعد بن زرارہ اور قصہ مصعب بن عمیر ایک ہے واقعہ مین وارد ہین اور جب ان تمام روایات کا واقعہ ایک ہے تو تعارض ظاہر ہے اب دیکھین دفع تعارض مین آپکی تقریر کیا ہوتی ہے انتہے بمضمونہ ہمارے مجیب معترض نے ابتلک جو فرمایا تھا یا افترائے محض تھا یا ادعائے خلاف واقع جس کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہمپر کیا اعتراض ہوا اور کس امر کے جواب وہی ہمپر لازم ہوئی مگر الحمد للہ کہ یہان تو ایسی بات تحریر فرمائی کہ جس سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ ہمسے وجہ تطبیق بین الروایات کا سوال کیا جاتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی واضح ہوگیا کہ جوش اعتراضات و اشتیاق تردید نے ایسا بیخود کر رکھا ہے کہ محسوسات سے بھی غفلت ہے - ہمنے اسیلئے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مجیب کے لقب مین سے حرف تا کم کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے اس تغافل و اعراض کا کیا ٹھکانا ہے کہ عبارت اوثق العری جسکا رد فرما رہے ہین اوسمین وجہ تطبیق بین الروایات صریح موجود ہے بلکہ عبارت مذکورہ سے خاص بیان تطبیق ہی مقصود ہے اور اسپیر ہمارے مجیب دقیق الفہم غائر النظر فرماتے ہین دیکھین دفع تعارض مین آپکی تقریر کیا ہوتی ہے خوب شعر

اعتراض

جواب

اعتراض

جواب

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک ✦ ہم کہینگے حال دل اور آپ فرمائینگے کیا

ہم متعجب ہین کہ مجیب اول ابن حجر اور مولانا عبد الحی کی عبارات سے تطبیق ثابت فرما کر بیوجہ دہمکانے کو موجود تہے اب مجیب ثانی ہمسے طالب تطبیق ہوتے ہین بروئے انصاف اون کے اس سوال کا یہی پورا جواب ہے کہ بے دیکہے اور بلا سمجہے کسی امر کا رد وانکار کرنا عقل وآدمیت کے خلاف ہے اون کے استفسار کا جواب خود اسی عبارت مین بالتصریح موجود ہے اوسکو دیکہکر اور سمجہکر جو فرمانا ہو فرمائین اور ہم جو اوراق سابقہ مین بسط ووضاحت کے ساتھ مکرر اس تطبیق کو بیان کر چکے ہین اوسکو بھی بنظر فہم ملاحظہ فرمالین۔ لیکن حضرت مجیب کی خاطر بھی عزیز ہے اوراق سابقہ پر فقط حوالہ کر دینے اور اس موقع پر اون کے سوال کو بلا جواب خالی چھوڑنے سے ہمکو بھی فی الجملہ حیا آتی ہے اسلئے گو طول ہو مگر سیرۃ حلبیہ کی ایک عبارت بسوط نقل کئے دیتے ہین وہو ہذا وعن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہم قبل الہجرۃ ای قبل ان یہاجر صلی اللہ علیہ وسلم فی اقامۃ الجمعۃ ای فلم یفعلوہا باجتہاد بل باذنہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ اما بعد فانظر الیوم الذی تجہر فیہ الیہود بالزبور لسبتہم ای الیوم الذی یلیہ یوم السبت فاجمعوا نسائکم وابنائکم فاذا مال النہار عن شطرہ فتقربوا الی اللہ برکعتین فجمع مصعب بن عمیر عند الزوال ای صلی الجمعۃ حتی قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای استمر علی ذلک حتی قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہذا یدل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم عین لہم ذلک الیوم وہو خلاف قولہ السابق فہداہم اللہ لہ الظاہر فی ان ہدایتہم لہ باجتہاد منہم ویدل لہ ما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما باسناد صحیح ان الانصار قالوا ان للیہود یوما یجتمعون فیہ کل سبعۃ ایام وللنصاری مثل ذلک ہلم فلنجعل یوما نجتمع فیہ فنذکر اللہ ونصلی ونشکرہ فجعلوہ یوم العروبۃ ای لانہ الیوم الذی وقع فیہ خلق آدم الذی ہو مبدأ ہذا الجنس وجعل فیہ فناء الخلق وانقضاءہم اذ فیہ تقوم الساعۃ ففیہ المبدأ والمعاد اذ ہو المروی عن ابن عباس تقتضی ان الانصار اختاروہ باجتہاد منہم الا ان یقال لا مخالفۃ لانہ یجوز ان یکون ہذا العزم علی ذلک حصل منہم اولا ثم ارسلوا لہ صلی اللہ علیہ وسلم یستاذنوہ فی ذلک فاذن لہم فیہ فقد جاء الوحی موافقۃ لما اختاروہ انتہی اور بعض دیگر اہل سیر ومفسرین نے بھی اس تطبیق کو منقول ومنظور فرمایا ہے۔ اس عبارت کو بنظر فہم وانصاف ملاحظہ فرمالیوین۔ مجیب کے سوال کا جواب معہ دیگر امور مفیدہ اسمین موجود ہین حتی کہ جس روایۃ ابن عباس کی فقط اتنی بات پر تضعیف کیجاتی تھی کہ شارحین نے اوسکی صحۃ کی تصریح نہین فرمائی اوس روایۃ کے صحۃ کی تصریح بھی اس عبارت مین موجود ہے والحمد للہ۔ اور اگر حسب العادت ہمسے عہدہ برا ہونیکی غرض سے اہل تفسیر واہل سیر ومغازی کو بھی آنکہین دکہلانیکی ضرورت پیش آئے تو اس کام کو ذرا سوچ سمجہکر کیا جاوے

ایسا نہ ہو کہ کنوین کی فکر مین کہائی کا خیال نرہے اور من حفر بیرالاخیہ فقد وقع فیہ کا بھی ضرور فکر رہے اور یہ بھی دیکہہ لیا جائے کہ مفسرین واہل سیر کے ارشاد کا مبنی کیا ہے ایسا نہ ہو کہ جیسے بے دیکھے بہالے روایت ابن عباس منقولہ قاضی شوکانی وغیرہ کا انکار کردیا تہا ایسا ہی ان حضرات کے مقابلہ مین بلا وجہ اور بلا تدبر محض بالسلم سے کام لیا جائے اور جو امور اس تطبیق کے متعلق صفحات گذشتہ مین ہم عرض کر چکے ہین اون کو بھی دیکہہ لیا جائے تو انشاء اللہ فائدہ سے خالی نہین آیندہ آپکو اختیار ہے وما علینا الا البلاغ - ان جملہ روایات مذکورہ سابقہ اور تطبیق بین الروایات سے فراغت پاکر اوثق العری مین تحریر فرمایا ہے کہ اب یہ امر تو محقق ہوگیا کہ فرضیت جمعہ مکہ معظمہ مین ہو چکی تھی لیکن بوجہ مجبوری وہان اقامت جمعہ سے بعذر رہا اور مدینہ طیبہ مین بسبب تحقق مصریۃ وتمکن اہل اسلام حسب الامر حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ برابر جاری رہا اور عوالی مدینہ مثل قبا وغیرہ مین باوجود کثرت وتمکن اہل اسلام اقامت جمعہ کی نوبت نہ آئی نہ ہجرت سے پہلے نہ بعد مین جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ قریٰ محل اقامت جمعہ نہین کیونکہ مثل مکہ مکرمہ عوالی مدینہ مین عذر عدم تمکن کا تو احتمال ہی نہین ہو سکتا اسلئے بالیقین یہی کہنا پڑیگا کہ بوجہ عدم مصریت قبا و دیگر عوالی مین نہ آپنے وہان اقامت جمعہ کا امر فرمایا نہ کبھی وہان کسی نے جمعہ ادا کیا جس سے کہلم کہلا یہ امر محقق ہوگیا کہ قریٰ محل اقامت جمعہ ہرگز نہین انتہی بتفصیل یسیر

اب اسکے جواب مین فاضل بنارسی نے تو اس کے جواب کا وعدہ آیندہ پر حوالہ فرمایا ہے اور کہتے ہین کہ عوالی کی بحث انشاء اللہ آگے آویگی - لیکن مولوی محمد علی صاحب نے یہان بھی بزور قوت رادہ جو غالبًا جملہ قوی پر غالب ہے تین اعتراض پیش فرمائے اول یہ کہ عوالی مین جمعہ کا نہ ہونا عہد نبوی مین مسلم ہے لیکن یہ دعوی کہ عوالی محل اقامت جمعہ نہ تھی اسپر کیا دلیل ہے انتہی جناب ہمارا مدعی تو فقط یہی تہا کہ بعد فرضیت جمعہ بھی کبھی عوالی مین اقامت جمعہ کی نوبت نہین آئی سو بحمد اللہ ہمارے مجیب منصف نے بالتصریح اوسکا اقرار فرمالیا آگے رہی یہ بات کہ حسب ارشاد مجیب اسی سے عوالی کا محل اقامت جمعہ نہ ہونا کیونکر ثابت ہوگیا تو اسکو اہل فہم انشاء اللہ خود سمجھ لینگے اس بدیہی امر کے لئے ہمکو خامہ فرسائی کرنے کی حاجت نہین لیکن اہل انصاف اتنا ملاحظہ فرمالیوین کہ جب یہ امر محقق ہوگیا کہ قبا اور دیگر عوالی مین کبھی صلوۃ جمعہ ادا کرنے کی نوبت نہین آئی تو آخر اوسکی کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے ظاہر ہے کہ اسکی دو ہی صورتین ہو سکتی ہین یا تو اہل عوالی پر جمعہ فرض ہی نہ ہو بلکہ مسنون ومشروع بھی نہو تو فہو المراد یا یہ کہا جائے کہ باوجود فرضیت ومشروعیت نہ آپنے کبھی اون کو اقامت جمعہ کا امر فرمایا اور نہ انہون نے کبھی جمعہ قایم کیا مگر ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جسکے بارہ مین علماء مجنون پیدا ہوے

قریٰ اور عوالی

سوال ابوالمکارم

جواب

اوثق العریٰ فرماتے ہین باقی کسی وہمی کا یہ خیال جاناکہ شاید جملہ اہل عوالی ہر ایک جمعہ کو مسجد نبوی علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام حاضر ہوتے ہونگے عادۃً محال اور مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے اور خود روایت حدیث کی بھی دو وجہ سے خلاف ہے اول اسوجہ سے کہ احادیث سے بعض اہل عوالی کا آنا اور بعض کا نہ آنا معلوم ہوتا ہے کما سیجیئ ثانی اسوجہ سے کہ اپنی مسجد بلکہ جملہ مساجد کو نماز و جماعت سے بالکل معطل کرکے نماز ادا کرنے کے لیئے دوسرے موضع پر چلا جانا شرعاً غیر محمود سمجھا گیا ہے پھر ایسے

سوال دوم امر مستحیل و مخالف و غیر مستحسن کا کون عاقل قائل ہوسکتا ہے اور عقل و نقل سبکو پس پشت ڈالکر ایسی بات اگر کوئی کہے بھی تو کب قابل التفات ہوسکتی ہے دوسرا اعتراض اس عبارت اوثق العریٰ پر یہ فرماتے ہین کہ قبا حسب تحریر صاحب در المختار و صاحب رد المحتار فنائی مدینہ مین داخل ہے جسکی بحث تمام و کمال بجواب حضرت شوق گذرچکی ہے اور فنائے مصر کا محل اقامت جمعہ ہونا آپکو بھی مسلم ہے تو اب آپکے مشرب کی موافق بھی قبا مین مثل مدینہ اقامت جمعہ ضروری ہوئی کیونکہ قبا مدینہ طیبہ سے دو میل سے کچھ زاید ہے اور فنائے مصر آپکے یہان ایک فرسخ تلک ہے در مختار مین ہے والمختار للفتوی تقدیرہ بفرسخ ذکرہ الولوالجی بلکہ صاحب رد المحتار کے نزدیک اس سے بھی زاید ہے تو جب

جواب جمعہ مکہ مکرمہ ہی مین فرض ہوچکا تھا تو پھر کیا وجہ کہ قبا مین جمعہ نہوا انتہی بتفصیل ما **اقول** واستغفر اللہ ہمنے حسب الارشاد مجیب علام حضرت شوق کے جواب کو ملاحظہ کرکے اونکی تمام تقریر کا لب لباب نکالکر توضیح کے ساتھ عرض کردیا ہے جسکا خلاصہ یہی ہے کہ ہمارے مجیب مجبور ہوکر اپنے اعتراض والزام مین ہمکو بھی شریک کرنا چاہتے ہین کیونکہ یہ امر تو وہ ابھی تسلیم فرماچکے ہین کہ عوالی مین تمام عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین کبھی جمعہ نہین ہوا جس سے ہمارا مدعی صراحۃ کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کما مر تو اب بروے انصاف مجیب کے ذمہ لازم تھا کہ وہ اس عدم اقامت جمعہ فی العوالی کی کوئی وجہ وجیہ اپنے مشرب کے موافق بیان فرماتے لیکن جب کسی وجہ سے وہ اسکے بیان سے مجبور رہوئے تو اب یہی کرنا پڑا کہ کسیطرح ہمکو ہی اپنے الزام مین شریک بناکر ایک قسم کی سبکدوشی حاصل کرین اسلئے روایات حدیث سے مایوس ہوکر ہمارے الزام کے لیئے عبارت کتب فقہ کیطرف متوجہ ہوئے جسکی بدولت گو اونپر اعتراض جون کا تون قائم رہا مگر ہمارے مواخذہ سے سبکدوش ہو بیٹھے افسوس اوثق العریٰ مین تو جو کچھ تحریر فرمایا ہے سب بحوالہ روایات معتبرہ حدیث تحریر فرمایا ہے مدعیان اتباع حدیث کو لازم تھا کہ بروئے روایات حدیث تطبیق و توفیق کی عمدہ صورت نکالتے اور جو امر اوفق بالحدیث ہوتا اوسکو معمول بہ بناتے اونکو زید و عمر کے اقوال سے کیا بحث تھی کیا تو یہ کیا کہ اصل مقصود سے منہ پھیرکر فقط ہماری زبان بندی

اورالزام دہی کی غرض سے ایک دو روایت فقہی کا حوالہ دیکر وہ جادہ جاجس سے صاف مفہوم ہوتا ہے
کہ یہ تمام زور شور بغرض اتباع سنت ہرگز نہیں بلکہ محض اورونکی سب وتبرا کی غرض سے ہے ۔
لا لحب علی بل لبغض معویۃ کا قصہ ہے تواب اگر تمام امور سے قطع نظر کرکے مجیب کے ارشاد کو ہم تسلیم
بھی کرلین تو یہ خلاصہ ہوگا کہ مجیب پر مخالفت حدیث کا الزام اور یہیں فقط روایت مذکورہ درمختار کے
خلاف کا جرم قایم ہوگا جسکو دیکھکر الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا کہنے
کو بے ساختہ دل چاہتا ہے اور اگر انصاف وفہم سے کام لیا جائے تو تھوڑی توجہ سے یہ بات معلوم
ہوسکتی ہے کہ ہمارے مجیب نے حسب العادۃ یہان بھی قلت فہم وایجاد واختراع سے پورا کام لیا ہے
اور کتب کو جانے دیجیے اگر ردالمحتار جسکا حوالہ نقل فرما رہے ہین اوسی کو ملاحظہ فرما لیتے تو غالبًا اس اعتراض
کے فرمانے کی نوبت نہ آتی صاحب ردالمحتار کی تمام تقریر وتحقیق کو ہضم فرماکر مولوی ظہیر احسن صاحب
شوق کے جواب مین فقط اتنا تحریر فرمایا (بلکہ صاحب ردالمحتار کے نزدیک اسکی حد اس سے بھی زیادہ ہے
صفحہ ۵۳ ملاحظہ ہو) مجیب سلمہ نے اتنا بھی خیال نفرمایا کہ ردالمحتار کوئی نادر الوجود اور کمیاب کتاب نہین جو
پردہ پوشی کی توقع کیجاتی سو بروے انصاف ہمکو اسیقدر جواب دینا کافی ہے کہ مجیب ردالمحتار کی
عبارت دکھلائین کہ انہون نے فرسخ سے زائد کی تحدید کہان اور کس طرح بیان فرمائی ہے مگر مجیب کے
فہم ودیانت کے اظہار اور ناظرین کے اطمینان کی غرض سے ہم بمجبوری اس طول کو اپنے ذمہ لیتے
ہین سنیے متن درالمختار یعنی تنویر الابصار مین فنا مصر کی یہ تعریف کی ہے وہو ما اتصل بہ لاجل مصالحہ
صاحب درالمختار اسکی شرح مین فرماتے ہین کدفن الموتی ورکض الخیل والمختار للفتوی تقدیرہ بفرسخ
ذکرہ الولوالجی اس سے اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ اصل مذہب یہی ہے کہ فنا مصر وہ ہے کہ جس موضع
سے وہانکے باشندونکے مصالح واغراض مثل مقابر وغیرہ متعلق ہون کسی مقدار ومسافت خاص کی
تحدید نہین ہان بعض علما متاخرین نے اپنی راے اور تجربہ سے اوسکی تحدید ایک فرسخ کے ساتھ مناسب
سمجھی ہے یہ مطلب نہین کہ وہ علما اس تحدید کو اصل مذہب قرار دیتے ہین جیسے ماء کثیر کی تحدید علما احناف
نے پیمایش وغیرہ سے اور قلتین کی تحدید شوافع وغیرہ نے مشکون سے اور وزن سے اور عمل کثیر کی
تحدید نماز مین اور لقطہ کی تحدید اور مدت تعریف کی تعیین سارے جہان نے کی ہے کما حققہ المحققون
اب اسکی تشریح اور تحقیق مین علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین اعلم ان بعض المحققین من اہل
الترجیح اطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا محرر المذہب الامام محمد رح جسکا صاف یہ مطلب ہے کہ مقرر ومحقق
مذہب حنفیہ امام محمد اور دیگر بعض محققین اہل ترجیح نے فنا مصر کی وہی تعریف مذکور قایم فرمائی ہے اور کسی

مسافت معینہ کے ساتھ قلیل ہو یا کثیر اوسکی تحدید نہین کی اوسکے بعد علامہ موصوف فرماتے ہین وجعفہم قدرہ بہا وحکایۃ اقوالہم فی تقدیرہ ثمانیۃ اقوال او تسعۃ یعنی بعض دیگر علماء نے فناء مصر کے لئے مسافت معین فرمائی ہے اور دربارہ تحدید مسافت اونکے آٹھہ یا نو قول ہین پھر شارح موصوف نے اون جملہ اقوال کی تفصیل بیان کی ہے منجملہ اون اقوال کے ایک وہ قول بھی ہے جسکی وجہ سے ہمارے مجیب پشاوری بن بیٹھے ہین۔ اوسکے بعد فرماتے ہین والتعریف احسن من التحدید لانہ لا یوجد ذلک فی کل مصر وانما ہو بحسب کبر المصر وصغرہ بیانہ ان التقدیر بغلوۃ او میل لا یصح فی مثل مصر لان القرافۃ والترب التی تلی باب النصر یزید کل منہا علی فراسخ من کل جانب نعم ہو ممکن لمثل بولاق فالقول بالتحدید بمسافۃ یخالف التعریف المتفق علی ما صدق علیہ بانہ المعد لمصالح مصر فقد نص الائمۃ علی ان الفناء ما اعد لدفن الموتی وحوائج المصر کرکض الخیل والدواب وجمع العساکر والخروج للرمی وغیر ذلک تھوڑا سا اور بیان فرماکر پھر اخیر مین لکھتے ہین فظہر ان التقدیر بحسب الامصار انتہی۔ اب اس عبارت علامہ شامی کو ملاحظہ فرمانا چاہئے جس سے بوضاحت یہ معلوم ہوگیا کہ فناء مصر کے لئے کوئی مقدار خاص ہرگز معین نہین اور مقدار کا معین کرنا قول ائمہ کے خلاف اور اونکی تعریف متفق علیہ کی مخالف ہے بلکہ فناء کی کمی زیادتی شہر کے بڑے اور چھوٹے ہونے پر ہوتی ہے تو اب ظاہر ہوگیا کہ بعض شہرون کا فناء فرسخ اور فراسخ تلک پہنچ سکتا ہے اور بعض کا میل اور میلین تلک بھی نہ پہنچیگا بلکہ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ شہر واحد کا فناء بھی ہر ایک جانب سے متساوی ہونا ہرگز ضروری نہین۔ تعلق مصالح ایک جانب دور تلک ہو اور دوسری جانب تعلق مصالح اور ضروریات اہل شہر اتنی دور تلک ہونا ضروری نہین جو مساوات مذکورہ ضروری سمجھی جائے اب انصاف سے دیکھئے کہ مجیب معترض نے اول تو یہ کمال کیا کہ اصل مذہب اور تعریف متفق علیہ یعنی ما اعد لمصالح مصر اور ارشاد ائمہ کو یکلخت نظر انداز فرمایا اور سبکا خلاف فرماکر قول مرجوع یعنی تحدید فناء بالمسافت کی طرف مائل ہوئے پھر دربارہ تعیین بالمسافت جو آٹھہ یا نو قول ہین اونمین سے بلا وجہ وجیہ ایک کو معین فرمالیا حالانکہ دیگر اقوال مین سے اکثر اون کے بیان فرمودہ تحدید کی مخالف ہین۔ کوئی پوچھے کہ ایسی تحدید ضعیف مخالف اصل مذہب سے ہمپر کس طرح الزام قایم ہوسکتا ہے ہمکو تعجب آتا ہے کہ ہمارے مجیب نے صاحب ردالمحتار کی تمام تفصیل وتحقیق سے قطع نظر فرماکر فقط اتنا جزو پسند فرمالیا کہ بڑے بڑے شہرون کے لئے جیسا کہ مصر ہے علامہ موصوف نے فرسخ اور فراسخ تلک فناء تجویز کیا ہے مگر اسکا کچھ خیال نکیا کہ بعض شہرون کے لئے میل اور میلین تلک بھی اونکے ارشاد کی بموجب فناء نہوگا۔ اسکے بعد یہ امر قابل لحاظ ہے کہ دربارہ تحدید فناء مصر اقوال فقہاء مین جو کچھہ خلاف ہے مستقل مواضع اور آبادی مین اوس مین ہرگز

واخل نہین - یعنی حوالی و جوانب مصر مین جو صحرا اور میدان ہوتے ہین فقط اونکی نسبت یہ اختلاف ہے باقی وہ قریٰ جو شہرون کے گرد آباد ہوتے ہین قریب ہون یا بعید اور عرف مین وہ قریٰ مستقل آبادی اور گانون شمار ہوتے ہین یعنی کسی شہر کا جُزو اور اوسکا محلہ نہین سمجھے جاتے ایسے قریٰ سے اختلاف کو کوئی تعلق نہین حاشا وکلا جو کوئی فقیہ بھی ایسی قریہ مستقل کو فنائے مصر فرماتا ہو بلکہ بلا خلاف وہ فنائے مصر سے بالکل خارج اور اجنبی ہے خواہ شہر سے قریب یا بعید چنانچہ یہ امر ہر اہل فہم پر خود ظاہر ہے اور کتب فقہیہ مین موجود - عبارت رد المحتار کو ملاحظہ فرمالیجئے اونہین کی اخیر عبارت جو ہمارے منقولہ عبارت کے بعد مین مذکور فرمائی ہے اس مضمون کو بتلا رہی ہے تو اب ہم اپنے مجیب کو خوب وسعت دیتے ہین کہ اقوال مذکورہ فقہاء مین سے آپکو جونسا قول مفید مدعی نظر آئے بلا تامل اور بلا دلیل اوسکو اختیار فرمالیجئے ہماری طرف سے اجازت ہے مگر اتنی عرض یاد رہنے کہ ان اقوال کو قریٰ مستقلہ اور مواضع منفردہ سے کوئی تعلق نہین جو آپکو ان اقوال سے کسی قسم کا نفع پہنچ سکے کیونکہ قبا تمام عالم کے نزدیک نہ صحرا ہے نہ میدان ہے نہ مدینہ طیبہ کے کسی محلہ کا نام ہے نہ ضروریات اہل مدینہ اور اون کے حوائج ومصالح مثل مقابر و رکض خیل وغیرہ اوس سے متعلق بلکہ ایک آبادی مستقل اور موضع منفرد ہے پھر اوسکو فنائے مدینہ کون عاقل کہہ سکتا ہے تو اب ہمارے مجیب قول ولو الیجی منقول در مختار کو ہی اختیار فرمائین ہمکو بھی مسلم ہے لیکن قبا کا فنائے مدینہ منورہ ہونا اوس سے قیامت تلک انشاء اللہ ثابت نہو سکیگا کیونکہ قبا موضع مستقل ہے جس مین فقہاء کو کسی قسم کا خلاف ہی نہین اور بحث سے بالکل خارج ہے اور اسی تقریر سے بشرط فہم یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ قریہ مستقل جیسا کسیکے نزدیک فنائے مصر مین داخل نہین ہو سکتا ایسا ہی قریہ کے جمیع مصالح اور ضروریات بھی مثل مقابر وغیرہ ہرگز فنائے مصر نہین ہو سکتے جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ نہ قبا ر فنائے مدینہ ہو سکتا ہے اور نہ اوسکے توابع اور مصالح مذکورہ جنکو فناء قبا ر کہنا چاہئے فناء مدینہ مین شمار ہو سکتے ہین یہ ہمارے مجیب معترض کی دیانت اور خوش فہمی کا ثمرہ ہے جو ایسی روایات مرجوحہ سے اور وہ بھی بے سمجھے ہمپر الزام قایم کرکے احادیث معتبرہ سے جان چرانا چاہتے ہین صیہات صیہات مگر تماشا یہ ہے کہ مجیب نے مولانا ظہیر احسن صاحب کے مقابلہ مین یہ تقریر جسکی کیفیت مفصلاً عرض کر چکا ہون تحریر فرماکر نہایت مسرت وفخر ظاہر فرمایا ہے حتی کہ اخیر مین فرماتے ہین دیکھین اس پھندے سے مولف کیونکر بے داغ نکل جاتے ہین خیر زیادہ عرض کرنا تو فضول ہے لیکن ہمارے مجیب اگر عبارت فقہاء اور ہمارے معروضات کو بنظر فہم ملاحظہ فرمائین گے تو اونکو ہمارے اور مولانا ظہیر احسن کے بے داغ نکل جانیکا بھی افسوس نہوگا عجیب نہین جو مصرعہ

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔ کہنے کی نوبت آجائے واللہ اعلم عند اللہ **تیسرا اعتراض** مجیب موصوف
عبارت سابقہ اوثق العری پر یہ تحریر فرماتے ہین کہ تقریر آئندہ اور تقریر صفحہ گیارہ او بارہ سے واضح ہوتا ہے
کہ آپکے نزدیک قریہ کبیرہ محل اقامت جمعہ ہے اور جب قریہ کبیرہ مین آپکے نزدیک اقامت جمعہ درست
ہے تو قبا مین بھی اقامت جمعہ درست ہونی چاہیے کیونکہ قبا قریہ کبیرہ ہے جیسا کہ حضرت شوق کے جواب
مین ہم اسکو ثابت کر چکے ہین انتہے ہمارے مجیب سلمہ تو اکثر مواقع مین کچھ بولتے ہی نہین فقط اشارتًا
سے کام لیتے ہین ع کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا۔ مگر وہ ایسا کرتے تو صرف پانچ ورق مختصر پر دو دو
چار چار سطر کے بعد قال اقول جلی قلم سے تحریر فرماکر تمام اوثق العری کی تردید کا فخر کیونکر حاصل کر لیتے لیکن ہم
بھی اونکے اشارون پر چلتے ہین۔ الحمد للہ کہ ہمارے پاس اوثق العری اور جواب حضرت شوق دونون موجود
ہین اسلئے حسب ارشاد مجیب ہمنے دونون کو دیکھا مجیب علام نے اس اعتراض مین کل دو باتین تحریر
فرمائی ہین اول یہ کہ اوثق العری کی عبارت مندرجہ صفحہ گیارہ و بارہ سے واضح ہے کہ قریہ کبیرہ محل اقامت
جمعہ ہے دوسرے یہ کہ قبا قریہ کبیرہ ہے تو اب ان دونون باتون سے یہ نتیجہ صاف نکل آئیگا کہ قبا عند الحنفیہ
بھی محل اقامت جمعہ ہے جس سے حاصل یہ ہوگا کہ جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبا مین جمعہ ادا
نفرمانیکا اشکال صرف مجیب ہی کے مشرب پر وارد نہ ہوگا بلکہ ہم بھی اس الزام مین شریک ہوجاوینگے
سو اسکا اصل جواب تو یہ ہے کہ ہمارے نزدیک صحت جمعہ کے لئے چونکہ مصر کا ہونا ضروری ہے چنانچہ تمام
متون و شروح مین مصر کو شرط جمعہ بیان کیا ہے تو اس سے یہ امر معلوم ہوتا تھا کہ جس موضع پر اطلاق
مصر نکیا جاویگا خواہ وہ کتنا ہی بڑا موقع ہو وہان عند الحنفیہ جمعہ درست نہوگا۔ کیونکہ اوسکو عرف مین مصر نہین
کہتے بلکہ قریہ کہتے ہین اسلئے شامی وغیرہ مین اس امر کی تصریح کردی کہ قصبات اور قری کبیرہ مین بھی جمعہ
درست ہے جس سے واضح ہوگیا کہ فقہاء نے جو مصر کی شرط لگائی ہے اونکی غرض یہ ہے کہ فقہاء کی
تعریف کی بموجب مصر ہونا ضروری ہے یہ ضرور نہین کہ عرف مین بھی اوسپر اطلاق مصر ہوتا ہو یعنی فقہاء
نے جو اقامت جمعہ کے لئے مصر کو ضروری کہا ہے اوس سے مراد مصر شرعی مصطلحہ فقہاء ہے یہ ہرگز نہین
کہ عرف مین بھی ضرور اوسکو مصر کہتے ہون تو اب جس موضع پر تعریف مصر مصطلحہ علماء صادق آئیگی وہان اقامت
جمعہ صحیح ہوگی عرف مین خواہ اوسکو مصر کہتے ہون خواہ قصبہ خواہ قریہ کہتے ہون اور یہ بات بھی اہل فہم کو
معلوم ہوگئی کہ فقہاء کے نزدیک قریہ کبیرہ سے مقصود یہ ہے کہ تعریف مصر بیان فرمودہ علماء جسپر صادق
آئی ہو وہ قریہ کبیرہ ہے یہ مطلب ہرگز نہین کہ جسکو بالاضافۃ الی الغیر بھی اہل عرف بڑا گانون کہدین یا کسی
کتاب لغت مین جسکی نسبتہ قریہ کبیرہ لکھدیا ہو وہان بھی مطلقًا عند الحنفیہ جمعہ درست ہوجائیگا جو ہمارے مجیب

خلاصہ الوفا مین قریۃ کبیرۃ دیکھکر حنفیہ پر ضیا مین حجۃ اقامت جمعہ کا الزام لگانیکو تیار ہوگئے بالجملہ ہماری عرض سے اہل فہم پر واضح ہوگیا ہوگا کہ مجیب نے جو خلاصۃ الوفا سے قیا قریۃ کبیرہ نقل کیا تھا اور اسکے ساتھ والقریۃ الکبیرۃ تصح الجمعۃ فیہا عند الاحناف لگاکر یہ نتیجہ نکالا تھا فالقبا تصح الجمعۃ فیہا عند الاحناف یہ بالکل اونکا مغالطہ ہے کیونکہ صغریٰ مین قریہ کبیرہ لغوی اضافی مراد ہے اور کبریٰ مین قریہ کبیرہ مصطلحہ فقہا جسپر حد مصر بیان فرمودہ علما صادق آتی ہو مقصود ہے اور اگر کبریٰ مین بھی قریہ کبیرہ سے قریہ کبیرہ عرفی اور اضافی ہی مراد لیا جاوے یا قریہ کبیرہ عرفی اضافی اور شرعی اصطلاحی دونون سے عام مراد لیا جاوے تو اس صورت مین حد اوسط تو بیشک مکرر ہوجاویگی لیکن کلیۃ کبریٰ کی بطلان مین بھی کوئی تردد باقی نرہیگا کما ہو ظاہر الحاصل جس قریہ پر تعریف مصر بیان فرمودہ فقہا صادق نہ آویگی وہان جمعہ درست نہوگا۔ خواہ اسکو عرف مین قریہ صغیرہ کہتے ہون یا کبیرہ۔ اصل مقصود سے فراغت پاکر اب ہم مجیب کے اون دو امرون پر جو اوپر معروض ہوچکے ہین عرض کرتے ہین امر اول یعنے مجیب کا یہ فرمانا کہ عبارت اوثق العریٰ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قریہ کبیرہ محل اقامت جمعہ ہے محض خیالی اور بے اصل بات ہے انشاء اللہ تمام رسالہ مین ایک فقرہ بھی ایسا نہین بتلا سکتے کہ جس سے قریہ کبیرہ متعارفہ کا محل اقامت جمعہ ہونا ظاہر ہو چونکہ اہل حدیث نے اپنے فتوؤن مین صاف یہ تحریر فرمایا ہے کہ چھوٹے گانون مین بھی خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو جمعہ پڑہنا فرض ہے اسلئے صفحہ گیارہ پر تو یہ فقرہ اوثق العریٰ مین موجود ہے (اور جہان قریہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہان مراد مدینہ ہے حسب لغت قرآن نہ قریہ صغیرہ) الی آخرہ اس فقرہ سے یہ اختراع کرنا کہ قریہ کبیرہ معروفہ اہل عرف کا محل اقامت جمعہ ہونا اوثق العریٰ کی عبارت سے ظاہر ہے دو اور دو چار روٹیون سے بھی زاید لغو اور بیہودہ ہے افسوس اسکا بھی خیال نہ فرمایا کہ اس عبارت مین قریہ صغیرہ مدینہ کے مقابلہ مین مذکور ہے نہ قریہ کبیرہ کے۔ طرفہ یہ کہ اس صفحہ مین چند سطر بعد یہ فقرہ بھی موجود ہے (لہذا کسی قریہ مین کبھی کسینے جمعہ قایم نہ کیا اور اگر کسی شخص کو اسکا دعوی ہو کہ وہان جمعہ ہوتا تہا تو اسکو ثابت کرے) جس سے بالتصریح جملہ قری مذکورہ مین اقامت جمعہ کی صاف نفی فرمائی جاتی ہے اور صفحہ بارہ مین یہ عبارت ہے (پس ان دلائل واضحہ سے ہر اہل انصاف پر مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ نہ قری صغیرہ مین جمعہ ادا ہوتا ہے اور نہ اون لوگونپر اقامت جمعہ واجب ہے الی آخر الکلام) اسپر ہمارے مجیب یہ فرماتے ہین کہ قری کبیرہ کا محل اقامت جمعہ ہونا عبارت اوثق العریٰ سے ظاہر ہے حالانکہ اس عبارت سے پہلی سطر مین مطلق قری کی نسبت صراحۃً فرماتے ہین (اس سے خود ہویدا ہے کہ قریہ محل اقامت جمعہ بھی نہین ہے چہ جائیکہ اوسپر فرض ہوتا) علاوہ ازین اوثق العریٰ مین مختلف مواقع مین مطلق قری کی نسبت بالتصریح یہ نفی موجود ہے پھر تعجب ہے کہ مجیب

لیبب بلاوجہ ضمیر الزام قایم کرنیکی غرض سے اوثق العری کی عبارت سے وہ مضمون نکالنا چاہتے تہے جسکی
نفی صراحت طور سے اوس مین موجود ہے مجیب پر لازم تہا کہ ہماری کتب معتبرہ سے اس امر کو ثابت فرماتے
کہ ہمارے نزدیک قریہ کبیرہ محل اقامت جمعہ نہین یا نہین۔ عدم قریہ کبیرہ سے فقہا کی مراد کیا ہے جسکے بعد
نتیجہ متفرع ہو جاتے تو قابل جواب سمجہا جاتا کتب فقہیہ سے اعراض فرما کر خواہ مخواہ بلا سمجہے بوجہے حضرت
اوثق العری کا غلط مطلب بیان کر کے ضمیر الزام قایم کرنا صریح دلیل عجز ہے جو انکی شان کے بالکل خلاف ہے
افسوس یہ بہی خیال نفرمایا کہ ہم اگر اون کے اس استدلال کو تسلیم بہی کرلین تو اون کے اوس پہلے
استدلال یعنی قصبہ جواثی سے استدلال فرماتے ہین جب تک اسکے ساتہ یہ کہنا چاہیے صریح تنقیح پیدا ہوجائیگا
کیونکہ سارا زور شور اسی پر تہا کہ روایت بخاری وغیرہ مین اوسکی نسبت لفظ قریہ وارد ہوا ہے سو اب
ہمکو بروے انصاف کسی جواب کی حاجت ہی نہین فقط یہ کہدینا کافی ہوگا کہ جواثی قریہ کبیرہ ہوگا اور جواثی
کے [illegible] ہوگا تو انشاء اللہ بشرط انصاف جواثی کے قبا سے بڑے ہونے پر [illegible]

[illegible] ہوگا تو اوسکی دلیل لانی پڑیگی کیونکہ سبب قاعدہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
[illegible] احتمال بہی مفید اور مستدل کو مضر ہے اور جوابدہی بذمہ مستدل لازم ہوگی سو جبتک جواثی
کی نفی مصریت کی دلیل تو مخدوش اور ضعیف چلی جارہی ہے قریہ کبیرہ کی نفی پر دلیل کیسے ہوئی معلوم
ہوا ہے مجیب کے استدلال عجیب کو ہم اگر مان بہی لیوین تو اونکو مطلب سے زیادہ نقصان اوٹہانا پڑیگا اور یہی ہوتا
وہ عدم مصر یا یون کہو قریہ من القری وغیرہ تحت المصر [illegible] حال ہوتا بلکہ نفع ثانی ابہی نہوگا کیونکہ
اون کا استدلال امرین مذکورین کے مجموعہ پر موقوف ہے کما ہو ظاہر اور درصورت تسلیم غایۃ ما فی الباب
اون کا امر اول ثابت ہوگا سو فقط ایک امر کے ثبوت سے استدلال کیونکر ہو سکتا ہے اور امر ثانی خود
بے اصل ہے چنانچہ اب ہم امر ثانی کی کیفیت بالتفصیل عرض کرتے ہین تتمہ امر ثانی یعنی قبا کے قریہ
کبیرہ ہونیکی دلیل مجیب سلمہ بجواب مولانا ظہیر احسن صاحب تحریر فرماتے ہین کہ خلاصۃ الوفا مین مرقوم
ہے وقبا القیا قریۃ کبیرۃ انتہی ہمارے مجیب فہیم کو غلط فہمی مین ایک خاص ملکہ ہے جو کسب سے حاصل
ہونا دشوار ہے ایک سیدہی سی اور چہوٹی سی عبارت مین ایسی غلطی کہائی کہ دشوار اور طویل عبارت
مین بہی اتنی بڑی غلطی کہانا ہر ایک کا کام نہین مجیب تو قبا اور قریہ کبیرہ کو ظاہر مین دیکہکر بالبداہۃ یقین
کر بیٹہے کہ ہمارا مطلب ثانی قبا کا قریہ کبیرہ ہونا محقق ہوگیا مگر خوشی مین یہ خیال نرہا کہ یہ وہی قبا ہے جس مین
بحث ہو رہی ہے یا کوئی دوسرا قریہ مسمی بقبا ہے اہل فہم تو لفظ قبا کے بعد لفظ ایضا دیکہکر ہی متنبہ ہوجائین
گے مگر مجیب سلمہ کو ایسی تکلیف مالایطاق [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] جملہ کے بعد جو عبارت

خلاصۃ الوفا مین موجود ہے اوسکو تامل کیساتھ دیکھئے تو مجیب بھی انشاء اللہ سمجھ جاتے کہ یہ دوسرے موضع

کا نام ہے عبارت پوری یہ ہے وقبار ایضا قریۃ کبیرۃ بہا آبار ومزارع ونخل ناحیۃ افاعیۃ ومران بطریق

ضریۃ نجہتۃ الموضع المعروف بکشب اصل یہ ہے کہ قبا دو قریون کا نام ہے ایک قبا عوالی مدینہ مین واقع

ہے جس کو صاحب خلاصۃ الوفا نے اول بیان فرمایا ہے دوسرا موضع مسمی بہ قبا قریب مکہ مین ہے اوسکو

عبارت منقولہ مجیب مین بیان فرمایا ہے ہین زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو کتب لغۃ اور تاریخ کو ملاحظہ فرمائین

اور دونکو جانے دیجئے قاموس ہی کو دیکھ لیا جائے پھر باوجود ایسی متواتر شرمناک غلطیون کے کہ

دیکھنے والونپر بھی جسکا اثر فی الجملہ محسوس ہوتا ہے ممکن کیا ہے کہ ہمارے مجیب سلمہ کی لن ترانیون اور طمطراق

مین کسی قسم کا فرق آجائے چنانچہ حسب عادت یہان بھی مولانا ظہیر احسن کی نسبت تحریر فرماتے ہین

(دیکھین مولف اس پھندے سے نکل جانے کی کیا فکر کرتے ہین) اس برعکسی کو دیکھکر ہمکو سخت تحیر ہے

کہ اسکے جواب مین کیا عرض کرین بجز اسکے کہ الحمد للہ الذی عافانی الخ پڑھکر سکوت کرین یا یہ عرض کرین کہ

اللہ کا شکر ہے کہ اوسنے ہمارے مجیب فہیم کو مرض حیا سے محفوظ رکھا ورنہ بنصیب اعدا معلوم نہین کیا

ہوجاتا ع داد زین فہم وزین خرد فریاد - باقی رہا یہ امر کہ ابن جبیر نے قبا کی نسبت مدینۃ کبیرۃ تحریر فرمایا ہے

سو اوسکے ہمارے مجیب خود مدعی نہین ہین مجیب نے بھی قریہ کبیرہ کا دعوی کیا تہا اور اوسیکی نسبت

عبارت پیش فرمائی تھی جسکی کیفیت معروض ہوچکی ہے سو جب خود مجیب قبار کے مدینہ کبیرہ ہونیکے

مقر نہین تو ہمکو جواب دینا بھی ضرور نہین البتہ اگر مجیب ترقی فرماکر قبا کے مدینہ کبیرہ ہونیکے مدعی

ہوجائین تو ہم بسر وچشم جواب دینے کو حاضر ہین مگر ابھی مناسب معلوم نہین ہوتا کیونکہ اس ترقی

کی صورت مین ہمارا اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس وقت جو اوہون نے دعوی کیا ہے اور اوسپر

استدلال لائے ہین اوسکی تغلیط خود اونکی زبان سے ہوجائیگی بالجملہ جس امر کے وہ مدعی تھے اوسکی

تغلیط ہمنے پوری عرض کردی آیندہ اگر وہ دعوے مین تغیر وترقی فرماوین گے انشاء اللہ اوس وقت اوسکی

کیفیت معلوم ہوجائیگی الحمد للہ کہ مجیب معترض کے مواخذات واعتراضات والزامات سے بھی بخیر و

خوبی فراغت ہوچکے - آسکے بعد اوثق العری مین ارشاد فرمایا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سرور

کائنات وفخر موجودات صلوات اللہ علیہ والتسلیمات نے اہل مدینہ کو امر اقامت جمعہ فرماکر بھیجا اور قدوم

مبارک تک برابر مدینہ مین جمعہ جاری رہا مگر قبا وغیرہ قری مین نہ آپ نے ارشاد فرماکر بھیجا نہ وہان جمعہ

اس عرصہ تلک کبھی پڑھا گیا اور نہ کبھی اسکے بعد وہان جمعہ ہوا چنانچہ ابوداؤد مین حدیث ہے عن ابن عباس

ان اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ لجمعۃ

تقریر اوثق العری

جمعت بجواثا قرية من قرى البحرين اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ مسجد نبوی مین اول جمعہ قایم ہوا اوسکے بعد جواثا مین جمعہ ہوا اور اوس وقت تلک بجز مسجد نبوی کہین اقامت جمعہ نہ ہوئی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ عوالی مین اسلام جواثا سے پہلے پہنچ چکا تہا تو اگر قری مین بھی جمعہ فرض تھا تو پھر عوالی مین آپنے ارشاد نفرمانے کی اور اون لوگون کی اب تلک جمعہ نہ پڑہنے کی کیا وجہ اول ہجرت مین آپنے خود چودہ روز قبا مین اقامت فرمائی اوس وقت بھی اون کو ترک جمعہ پر کسی قسم کی سرزنش نہین فرمائی نہ آپنے خود وہان جمعہ پڑہا اب جو صاحب بہ نسبت قری مدعی وجوب جمعہ ہین اونپر اسکی جوابدہی واجب و لازم ہے انتہی بمضمونہ اب اسپر محدث بنارسی مولوی محمد سعید صاحب فرماتے ہین قولہ اجی حضرت آپ کا کس طرف خیال ہے اہل قریہ تو کنارے رہے آپ نے ہر مسلمان پر جمعہ پڑہنے کو فرض فرمایا ہے ابوداؤد مین ہے الجمعة حق واجب على كل مسلم في جماعة الا اربعة عبد مملوك او امرأة او صبي او مريض اسکو نقل فرماکر اول تو اس روایت کے ارسال و اتصال کی نسبت تحقیق فرمائی ہے جس سے ہمکو کوئی بحث نہیں اوسکے بعد لفظ کل کے عموم و شمول کی اثبات کے لئے نور الانوار کی عبارت نقل فرمائی ہے وكل للاحاطة على سبيل الافراد اي جعل كل فرد كان ليس معه غيره فهذا يسمى عموم الافراد وهي تصحب الاسماء فتعمها اي تدخل على الاسماء فتعمها **اقول** افسوس ہمارے مجیب محدث پہاڑ سے زیادہ مستحکم الزام کو اپنے سر پر لیکر دم بخود رہگئے اور اوسکا کوئی جواب نہ دیا محض دفع الوقتی پر کمر باندہکر حدیث ابوداؤد کو پیش فرمادیا جناب من حدیث ابوداؤد اور جو روایات آیندہ آپ تحریر فرماوینگے سب ہمارے سر اور آنکھون پر مگر یہ تو فرمایئے کہ حسب معروضہ سابقہ باوجود تحقق جملہ امور ضروریہ قبا اور جملہ عوالی مدینہ طیبہ مین جمعہ کے قایم نہ ہونیکی کیا وجہ کیا وہ روایات مردود ہین یا منسوخ ہین یا اونکے معمول بہا ہونے کی کوئی صورت نکل سکتی ہے قاضی شوکانی علامہ سیوطی امام ابو حامد غزالی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے تو یا تصریح ہماری معروضات کا اقرار فرمالیا ہے پھر اب ان روایات معتبرہ اور اقوال اکابر کی بلا وجہ وجیہ محض بپاس مشرب تردید و تغلیط ہی فرمائی جائے گی یا کوئی صورت تصحیح بھی ممکن ہے روایت ابوداؤد اور بقیہ روایات منقولہ جناب سے تو اس اشکال کے دفعیہ کی کوئی صورت نہین ہو سکتی آپ نے اونکو بلا ضرورت نقل فرمایا یہ بات ضروری نہین کہ کسی رسالہ کا جواب شوال ۱۳۰۰ھ ہجری مین لکہنا شروع کیا جائے تو شوال ۱۳۰۰ھ ہجری ہی مین ختم بھی ہو جائے خدا کے لئے جواب موقع کا دیجیے خواہ ۱۳۰۱ھ ہی مین کیون نہ ختم ہو **شعر**

مزن بے تامل بگفتار دم ✣ نکو گوئے اگر دیر گوئے چہ غم

بروئے انصاف وقواعد مناظرہ ہمکو آپ کی ان روایات کا جواب دینا ضروری نہین تا وقتیکہ آپ ہمارے
استدلال واستفسار کا جواب عنایت نفرما دین مگر جواب باصواب سے چونکہ آپ نے بالکل مایوس
فرما دیا ہے اسلئے قبل از وقت ہم ہی آپکے استدلالات کا جواب عرض کئے دیتے ہین اور بروے
انصاف ہمتو اتنی اور متنبہ کر دیتے ہین ورنہ اوثق العری ہی مین سب کچھ موجود ہے اہل فہم کو
ہمارے عرض کرنیکی کوئی حاجت نہین ہمارے مجیب نے جو روایت ابوداود نقل فرمائی ہے یہ کوئی
نئی بات نہین بلکہ اصل فتوی ہی مین اہل حدیث نے بھی یہی روایت اور آیۃ اذا نودی للصلوۃ الخ
اپنے استدلال مین بیان کی تھی اور گو اون مین قریہ کا ذکر نہین مگر ان کے عموم و اطلاق سے یہ
بات ثابت کی تھی کہ ہر ایک بڑے چہوٹے گاؤن مین جمعہ فرض ہے اوثق العری مین آیۃ منقولہ سے
استدلال اہلحدیث کا تو یہ جواب دیا تھا کہ اول تو اس آیت کی تخصیص اہل حدیث خود ہی روایت منقولہ ابوداود
سے فرمارہے ہین اور مریض ومملوک وغیرہ کو حکم فرضیت سے خارج کرتے ہین جس سے عموم آیت
محتمل خود ہوا دوسرے عرفات مین حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ ادا نفرمانے سے مسافر یا
مقیم فی الصحرا کو بھی اس حکم سے مستثنی کرنا پڑیگا اور بعض روایات حدیث مین مسافر کا استثنا
صریح موجود بھی ہے تو اب اون احادیث کی وجہ سے جن سے قریہ [illegible] ثابت ہوتا
ہے ضرور اہل قریہ کو حکم آیت سے مستثنی ماننا پڑیگا پھر اس تقریر کے آخر مین [illegible] فرمایا تھا علی ہذا القیاس
جو احادیث کہ اون مین عام لفظون سے جو [illegible] بیان کیا گیا ہے [illegible]
بالا مستثنی ہین۔ اب یون معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب کو ملاحظہ فرما کر ہمارے مجیب نے ہمارا استدلال
[illegible] اہل حدیث مین سے استدلال بآیۃ الجمعہ سے تو دست برداری فرمائی مگر روایت
ابوداود پر بزور علمی کچھ ہیر پہیر لگا کر استدلال قائم کرنا چاہتے ہین گویا یہ کہہ رہے ہین کہ مفتیان اہل
حدیث کے بیان مین نقصان تہا تقریر استدلال اس حدیث سے یون ہونی چاہئے مگر تقریر استدلال
مجیب جس کو ابھی نقل کر آیا ہون اوس سے فقط اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے مجیب لفظ کل
سے کسی نفع کے متوقع ہین اور اوس سے اثبات مدعی کی امیدوار ہین اسلئے لفظ کل کی نسبت چند
باتین بیان فرمارہے ہین مگر سب ناقص [illegible] سو جواب اوثق العری کے مقابلہ مین اونکو بیان
کرنا اپنی کم فہمی کا اقرار کرنا ہے کبھی فرماتے ہین کہ اس حدیث مین لفظ موصول نہین بلکہ لفظ کل ہے جو
سور موجبہ کلیہ کا ہے خواہ کل مجموعی ہو خواہ افرادی کبھی ارشاد فرماتے ہین کہ یہان تو افرادی ہے کبھی عبارت
نور الانوار معہ تعیین مطبع اور صفحہ نقل فرمائی جارہی ہے۔ خیر یہ تو ہم کیا دریافت کرین کہ جناب یہ تو فرمائیے کہ

سوا موجبہ کلیہ کا کل مجموعی ہوتا ہے یا افرادی یا دونوں ہاں یہ عرض کرتے ہیں کہ مجیب کے کل ارشادات مسلم مگر جواب بیان فرمودۂ اوثق العری کا کیا جواب آپ کے ان تمام ارشادات کا کل مطلب یہ ہے کہ لفظ کل عام ہے جمیع افراد مضاف الیہ کو شامل ہوتا ہے لیکن اوثق العری کے کسی کلمہ سے صراحۃً یا اشارۃً اسکا انکار معلوم ہوتا ہے جو آپ نے یہ فرد سے مع گن را قرار اوثق العری کا فقرہ ہم ابھی نقل کرچکے ہیں وہو ہذا علی ہذا القیاس کہتے ہوئے دیکھئے اور ہمین تمام الفقرات سے جو جواب جمیع بیان کیا گیا ہے اون سب سے وہ لوگ مذکور ہیں مستثنی ہیں اس میں صاف مجموعہ کا اقرار موجود ہے اور لفظ کل اگر ہوتا موصول ہو اسکی تخصیص نہیں ہوسکتی ہی جواب ہوگا اسلئے آپکی یہ سب تقریر بالکل بے محل اور غیر قابل التفات ہے یہ بات ظاہر ہی ہے کہ تخصیص سے تعمیم ضروری ہے ورنہ تخصیص کسکی کیجائیگی سو لفظ کل جو وجوبہ الموذ میں موجود ہے جمیع افراد کا عام ہے جسکی وجہ سے تخصیص ہونی چاہئے ہمارے نزدیک حسب قاعدہ اوسکی تخصیص ضروری کی جائیگی وہو المراد بالجملہ مجیب کی کوئی بات ایسی نہیں جو ہماری غرض کے خلاف ہو پھر ایسی بات سے جواب مرقومہ اوثق العری کی تردید کا خیال کرنا محض لغو اور بے سود ہے لیکن بعض فقرات مجیب سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ وہ گو صاف نہیں فرماتے مگر وہ دربارہ عموم لفظ کل کو موصولات پر ترجیح دینا چاہتے ہیں سو اگر انکی اس ترجیح سے یہ غرض ہے کہ لفظ کل ہمیشہ عام ہوتا ہے خاص کبھی نہیں ہوتا اسلئے موصولات پر اوسکی ترجیح ہے تو مسلم ہے کما فی التوضیح ومنہا کل وجمیع وہما محکمان فی العموم بخلاف سائر الموصولات الخ اور اگر اس ترجیح سے اون کی یہ غرض اور ہے اور کیا مقصود ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ لفظ کل میں تخصیص ہی جاری نہیں ہوسکتی تو بیشک اونکو شبہ ہے کیونکہ یہ بات بالکل غلط اور بدیہی البطلان ہے کما فی التلویح قولہ وہما محکمان لیس المراد انہما لا یحتملان التخصیص اصلاً

قولہ تعالی واللہ خلق کل شئ وقولہ اوتیت من کل شئ مخصوص بل المراد انہما لا یحتملان قد خص علاوہ ازین یہ دعوی کرنا کہ لفظ کل میں تخصص جاری نہیں ہوسکتی ایسا بدیہی البطلان امر ہے کہ تھوڑی سی فہم والا بھی اسکو کسیطرح تسلیم نہیں کرسکتا واللہ خلق کل شئ اور اوتیت من کل شئ میں تخصیص مسلم الثبوت ہے فسجد الملئکۃ کلہم اجمعون میں جمع معرف باللام اور لفظ کل اور اجمع اتنے امور مفید ثبوت عموم موجود مگر بعض علما باوجود اسکے جمیع ملائکہ اس سے مراد نہیں لیتے بلکہ خاص ملئکہ ارضی یا وہ ملائکہ خاص جو قتل واہلاک جنات کے لئے مامور تھے مراد لیتے ہیں گو یہ قول مرجوح اور غیر مشہور ہو مگر آج تک اون قائلین پر کسی نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ باوجود لفظ کل تخصیص جاری کرنی باطل ہے معترض خود اپنی حدیث منقولہ الجمعۃ واجب حق علی کل مسلم میں ملاحظہ فرمائیں مملوک وامراۃ وغیرہ کا استثنا موجود ہے

اور اگر اسکے جواب مین یہ فرماوین کہ لفظ کل مین استثنار کی گنجایش ہے مگر تخصیص مصطلحہ کی گنجایش نہین تو قطع نظر اس سے کہ یہ دعوی بے دلیل اور فرق بلا وجہ قابل لحاظ نہین نصوص مذکورہ بالا کو کیا جواب اور نیز جماہیر متقدمین و متاخرین اہل صحرا و بحار کو اس سے مستثنی اور مخصوص فرماتے ہین علاوہ ازین ارشاد صدقۃ الفطر واجبۃ علی کل مسلم ذکر او انثی حر او عبد صغیر او کبیر الخ موجود حالانکہ مجیب اور اون کے ہم مشرب بھی اس مین تخصیص کے قائل ہین اور تخصیصات مین کسی کو کوئی گفتگو ہو تو ہو مگر فقیر کی تخصیص مین تو کسیکو بھی تامل نہین حالانکہ ارشاد اما غنیکم فیزکیہ اللہ واما فقیرکم فیرد علیہ اکثر مما اعطاہ بھی موجود ہے اہل اصول جنکی عبارت ہمارے مجیب بھی پیش فرمارہے ہین اون کو ملاحظہ فرمایئے توضیح تلویح کی ایک عبارت ابھی نقل کر چکا ہون دوسری عبارت توضیح تلویح کی یہ ہے اذا قالت المرأۃ لزوجہا ان تحت علی امرأۃ فطلقہا فقال ارضاءلہا کل امرأۃ لی فطالق تو اسکا حکم یہ تحریر فرماتے ہین کہ ماسوائے مخاطبہ باقیہ پر طلاق ہوجائے گی یعنی مخاطبہ عموم کل سے خارج رہیگی علی ہذا القیاس اسکی نظائر نصوص شرعیہ اور کتب دینیہ مین اس کثرت سے موجود ہین کہ اون کے منکر کو منہ دکہلانیکی گنجایش نہین معلوم ہوتی الا بوجہ لیس فیہ حیاءان سب امور کے علاوہ مجیب نے یہ بھی خیال نہین فرمایا کہ عموم افراد اور عموم احوال اور عموم امکنہ اور عموم ازمنہ باہم عمومات مختلفہ ہین ان مین باہم تمیز نکرنا غلطی کی بات ہے کما لا یخفی علی العاقل تو اب حدیث منقولہ مجیب جس مین لفظ کل موجود ہے خود اون کے اقرار کے موافق عموم افراد ثابت ہوگا حالانکہ ہمارا اونکا نزاع دربارہ عموم امکنہ ہو رہا ہے وشتان بینہما الحاصل ہمارے محدثین نے دربارہ ثبوت جمعہ فی القری یہی دو استدلال پیش فرمائے تھے اول آیۃ جمعہ دوسرے حدیث طارق بن شہاب منقولہ ابو داؤد جس مین لفظ کل موجود ہے اور ان ہر دو نص کے اطلاق و عموم سے تمام مواقع مین قریہ ہو یا شہر فرضیت جمعہ ثابت کی تھی او ثق العری مین ہر دو استدلال کا جواب باصواب قابل قبول اہل علم بیان فرمادیا جسکا خلاصہ حسب معروضہ سابق یہی ہے کہ تخصیصات مذکورہ احادیث اور تعامل زمانہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس امر پر شاہد عدل ہے کہ اہل قری اون عمومات سے مستثنی اور خارج ہین اور یہ بھی صراحۃً فرمادیا کہ اس استثنار سے یہ مطلب نہین کہ اہل قری حکم وجوب جمعہ مین اول سے داخل تھے اوسکے بعد دوسرے دلائل سے تخصیص کی نوبت آئی - بلکہ اہل قری ان عمومات کے سرے سے مکلف ہی نہین - خاص وہی مومنین مکلف ہین جنپر فرضیۃ جمعہ مقرر ہو چکی تھی کیونکہ فرضیت جمعہ اور اوسکے شرائط و قیود و قواعد و مواقع سب نزول آیۃ سے پہلے ہی مقرر و ممہد ہو چکے تھے جیسا کہ آیۃ شریفہ - ان الذین کفروا سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون مین لفظ موصول اگرچہ عام ہے مگر اول ہی سے معدودے چند

مثل ابوجہل ابولہب وغیرہ اس سے مراد ہیں خواہ اسم موصول کو عہد کے لئے لیجئے خواہ جنس کے لئے لیکر تخصیص سمجھئے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس موقع پر تعریف الموصول بالعہد و تعریف [illegible] تحریر فرماتے ہیں تو آپ تشبیہ مذکور فرمودہ اوثق العری کا یہ مطلب ہوا کہ جیسا آیۃ ان الذین کفروا الخ میں جو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس آیۃ میں جمیع کفار [illegible] الکفر او غیر مصر ہیں کے تعلق سے خبر دی گئی ہے اور جنکو [illegible] اس سے مراد لئے بعد [illegible] دلائل و وجوہ سے غیر مصرین خارج ہوگئے کیونکہ اس صورت [illegible] خلاف واقع ہونا لازم آتی ہے بلکہ یہ کہنا پڑے گا کہ آیۃ مذکورہ سے مراد فقط مصرین ہی ہیں۔ اور صرف انہیں کے حال کی یہ مذکورہ میں خبر دی ہے۔ موصول کو چاہے عہد کے لئے فرمائے یا مفید جنسیت قرار دیجئے۔ اسیطرح آیۃ یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع اور دیگر عمومات و اطلاقات جو دربارہ جمعہ

کو جو دربارہ حکم جمعہ نازل ہوئے ہیں یہ خیال نفرمایئے کہ اہل قری و امصار سب کے سب اون عمومات و اطلاقات کے محکوم و مکلف تھے بعدہٗ دیگر دلائل کیوجہ سے اونکی تخصیص و اخراج کی نوبت آئی کیونکہ یہ امر تحقیق فرضیت جمعہ قبل نزول آیۃ کے صریح خلاف ہے بلکہ یون فرمایئے کہ آپ کے ارشاد اور تعامل سے جو شرائط و قیود واسطے جمعہ کے لئے مقرر و معین ہوچکی تھیں اور انہیں قیود کے لحاظ سے جو مومنین فرضیت جمعہ کے ساتھ مخصوص ہوچکے تھے تو اون عمومات و اطلاقات نصوص کے مخاطب اور مکلف خاص وہی حضرات ہیں۔ جسکا خلاصہ کل یہ ہوا کہ آیۃ اولی میں جیسے مخبر بہ خاص تھے ایسے ہی نصوص جمعہ میں مکلف و مامور خاص ہیں اور تشبیہ مذکورہ اوثق العری سے بس اسیقدر مقصود تھا اور یہ تطبیق لطیف دقیقہ سنجان معانی النصوص کے نزدیک لائق قدر و قابل قبول معلوم ہوتی ہے جس سے تمام نصوص کے معانی اپنے موقعہ پر نہایت خوبی کے ساتھ قایم و مسلم ہوگئے۔ اور کسیطرح کا تخالف و تزاحم باقی نرہا۔ البتہ اگر نقصان ہے تو یہ ہے کہ اس تحقیق کیموافق مذہب حضرت امام ابوحنیفہ نہایت احق بالقبول ہوگیا۔ اب اسپر مولانا محمد سعید صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ (موصول اور معرف باللام کا حال چونکہ یکسان ہوتا ہے اسلئے موصول سے شے معین مراد ہوسکتی ہے بخلاف لفظ کل کے کہ اوس سے علی العموم عموم ہی مراد ہوتا ہے امر معین مراد نہیں ہوسکتا) اور اسکی تائید اور اثبات کے لئے مولانا بحر العلوم کی عبارت بھی پیش کی ہے۔ اور سب سے فراغت پاکر فرماتے ہیں (تو اب مولانا کا یہ مثال لانا محض بیکار ہے) مجیب فہیم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مولانا نے تطبیق معلومہ بیان فرماکر جو تمثیلاً آیۃ ان الذین کفروا سواء علیہم الخ کو ذکر فرمایا ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ آیۃ مذکورہ میں لفظ موصول مذکور ہے اور حدیث طارق بن شہاب میں لفظ کل موجود ہے اور دربارہ تعین ان دونوں میں فرق ہے اس لئے

مثال مذکور و مثال لہ مین مطابقت نہین - سو اسکے جواب مین اول تو ہم یہ عرض کرتے ہین کہ الحمد للہ دلالۃ
جمعہ کی نسبت تو ہمارے مجیب نے بھی جواب اوثق العری کو بالکل تسلیم اور مثال کو مثال لہ کے موافق مان لیا جو
مفتیان رامپور وغیرہ کا اول استدلال تھا - اب ہمکو امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ کیا عجیب ہے جو اور حضرات
اہل انصاف بھی ہمارے مجیب کا اتباع کر لین - باقی رہی روایۃ طارق بن شہاب جسمین لفظ کل
موجود ہے سو اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ مجیب نے موصول اور لفظ کل مین جو فرق بیان کیا ہے نہ ہم
اوسکے منکر نہ وہ ہمکو مضر - ہم ابھی عرض کرتے ہین کہ تشبیہ مذکور سے صرف یہ غرض ہے کہ جیسا آیۃ
ان الذین کفروا مین موصول سے مراد معدودے چند ہین گو لفظ موصول عام ہے اسیطرح پر الفاظ عموم
جو احادیث مین موجود ہین کل ہو یا من یا کچھ اور سب سے مراد اور سب کے مخاطب اہل امصار ہین نہ اہل قری
یہ بھی ہمکو بیضاوی عرض کر چکے ہین کہ اس تعیین کی آیۃ مذکورہ مین دو صورتین ہین یا موصول کو عہد کے
لئے لیجیے یا جنس کے لئے لیکر پھر اوسکی تعیین و تخصیص کر لیجئے تو اب آپکے ارشاد کیموافق غایۃ مافی الباب
یہ ہوگا کہ لفظ کل مین تعیین کی اول صورت نہ نکلے گی یعنی لفظ کل سے اشخاص معین مراد نہونگے لیکن دوسری صورت
ثانیہ یعنی موصول سے بھی تو اشخاص ہی مراد ہوتے ہین اوسکو معین کر لیا ہمارے اس تعیین کو تو لفظ کل مین
آپ بھی نہین روک سکتے - کما ہو ظاہر - اوثق العری مین تشبیہ فقط تعیین مین تھی تعیین کی ہر دو صورت
مذکورہ مین سے کسی کی تعیین نہین فرمائی - بلکہ اوثق العری کا یہ فقرہ (اگرچہ لفظ موصول عام ہے مگر مراد
اس سے وہی معدودے چند کافر ہین) صورت ثانیہ کے زیادہ مناسب ہے جو بے تکلف لفظ کل مین بھی
جاری ہو سکتی ہے علیکم بالقرآن الصادق - اور یہ سارا طول محض آپکی خوشنودی کے لئے اختیار کیا گیا
ورنہ مختصر جواب یہ ہے کہ تعیین شخصی کی تو ہمکو کچھ ضرورت نہین اور تعیین نوعی کو آپ قیامت تک نہین روک
سکتے کیونکہ تعیین نوعی اور اضافی لفظ کل مین کسیکے نزدیک قابل انکار نہین ورنہ اوتیت من کل شیٔ
مین نوع خاص اور قصۂ ملکہ سبا کا ہم مین سے معروضہ سابقہ قسم خاص مراد نہو سکتی - تو اب اگر ہم ارشاد الجمعۃ
حق واجب علی کل مسلم مین نوع خاص یعنی اہل امصار مراد لین تو اب پر یہ فرمانا کہ لفظ کل مین اس تعیین و تخصیص کی
گنجایش نہین تنگی فہم کی دلیل ہے ہمکو افسوس آتا ہے کہ ایسے مطالب حقہ کو مجیب اپنی قلت تدبر کی وجہ سے
محض بیکار فرماتے ہین کاش لفظ محض تحریر نفرماتے تو ہم اوسکے یہ معنے سمجھکر کہ حضرت مجیب کے سامنے ایسے
بوجہ نارسائی فہم ۱۲
امور بیان فرمانے بیکار ہین اونکے ارشاد کی توجیہ و تصدیق بھی کر لیتے آخر مین اتنی عرض اور ہے کہ ہمارے
مجیب نے تطبیق بیان فرمودۂ اوثق العری کی نسبت جو خلجان بیہودہ تحریر فرمایا ہے کہ موصول اور کل مین
فرق ہے اوسکی کیفیت تو عرض کر چکا ہون - لیکن مجیب کو اب بھی اگر کسی قسم کا خلجان ہے تو وہ اسکو بھی جانے

دین اونکو اس وقت بین پڑنے اور اپنے فہم کو تکلیف دینے کی ضرورت نہین اونکے جواب کیلئے اونکے
فہم کے موافق روایۃ طارق بن شہاب کا یہی جواب قواعد مقررہ کے مطابق استدلال کافی ہے کہ لفظ
کل بہت قبول تخصیص اور اجرائے تخصیص کے تو سب قائل ہین تمام اہل اصول کلمۃ کل کو محتمل التخصیص
اور قبیل التخصیص بیان فرماتے ہین کما مر سابقا - تو اب آپ الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم بلا شک سے
تمام مسلمانون کو داخل کر لیجئے اور عموم افراد اور عموم امکنہ وغیرہ بین جو اہل اصول واہل کلام نے فرق
کیا ہے اسکو بھی ہرگز تسلیم نفرمائیے لیکن چونکہ کلمہ کل مین تخصیص ممکن ہے تو بموجب روایات حدیث اتفاق ...
خیر القرون جن سے اوثق العری مین اہل قری کو شہر کے حکم فرضیت جمعہ مین داخل ہی نہ ہونا ثابت ہوتا تہا
اون سے عموم کل مین تخصیص جاری کر کے اہل قری کو اوس عموم سے ایک نکال دیجئے - ہمارا مدعا تخصیص
دونون صورتون مین حاصل ہے - لیجئے اب ہمنے تو آپ ہی کی تشفی بہت سمجہا دیا اور امر واضح ہو گیا کہ
روایۃ مذکورہ سے اہل قری پر فرضیت جمعہ ثابت نہین ہوتی - تو چاہئے اوثق العری کی عبارت کے
موافق اہل قری کو عمومات دائرہ مین داخل ہی نہونے دیجئے - چاہئے داخل مانکر تخصیص کر لیجئے - اور
مجیب ثانی نے جو کچہہ اسکے متعلق کہا ہے وہ ایسی ادہوری اور بیسود باتین ہین کہ اس تفصیل کے
بعد اونکا کسی قسم کا جواب دینا محض طول لاطائل ہے - اسکے بعد مجیب بنارسی نے ابوالجعد الضمری کی روایت
ابوداود سے نقل فرمائی ہے من ترک ثلاث جمع تہاونا طبع اللہ علی قلبہ اور فرمایا ہے (یہان پر من کا لفظ
عام ہے جو ہر مسلمان کو شامل ہے) مین ابہی عرض کر آیا ہون کہ یہ عمومات ہمکو مضر نہین نہ ہم اونکے
منکر اوثق العری کو ملاحظہ فرمائیے اوسمین عمومات کو تسلیم فرماکر وجہ تطبیق بیان فرمائی ہے آپسے ہو سکے
تو اوس تطبیق مین کوئی نقص بیان فرمائیے یہ کونسی انصاف وفہم کی بات ہے کہ امور مرقومہ اوثق العری
سے سکوت فرماکر اس سے پہلے لفظ کل کے عموم کو نورالانوار سے نقل فرمایا تہا اب کلمہ من کے عموم
کو بیان کر رہے ہین عبارت اوثق العری اور ہمارے معروضات کو ملاحظہ فرمائیے کہ ان کلمات کے
عموم کا اقرار ہے یا انکار - ہم ان ہردو کلمات وغیرہ الفاظ عموم کے عموم کو بأعلی ندا تسلیم کرتے ہین
اور اونکے عموم کو تسلیم کر کے وجہ تطبیق پیش کرتے ہین ہان اگر آپ کا مطلب ان کلمات کے عموم
بیان کرنے سے یہ ہے کہ انمین اجراء تخصیص کسیطرح ممکن نہین تو صاف فرمائیے مگر ایسی بات
کوئی ادنی عاقل بہی تسلیم نہین کر سکتا فضلا عن المحدث المحقق اگر من ترک ثلاث جمع الخ سے عموم
فرضیت جمعہ ثابت ہوتا ہے تو من لقی اللہ بغیر اثر من جہاد الخ - اور من لم یغز ولم یجہز غازیا سے ضرور
عموم فرضیت جہاد ثابت ہوجاویگا - اوثق العری مین اس قسم کے عمومات واطلاقات کے جو توجیہ تحقیق

مذکور ہے اوسکو بنظر غور ملاحظہ فرمایئے تمام نصوص مطلقہ اور عامہ کی اس خوبی سے بے تکلف توجیہہ فرمادی ہے کہ کوئی نص عام اوسکے اصلا مخالف نہین ہوسکتی۔ بے سمجھے جسکا جوجی چاہے کہکر اپنا دل خوش کرے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ لفظ کل اور جمع دربارہ عموم جملہ الفاظ عموم مثل مَن اور مَا سے راجح ہین کما مر۔ اور مجیب بھی اس سے پہلے لفظ کل کی ترجیح بیان کرچکے ہین سو جب کلمہ کل کے مقابلہ مین جواب اوثق العری تام اور واجب التسلیم ہوچکا تو اب کلمۂ مَن کے عموم سے ہمپر استدلال قایم کرنا ترجیح مرجوح نہین توکیاہے۔ بالجملہ یہ بات خوب ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ ان عمومات و اطلاقات سے ہمارے مقابلہ مین کچھہ کام نچلیگا ان کا نقل فرمانا محض بے سود ہے۔ مجیب نے دربارہ ثبوت جمعہ فی القری جو عمومات نصوص سے استدلال فرمایا تہا اوسمین کل یہی روایت ابوداؤد کی بیان فرمائی ہین جنکا جواب مفصلاً معروض ہوچکا اب اسکے بعد وہ دلائل پیش کرتے ہین جن سے خاص قری مین اقامت جمعہ ثابت کرنا منظور ہے۔ اول روایت قصہ جواثا جو شروع رسالہ مین مذکور ہوچکی ہے اور اوسکے متعلق بعض ابحاث مفصلاً ہم بھی عرض کرچکے ہین مگر مجیب موصوف نے فقط روایت مذکور کا نام بتاکر یہ تحریر فرمایا ہے (اور اسکی نسبت جو کچھ مولانا نے کلام کیاہے اسکی بحث پوری پوری آئیگی) سو چونکہ اس استدلال کا جواب خود اوثق العری مین موجود ہے اور ہم بھی شروع مین تفصیل کے ساتھ اسکے متعلق عرض کرچکے ہین اور مجیب نے اس موقعہ پر اُسکی نسبت کچھ بیان نہین فرمایا اسلئے ہم کو بھی کچھ عرض کرنیکی حاجت نہین۔ مجیب حسب وعدہ جب اسکے متعلق کچھ فرماوینگے اسوقت ہم بھی حسب ضرورت انشاء اللہ اسکی جوابدہی کرلینگے۔ دوسری روایت مجیب اپنے استدلال مین عبد الرحمن بن کعب کی پیش فرماتے ہین جس مین اسعد بن زرارہ کا قصہ منقول ہے اور مکرر مذکور ہوچکی ہے اور اوثق العری مین بھی موجود ہے اسکے مستدل بنانے کی کل یہ وجہ ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ نے حرۂ بنی بیاضہ مین اول جمعہ قائم فرمایا اور حرہ بنی بیاضہ قریہ ہے قریب مدینہ منورہ کے تو اس سے صاف قری کا محل اقامت جمعہ ہونا ظاہر ہوگیا۔ اور اس کے اثبات کے لئے حافظ ابن حجر اور امام خطابی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارت نقل کی ہے علامہ ابن حجر تلخیص مین فرماتے ہین حرۃ بنی بیاضۃ قریۃ علی میل من المدینۃ امام خطابی معالم السنن مین حدیث مذکور کی شرح مین ارشاد فرماتے ہین وفی الحدیث من الفقہ ان الجمعۃ جوازہا فی القری کجوازہا فی المدن والامصار لان حرۃ بنی بیاضۃ یقال علی میل من المدینۃ اقول ہمارے مجیب ابو المکارم تو عنقریب قبا کو بھی فناء مدینہ مین داخل فرماچکے ہین تو اب ظاہر ہے کہ حرۂ بنی بیاضہ جو صرف مدینہ طیبہ سے

استدلال مجیب ثانی

جواب

ایک ہی میل کے فاصلہ پر واقع ہے بطریق اولیٰ فنا، مدینہ مین داخل ہوگا اسلئے بروئے انصاف کم سے کم اتنا تو ضرور ہونا چاہئے کہ ہر دو مجیب کے دونون اعتراضون مین سے ایک اعتراض کی جوابدہی سے ہمکو سبکدوشی ملجائے دوسرا امر قابل لحاظ یہ ہے کہ اس روایت مین جو مذکور ہے وہ فعل اصحاب ہے اسکے مرفوع بنانیکی سمجھ بوجھکر کوئی ایسی صورت بتلایئے کہ قابل قبول ہونیکے ساتھ مین آپ کے مسلک کے موافق بھی ہو ایسا نہو کہ تقاریر سابقہ کو پس پشت ڈالکر کوئی صاحب تطبیق بیان فرمانے کو مستعد ہو جائین اسکے بعد یہ عرض ہے کہ حرہ بنی بیاضہ کو مدینہ طیبہ کا حرہ غربیہ بتاتے ہین کہ غربیہ یہی حرہ بنی بیاضہ ہے خلاصۃ الوفا مین فرماتے ہین حرۃ بنی بیاضۃ غربی المدینۃ وبالحرۃ الغربیۃ کان رجم ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما توضحہ روایۃ ابن سعد اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ موضع حرہ غربیہ مدینہ طیبہ کا ہے اور ماعز اسلمی کا رجم بھی یہین ہوا تہا قریہ مستقل ہرگز نہین چونکہ بنی بیاضہ وہان رہتے تھے اسلئے اس محلہ کو قریہ بنی بیاضہ بھی بعض نے فرما دیا ہے مگر اون کا یہ مطلب نہ تہا کہ یہ قریہ مستقل جدا ہو مدینہ سے خارج ہے امام خطابی کو غالباً اس سے شبہ ہوگیا اور قریہ مستقل خیال فرماکر اسکو اپنا مستدل بنایا۔ جوہر نقی مین ہے وفی المعالم للخطابی حرۃ بنی بیاضۃ یقال علی میل من المدینۃ فہی من توابعہا و عند الحنفیۃ یجوز الجمعۃ فیہا قال القدوری فی التجرید عندنا یجوز ان تقام فی مصلی المدینۃ وان کان بینہما اشرمن میل انتہے صاحب نہایہ بنی بیاضہ کو موضع بالمدینۃ بتلاتے ہین اور بعینہ یہی مجمع البحار مین موجود ہے علاوہ ازین کتب سیر مین بھی متعدد مواقع مین اسیطرح مرقوم ہے خود اسی قصہ مین جسکو مجیب اپنا مستدل بنا رہے ہین کان اسعد اول من جمع بنا بالمدینۃ الخ صریح اہل سیر ارشاد فرماتے ہین حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب قبا سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اوسکے ذیل مین کتب سیر وغیرہ مین موجود ہے فادرکتہ الجمعۃ فی بنی سالم بن عوف فصلاہا وکانت اول جمعۃ صلاہا بالمدینۃ خلاصۃ الوفا مین مرقوم ہے۔ مسجد الجمعۃ فی بنی سالم بن عوف وہو الذی کان یحول السیل بینہ وبین عتبان بن مالک اذا سال لان بنی سالم بن عوف کانت غربی ہذا الوادی علی طرف الحرۃ اول ان روایات کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمایئے اور اسکو بھی دیکھ لیجئے کہ رجم ماعز اسلمی مدینہ مین ہوا یا دوسرے قریہ مین اور عتبان بن مالک کہان رہتے تھے اور آپ نے جو اونکی درخواست کے موافق اونکے یہان جاکر نماز پڑہی وہ کہان کا قصہ ہے اسکے بعد پھر یہ بتلایئے کہ اول جمعہ اصحاب نے قبل ہجرت مدینہ منورہ مین پڑہا تہا یا دوسرے کسی قریہ مین اور خود حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اول جمعہ ادا فرمایا وہ کہان ادا فرمایا مدینہ طیبہ مین یا دوسرے کسی موضع مین مگر جو ارشاد ہو بحوالہ معتبرہ ہو محض اجتہاد و تاویل نہو۔ خوب یاد آیا آپ حضرات

خود اپنی تحریرات مین اس بات کے مقر ہین کہ زمانہ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم مین عوالی مدینہ مین کبھی جمعہ نہین ہوا اور حرہ بنی بیاضہ مین جمعہ ہونا ثابت بلکہ آپ کا مستدل سو اگر حرہ بنی بیاضہ مدینہ طیبہ سے خارج اور قریہ مستقل تہا جیسے قبا تو پھر عوالی مین جمعہ نہونیکی کیا وجہ اور اس صریح تناقض کا کیا جواب - انتہا ہے کچہ یہ فرمانا ہوگا کہ عوالی مین جمعہ ہوا بلکہ ابتدا جمعہ وہین سے ہوئی اور آپنے بھی اول جمعہ وہین ادا فرمایا - انہین امور کے ساتھ اسکا بھی لحاظ فرمایئے کہ حضرت مُصْعَب بن عمیر نے ہجرت کرکے مدینہ مین اقامت کی تہی یا عوالی مین اور اسعد بن زرارہ کہان تھے کتب سیر مین یہ امور مذکور ہین ضرور ملاحظہ فرمایئے اور حرہ بنی بیاضہ قریہ مستقل تہا تو پھر اسکی کیا وجہ کہ وہان تو جمعہ ہوا اور قبا وغیرہ دیگر عوالی مین کبھی نہوا حالانکہ دیگر عوالی سے مدینہ طیبہ مین حاضر ہونا بہ نسبت حرہ بنی بیاضہ دشوار تہا الحاصل روایات ودرایات بہت وضاحت کے ساتھ اس امر پر دال ہین کہ حرہ بنی بیاضہ متعلقات مدینہ منورہ سے ہے قریہ مستقل ہرگز نہین - ان سبکو چھوڑ کر ایک دو قول کے ظاہر لفظ پر جم جانا محض ظاہر پرستی اور تعصب کا نتیجہ ہے علاوہ ازین اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ایسا قضیہ نہین جسمین کوئی ظاہر پرست بھی چون وچرا کرسکے سو ہمارے معروضات کو بوجہ تعصب راجح فرمانے مین کسیکو تامل ہو تو احتمال پیدا کردیتے ہین تو کوئی تردد ہی نہین جسکا رفع فرمانا مستدل کے ذمہ ضروری ہے اس سے پہلے انکا استدلال ہرگز قابل قبول نہین ہوسکتا - اسکے بعد مجیب بنارسی فرماتے ہین - اور اضح ہو کہ فنے کے معنے میدان کے ہین یہ فنے مدینہ نہین بلکہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر گاؤن مستقل ہے انتہے) ظاہر ہے کہ لفظ فنے اس موقعہ پر بالکل بیہودہ اور غلط ہے ہمارے مجیب یا اونکے کاتب نے لفظ فنا کی مٹی خراب کی ہے غالبًا مجیب اس غلطی کا بوجھ کاتب کے سر پر پھینکینگے سو ہمکو بھی اسمین کوئی اصرار وانکار نہین بلکہ ہم بھی دعا کرتے ہین کہ خدا کرے یہ کاتب ہی کی غلطی ہو مگر انکا یہ فرمانا کہ یہ گاؤن مستقل ہے کسیطرح قابل تسلیم نہین ہوسکتا معروضات سابقہ مین ہم اسکی تغلیط مدلل عرض کرچکے ہین باقی مجیب کا یہ فرمانا کہ فنے کے معنے میدان کے ہین واللہ اعلم اس سے یون سمجہہ مین آتا ہے کہ مجیب حرہ بنی بیاضہ کے فنائے مدینہ سے خارج ہونے پر یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ فنا میدان کو کہتے ہین اور یہ موضع میدان نہ تہا بلکہ وہان آبادی تھی - کیا خوب اس سے پہلے مولانا ابو المکارم قبا تلک کو فنائے مدینہ مین داخل فرماتے تھے اب مولوی سعید صاحب اسوجہ سے کہ حرہ بنی بیاضہ میدان نہ تہا اسکو فنائے مدینہ سے خارج کرنا چاہتے ہین - جناب من مکان کے سامنے جو جائے وسیع ہوتی ہے اسکو فنائے دار اور شہر کے جوانب مین جو مواقع اور میدان ہوتے ہین

اسکو اہل لغت فنا مصر کہتے ہین یہ نہین کہ اگر وہان مکانات بنجاوین گے تو وسکو فنا کہا جائیگا بیشک اس میدان مین جو مکانات اگر وہ توابع اور لواحق شہر شمار ہونگے تو یقیناً انکو فنا مین شمار کرینگے - بخاری شریف مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قصہ مین ہے فابتنی مسجداً بفناء داره - فنا کے متعلق جو بحث اوپر گذر چکی ہے اسکو ملاحظہ فرمالیجے اگر اہل شہر فنا مصر مین کوئی مکانات یا مکانات مثل منزل یا مسجد بنالین یا نشکر یا مسافرین وغیرہ کے لئے بنا لینگے تو کیا اس تعمیر یا آبادی کی وجہ سے وہ فنائے مصر سے خارج ہو جائیگا ایسے امر بے دلیل بلکہ خلاف اقوال اکابر سے ثبوت مدعی کی توقع رکھنا اور مخالف کے سامنے پیش کرنا صریح دلیل عجز ہے - اسکے بعد دوسری حدیث اپنے استدلال مین مجیب بنارسی دارقطنی سے نقل فرماتے ہین - عن ام عبد اللہ الدوسیۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ واجبۃ علی کل قریۃ فیہا امام وان لم یکونوا الا اربعۃ اول تو یہ روایت ایسی ضعیف ہے کہ ہمارے مجیب اسکو استدلال مین پیش نفرماتے تو بہتر تہا مگر مجیب ہمکو جو چاہین فرمالین لیکن دل مین وہ ضرور سمجھتے ہونگے کہ ابتک کوئی دلیل مثبت مدعی آپکو نہین ملی اسلئے انکو ایسی روایات سے استدلال کی نوبت آئی اور اس ضعف سے پیچھا چھوڑانیکی یہ تدبیر کی کہ فرماتے ہین کہ دارقطنی نے اس حدیث کو تین سندون سے روایت کیا ہے تینون سندین ضعیف ہین مگر بعض کو بعض سے ملانے سے یہ نکلتا ہے کہ فی الجملہ اسکو کچھ قوت ہے اسلئے جوہر نقی مین اسکو قوی صحیح کہا ہے اور اسکے مخالف کوئی روایۃ ضعیف بھی نہین ہے - اسسے پہلے ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہین کہ دربارہ قصہ مصعب بن عمیر روایۃ ابن عباس منقولہ دارقطنی موجود - روایت ابی مسعود انصاری منقولہ طبرانی اور مرسل زہری منقولہ ابوداود موجود - جملہ اہل سیر کا اتفاق وتسلیم محقق اور کوئی روایت اونکے معارض بھی نہین اور جو سرسری خلاف متوہم ہوتا ہے اسکی تطبیق علماء سے مصرح منقول پھر کیا وجہ کہ ہمارے مجیب نے انکو تسلیم نفرمایا اور اس روایت کو فقط یہ دیکھکر کہ تین سندون سے منقول ہے اپنا مستدل بنانیکو تیار ہو گئے حالانکہ وہ روایات ہر طرح قابل اعتبار اور انکی سندین اس روایت ام عبد اللہ کی سندون سے بہت فائق اسکے بعد یہ عرض ہے کہ دارقطنی تخریج زیلعی وغیرہ کو ملاحظہ فرمالیجئے کہ تینون سندون مین انقطاع اور کوئی نہ کوئی راوی متروک موجود ہے اب آپ ہی انصاف فرماوین کہ یہ سندین کہ ہر ایک سند مین دوہرا سقم موجود ہے ملکر قوی بن سکتے ہین یا نہین اور کسی قسم کی قوت مانی بھی جائے تو اوسکی وجہ سے یہ روایت قابل استدلال ولائق احتجاج بھی ہو سکتی ہے یا نہین اور وہ بھی اس درجہ کی کہ اہل قری پر اس سے فرضیت جمعہ ثابت ہو جائے غالباً یہ تو آپ بھی نفرماوین گے اور کتنی ہی آپنے انصافی

پرکمر باندھین مگر ایسی جرأت کرتے ہوئے بیشک آپ بھی ضرور رکین گے۔ اور دور نجایئے تعلیق مغنی کو ملاحظہ فرمالیجے اسبابت اوسمین کیا موجود ہے اونکے ارشاد کو آپ غالباً ضرور سہولت سے ساتھ منظور فرمالین گے اگرچہ اوقات ضرورت کا کوئی قاعدہ ہونا دشوار ہے روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ لاجمعة ولاتشریق الخ باوجود تعدد سند دیکھ لیجے کہ آپ حضرات اسکی نسبت کیا کیا ارشاد کرتے ہین باقی آپ کا یہ فرمانا کہ جوہر نقی مین اسکو صحیح کہا ہے کسطرح قابل التفات نہین اول تو اس صحت کے جمہور علماء مخالف اور دلیل بھی اونکی قوی ودوسرے جوہر نقی مین ہرگز اسکو صحیح قوی نہین فرمایا بلکہ بیہقی نے جو کل من رواہ متروک فرمایا تھا اوسپر صرف مواخذہ کیا ہے اور بعض رواۃ کی نسبت صدوق مستقیم اور لیس بہ باس وغیرہ بعض علماء سے نقل فرمایا ہے اور دوسرا سقم جو اس روایت مین تھا یعنی انقطاع سند اوسکی نسبت صاحب جوہر نقی نے کچھ بھی نہین فرمایا اتنی بات سے انکو قائل صحت سمجھ بیٹھنا محض خود غرضی یا نہایت قلت تدبر کی بات ہے علاوہ ازین صاحب جوہر نقی نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اوس سے قول بیہقی پر مواخذہ کرنا مقصود ہے کما لایخفی علی الفہیم۔ اور ہمارے مجیب روایت مذکورہ سے ثبوت فرضیت جمعہ فی القری پر استدلال اور حجت فرماتے ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ بالجملہ ایسی روایت سے ثبوت فرضیت پر استدلال لانا بروئے انصاف ہرگز قابل قبول نہین ہوسکتا۔ بالخصوص ایسے حضرات سے کہ روایات متعددہ قویہ معتبرہ کو دربارہ امور متعلقہ سیر و تاریخ بھی پس پشت ڈالکر بیٹھ رہین غالباً اسیوجہ سے بمجبوری روایۃ مذکورہ سے استدلال بیان فرماکر مجیب کو یہ کہنا پڑا (کہ فی الجملہ اسکو کچھ قوت ہے) باقی یہ فرمانا کہ اسکی مخالف کوئی روایت ضعیف بھی نہین۔ تعجب کی بات ہے عوالی کا قصہ موجود بلکہ وہان جمعہ کا نہونا آپکو خود مسلم۔ روایات صحیحہ اسبارہ مین ثابت اور ہر روایت خاتم الخلفاء پیش نظر اسپر بھی یہ کہدینا کہ کوئی روایت ضعیف بھی اسکے مخالف نہین کسقدر جسارت آمیز فقرہ ہے۔ خیر یہ قصہ تو ہولیا اب ہم روایۃ مذکورہ کے سقم وضعف سے قطع نظر کرکے بلکہ مجیب کی فی الجملہ اور کچھ سے بھی یکسو ہوکر اوسکی صحۃ وقوۃ کو تسلیم کرتے ہین مگر حسن اتفاق سے روایت مذکورہ پھر بھی ہمکو ہر طرح مفید اور مجیب کے مشرب کے خلاف ہے۔ دیکھئے اول تو اس روایت سے جمعہ کے لئے امام کا شرط ہونا معلوم ہوا جس سے مجیب اور اونکے ہم مشرب کوسون بھاگتے ہین اور جب اسکے ساتھ روایت ابن ماجہ کے اس ٹکڑے کو بھی لگا لیجے تو سبحان اللہ فمن ترکہا فی حیوتی او بعدی ولہ امام عادل او جائر الی آخر الحدیث۔ دوسرے ان ہر سہ روایت سے یہ ثابت ہوگیا کہ علاوہ امام کم سے کم تین مقتدی جمعہ کے لئے ضرور ہین جو بعینہ مذہب حنفیہ ہے

حالانکہ آپکی جماعت قلیلہ یہ فرماتی ہے کہ فقط ایک امام دوسرا مقتدی اقامت جمعہ کے لئے کل دو آدمی کافی ہین ان دونون باتون کے علاوہ آپکے ہم مشرب یہ بھی فرماتے ہین کہ جمعہ کے لئے سرے سے آبادی ہی کی ضرورت نہین جنگل میدان پہاڑ ہر جگہ جمعہ واجب ہے اور جس روایت کو آپنے استدلال مین پیش فرمایا ہے اوسمین قریہ کی تصریح موجود ہے تو اب خوب واضح ہوگیا کہ ام عبد اللہ کی حدیث مین قیدیہ امام اور عدد اربعہ یہ تینون قیدین آپ اور آپکے چند ہم مشربونکے صریح مخالف اور امام ابو حنیفہ کے سراسر موافق اور اونکے مذہب کے موید ہین۔ ہم متحیر ہین کہ مجیب نے کیا سمجھکر اس حدیث کو اپنے استدلال مین پیش فرمایا جو اونکے مذہب کے سراسر مخالف اور ہمارے مذہب کے لئے متعدد امور مین دلیل اور حجۃ ہے اب صرف اتنی بات باقی ہے کہ ہمارے مجیب اپنے تمام نقصانات پر خاک ڈالکر اتنی بات پر خوش ہو رہے ہین کہ حدیث مذکورہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصر جمعہ کے لئے شرط نہین ہے بلکہ ہر ایک چھوٹے بڑے قریہ مین جمعہ اس روایت سے واجب ہوگیا۔ مگر بروئے انصاف تو اسکا جواب اوسوقت ہمکو دینا ضروری ہے جب ہمارے مجیب ہر سہ اعتراضات سابقہ سے رستگاری کی کوئی صورت نکال لین اس سے پہلے ہمسے جواب کا مطالبہ فرمانا سیئ القضا سیئ الطلب دونون خرابیون کا پورا مصداق بننا ہے جو عقل و دیانت دونون سے مستبعد ہے ہان حسن القضا حسن الطلب کے بشارت کی طمع مین اگر ہم اپنے ضروری مطالبہ مین تاخیر کرکے مجیب کے مطالبہ کو قبل از وقت ہی پورا کردین تو بیشک ہمارا دوہرا احسان ہے جو سب کے نزدیک مستحسن اور مرغوب ہے اسلئے عرض ہے کہ اسکے دو جواب تو اوثق العری مین موجود ہین اول یہ کہ قریہ بمعنی مصر فقہ مین مستعمل ہے صاحب قاموس فرماتے ہین القریۃ المصر الجامع خود مدینہ منورہ کا لقب قریۃ الانصار ہے کلام الہی مین مکہ و طائف کو قریہ فرمایا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ قریہ کے معنے عام لئے جاوین جو کہ شہر اور گانون دونونکو شامل ہو جیساکہ مجیب کا خیال ہے تو اب دیگر روایات اور تعامل زمانہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے بطریق معروضہ سابقہ اوسکو مخصوص مصر کے ساتھ کرنا پڑے گا جیساکہ اوثق العری مین مفصلاً مذکور ہے اور ہم بھی پوری تفصیل کے ساتھ عنقریب عرض کرچکے ہین اور یہ احتمال کہ حدیث ام عبد اللہ مین قریہ سے مراد خاص قریہ مقابل مصر ہی ہو۔ ہمارے مجیب بھی باوجود ضرورت اور تعصب کے انشاء اللہ اوسکی طرف ہرگز التفات نکرین گے ان کافی اور شافی جوابون کے بعد دو باتین بغرض تائید یہ احقر بھی عرض کرتا ہے اول یہ کہ روایت مذکورہ مین ارشاد کل قریۃ فیہا امام اسبات پر پورا قرینہ ہے کہ قریہ سے مراد مصر ہے۔ سب جانتے ہین کہ عرف و عادت مین قیام امام امصار مین ہوتا

ہے مذکورہ بات مین - دوسرے مجیب نے جو روایت دارقطنی سے نقل فرمائی ہے اور دارقطنی نے تین سندون سے اوسکو روایت کیا ہے اوسکے اخیر مین جملہ یعنی بالقری والمدائن بھی منقول ہے جسکو مجیب نے کسی وجہ سے قابل نقل و التفات نہین سمجھا اب ان سب امور کو خیال فرماکر سب صاحب انصاف فرمالین کہ مجیب کا یہ استدلال اونکو کیا مفید ہوا جہان تلک غور کیا جاتا ہے اونٹا اونکو مضر ہے اور ہمارے مدعی کے بحمد اللہ ہر طرح سے موافق - ہم خوب جانتے ہین کہ مجیب نے کسی اضطرار و مجبوری مین یہہ استدلال بیان فرمادیا ہے ورنہ وہ اور اونکے ہم مشرب قیامت تلک حدیث مذکور کو قابل استدلال ولائق قبول نہین فرماسکتے بالفرض اگر یہ روایۃ بخاری مین نکل آوے تو بھی تو یہ حضرات روایۃ مذکورہ کی تضعیف کرنیکو موجود ہونگے اسکے بعد تحریر فرماتے ہین وان احادیث سے واضح ہوگیا کہ جمعہ کی نماز ہر قسم کی بستی مین درست ہے اور ہر قریہ کیا بلکہ ہر مسلمان کو آپنے امر جمعہ کا فرمایا ہے انتہٰی مجیب کو کسی قرینہ سے معلوم ہوگیا ہوگا مگر جسقدر روایات انہون نے نقل فرمائی ہین ایکمین بھی قریہ کی تصریح یا تعمیم موجود نہین اس اخیر روایت مین البتہ لفظ کل قریۃ موجود ہے لیکن روایت مین اوسکے آگے جو قیود مذکور ہین انہون نے مجیب کی تعمیم خیالی کو بالکل خاک مین ملادیا ہاں کوئی خوش فہم وانتم سکاری سے قطع نظر کرکے فقط لاتقربوا الصلوٰۃ ہی پر قناعت کر بیٹھے تو دوسرا قصہ ہے بالجملہ اون تمام قیود اور شرائط سے جو روایات حدیث سے معلوم ہوتی ہین قطع نظر کرکے جو چاہے کہے جایئے - اور ان روایات کو اپنا مستدل فرمائے جایئے - ورنہ یہ امر ظاہر ہوچکا ہے کہ آپ کی روایات منقولہ مین ایک روایت بھی آپکے مثبت مدعی نہین بلکہ بعض روایات منقولہ مجیب اونکے مدعی کو مضر اور صریح مخالف ہین اور آپکے طرز کی موافق تو جمعہ ہی کی کیا تخصیص ہے نماز روزہ زکوٰۃ حج صدقۃ الفطر جہاد وغیرہ بہت سے احکام واردہ فی الحدیث کو علی التعمیم فرض کہا جائے گا اور کسی تخصیص اور قید اور شرط کا اصلا لحاظ نہو گا حالانکہ جو قیود و شرائط وغیرہ تخصیصات دیگر روایات حدیث سے معلوم ہوتے ہین انکو ضرور تسلیم کیا جاتا ہے یہ نہین کہ بعض نصوص مطلقہ کیوجہ سے اون قیود کو جو دیگر روایات مین مذکور ہین ساقط الاعتبار کردیا جائے یا آپکے تعامل کا اصلا خیال نکیا جائے چنانچہ ایک دو مثال بطریق توضیح ہم عرض کرچکے ہین اسلئے یہ تو مسلم کہ ہر مسلمان کو آپنے حکم جمعہ کا فرمایا ہے مگر اوسکے یہ معنے نہین کہ اداے جمعہ کے لئے کسی زمانہ یا مکان کی تخصیص یا اور کسی قسم کی تقیید کرنی غلط ہے اگرچہ احادیث سے اوسکا ثبوت ہوتا ہو - اگر یہ ہے تو جماعت کی تقیید بھی غلط ہوگی حالانکہ اوسکے آپ بھی قائل ہین اور مریض اور عورتین وغیرہ بھی داخل سمجھی جاوینگی نماز جہاد وغیرہ

ہر مسلمان پر فرض کر رکھی ہے جتنے نہیں کہ اوسکے ادا کے لئے کوئی شرط اور کوئی قید ہو ان باتوں سے ہمارے
استدلال مین کوئی سقم پیدا نہین ہوسکتا - ہمارے استدلال کا جواب اوثق العری کے حوالہ سے منقول
ہوچکا ہے - جواب مجیب ان نصوص کے پیش کرنے سے مجیب کی جان نہین بچ سکتی - مگر مجیب نے جیسا
کہ ہم پہلے عرض کرچکے ہین ہمارے استدلال اور استفسار سے بالکل اعراض کرکے چند روایتین
نقل فرما دین جنکا پورا جواب اوثق العری مین موجود ہے اور ہمارے استفسار کا اصلا جواب نہین دیا
حتی کہ اوسکا تذکرہ تک نہین کیا مگر چند روایۃ مذکورہ سابقہ نقل فرما کر جو کچھ نتیجہ ہوا ہے تو اوسکے متعلق
اخیر مین فقط یہ فقرہ تحریر فرماتے ہین (اور مکہ سے جو مدینہ والون کو آپنے لکہا تو اوسوقت دوسری بستیون
مین مسلمان ہی کہان تھے جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا پورا مصداق ہے اگر مجیب کچھ تدبر اور تفحص
فرمائینگے تو دو دو چار چار مسلمان بلکہ بعض مواقع مین زایدہ بھی علاوہ مدینہ منورہ دیگر قبائل اور مواقع مین اونکو
ثابت ہو جائینگے اور مجیب اور اونکے ہم مشرب کل دو آدمی جمعہ کے لئے کافی فرماتے ہین - مگر ہمکو تو
اس سے کوئی غرض نہ مطلب ہمارا مدعا تو صرف یہ ہے کہ کہین اسلام اوسوقت ہوا یا نہو مگر عوالی
مدینہ مین اسلام کا اوسوقت ہونا مسلم اس کا انکار مجیب بھی نہین کرسکتے پھر کیا وجہ کہ آپنے انکو
حکم اقامت نفرمایا - یا انہون نے اہل مدینہ سے اس حکم کو سنکر اقامت جمعہ کیون نہ کی اسکے سوا
جب آپ قبا مین تشریف فرما ہوئے اور چودہ روز قیام فرمایا تو کیا وجہ ہوئی کہ پھر بھی وہان اقامت
جمعہ کی نوبت نہ آئی - جسوقت آپ قبا مین تشریف لیگئے اوسوقت تو وہان اسلام کا تسلیم کرنا کسیکے
نزدیک قابل انکار نہین ہوسکتا پھر کیا وجہ ہوئی کہ اقامت جمعہ کی نوبت نہ آئی بلکہ تمام زمانہ نبوت
مین بھی کبھی ایک مرتبہ وہان جمعہ نہوا - اسکو آپ صاحب بھی تسلیم فرماتے ہین - پھر تعجب ہے کہ
جمعہ کا حکم قری مین بھی تہا تو اہل عوالی نے اوسکو کیون چھوڑ رکہا - اور آپ نے اونکو ارشاد کیون نفرمایا
اور اگر آپ تھوڑا سا انصاف فرمائینگے تو صرف اتنی ہی بات سے کہ مکہ مین جمعہ قایم نہوا اپنی خطا پر متنبہ
ہو جائینگے کیونکہ آپ کے مشرب کی موافق جب صلوۃ جمعہ مین بہ نسبت دیگر نمازون کے کوئی قید
زایدہ ہی نہین بجز اسکے کہ ایک امام دوسرے مقتدی کا ہونا ضروری ہے تو پھر صلوۃ جمعہ ادا نفرمانے
کی کیا وجہ اور قاضی شوکانی وغیرہ جو جملہ فلم یتمکن من اقامتہا ہنالک من اجل الکفار نقل فرما رہے ہین
اسکی کیا صورت آخر فرایض خمسہ تو باجماعۃ آپ ضرور ادا فرماتے تھے - بہت سے اصحاب وہان موجود بھی
اگر حرم شریف مین خوف کفار تہا تو اپنے خاص مکان مین دروازہ بند فرما کر ادا کرلیتے پہر تو قادر تھے اسکے
بعد قابل گذارش یہ امر ہے کہ مجیب اپنے استدلالات سے فراغت پائی جنکی کیفیت مفصلاً عرض کرچکا ہون

مگر یہ مکرر عرض کر چکا ہون کہ ان استدلالات مجیب کو اگرچہ مثبت مدعای مجیب مان بھی لیا جاوے تو بھی اوس استدلال اور استفسار سے کوئی تعلق نہین جو اوثق العری مین اونکے مقابلہ مین پیش فرمایا ہے اور احقر بھی مفصلاً عرض کر آیا ہے جسکا خلاصہ یہی ہے (کہ قبا اور دیگر عوالی اور منازل مین قبل ہجرت اور بوقت ہجرت اور بعد از ہجرت کبھی جمعہ ادا نہین کیا گیا حالانکہ بوقت ہجرت بخاری کی روایت کی مطابق آپ نے خود پیر کو قبا مین پہنچکر چودہ روز وہان قیام فرمایا اور دو جمعہ آپکو وہان واقع ہوئے۔ سو اگر اہل قری پر اقامت جمعہ فرض تھی تو اس ترک صلوۃ جمعہ کی اور آپکے ترک ارشاد کی کیا وجہ تھی انتھے) تو ہمارے مجیب نے اسکے جواب سے اعراض فرما کر بے محل اپنے استدلالات تحریر فرمائے تھے جنکا جواب بندہ تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہے مگر سب کچھ لکھ لکھا کر مجیب لبیب الحمد للہ جاگ اُٹھے اور سمجھے کہ عبارت اوثق العری کا کچھ جواب نہین ہوا تو بمجبوری جواب کیطرف متوجہ ہوکر فرماتے ہین (قولہ ہمارے مولانا کا زور سب اسی تقریر پر ہے لہذا اسکا جواب ہم کئی وجہ سے گذارش کرتے ہین) ہم عرض کرتے ہین کہ بشرط فہم و انصاف واقعی یہ استدلال و استفسار زور دینے کے قابل ہے اور مجیب کو اسی کا جواب دینا نہایت ضروری ہے کہ بدون اسکے اونکی رستگاری کی کوئی صورت نظر نہین آتی اور جو باتین انہون نے بیان فرمائی ہین بشرط تسلیم بھی اونکو مفید نہین ہو سکتین تاوقتیکہ اس استدلال قطعی کا وہ جواب نہ دین جسکے جواب دینے کی اون سے توقع نہین۔ گو وعدہ تو متعدد جوابون کا فرماتے ہین مگر واقعی جواب ایک بھی ہوتا نظر نہین آتا۔ شعر

یون خدا کی خدائی برحق ہے ۔۔۔ پر نہین تو اثر کی آس نہین

مگر ہمارے مجیب نے اپنی جد و جہد مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا اور امر مذکور کے چار جواب تحریر فرمائے ہین۔ اول کا خلاصہ یہ ہے کہ قبا مین جمعہ کا پڑہنا خود آپ کے کلام سے ثابت ہے کیونکہ اوثق العری مین اسکو بھی تسلیم کیا ہے کہ اول قدوم مدینہ مین آپنے جمعہ ادا فرمایا۔ ولذلک جمع لہم اول ما قدم المدینۃ اور اس امر کا بھی اقرار کیا ہے کہ اول قدوم مدینہ مین آپ نے قبا مین نزول فرمایا۔ لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ نزول فی علو المدینۃ فی حی یقال لہم بنو عمرو بن عوف۔ ان دونون روایتون کا یہ مطلب ہوا کہ اول قدوم مین آپنے جمعہ پڑہایا۔ اور اول قدوم قبا مین ہوا تہا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ قبا مین جمعہ پڑہا گیا اسپر مجیب بنا رہی فرماتے ہین تو اب ہر اہل بصیرت پر واضح ہو جائیگا کہ آپنے بیشک قبا مین جمعہ پڑہا۔ لیجئے مولانا ہمنے آپ ہی کے کلام سے قبا مین جمعہ پڑہنا ثابت کر دیا انتھے) اقول بحول و قوتہ شعر

گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد — بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم

معقول کی ابتدائی رسالون مین اس قسم کے مغالطات مبتدیوں کے سمجھانے کو البتہ نقل کیا کرتے
ہین مثلاً گھوڑے کی تصویر کیطرف اشارہ کرکے کہدیا جاوے ہذا فرس وکل فرس صہال جس سے
تصویر مذکور کا بشکل اول صاہل ہونا ثابت ہوتا ہے مگر افسوس ماہرین حدیث اپنی تحقیقات علمیہ
مین ایسی خرافات کو اپنا استدلال بنا کر فخر وابتہاج ظاہر فرمانے کو موجود ہون - یا للعجب یا للعجب
اگر اسکو دیکھکر کسیکو ارشاد فخر موجودات علیہ الصلوۃ والتسلیمات وان من العلم لجھلا یاد آجاوے تو ہرگز مستبعد
نہین مجیب کے الفاظ جنکو فخر ومسرت کے ساتھ تحریر فرما رہے ہین صاف بتلا رہے ہین کہ اونکے نزدیک
یہ جواب کوئی معمولی جواب نہین ہے بلکہ اہل بصیرت سے تحسین اور داد کے متوقع ہین۔ اور ہم سے
پوچھئے تو ہمکو یون نظر آرہا ہے کہ اہل بصیرت اس جواب مایہ الافتخار کو سنکر لاحول پڑھکر ضرور کانون
مین انگلیان دے لینگے ہان اگر قسمت سے کوئی صاحب بصیرت ایسے ملجاوین جیسے بارگزیدہ کو سلیم
کہدیا کرتے ہین تو کیا عجب ہے کہ مجیب کا خیال پورا ہوجاوے انصاف سے پوچھئے تو اس قسم کے امور کے
جوابدہی کی طرف متوجہ ہونا بھی لغویت بلکہ کسی قسم کی حماقت سے خالی نہین معلوم ہوتا مگر مشکل یہ ہے
کہ جواب دیتا ہون تو اہل علم وفہم کے طعن کا اندیشہ اور جواب نہ دون تو مجیب سے آنکھین چرانی پڑتی
ہین اور اونکے خیال خام کی ترقی اور پختگی سے بھی ڈرتا ہون اسلئے اسقدر عرض کئے دیتا ہون کہ
مجیب نے جو دو روائتین نقل فرمائی ہین اول ولذلک جمع بہم اول ما قدم المدینۃ اور دوسری لما قدم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ نزل فی علو المدینۃ الخ بیشک یہ دونون روائتین مسلم اور
اوثق العری مین موجود ہین مگر اون سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آپنے قبا مین جمعہ ادا فرمایا اپنی قلۃ فہم پر شہادت
صادقہ اور بینہ عادلہ قایم کرنا ہے اہل فہم جانتے ہین کہ مجیب کو اس مغالطہ مین پڑنے کا باعث صرف
یہ امر ہوا ہے کہ جملہ قدم المدینۃ جو دونون روائتون مین موجود ہے اوسکے معنے ظاہر پرستی کی بدولت
مجیب نے دونون جگہ ایک ہی لئے - اور اوسکو حد اوسط بنا کر بے تکلف نتیجہ نکال لیا حالانکہ اول روایت
مین قدم المدینۃ کے معنے حقیقی اور دوسری روایت مین معنے مجازی ہین کیونکہ روایت ثانی
مین قدوم مدینہ کے معنے کوئی ادنی عاقل بھی یہ نہ سمجھیگا کہ آپ جب خاص مدینہ منورہ مین داخل
ہو چکے تو اوسوقت علو مدینہ یعنی قبا مین آپ نے نزول فرمایا بلکہ ہر کوئی بالبداہتہ یہی کہیگا کہ موضع قبا
چونکہ عوالی اور حوالی مدینہ طیبہ سے ہے اسلئے وہان آنا مدینہ منورہ ہی کے آنیکے حکم مین ہے - یا قدم
المدینۃ کے معنے قارب قدوم المدینۃ یا اراد قدوم المدینۃ کے ہین - روایت ثانی مین بنو عمرو بن عوف

کی تصریح موجود ہے جو اہل قبا ہین اور قبا کو تمام علماء مدینہ طیبہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تحریر فرماتے ہین جس سے ہر وقت بھی سمجھ سکتا ہے کہ قبا مدینہ منورہ سے خارج اور دوسرا موضع ہے اب اتنی بات ہے کہ روایت مذکورہ مین جملہ قدم المدینۃ مذکور ہے اوسکو دوسری روایت کے ساتھ ملا کر یہ مطلب سمجھ لینا کہ اول جمعہ آپنے قبا مین پڑہا کیا عرض کرون کسکا کام ہے - علاوہ ازین یہ امر بھی ہے کہ روایت اولی مین بنی سالم جو مدینہ طیبہ کی حد پر متصل و بالکل قریب ہے اور روایت ثانی مین بنی عمرو بن عوف کا ذکر ہے اور یہ امر ایسا نہین کہ جسکے اثبات کے لئے نقل عبارات کی حاجت ہو اور جناب مجیب بھی اپنے رسالہ مین اسکو نقل فرماتے ہین تو اب یہ بھی ضرور کہنا پڑے گا کہ بنی سالم بن عوف اور بنی عمرو بن عوف دونون موقع ایک ہین ولا تقولوا الجاہل فضلا عن الفاضل اور اسکے جواب مین یہ کہنا کہ معنے ظاہر اور حقیقی کو چھوڑنا خلاف اصل ہے اونہین لوگون کا کام ہے جنکے فہم نارسا کو الفاظ سے معانی تک رسائی نہو ایسون سے کیا بعید ہے کہ ارشاد من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ مین دخل الجنۃ کے ظاہری معنی جو ترجمہ کے موافق ہین لینے کو طیار ہوجاوین اور اوسکے مقابلہ مین تاویل و بداہت سبکو لغو فرمانے لگین اس قسم کے امثلہ قرآن و حدیث و عرف وغیرہ مین اسقدر شائع ذائع ہین کہ کسی سے اوسکا انکار متوقع نہین اور نہ بیان کی حاجۃ مگر بغرض توثیق خاص لفظ قدم کی ایک مثال جسمین نزاع ہو رہا ہے حدیث سے نقل کئے دیتا ہون - رمل فی الطواف کے بارہ مین جو حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت منقول ہے نسائی مین ان الفاظ سے منقول ہے لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ قال المشرکون وہنتہم حمی یثرب الخ ابو داؤد مین ہے قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ وقد وہنتہم حمی یثرب فقال المشرکون انہ یقدم علیکم قوم قد وہنتہم الحمی الخ مسلم مین بھی روایت ہے قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ مکۃ وقد وہنتہم حمی یثرب قال المشرکون انہ یقدم علیکم غدا قوم قد وہنتہم الحمی الخ ابن ماجہ مین بھی بروایت ان الفاظ سے منقول ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ حین ارادوا دخول مکۃ فی عمرۃ بعد الحدیبیۃ ان قومکم غدا سیرونکم فلیرونکم جلدا اب انصاف سے دیکھ لیجئے کہ لفظ قدم جسپر کوئی ظاہر بین بیجا اصرار کرسکتا تہا وہی لفظ بعینہ نسائی کی روایت مین موجود ہے اور روایت ابو داؤد مین لفظ قدم فرماکر پہر یقدم مذکور ہے جو اول کے مخالف اور مصر علی الظاہر کے فہم کے موافق ہے اور روایۃ مسلم مین یقدم کے بعد غدا بھی صاف موجود ہے جس مین لفظ قدم کی مخالفت خوب واضح ہوگئی ابن ماجہ کی روایت مین قدم مکۃ کی جگہ حین ارادوا دخول مکۃ فرماکر بالکل قصہ ہی طے کردیا والحمد للہ سو جیسا ان روایات مین یقدم غدا کی موافق الغرض

رفع تعارض قدوم کے معنے لئے جاوین گے اور اگر ہو وا قول مکہ کے موافق جیسے قدوم کے معنے بنیسکے جاوین
بعینہ اسی طرح پر روایت مذکورہ مین قدم المدینۃ کے معنے بے تکلف دیگر روایات حدیث کی مطابق
مراد ہوسکینگے یہ ہرگز نہوگا کہ کوئی ظاہر پرست قدوم المدینۃ کے ظاہر پر اڑ کر تمام روایات اور مسلمات بلکہ
بدیہیات کا خلاف کر کے ہمکو اوس سے الزام دینے کا متوقع ہو - غرض یہ کہ جبکہ ان ہر دو روایات مذکورہ مجیب
مین قدوم المدینۃ کے معنے حقیقی مراد لینے بالکل اختراعی ہیگا اور خلاف روایت دیگر روایات ثانی
مین جسے معترض نے سابقہ ضرور معنے مجازی لینے پڑینگے اور اگر نہ لئے جاوین تب اسکے نفس پر اعتراض
یعنی دونون جگہ قدوم المدینۃ کے معنے مجازی مراد لیکر اوس سے نتیجہ نکالنا چاہیے کہ جیسا کہ مجیب
بنارسی کا منشا معلوم ہوتا ہے تو یہ احتمال بھی لغو اور بطلان مین ناشی نسبت اول صورت سے کچھ
کم نہین معلوم ہوتا کیونکہ روایت اول مین سے جمع ہم اول یا قدوم المدینۃ مین قدوم مدینہ کے
معنے مجازی مراد لینے کہلا روایات و مسلمات علما کے مخالف ہے کیونکہ اس اول قدوم سے سب
جانتے ہین کہ بنی سالم مین آپ کا تشریف لانا مراد ہے جو مدینہ طیبہ کا محلہ تھا جو اوپر گذشتہ صفحون کی
بحث مفصلاً معروض ہوچکی ہے اور اس موقع پر ہمکو اسکی بھی ضرورت نہین کہ بنی سالم کو مدینہ طیبہ کا
محلہ ہی مانا جائے بلکہ صرف اسقدر کافی ہے کہ بنی سالم اور بنی عمرو بن عوف یعنی قبا دو موضع جدا جدا ہین
اتنا فرق لینا کرنا پڑیگا کہ اگر بنی سالم کو مدینہ طیبہ کا محلہ کہا جائیگا تو روایت مذکورہ مین قدوم مدینہ کے
معنے مراد حقیقی معنے لئے جاوین گے اور اگر مدینہ طیبہ سے قریب ایک قریہ مستقل کہا جائیگا تو قدوم مدینہ
کے معنے اس روایت مین بھی مثل روایت ثانی مجازی ہونگے لیکن یہ فرق ضرور ہوگا کہ روایت
ثانی مین قدوم مدینہ کے معنے مجازی کا مصداق موضع قبا ہوگا اور روایت اول مین اوسکا مصداق
بنی سالم ٹھہرے گا جسکا خلاصہ یہ ہوگا کہ قدوم مدینہ کے معنے دونون روایتون مین ایک نہوئے کیونکہ
ایک کا مصداق بنی سالم اور دوسرے کا محل قبا ہے جسکی وجہ سے حد اوسط مکرر نہوئی تو اب ایسے دو قضیون
سے نتیجہ نکالنا کہ جنمین مکرر حد اوسط نہ پایا جاوے کوئی عاقل تسلیم نہین کرسکتا بالجملہ یہ امر مسلم و مصرح ہے
کہ مجیب کے ہر دو روایت منقولہ مین ایک روایت کا محل بنی سالم اور دوسری روایت کا مصداق بنی عمرو
بن عوف یعنی قبا ہی - اور یہ دونون موقع ایک دوسرے سے متغائر ہین متحد ہرگز نہین پھر اس سے قبا
کی نسبت جو صرف ایک ہی قضیہ مین مذکور ہے ثبوت اقامت جمعہ نکال لینا کیا عرض کرون ہمارے محدث
بنارسی کی ایسی کرامت بین ہے کہ نہ کسی معقولی سے آجتلک ہوسکا نہ کسی منقولی سے - جواب
مجیب کا یہ فرمانا (تو اب ہر اہل بصیرت پر واضح ہوجائیگا کہ آپ نے بیشک قبا مین جمعہ پڑھا) یہ تو محض

جواب ثانی از مجیب بنارسی جواب

شیخ چلی کا خیال ہے البتہ یہ معلوم ہو جائے تو ہو جائے کہ نتیجہ حاصل کرنیکے لئے تکرر حد اوسط کی حاجت نہین - اسکے بعد دوسرا جواب بیان فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے (کہ کسی شے کی عدم نقل سے اوس شے کا عدم لازم نہین آسکتا - ممکن ہے کہ آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا ہو اور ہم تک نقل کی نوبت نہ آئی ہو چنانچہ روایات صحیحہ سے آپ کا قبا مین نماز پنجگانہ پڑہنا بھی ثابت نہین تو کیا نماز پنجگانہ کا بھی کوئی منکر ہو سکتا ہے انتہے) مجیب کا یہ فرمانا کہ عدم نقل مستلزم عدم نہین ہو سکتی بجائے خود درست ہے مگر یہ بھی مسلم ہے کہ جب کسی موقع مین کسی شے کے ذکر کے لئے داعی موجود ہو اور باوجود داعی اوسکا تذکرہ نہ کیا جائے تو جملہ علماء ایسے موقع مین بحسب قرائن عدم ذکر سے اوس شے کا عدم سمجھہ لیتے ہین اور اسکی امثلہ فقہا اور محدثین کے یہان بالخصوص صحیح بخاری مین بکثرت موجود ہین تو صورت موجودہ مین جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ہجرت بہت اہتمام اور توجہ کے ساتھ نقل کئے گئے ہین اُدہر صلوۃ جمعہ زیادہ تر قابل اہتمام و امتیاز ہے تو ذوق سلیم بالبداہت یہی کہتا ہے کہ آپکو صلوۃ جمعہ ادا فرمانیکی قبا مین ہرگز نوبت نہین آئی ورنہ ضرور منقول ہوتی - اور دیگر نمازین بالخصوص اسوجہ سے بھی کہ وہ پہلے سے برابر ہوتی چلی آتی تہین اول تو ادائے جمعہ اور ابتداء جمعہ کی برابر قابل اہتمام نہ تہین جو اسکے ذکر اور اوسکے ذکر کو یکسان سمجہکر قیاس جاری کیا جائے علی ہذا القیاس مجیب ابو المکارم کا عدم ذکر جمعہ فی القبا کو عدم ذکر جمعہ فی الیمن والطائف وغیرہا پر قیاس فرمانا جیسا کہ انہون نے مولانا ظہیر احسن کے جواب مین کیا ہے بروئے انصاف قیاس مع الفارق ہے - علاوہ ازین خود روایت بخاری اور دیگر روایات مین قبا مین آپ کا نماز ون کا پڑہنا اور جماعۃ کرانا مذکور ہے بالتفصیل نہ سہی بالاجمال ہی سہی اور اگر آپ کے ذوق سلیم پر کوئی خلط غالب ہوکر اس امر کے تسلیم سے مانع ہو تو ہم بھی خواہ مخواہ آپکو مجبور نہین کرتے - مگر اس کا کیا علاج کہ یہان حسن اتفاق سے فقط عدم نقل ہی نہین بلکہ نقل عدم بھی موجود ہے سو آپ عدم نقل مین تو کچھ فرما سکتے ہین لیکن نقل عدم مین آپ کا کوئی عذر مسموع نہین ہو سکتا بمجبوری آپکو تسلیم کرنا پڑے گا - دیکھئے سب سے پہلے تو یہی امر قابل لحاظ ہے کہ ہمارے ہر دو مجیب جو اس موقع پر ہمارے مقابلہ مین یہ عذر لچر پیش فرما رہے ہین کہ عدم نقل شے مستلزم عدم شے نہین ہو سکتا بلکہ ممکن ہے کہ قبا مین آپنے جمعہ پڑہا ہو لیکن ہم تک منقول ہونیکی نوبت نہ آئی ہو خود اپنے اپنے رسالہ مین اسکے مقر ہین کہ عوالی مین جمعہ کبھی نہین ہوا مولانا ابو المکارم صفحہ بیالیس ۴۲ مین تحریر فرماتے ہین (عوالی مین جمعہ کا نہونا عہد نبوی مین مسلم ہے کما مر سابقا) محدث بنارسی صفحہ انیس ۱۹ مین لکھتے ہین (حاصل کلام کا یہ ہی کہ عوالی والے کل صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز جمعہ ادا کرتے تہے) پہر معلوم نہین کہ اس موقع پر عدم نقل کا عذر پیش فرما کر کیسے کہدیا

آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا ہو اور ہم تلک نقل کی نوبت نہ آئی ہو حالانکہ خود اپنی تحریرون مین مقر ہین کہ زمانہ نبوت مین عوالی مین جمعہ نہین ہوا۔ علاوہ ازین اکابر اس امر کو مسلم اور متفق علیہ فرماتے ہین کہ عوالی مدینہ مین کبھی اقامۃ جمعہ کی نوبت نہ آئی نہ آپکے زمانہ مین نہ خلفا و اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وقت مین۔ امام دار الہجرۃ جنکو اشرف الفنون اور اعلم العلما باہل العوالی کہنا حق معلوم ہوتا ہے موطا مین ترجمۃ الباب لاجمعۃ فی العوالی منعقد فرما کر اوسکے مطابق ارشاد حضرت عثمان کو روایت فرماتے ہین اور اوسکی شرح مین خاتم المحققین حضرت شاہ ولی اللہ مصفی مین تحریر کرتے ہین ماخذ قول حضرت عثمان عمل مستمر آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم در ترک تکلیف اہل بدو باقامت جمعہ بحضور ایشان در بلد انتہے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسوی مین فرماتے ہین قلت اتفقوا علی انہ لا جمعۃ فی العوالی الخ حجۃ اللہ البالغہ مین بیان فرماتے ہین وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاءہ رضی اللہ تعالی عنہم والائمۃ المجتہدون رحمہم اللہ تعالی یجمعون فی البلدان ولا یواخذون اہل البدو بل ولا یقام فی عہدہم فی البدو الخ ان عبارات کو انصاف سے دیکھیے کہ کس صراحت کیساتھ معلوم ہوتا ہے کہ بالاتفاق عوالی مین جمعہ نہین ہوتا اور نہ کسی زمانہ مین ہوا۔ اسقدر تصریحات معتبرہ کے بعد بھی محدثین زمانہ حال کا یہ فرمانا کہ ممکن ہے کہ آپ نے بوقت قدوم قبا جمعہ وہان پڑہا ہو لیکن ہم تلک منقول نہوا ہو کسقدر حیرت خیز اور تعجب آمیز ہے علاوہ ازین اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ اول جمعہ جو آپ نے پڑہا ہے تو وہ بنی سالم مین پڑہا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قیام قبا مین آپ نے ہرگز جمعہ نہین پڑہا ورنہ اولیت مذکورہ باطل ہوجاویگی۔ علاوہ ازین امام بیہقی کا یہ فرمانا کہ دربارہ اقامۃ جمعہ آپکا کسی کو اہل عوالی مین سے اذن فرمانا ثابت نہین مجیب کے قول کی تکذیب کر رہا ہے خیر دوسرا جواب بھی ہوچکا اب تیسرے جواب کا خلاصہ سنئے۔ مجیب فرماتے ہین (کہ بعض لوگون نے نقل بھی کیا ہے کہ آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا۔ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین فرماتے ہین قیل کان یصلی الجمعۃ فی مسجد قبا مدۃ اقامتہ اسکے بعد مواہب اور زرقانی اور فتح الباری اور سیرۃ ابن ہشام اور تاریخ الخمیس اور جملہ اہل سیر کے حوالہ سے نقل فرماتے ہین کہ قبا سے روانہ ہوکر آپ نے بنی سالم مین جمعہ پڑہا اسکے بعد تحریر فرماتے ہین بہرحال جمعہ پڑہنا آپ کا قبا مین ثابت ہے انتہے) ہمارے مجیب محدث پر کوئی عجیب کیفیت غریبہ طاری ہے جسکی وجہ سے غالباً اونکو یہ بھی خبر نہین کہ کیا کہہ رہا ہون اور کہنا کیا چاہیے

شعر

کہہ رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ ٭ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

یہ امر تو ظاہر ہے کہ مجیب قبا مین آپکا جمعہ پڑہنا ثابت فرماتے ہین جسکے اثبات کیلئے عبارت زرقانی
نقل فرمائی مگر اوسکے بعد جو شراح حدیث اور اہل سیر کے اتفاق سے آپکا بنی سالم مین جمعہ پڑہنا
نقل فرماتے ہین اوس سے سمجھ مین نہین آتا ہے کہ قبا مین آپکا جمعہ پڑہنا کیونکر ثابت ہوا یہ امر تو
اونکے مدعی کے مخالف اور صریح معارض ہے کما یخفی اور اگر کہین مجیب کا یہ خیال ہے کہ قبا اور بنی
سالم دونون متحد ہین جو کسی عاقل سے متوقع نہین اور مجیب کے بعض الفاظ بھی اسکے مخالف
ہین تو اسکے جواب مین یہی مناسب ہے کہ ہم احدی سواتک ایہا المجیب کہکر چپ ہو رہین اور
یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ مجیب نے اپنے اس کلام مین کونسے احوال متعددہ بیان فرمائے ہین جسکی وجہ سے
فرما رہے ہین (بہرحال جمعہ پڑہنا آپکا قبا مین ثابت ہے) خیر ان خرافات و فضولیات سے قطع
نظر کرکے یہ عرض کرتا ہون کہ عبارت زرقانی قیل کان یصلی الجمعۃ فی مسجد قبا مدۃ اقامتہ اول تو
کسی طرح قابل استناد اور لائق اعتبار نہین حتی کہ یہ بھی معلوم نہین کہ قائل کون ہے اسکا تو موقع
کیا ہے کہ قائل کیسا ہے معتبر یا غیر معتبر علی ہذا القیاس سند کا نشان بھی نہین اسکا تو ذکر کیا ہے
کہ سند متصل ہے یا منقطع صحیح ہے یا ضعیف معتبر ہے یا غیر معتبر دوسرے یہ قول شاذ جمیع روایات معتبرہ
اور اتفاق اہل سیر کے جسکو مجیب خود نقل فرما رہے ہین صریح مخالف و معارض ہے جملہ روایات مین
یہی مذکور ہے کہ بوقت ہجرت آپ نے جمعہ بنی سالم یعنی حرہ بنی بیاضہ مین پڑہا حتی کہ اہل تفسیر و اہل
سیر جو روایات حدیث نقل فرماتے ہین اون مین صراحۃ کے ساتھ منقول ہے فمر علی بنی
سالم فصلی فیہم الجمعۃ ببنی سالم وہو المسجد الذی فی بطن الوادی وکانت اول جمعۃ صلاہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اول جمعہ جو آپکو پڑہنے کی نوبت آئی وہ بنی سالم مین تہا اب دیکھہ لیجئے
کہ وہ قول شاذ و مجہول جسکو مجیب نے زرقانی سے نقل فرمایا تہا اسکے صریح مخالف ہے یا نہین
اگر اوس قول وجہ سے یہ کہا جاوے کہ آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا تو وہ روایات معتبرہ جن مین
آپکا اول جمعہ پڑہنا بنی سالم مین مذکور ہے یقیناً غلط ہو جاوینگی اور اجماع اہل سیر وغیرہ اسی قول
شاذ مجہول کی وجہ سے سب خاک مین ملجائیگا اسکے سوا ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ حسب ارشاد
اکابر اور تصریحات معتبرہ یہ امر محقق ہے کہ عوالی مین کبہی جمعہ نہین ہوا اور ہمارے ہر دو مجیب بھی
اسکو تسلیم فرماتے ہین اب اسی قول شاذ و مجہول کیوجہ سے یہ قصہ بھی بالکل گاؤخورد ہو جائیگا اور ان
تمام تصریحات کے مخالف اب یہ کہنا پڑیگا کہ عوالی مین بے شک جمعہ ہوا ہمارے ہر دو مجیب شروع
رسالہ مین روایت دارقطنی وغیرہ کی تغلیط و تضعیف محض اپنے ایک خیال کیوجہ سے فرما چکے ہین

حالانکہ ایک روایت بھی اونکے معارض موجود نہ تھی اور اب ایک قول شاذ مجہول کو جسکا قائل اب تلک معلوم نہیں روایات معتبرہ اور اتفاق علما کے مقابلہ مین معتمد علیہ بناکر ہمکو اوس سے الزام دیا جاتا ہی ھیہات ھیہات۔ الحاصل ایسے جوابات و اعتراضات پیش کرنے سے انشاء اللہ ہمارا کوئی ضرر نہین البتہ مجیب کا فہم و انصاف تدین و اضطرار ہر عاقل پر خوب واضح و روشن ہو رہا ہے والحمد للہ اب اسکے بعد مجیب سلمہ کا بحوالہ فتح الباری و سیرۃ ابن ہشام وغیرہ یہ ثابت فرمانا کہ آپ نے قبا سے روانہ ہوکر جمعہ بنی سالم مین پڑھا یہ بالکل صحیح اور مسلم اور ہمارے مدعی کے موافق مگر اس سے مجیب کو اپنے حصول مدعی کی توقع رکھنا یعنی قبا مین آپکا جمعہ ادا فرمانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی عقل کا پورا گاؤ وشتر سے حصول بیضہ کا متوقع ہوکر بیٹھ جاوے اوثق العری کے اس مضمون کو ہم مکرر بیان کر چکے ہین کہ روایات معتبرہ سے یہ امر محقق و مسلم ہے کہ آپ نے قبا مین چودہ روز قیام فرمایا اور دو جمعہ آپکو قبا مین پیش آئے مگر قبا مین آپکا جمعہ ادا فرمانا غیر ثابت بلکہ نہ پڑھنا ثابت سو اگر بقول مجیب جمعہ قری مین واجب تھا تو پھر کیا وجہ کہ آپ نے قبا مین جمعہ ادا نہین فرمایا اور جن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بوقت روانگی قبا سے چلکر بنی سالم مین جو متعلقات مدینہ سے ہے جمعہ ادا کیا اوس سے قریہ مین جمعہ کا پڑھنا ثابت نہین ہوسکتا کیونکہ بنی سالم کوئی قریہ مستقل نہین بلکہ مدینہ منورہ ہی مین شمار ہوتا ہے اور ہمارے مجیب یہ غضب کر رہے ہین کہ دعوی تو اونکا یہ کہ آپ نے قبا مین جمعہ ادا فرمایا اور روایت ایسی بیان فرماتے ہین جس سے بنی سالم مین آپکا جمعہ ادا فرمانا ثابت ہوتا ہے سوال از آسمان و جواب از ریسمان اسیکا نام ہے۔ پھر ہم حیران ہین کہ مجیب قصہ بنی سالم کو تو بیان فرماتے ہین اور اوسکے بعد لکھتے ہین بہر حال جمعہ پڑھنا آپکا قبا مین ثابت ہے تمام جہان کے نزدیک تو دلیل و مدعی مین مطابقت ضروری مگر مجیب کے نزدیک مناسبت کی بھی حاجت نہین بلکہ علاقہ تضاد ہی کافی ہے آور سنئے اسکے بعد فرماتے ہین اسیواسطے جب مدینہ مین آپ تشریف لائے تو اہل قبا کو فرمایا کہ وہ مسجد مدینہ مین آکر نماز پڑھا کرین ترمذی مین ہے قال امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نشہد الجمعۃ من قبا گو اس روایت مین تابعی مجہول ہے مگر حنفیون کے نزدیک تابعی کا مجہول ہونا کچھ مضر نہین ہے اگر قبا والون پر جمعہ فرض نہ ہوتا تو آپ کیون جمعہ کے لئے اونکو حکم فرماتے تھے۔ اس دلیل کو بھی اول تو مدعی سے کوئی تعلق نہین کیونکہ حسب خیال مجیب غایۃ ما فی الباب اس حدیث سے اہل قبا کو جمعہ کی نماز کے لئے مدینہ منورہ مین حاضر ہونا ضروری معلوم ہوا اور عبارت اوثق العری جسکا جواب ہمارے مجیب دینا چاہتے ہین اوسکا مطلب یہ ہے کہ بوقت ہجرت آپنے قبا مین

چودہ روز قبا مین قیام فرمایا ... اہل قبا کو ترک جمعہ پر سرزنش فرمائی سو ہمارے خیال مین نہین
آتا کہ اس امر سے آپنے قبا مین جمعہ ترک فرمایا ہیگا یا وجہ معلوم ہوئی اس امر سے تو حسب بیان مجیب یہ ظاہر ہوتا
ہے کہ قبا وغیرہ جملہ عوالی مین کبھی جمعہ نہین ہوتا تہا وہو المطلوب اگر ہمارے مجیب کو فہم و انصاف سے عناد
نہوتا تو قبا مین آپکے جمعہ نہ پڑہنے سے سمجھہ جاتے کہ اونکی مرقومہ روایت مین امر الزام و الایجاب کے لئے ہرگز
نہین اور اسکا بھی اقرار کر لیتے کہ آپکے زمانہ مین قبا مین جمعہ نہوتا تہا جو اونکی روایت مجہولہ زرقانی کی صریح
مخالف ہے الحاصل مجیب کی روایت منقولہ کو عبارت اوثق العری کے جواب مین بیان فرمانا بے جوڑ
بات ہے اور اگر مجیب کا اس روایت کے نقل کرنے سے صرف یہ مطلب ہے کہ اہل قبا پر وجوب جمعہ اس
سے ثابت ہوتا ہے کہ عوالی مین نہ سہی مگر مدینہ منورہ مین حاضر ہو کر ضرور پڑہین تو اول تو بقول مجیب یہ
روایت ضعیف اس سے ثبوت فرضیت معلوم کیونکہ ایک راوی اس مین مجہول الاسم والحال ہین باقی
مجیب کا یہ فرمانا کہ تابعی کا مجہول ہونا عند الحنفیہ کچہہ مضر نہین غلط ہے مطلقاً جہالت تابعی کا غیر مضر ہونا
سوچ سمجھکر مذہب حنفیہ مین اونکو ثابت کرنا چاہیے علاوہ ازین یہ بھی معلوم نہین کہ وہ راوی مجہول
مدلس غیر مدلس کیسا ہے جو اوسکا عنعنہ قابل اعتبار سمجھا جاوے اور یہ روایت معنعن لایق احتجاج ہو سکے
سوا اس حدیث کے سند مین ایک راوی ثویر بن ابی فاختہ موجود ہین جنکی نسبت تقریب مین ضعیف
رمی بالرفض مذکور ہے اور بپاس خاطر مجیب ان ... اگر قطع نظر بھی کیجائے تو امر متنازعہ مین
ہمکو کوئی دقت نہین بلکہ روایت مذکورہ ہمکو مفید ہے ... ہے صرف یہ امر ہے کہ قری مین اقامت جمعہ
درست ہے یا نہین اور اس روایت سے قبا مین ... ہرگز ثابت نہین ہوتی بقول مجیب فقط اتنی
بات معلوم ہوئی کہ اہل قری کو مصر مین آکر ضرور جمعہ ادا کرنا چاہیے جس سے عدم اقامت جمعہ فی القری اور
بھی مضبوط ہوگئی کیونکہ قری مین اگر اقامت جمعہ مانی جائیگی تو پہر بطریق تمام اہل قری کو بغرض صلوۃ جمعہ
حاضر ہونا کوئی کم فہم بھی ضروری نکہیگا باقی اس امر کی تحقیق کہ اہل قبا کا جمعہ کے لئے مدینہ طیبہ مین حاضر
ہونا اور آپکا اونکو اس بارہ مین ارشاد فرمانا اسکا کیا مطلب ہے یہ علی سبیل الفرضیت تہا یا علی وجہ الاستحباب
اور تمام اہل قری کو ہر حال مین آنا ضروری تہا یا بشرط گنجایش و فراغ اسکے متعلق امر واقعی شروع رسالہ مین
عرض کر چکا ہون اور کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم والعوالی کی بحث مین انشاء اللہ تعالی عنقریب
مفصلاً بیان کرونگا جس سے اہل فہم و انصاف کو واضح ہو جاویگا کہ ہمارے مجیب امر حق مطابق عقل و نقل
سے منہ پہیر کر اپنے خیالات بیہودہ کی وجہ سے خیالی پلاؤ پکانا چاہتے ہین اور اہل انصاف تو بالبداہتہ خود
سمجھہ گئے ہونگے کہ اہل قری پر مثل اہل امصار اگر جمعہ فرض تہا اور قری بھی محل اقامت جمعہ مثل امصار مین

توپھراسکی کیا وجہ کہ نہ آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا نہ اونکو کبھی امر فرمایا نہ کبھی آپ کے زمانہ اور خلفائے راشدین کے عہد مین اور نہ اونکے بعد مین عوالی مین جمعہ ہوا ایسے امر بین اور قوی قطعی الدلالت کو پس پشت ڈال کر پادر ہوا باتون سے بے سوچے سمجھے کامیابی کی توقع کرنا سب جانتے ہین کہ کسکا کام ہے ہمکو کمال حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے مجیب باوجود محبت وعمل بالحدیث ایسے پختہ تغافل کو بلا وجہ وجیہ ترک فرمانا کیونکر گوارا فرماتے ہین اسوقت تلک جسقدر جوابات واستدلالات ہمارے مقابلہ مین پیش فرمائے گئے ہین اگر کوئی اون جوابات کو لچر اور استدلالات کو لچر کہکر سکوت کر جائے تو بروئے انصاف اوسکا احسان ہے اب جواب چہارم سنئے فرماتے ہین جو لوگ کہتے ہین کہ مدینہ مین جمعہ فرض ہوا وہ یہ جواب دیتے ہین کہ جمعہ ابھی فرض ہی نہین ہوا تہا لہذا آپ نے حکم ندیا جب فرض ہوا تو آپ نے حکم دیا انتھے جنابمن یہ بیچدان مکرر اور مفصل اس مرحلہ کو طے کرچکا ہے اور روایات معتبرہ اور اقوال اکابر سے فرضیت جمعہ قبل الہجرۃ ثابت ہوچکی ہے اوسکے مقابلہ مین امر بے دلیل کبھی مسموع نہین ہوسکتا کوئی دلیل شرعی قابل اعتبار آپکے پاس ہو تو لائیے ورنہ ایسے اقوال کہ جنکو دوسرا بیان کرے تو احادیث کے مقابلہ مین آپ اونکو ایک تحت متروک وغیر قابل الالتفات فرمائین اور ناقل پر بھی طرح طرح کے فتوے لگانیکو تیار ہون ایسے اقوال کو روایات معتبرہ اور اقوال مستندہ کے مقابلہ مین پیش کرنا عجز ومجبوری کے لئے بہت ہی معتبر وشاہد ہے امور معروضہ سابقہ کو ملاحظہ فرماکر اوسکے بعد جو کہنا ہو کہئے اور امور مذکورہ بالا سے قطع نظر کرکے علی وجہ التنزل والتسلیم یہ عرض ہے کہ قبل ہجرت مدینہ طیبہ مین اقامت جمعہ برابر ہونا یہ تو آپ بھی مکرر تسلیم فرماچکے ہین آپکو جو کچہ کلام ہے سو فرضیت مین ہے افضلیت اور استحباب مین تو کوئی کلام نہین ہوسکتی سو خیر فرضیت نہ سہی مگر جب استحباب وافضلیت جمعہ مسلم ومحقق ہوگئی حتی کہ آپ نے مصعب بن عمیر کو مدینہ طیبہ مین حکم اقامت جمعہ لکھہ بھیجا جس سے بقول آپکے فرضیت نہ سہی مگر اہتمام صلوۃ جمعہ کے ظہور مین توکسی قسم کا خفا باقی نرہا پھر اسکی کیا وجہ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آپکی شان احرص الناس علی العبادات اور اسبق العالمین الی الخیرات ہے مدت اقامت قبا مین جمعہ ادا نفرمایا اور قبا سے روانہ ہوتے ہی بنی سالم مین فوراً ادا فرمایا اور مثل اہل مدینہ اہل قبا کو کبھی امر استحبابی نہ سنایا اور اہل قبا نے اہل مدینہ کو دیکھکر بھی کبھی اس عمل خیر کی طرف رغبت نفرمائی جو شان صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے بالکل خلاف ہے الحاصل اگر فہم وانصاف سے کام لیا جاوے تو در صورت تسلیم عدم فرضیت بھی یہی امر مترشح ہوتا ہے کہ حکم اقامت جمعہ اہل مصر کے ساتھہ مخصوص ہے اہل قرئ اس سے سبکدوش ہین باقی مجیب کا یہ فرمانا کہ جب جمعہ فرض ہوا تہا تو اوسوقت اہل

قری کو حکم دیا ایسا فقرہ ہے کہ جس مین صداقت و واقعیت کی بو بھی نہین ہے ایک روایت معتبر بھی آپ نے ایسی نہین بیان فرمائی جس مین آپ نے اہل قری کو حکم اقامت جمعہ فرمایا ہو باقی دو اور دو چار روٹیونکا کوئی علاج نہین کما مر تفصیلہ آسکے بعد قابل گذارش یہ امر ہے کہ مجیب بنارسی نے جو کچھہ اس بحث مین تحریر فرمایا تہا جملہ امور کے جواب سے ہم بحمد اللہ فارغ ہو چکے اور مجیب ابو المکارم نے ان امور مین جو کچھہ تحریر فرمایا ہے اوس سب کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ چند جگہ موٹے قلم سے قال لکھکر کچھہ عبارت اوثق العری کی نقل فرمادی پہر جلی قلم سے اقول لکھکر کہین فردیا کہ ہمارے تقاریر سابقہ سے یہ ساری باتین من قبیل بنا الفاسد علی الفاسد ہے کہین فرمادیا کہ حضرت شوق کے جواب مین جو ہم نے لکھا ہے اوسکو دیکھہ لیجئے بالجملہ بجز ان حیلون وحوالون کے اور کچھہ تحریر نہین فرمایا مگر ہم نے حسب ارشاد مجیب حضرت شوق کے جواب کو بھی دیکھا لیکن کوئی نئی بات ایسی معلوم نہ ہوئی کہ اوسکے جواب کی ضرورت سمجھہ مین آتی اس لئے اس طول لاطائل کو چھوڑکر بنام خدا آگے چلتا ہون اوثق العری مین اس مبحث کے بعد استدلال جواثا کا جواب تحریر فرمایا ہے قولہ اور جن علماء کو اس روایت جمعہ جواثا سے شبہ وجوب جمعہ بر اہل قری ہوا ہے وہ کئی وجہ سے درست نہین ہے اول تو یہ کہ جواثا گانون نہ تہا بلکہ شہر تہا اور جب اوسمین ان معنی کا احتمال ہے تو استدلال درست نرہا اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور اسکے بعد جوہری اور زمخشری اور ابو عبید البکری کے اقوال بحوالہ عینی اس بارہ مین نقل فرمائے ہین کہ جواثا مدینہ ہے اور نیز اطلاق قرآنی سے سند بیان فرمائی اوسکے بعد علی وجہ التسلیم دوسرا جواب یہ بیان کیا ہے کہ اگر تسلیم ہی کرلیا جائے کہ جواثا قریہ تہا تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اہل جواثا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت واذن سے وہان جمعہ ادا کیا تہا یا اطلاع کے بعد آپ نے اوسکی تقریر فرمادی آج تلک کسی سے یہ ثابت نہین ہوا اب مستدلین کے ذمہ مین ضروری ہے کہ ہر دو امر مذکورہ بالا کا جواب شافی ایسا بیان فرمائین کہ جانب مخالف کا احتمال زائل ہو جائے ورنہ استدلال کی خیر نہین یعنی مبحوث عنہ اس موقع پر اصل مین دو امر ہین اول یہ کہ جواثا قریہ ہے یا شہر دوسرے وہان اقامت جمعہ آپکے ارشاد سے ہوئی یا بدون ارشاد وتقریر نبوی علیہ الصلوة والسلام اس اقامت کی نوبت آئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہمارے مجیب کو یہ استدلال جب مفید ہو سکتا ہے کہ جب دونون باتین ثبوت کو پہنچ جاوین اور ہمکو ایک امر کا عدم ثبوت بھی کافی ہے اور یہ بھی خوب یاد رہے کہ ثبوت یقینی مجیب کو مفید ہوگا اور ہمکو عدم ثبوت احتمالی بھی کافی ہے کیونکہ وہ اس موقع پر مدعی اور مستدل ہین آسکے بعد ہمارے ہر دو مجیب نے جو کچھہ اس

بارہ مین عزیزی فرمائی ہے اوسکی کیفیت سنئے مولانا ابو المکارم تو امر اول یعنے جو اثاکے قریہ ہونیکے ثبوت مین اتنا تحریر فرماتے ہین کہ (آپکے ان تمام باتون کا جواب ہم مفصلاً بجواب حضرت شوق ادا کر چکے ہین) سو ہم نے مجیب کے حکم کے موافق جواب مذکور کو دیکھا اوسکی تفصیلی کیفیت جن صاحبون کو دریافت کرنی منظور ہو تو اوس تقریر برجستہ کو ملاحظہ فرمالیوین خلاصہ یہ ہے کہ عبارت اوثق العری کا کوئی جواب نامعقول بھی قابل نقل کچھ نہین ملا البتہ مجیب بنارسی نے جو کچھ امر اول کی نسبۃ تحریر فرمایا ہے اوسکو مفصلاً عرض کرتا ہون مجیب بنارسی زور کے ساتھ فرماتے ہین کہ جوثا کو شہر کہنا محض غلط ہے آپنے بروایت ابوداود قریۃ من قری البحرین خود نقل کیا ہے اور قریہ کے معنی حقیقی اہل لغت کے نزدیک گانون کے ہین اور شہر کے معنی مجازی ہین جب معنی حقیقی بن سکتے ہین تو احتمال کیسا انتھی اقول بروئے انصاف مجیب کے اس بیہودہ تغلیط کا یہی جواب کافی ہے کہ ائمہ نقل جس امر کو صراحۃ نقلاً فرمارہے ہین اوسکی تغلیط صرف اتنی بات سے کہ وہ معنی مجیب کے نزدیک یا فی الواقع مجازی ہین کوئی ادنی واقف بھی تسلیم نہین کرسکتا سب جانتے ہین کہ معنی مجازی قرینہ کے محتاج ہوتے ہین اور بس اور ائمہ معتبرین نقل کا نقل فرمدینا تو نہایت قوی قرینہ ہے اس سے کمتر درجہ کے قرائن سے معنی حقیقی چھوڑکر معنی مجازی راجح اور معتبر ہو جاتے ہین پھر کسقدر جسارت بیجا ہے کہ مجیب اوسپر محض غلط ہونیکا حکم لگارہے ہین یہی وجہ ہے کہ حضرات شوافع وغیرہ علماء معتبرین مین سے کسی نے بھی آج تلک صرف معنی حقیقی کے ہوتے سے قول مذکور کو غلط محض نہین فرمایا واقعی قلت علم وفہم بھی جرأت کا پورا ذریعہ ہے اگر اختلافات علما کو دیکھا جاوے تو معنی قرآن حدیث مین بکثرت ایسے امثلہ ملینگے کہ ایک عالم معنی حقیقی اور دوسرا معنی مجازی لے رہا ہے اور کسی قرینہ کی وجہ سے معنی مجازی اوسکو راجح معلوم ہوتے ہین مگر فقط اتنی بات سے اوسکو محض غلط کوئی بھی نہین کہتا جمعہ کے ہی بارہ مین خیال فرمالیجئے کہ کتا نقیس ونتعدی الخ اور ارشاد کا نما قرب دجاجۃ الخ مصرح موجود ہے تو کیا معنی متبادر اور حقیقی پر جم کر اور قیلولہ اور قربانی کے معنے ظاہری حقیقی مراد لیکر مذہب جمہور پر کوئی بے انصاف بے دروی سے تغلیط محض اور بطلان یقینی کا حکم لگا سکتا ہے اور کوئی متعصب ایسا کرے بھی تو اہل علم وفہم ایسے ابطال وتغلیط کو قابل اعتبار والتفات خیال فرماسکتے ہین یا اوس قائل کو وقعت کی نظر سے دیکھہ سکتے ہین تمام اہل علم بالاتفاق تسلیم کیئے ہوئے ہین کہ صرف عن الظاہر والمتبادر کے لئے فقط اسقدر ضرور ہے کہ کوئی قرینہ عقلی نقلی حالی مقالی بدیہی نظری حسی عادی عرفی اصطلاحی ہونا چاہئے بس انہین قرائن کی وجہ سے نصوص قطعیہ تلک مین ظاہر اور حقیقت کو چھوڑکر معنی غیر ظاہر اور مجازی مراد لینے سب کے نزدیک حق سمجھے جاتے

ہین تو اب روایت جواثا مین جو لفظ قریہ ابو داؤد کی روایت مین مذکور ہے جو غایت ما فی الباب حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا قول کہا جا سکتا ہے اگر آپ کے ارشاد کے موجب ہمنے اوسکے
معنی مجازی ہی حسب شہادت اقوال معتبرہ اہل لغت لے لئے تو اسپر کیا طعن ہو سکتا ہے اور
اوسکے غلط محض ہونے کی کیا دلیل اور اگر اوسکے ساتھ تعامل عوالی زمانہ نبوی وغیرہ کو بھی ملاحظہ
کیا جائے تو پھر تو اوسکی تغلیط فرمانی اہل فہم و تدین سے ہرگز متوقع نہین بروئے انصاف نقل ائمہ
لغت اور تعامل قطعی مذکور کے ملاحظہ کے بعد اگر کوئی شخص بپاس مشرب جواثا کے شہر ہونیکا اقرار
نکریگا تو لا محالا یہ تو ماننا ہی پڑیگا کہ جواثا کے قریہ ہونے مین احتمال مخالف ایسا قوی پیدا ہو گیا کہ روایت
مذکورہ سے ثبوت جمعہ فی القری اور الزام خصم کی توقع کرنی محض سینہ زوری اور مطلق العنانی
ہے باوجود ان سب باتون کے مجیب کا محض معنی حقیقی پر اصرار فرما کر جواثا کے شہر ہونے پر تغلیط محض کا
حکم لگانا اہل عقل کے التفات کرنیکی بھی قابل نہین ہو سکتا یہانتلک تو کچھ معروض ہوا وہ قول مجیب کے
تسلیم کی بنا پر تھا اسکے بعد یہ امر بھی قابل گذارش ہے کہ کتب معتبرہ لغت کے ملاحظہ سے یہ امر ظاہر ہے
کہ قریہ کے معنے اصل مین بستی اور آبادی کے ہین شہر ہو یا گاؤن چھوٹی بستی یعنی گاؤن کے ساتھ
اوسکو مخصوص سمجھنا اور قریہ کے حقیقی معنی گاؤن کے لینے بالکل لغت عرب کے خلاف ہے لسان العرب
مصباح المنیر قاموس وغیرہ کتب لغت کو ملاحظہ فرما لیجئے دیکھیے تاج العروس شرح قاموس وغیرہ مین
نقل کیا ہے وفی کفایۃ المتحفظ القریۃ کل مکان اتصلت بہ الابنیۃ واتخذ قرارا وتقع علی المدن وغیرہا۔ تصریحات
معتبرہ اہل لغت کے بعد اس بارہ مین رد و کد کرنا بالکل ناواقفی یا تعصب کی دلیل ہے اب باقی رہا استعمال
اہل عرب تو اول کلام الہی کو دیکھ لیجئے کہ لفظ قری اور قریہ کس کثرت سے موجود ہے لفظ مصر و مدینہ و بلد
سب کا استعمال ملکر بھی استعمال قریہ کا دسوان بیسوان حصہ نہ ہوگا اور باوجود اس کثرت کے علی العموم
شہر اور بستی کے معنے مین مستعمل ہے الا ماشاء اللہ استعمال اہل عرب کے ثبوت کے لئے اس
سے بڑھکر اور شہادت کیا ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبد القادر
صاحب رحمۃ اللہ علیہما اپنے اپنے اردو ترجمہ مین بکثرت قریہ کا ترجمہ بستی تحریر فرماتے ہین اور بعض موقع
پر گاؤن اور شہر بھی بیان فرمایا ہے۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے تو یہی استعمال
موجود ہے ایک روایت مین ارشاد ہے امرت بقریۃ تاکل القری دوسری روایت مین ارشاد ہے
آخر قریۃ من قری الاسلام خرابا المدینۃ دونون حدیثون مین قریہ سے مراد طیبہ اور قری سے مقصود مطلق
بستیان ہین شہر ہون یا گاؤن اسکے سوا اور نظائر احادیث مین موجود ہین علی ہذا القیاس عرب

عرباکے کلاموں مین اسکے شواہد بکثرت پائے جاتے ہین جنکے دیکھنے سے بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ قریہ کے معنے مطلق بستی کے اگر مجازی بھی ہین تو مجاز متعارف و مجاز شائع ہین اور مجاز متعارف و شائع کا حال اقوال علما مین ملاحظہ فرمالیجئے اسپر بھی حضرت مجیب کا تصریحات ائمہ لغت اور استعمال قران و حدیث واہل عرب سے آنکھین بند کرکے محض اپنے ہوائی نفس سے تغلیط محض کا حکم لگانا کس قدر سخت امر ہے بالجملہ وضع لغت و استعمال قدیم اہل عرب دونون مقصود مجیب کے معارض ہین البتہ یہ بات مسلم ہے کہ استعمال متاخر و اصطلاح متجدد مین قریہ کا اطلاق قری صغیرہ یعنے گانون کے ساتھ مخصوص و مشہور ہوگیا ہے جیساکہ لفظ تمتع حسب وضع لغوی و استعمال سلف قران و تمتع اصطلاحی دونون پر بولا جاتا ہے مگر اصطلاح متاخرین مین تمتع اصطلاحی کے ساتھ مخصوص ہوگیا اسکے سوا اور بہت نظائر ایسے موجود ہین کہ علمانے وضع لغت اور استعمالات اہل عرب مین کسی قسم کی تخصیص کرکے اپنے معنی اصطلاحی مقرر کرلئے ہین اس تحقیق کے بعد بمقتضائے انصاف روایت مذکورہ سے ہمپر ہرگز الزام قایم نہین ہوسکتا اور جس حالت مین کہ بعض ائمہ لغت جواثا کے مدینہ ہونے کی تصریح بھی فرمادیوین تو پھر تو اس روایت کو مستدل بنانیکی وجہ بجز خواہش نفسانی اور سمجھ ہی مین نہین آتی اسکے بعد مجیب بنارسی نے عبارت عینی منقولہ اوثق العری جسکا خلاصہ اوپر عرض کرآیا ہون اوسکی تردید حافظ ابن حجر کے کلام سے نقل فرمائی ہے اگرچہ تقریر معروضہ سابق کے بعد اوسکی جواب دہی ضروری معلوم نہین ہوتی مگر بنظر مزید توضیح عرض کئے دیتا ہون عبارت عینی منقولہ اوثق العری مین ایک مضمون یہ تہا۔ وحکی الجوہری والزمخشری وابن الاثیران الجواثی اسم حصن بالبحرین اسکے جواب مین علامہ ابن حجر فرماتے ہین وہذا لاینافی کونہا قریۃ یعنے ابن حجر نے حسب نقل ائمہ لغت جواثا کا حصن ہونا تو تسلیم فرمالیا مگر یہ فرماتے ہین کہ حصن ہونا قریہ ہونیکے منافی نہین اور در صورت عدم منافاۃ حصن ہونے سے قریہ ہونیکی نفی لازم نہ آئیگی۔ وہو المطلوب

مگر علامہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب ہمارے نزدیک قابل تسلیم نہین کیونکہ قریہ اور حصن مین منافاۃ ذاتی اور منافاۃ عقلی کا تو کوئی عاقل وہم بھی نہین کرسکتا جو اوسکے دفعیہ کی ضرورت ہو لیکن منافاۃ عرفی بے شک ہے عرف مین قری صغیرہ کے اندر حصون بنانیکا ہرگز ہرگز دستور نہین ہے اور مشاہدہ اور عادت کے بالکل خلاف ہے اسلئے علامہ ممدوح کا حکم عدم منافاۃ قابل قبول نہین تو اب لفظ قریہ جو روایت ابوداؤد مین مذکور ہے اوسمین چونکہ قریہ کے کسی قسم کی تشریح نہ تھی اور ان اقوال علما لغت سے معلوم ہوگیا کہ وہان قلعہ بھی تہا اور عرف و عادت مین قلعہ بڑی بستیون مین بنایا جاتا ہے چھوٹی بستیون مین قلعہ طیار کرنا خلاف عرف و عادت ہے تو اس لئے بے تکلف معلوم ہوگیا کہ جواثا بڑی بستی تھی گانون نہ تہا سواب اگر ہم مجیب کے

ارشاد بے دلیل کے موافق یہی تسلیم کرلین کہ قریہ کے حقیقی معنی گاؤن کے ہین اور شہر پر اوسکا اطلاق محض استعمال مجازی ہے تو بھی ہمکو اصلا مضرت نہین کیونکہ عرف و عادت تمام علماء کے نزدیک ایسا قرینہ قوی ہے کہ جسکی وجہ سے نصوص قطعیہ مین بھی معنی حقیقی چھوڑکر معنی مجازی لینے پڑتے ہین اور اگر ہمارے معروضات سابقہ کے موافق ہمت فرماکر قریہ کو بحسب استعمال قدیم عام تسلیم فرمالیوین تو پھر تو یہ قصہ اتنا بے تکلف اور سہل ہے ہوجایگا کہ حق تعالی تمام مشکلات دینی و دنیوی اپنے فضل سے ایسے ہی سہل فرماوے جب نقل مذکور نے مرجوح کو راجح بہ یعنی مجاز کو حقیقت پر ترجیح دیدی تو امرین متساوین مین ایک کی تعیین کردینی کون سی بڑی بات ہے بلاضرورت یہ چند اوراق بدولت حضرت مجیب مثل نامۂ اعمال ہمکو سیاہ کرنے امر مقدر رتہا ورنہ مجیب نے کوئی بات فی الواقع عبارت اوثق العری کے جواب مین ایسی نہین بیان فرمائی جسکے جواب کی ضرورت سمجھہ مین آئے کم سے کم ہمارے مجیب کو کوئی ایسی حجت تو پیش کرنی ضرور تھی جس مین قریہ صغیرہ کی تصریح ہوتی فقط لفظ قریہ پر اڑکر اور تصریحات جانب مقابل کو بے وجہ مردود خیال فرماکر کامیابی کی امید فرمانی بالکل ع۔ لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین۔ کا پورا مصداق ہے۔ دوسرا جملہ عبارت عینی منقولہ اوثق العری مین یہ ہے وحکی ابن التین عن ابی الحسن انھا مدینۃ اسکے جواب مین علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ دو امر ارشاد فرماتے ہین۔ وماثبت فی نفس الحدیث من کونھا قریۃ اصح مع احتمال ان تکون فی الاول قریۃ ثم صارت مدینۃ یعنے حدیث ابوداؤد مین جو لفظ قریہ مصرح موجود ہے شیخ ابوالحسن وغیرہ کے قول پر اوسکو ترجیح ہوگی اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے قریہ ہوگا کچھ مدت کے بعد مدینہ ہوگیا ہوا ور روایت ابن عباس مین پہلی حالت اور شیخ ابوالحسن کے کلام مین پچھلی کیفیت مذکور ہو فلا منافاۃ علامہ ابن حجر نے اس استدلال پیش فرمودہ علامہ عینی کے دو جواب دیئے اول کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ ابوالحسن کا مدینہ فرمانا قریہ ہونیکے معارض ہے جو روایت ابوداؤد مین مذکور ہے مگر اہل فہم و فراست سے امید ہے کہ تقریر گذشتہ کو ملاحظہ فرماکر اس امر کے دو جواب معلوم کرلینگے۔ اول تو یہ کہ قریہ اور مدینہ مین تعارض ہی نہین بلکہ قریہ حسب اقوال ائمۂ لغت و استعمال قرآن وحدیث مدینہ سے عام ہے اور فی مابین عام مطلق اور خاص مطلق تعارض کی کیا معنے دوسرا یہ کہ حسب منشاء مجیب اگر یہی تسلیم کرلیا جاوے کہ قریہ کے معنے اور مصداق حقیقی فقط گاؤن ہی ہے اور شہر اوسکا مقابل اور متضاد تو پھر یہ جواب ہوگا کہ بقول مجیب قریہ کے معنی حقیقی اور مدینہ مین تضاد مانا جائیگا مگر قریہ کی مصداق مجازی اور مدینہ مین تو کوئی کسی مخالفت کا روادار نہین ہوسکتا ادہر قریہ کا اطلاق مجازی مدینہ پر سبکو مسلم اور خود مجیب

اوسکے مقر غایتہ مافی الباب قرینہ صارفہ کی ضرورت ہوگی تو اوپر مفصلاً عرض کرچکا ہون اور معروضہ سابقہ کے علاوہ ایک قرینہ معنی مجازی کا یہ بھی ہے کہ اگر قریہ کے حقیقی معنی لئے جاوینگے تو اسصورت مین شیخ ابوالحسن کا مدینہ فرمانا اور ابو عبید بکری کا مدینہ نقل کرنا سب غلط ہوجاوینگے تو کیا اسقدر قرائن بھی مانع عن الحقیقۃ اور صارف الی المجاز نہین ہوسکتے اتنی بات تو ادنی قرینہ مرجحہ سے سبکو تسلیم کرنی پڑتی ہے اور تمام اہل عقل و نقل حقیقت کو چھوڑکر مجاز کو بلا تامل تسلیم فرمالیتے ہین تو اس صورت مسلمہ مجیب کے موافق بھی دونون قول معمول بہ اور مسلم ہوگئے کسی کا ترک لازم نہوا نہ لفظ روایت متروک ہوا اور نہ تصریحات ائمہ لغت۔ آپ مجیب ہی انصاف فرمائین کہ تطبیقات ظاہرہ کی ہوتی خواہ مخواہ تعارض مانکر ائمہ نقل کی تغلیط کرنا کیونکر لائق قبول ہوسکتا ہے دوسرا جواب جو علامہ ابن حجر نے بیان فرمایا ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ قول ائمہ لغت اور لفظ روایت مین تطبیق بیان فرماتے ہین کہ قرن اول مین جواثا گاؤن ہوگا اور اوسکے بعد شہر ہوگیا ہوگا سو علامہ کا مسلک تطبیق اختیار فرمانا تو مسلم و مقبول مگر جو تطبیق کی صورت علامہ فرماتے ہین احتمال محض اور امر بے دلیل ہے اور ظاہر سے بعید بھی ہے سوا اسکے کہ علماء لغت کی تغلیط اور تکذیب کرنی نہ پڑے اور وہ اس تغلیط سے محفوظ رہین اور کوئی ادنی قرینہ بھی اس تطبیق کا مؤید نظر نہین آتا۔ اور جو وجہ تطبیق بیان فرمودہ اوثق العری ہم عرض کرچکے ہین اوس مین اس تغلیط سے محفوظ رہنے کے سوا التعامل خیر القرون اوسکی مؤید اور نقل کتب لغت اور استعمالات نصوص وغیرہ اوس کے موافق پھر اس تطبیق عمدہ بے تکلف کو چھوڑکر تطبیق بعید و ضعیف کو قبول کرنا بیشک قابل انکار ہے علاوہ ازین شعر امرء القیس جو علامہ عینی نے اس کلام مین بیان فرمایا ہے اور اوسمین بھی جواثا کے شہر ہونیکا قرینہ یعنی کثرت امتعہ اور کثرت تجار موجود ہے اوسکا جواب حافظ ابن حجر کے موافق غالباً یہی دیا جائیگا کہ جواثا جاہلیۃ مین شہر ہوگا اور زمانہ نبوت مین گاؤن ہوگیا ہوگا اور پھر اوسکے بعد شہر ہوگیا ہوگا اور اگر اسکے ساتھ اہل جواثا کی وہ کیفیت جو خلافت صدیق اکبر مین اہل ردۃ کی طرف سے پیش آئی ملاحظہ کیجائے جسکے بارہ مین امام نووی بھی نقل فرماتے ہین فلم یکن یسجد للہ تعالیٰ

فی بسیط الارض الا فی ثلثۃ مساجد مکۃ و مسجد المدینۃ و مسجد عبد القیس فی البحرین فی قریۃ یقال لہا

جواثا ففی ذلک یقول الاعور الشنی یفتخر بذلک ؎ والمسجد الثالث الشرقی کان لنا ٭ والمنبران

وفصل القول فی الخطب ٭ ایام لا منبر للناس نعرفہ ٭ الا بطیبۃ والمحجوج ذی الحجب ٭ تو پھر تو خدا کی پناہ معلوم نہین ہمارے مجیب کو کتنی لوٹ پھیر کرنی پڑیگی مگر محکا مجیب کے انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتو

اشعار کی مٹی خراب کرینگے جسمین وہ کسیقدر معذور بھی سمجھے جا سکتے ہین اور یا بداہتہ اور ذوق سلیم سے
مثل فہم و انصاف ناخوش ہوکر لم اور لانسلم سے کام لینگے اسلئے ہم بھی یہی عرض کرتے ہین کہ جیسا
امرء القیس کے شعر سے اونہون نے یہان سکوت فرمایا ہے ایسے ہی آپ بھی جملہ اشعار سے اعراض
فرماکر اونکی جوابدہی کی فکر نفرماوین فقط امور مذکورۂ بالا کی جوابدہی اپنے ذمہ ضروری سمجھین اور کیا
عجب ہے جو مجیب کلام نووی جسکو ہم عرض کرچکے ہین اوس مین لفظ قریہ دیکھکر اولٹا ہمپر الزام قایم
کرنیکو تیار ہوجاوین سو ہم کو بھی اسکا کچھہ اندیشہ نہین ہم مجیب کی تقریرات مختلفہ دیکھکر اس قسم کے امور کو
زیادہ عجیب خیال نہین کرسکتے بلکہ اگر یہ عرض کیا جائے کہ ایسے امور کے سننے اور اونکے جوابدینے کی
کسیقدر خوگر ہوگئے ہین تو غالبًا غلط نہوگا اسلئے جو چال اونکو مستحسن معلوم ہو بے تکلف اختیار فرماوین
ہان اسقدر ملحوظ رکھین کہ جو دو وجہ تطبیق جو اثنا کی قریہ اور مدینہ ہونیکی بارہ مین ہم عرض کرچکے ہین
ایک یہ صورت کہ قریہ کو عام رکھا جاوے دوسرے یہ کہ قریہ کو گاؤن کے لئے مخصوص مانکر اوسکا
استعمال بمعنی شہر مجازی کہا جاوے ان ہر دو وجہ تطبیق کو تطبیق منقولہ مجیب کے ساتھ موازنہ کیا
جاوے کہ کونسی صورت اولی اور احق بالقبول ہے بلکہ اونکے ذمہ لازم ہے کہ جو وجوہ ہمنے عرض
کی ہین اونکا دفعیہ بالکلیہ کیا جاوے تاکہ حدیث جو اثنا منقولہ ابوداؤد سے اونکا استدلال فرمانا درست
ہوسکے اور مجیب کا یہ فرمانا (کہ اس عبارت حافظ ابن حجر سے عینی کی کل باتونکا قلع قمع ہوگیا للہ الحمد)
قابل قبول ہوجائے اسوقت تک تو جو مجیب نے تحریر فرمایا ہے اوسکو اہل عقل خود ملاحظہ فرماکر اور خود ہماری
تقریر دیکھکر اس قلع قمع کی اصلیت بے تکلف معلوم کرسکتے ہین اور ہم بھی اس سے زاید عرض کرنیکی
حاجت نہین سمجھتے بجز اسکے کہ اونکے للہ الحمد پر یرحمک اللہ کہکر چپ ہورہین اگر کچھہ اور تحریر فرماوینگے
اور ہماری معروضات کے جواب معقول دینگے تو اوسوقت دیکھا جاویگا۔ اسکے بعد یہ امر بھی قابل لحاظ
ہے کہ اوثق العری مین یہ فرمایا تھا کہ قریہ کا اطلاق باعتبار معنی لغوی اجتماع کے مدینہ پر بھی ہوتا ہے اوسکے
جواب مین مجیب کسیقدر تیزی کے ساتھ فرماتے ہین (رہا کرے حقیقی معنی قریہ کے گاؤن کے ہین
حقیقۃ مقدم ہے مجاز پر ہان اگر کوئی قرینہ صارفہ ہو تو شہر مراد ہوتا ہے جیسا آیۃ مین جسکو آپنے
نقل کیا) اسمین مجیب نے چند امور بیان فرمائے ہین جنکا جواب تقریر گذشتہ کو ملاحظہ فرماکر ہر عاقل سمجھہ
جائیگا امر اول یعنی گاؤن کو قریہ کا مصداق حقیقی فرمانیکا اگر یہ مطلب ہے کہ گاؤن پر قریہ کا اطلاق
حقیقۃً ہوتا ہے مجازًا نہین تو بیشک مسلم مگر اتنی بات ہمارے مقابلہ مین نہ اونکو مفید نہ ہمکو کچھہ مضر
اور اگر اس جملہ سے اونکی غرض یہ ہے کہ اوسکا اطلاق لغوی حقیقی گاؤن ہی مین منحصر ہے اور شہر پر محض

مجازی ہے تو اوسکی دلیل مجیب نے اثناک کوئی قوی ضعیف بیان نہیں فرمائی کوئی دلیل قابل قبول
بیان کرنے ضروری ہے مگر یہ لغت پنجابی یا ہندوستانی نہیں ہے اسلئے کتب معتبرہ لغتہ اہل
عرب سے اسکو ثابت فرمانا ضروری ہے اور اوسکی نسبت جو کچھہ اوپر معروض ہو چکا ہے اوسکا دیکھہ
لینا بھی مناسب ہے اور اگر یہ مدعی ہے کہ قریہ کا اطلاق حقیقی اصطلاحی گاؤن کے ساتھ مخصوص ہے
تو اسکا مطلب قیامت تلک بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ شہر پر اوسکا اطلاق مجازی محض ہوگا بالخصوص وہ
اطلاق جو تقرر اصطلاح سے بھی مقدم ہو الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لسانہ شہر اوکما قال مین کوئی
نہیں کہہ سکتا کہ ایلار کا اطلاق یہان مجازی محض ہے بلکہ یہی کہنا ہوگا کہ گو ایلار شرعی یہ نہو مگر باعتبار
وضع لغوی ایلار اپنے معنی حقیقی مین مستعمل ہے اسکے بعد مجیب کا یہ فرمانا (ہان اگر کوئی قرینہ صارفہ
ہو تو شہر مراد ہوتا ہے) اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اگر معروضہ بالا سے قطع نظر کرکے ہم تسلیم بھی کرلین
کہ قریہ کا اطلاق شہر پر محض مجازی ہے تو اول تو اس امر کا ضرور خیال رہے کہ یہ مجاز حسب معروضہ
سابق متعارف وشائع الاستعمال ہے اوسکے بعد یہ عرض ہے کہ ایک قرینہ نہیں بلکہ قراین متعددہ آپکے
معنی حقیقی کے خلاف پر موجود ہین اول تو لوقت قیام قبا آپکا وہان جمعہ نہ پڑہنا اور نہ اہل قبا کو امر
فرمانا دوسرے آپکے اور جملہ صحابہ کی زمانہ میں عوالی مین کہین صلوۃ جمعہ کا قایم نہونا تیسرے حدیث ام عبد اللہ
منقولہ مجیب کل قریۃ کے ساتھ فیہا امام کی قید بڑہانا چوتھے روایت مرفوعہ وموقوفہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ - لاجمعۃ ولاتشریق الافی مصر جامع پانچوین ائمہ لغت کا جواثا کی نسبت مدینۃ بالبحرین کی تصریح
فرمانا چھٹے جوہری وزمخشری کا حصن بالبحرین کہنا ساتوین امرء القیس اور اعور شنی کے اشعار آٹھوین
روایۃ اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ وسلم بالمدینۃ الجمعۃ جمعت
فی مسجد عبد القیس بجواثا من البحرین نوین ارشاد حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ فمن احب من
اہل العالیۃ ان ینتظر الجمعۃ فلینتظرہا ومن احب ان یرجع فقد اذنت لہ دسوین ارشاد الجمعۃ علی کل من
سمع النداء فتلک عشرۃ کاملۃ - اسکے بعد مجیب ارشاد فرماتے ہین جسکا مدعی یہ ہے کہ بدون قرینہ صارفہ
جیسا آپکی آیت منقولہ یعنی وقالوا لولا انزل ہذا القران علی رجل من القریتین عظیم مین موجود ہے قریہ
سے شہر مراد نہین ہوسکتا سو ہم مجیب سلمہ کے ارشاد کو تسلیم کرکے متعدد قرائن معتبرہ ابھی عرض کرچکے ہین
اور اونکے اس طلب کا جواب بعد تسلیم مکرر عرض کر آئے ہین مگر یہ امر ملحوظ رہے کہ صرف اتنی بات کہ قریتین
سے مراد آیت مین مکہ مکرمہ اور طائف ہے یہ بات تو شان نزول آیۃ سے بیشک مسلم ہے لیکن یہ بات کہ یہ
دونون مقام بالخصوص طائف بوقت نزول آیۃ قریہ نہ تھے بلکہ شہر تھے اسکی دلیل مجیب لبیب جو اونکے

نزدیک قابل قبول ہو بیان فرماوین جسکی وجہ سے قریہ کے معنی حقیقی کو چھوڑکر معنی مجازی مجیب کے نزدیک بھی مسلم ہوگئے اور نص قطعی کے ظاہر کو ترک فرمانا حق سمجھا گیا جسوقت مجیب اپنی رائے کے مطابق ایسا قرینہ بیان فرمادینگے تو اوسوقت ہم بھی اپنے کلام سابق سے وہی قرینہ بلکہ اوس سے قوی اور متعدد قرین نکالکر دکہلادینگے اور اس باتکا تو وہم بھی نہین ہوسکتا کہ ہمارے مجیب جس قرینہ کی بنا پر نص قطعی کے معنی ظاہری حقیقی ترک فرماوین اوس قرینہ کیوجہ سے قول صحابی یا کسی راوی حدیث کے قول کے معنی حقیقی ترک فرمانے مین تامل اور انکار کرین۔

تحقیق امر ثانی

الحمد للہ جواثا کے قریہ ہونے ہونیکی بحث تو پوری ہوچکی اب امر ثانی یعنی جواثا مین جو اقامت جمعہ کی گئی وہ آپکے ارشاد سے ہوئی یا بعض صحابہ اہل جواثا کی رائے سے ہوئی اسکی نسبت جو ہمارے ہر دو مجیب کی تحقیق ہے اوسکو ہدیہ ناظرین کرتا ہون سنئے۔ اوثق العری مین یہ مضمون تحریر فرمایا تہا کہ جواثا کو بالفرض قریہ بھی مان لیا جاوے تو اسکے کیا دلیل کہ اہل جواثا نے آپکے ارشاد و اجازت سے وہان جمعہ قایم کیا تہا یا اقامت کے بعد آپکو اطلاع کی نوبت آئی اور آپنے اوس کی تقریر فرمادی تھی۔ اسکے جواب مین مولانا ابوالمکارم تحریر فرماتے ہین کہ جب جواثا مین جمعہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین قایم ہوچکا تہا تو اب اس تفتیش کی حاجت نہین کہ آپکی اذن سے ہوا تہا یا کیونکر غایۃ مافی الباب یہ روایت حقیقت مین مرفوع ہوگی توحکما تو ضرور اوسکا مرفوع ہونا ثابت ہے انتہی ملخصا۔ مجیب کے اس تحکم بیجا کا توبہی معقول جواب معلوم ہوتا ہے کہ اہل جواثا چند اشخاص چند دنون کے لئے آپکی خدمت مین حاضر ہوکر کچھ مسایل ضروریہ سیکھکر اپنے وطن کو واپس ہوگئے اونکو شرایط جمعہ کی خبر نہین ہوئی مدینہ طیبہ مین اقامت جمعہ کو دیکھکر اونہون نے بھی بوجہ عدم علم شرایط جواثا مین جاکر جمعہ قایم کرلیا اور جو کچھ کیا بالکل اپنی رائے سے کیا اہل عوالی چونکہ ہمیشہ خدمت مبارک مین آتے جاتے رہتے تھے اور واقف حالات تھے اونکو پورے حالات معلوم تھے اسلئے اونہون نے اول سے لیکر آخر تلک ایکدفعہ بھی اقامت جمعہ کسی قریہ مین نکی ورنہ یہ امر کسی طرح سمجھ مین نہین آتا کہ اہل جواثا کو تو یہ مسئلہ معلوم ہوجائے اور اہل عوالی مین سے کسیکو خبر ہی نہو اور نہ آپ اونکو مطلع فرماوین اور یہ بات اقرب الی الفہم اور مشاہد ہے کہ برائے چندے حاضر ہونیوالونکو بہت سے امور مخفی رہجاتے ہین حضرت عمرو بن سلمہ کی قوم نے آپ سے لیؤمکم اکثرکم قرانا سنکر اپنے قبیلہ مین پہونچکر عمرو بن سلمہ کو امام مقرر فرمادیا جو چھ سات برس کے تھے اور نماز مین کشف عورت غلیظہ بھی ہوجاتا تہا جب دیکھنے والون نے الا تغطون عنا است قاریکم

جواب ابوالمکارم

جواب

کہاتو ستر عورت کا بندوبست کیا گیا اور انصاف کی بات جو اہل علم کے نزدیک مسلمات سے ہے یہ ہے کہ اقوال وافعال صحابہ حضرات صحابہ ہی پر موقوف سمجھے جاتے ہین تاوقتیکہ کسی دلیل سے اونکا مرفوع ہونا ثابت نہو جائے مقدمہ ابن صلاح مین بیان موقوف مین فرماتے وہو مایروے

عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم من اقوالہم وافعالہم ونحوہا فیوقف علیہم ولا یتجاوز بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہے اہل جواثا کو تو مدت العمر مین صرف چند دنون کے لیئے آپکی خدمت اقدس مین شرف اندوزی کی نوبت آئی وہ حضرات جو تمام زمانہ بعثت مین برابر خدمت مین حاضر رہے اور اہل جواثا سے بہر کمال علمی وعملی مین فایق اور راحق شمار ہوتے ہین) اونکا قول اور فعل تو مطلقاً مرفوع گنا ہی نہین جاتا دیکہیے قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ لاجمعۃ ولا تشریق الخ کو آپ خود موقوف غیر مرفوع فرمارہے ہین حالانکہ اثر مذکور مرفوعاً بہی منقول ہے مگر اسوجہ سے کہ وہ سندین قوی نہین ہین اونکو کالعدم قرار دیکر اثر مذکور کو موقوف فرمایا جاتا ہے جب باوجود ان سب باتون کے حضرت علی کے قول کو مرفوع نہین کہا جاتا تو پہر اقامت جمعہ فی الجواثا کو جس مین جملہ ترجیحات مذکورہ معدوم ہین اور کوئی روایت ضعیف بہی اوسکی مرفوع ہونیکو ظاہر نہین کرتے کیونکر مرفوع کہہ سکتے ہین اور ہمارے مجیب ابو المکارم اسپر بہی اگر قصہ جواثا کو بلاوجہ حکماً مرفوع فرماتے ہین تو قطع نظر اس امر سے کہ یہ اونکا فرمانا قواعد کے خلاف ہے اس صورت مین قول حضرت علی کو بطریق اولی حکماً مرفوع کہنا پڑے گا مجیب کو لازم تہا کہ کوئی ایسی وجہ بیان فرماتے کہ جس سے قصہ جواثا کا حکماً مرفوع ہونا اور قول حضرت علی کا غیر مرفوع ہونا اہل عقل کی سمجھ مین آسکے ورنہ دعوی بے دلیل قابل سماعت ہوتا تو لقال من شاء ما شاء حضرات علما نے قول صحابی کو صرف ایسے موقع مین حکماً مرفوع فرمایا ہے جو مدرک بالقیاس نہو اور رائے کو اوسمین دخل نہو علی الاطلاق قول وفعل صحابہ کو حکماً مرفوع فرمانا کسیطرح قابل تسلیم نہین اور مذہب اہل حدیث وفقہاء کے صریح مخالف ہے اور احادیث مین اوسکے شواہد بکثرت موجود ہین کما لا یخفی علی الماہر۔ بالجملہ مجیب ابو المکارم کا یہ فرمانا (کہ جب جواثا مین جمعہ آپکے عہد مبارک مین قایم ہوچکا تہا تو اب اس تفتیش کی ضرورت نہین کہ آپکے اذن سے ہوا تہا یا بلا اذن ہوا تہا) بالکل بے اصل اور غیر قابل التفات ہے البتہ علامہ شوکانی اور حافظ ابن حجر نے جو جمعہ جواثا کو مستدل بنایا ہے اور حنفیہ کے استدلالات اور اعتراضات کا جواب دیا ہے جسکی توضیح وتحقیق اوثق العرے مین موجود ہے اوسکی نسبت جو ہر دو مجیب نے تحریر فرمایا ہے اوسکی کیفیت عرض کرنا ضروری سمجہتا ہون اسلئے یہ التماس ہے کہ قصہ جواثا سے جن حضرات نے اقامت جمعہ فی القری ثابت

فرمائی تھی اوسکے جواب مین حنفیہ نے اول یہ عذر پیش کیا تھا کہ جواثا کا قریہ ہونا ثابت اور مسلم نہین چنانچہ اسکی تفصیلی بحث معروض ہو چکی دوسرا عذر یہ پیش کیا تہا کہ یہ بعض صحابہ کا فعل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے وہان جمعہ کا قایم ہونا یا بعد اطلاع آپکا تقرر وتسلیم فرمانا کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا تا وقتیکہ کسی دلیل سے یہ معلوم ہو کہ آپکے ارشاد سے یہ جمعہ قایم کیا گیا تہا یا آپنے اوسکو تسلیم فرما لیا تہا اوسوقت تک یہ دلیل قابل تسلیم اور حنفیہ پر حجۃ نہین ہو سکتی چنانچہ علامہ عینی فرماتے

ہین ولئن سلمنا انہا قریۃ فلیس فی الحدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلع علی ذلک واقرہم علیہ - اس سقم اور اعتراض کو علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب وغیرہ نے دو طرح سے دفع کیا ہے - اول یہ کہ عادت صحابہ کرام سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل جواثا نے زمانۂ نزول وحی مین بلا استفسار محض اپنی رائے سے اقامت جمعہ نکی ہوگی دوسرے اگر وہ ایسا کرتے اور یہ اقامت خلاف حکم شرع ہوتی تو ضرور اسبارہ مین اونکی تنبیہ کے لئے قران نازل ہوتا جیساکہ حضرت جابرؓ اور ابو سعید خدریؓ نے جواز عزل کے لئے یہی دلیل فرمائی ہے کہ زمانۂ نزول وحی مین لوگ عزل کرتے تہے مگر ممانعت نازل نہین ہوئی چنانچہ

فتح الباری کی عبارت بعینہ یہ ہے ووجہ الدلالۃ منہ ان الظاہر ان عبد القیس لم یجمعوا الا بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما عرف من عادۃ الصحابۃ من عدم الاستبداد بالامور الشرعیۃ فی زمن نزول الوحی ولانہ لو کان ذلک لا یجوز لنزل فیہ القران کما استدل جابر وابو سعید علی جواز العزل فانہم فعلوہ والقران ینزل فلم ینہوا عنہ - انتہی سواد اوثق العری مین اول امر کی نسبت یہ جواب دیا ہے کہ بعض حضرات کا یہ خیال فرمانا کہ حضرات صحابہ جو کچھ کرتے تہے آپ کی اجازت اور اذن کے بعد کرتے تہے ہرگز درست نہین ناظرین حدیث بالبداہتہ جانتے ہین کہ صحابہ کرام کی بہت سے افعال بدون اذن صریح واجازت آپکے بھی ہوتے تھے چنانچہ ابن حجر وقاضی شوکانی اور اونکے اتباع خود مقر ہین کہ دربارہ جمعہ ہی اسعد بن زرارہؓ نے حسب مشورہ انصار قبل امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین جمعہ قایم کیا اور روایات حدیث بھی اسبارہ مین موجود ہین کما مر سابقا علاوہ ازین اس امر کی نظائر اور شواہد احادیث مین اس کثرت سے موجود ہین کہ جسکو دیکھکر صاف معلوم ہوتا ہے کہ علامہ موصوف اور قاضی صاحب نے کسی مجبوری کی حالت مین یہ جواب تحریر فرما دیا ورنہ اونکی شان کے یہ جواب کسیطرح مناسب نہ تہا کہ ایسی احتمال ضعیف اور خلاف قاعدہ امر سے خصم پر حجۃ قایم فرما دین یہی وجہ ہے کہ مجیب بنارسی نے باوجود تقلب وتحکم شدید کے اوثق العری کے اس مواخذہ سے بالکل اغماض فرماکر جواب دہی سے بالکل پہلو تہی فرمائی مگر مجیب ابو المکارم بزور قوت ارادہ اتنا کہہ گذرے کہ اوثق العری کے اس جملہ مین (کیونکہ بہت افعال صحابہ

جواب از علامہ ابن حجر وغیرہ

جواب مصنف اوثق العری

کرام بلا اذن صریح و اجازت آپکے ہوا کرتے تھے) لفظ بہت کو لفظ سب پڑھکر زبان درازی پر آگئے اصل جواب تو بالکل ندارد اپنی خوش فہمی اور غلط کاری کی بدولت نصف صفحہ سے زیادہ پر عجب عجب رنگ دکھلائے ہین کہین تعجب اور تحیر کا اظہار ہے اور کبھی صاف تغلیط کیجاتی ہے کہین فرماتے ہین کہ آپکی تحریر جا بجا ادائے مطلب مین قاصر ہے اسلئے حکم فرماتے ہین کہ دوبارہ اس مضمون کو تحریر کرنا چاہئے تاکہ جواب دیا جائے کبھی کہتے ہین کہ یہ عبارت کلام ماسبق کے خلاف ہے تمام نکتہ آمیزیون کے بعد آخر مین تتامل بھی فرماہی دیا۔ مگر جسکو کچھ بھی فہم ہوگا اوسکو نہ تامل کی حاجت نہ ادنی فکر کی ضرورت اصلی بات اتنی ہی ہے کہ طبع ہونے مین لفظ بہت صاف نہین چھپا مجیب نے بے دیکھے سمجھے اوسکو لفظ سب خیال کرلیا اور اس غلط بینی اور نافہمی کی بدولت حضرت مجیب کو اسقدر فضولیات اور خرافات مین مبتلا ہونا پڑا جسکو ادنی فہیم بھی دیکھکر یا سنکر اگر آنکھین بند نکریگا اور کانون مین انگلیان نہ دیگا تو دانتون مین انگلیان تو ضرور دے لیگا باقی قصہ اسعد بن زرارہ کی نسبت جو مجیب نے اس موقع پر تحریر فرمایا ہے اور روایۃ دارقطنی اور طبرانی مذکورہ سابقہ کو اوثق العری کی عبارت کے معارض بیان کیا ہے محض خیال خام ہے اوراق سابقہ مین اسکی بحث بہت مفصل گذر چکی ہے اور خود اوثق العری مین مفصلاً موجود ہے اونکے ملاحظہ کے بعد انشاء اللہ کوئی عاقل تعارض کا خطرہ بھی نکریگا ہان ایسے صاحبون کا کوئی علاج نہین کہ لفظ بہت کو سب پڑھکر آندھی اونہانیکو موجود ہوجاوین ؎ شعر

واخو العداوۃ لا یمر بصالح ❊ الا ویلمزہ بکذاب اشر

خیر امر اول کی کیفیت تو معلوم ہوچکی اب امر ثانی کی تفصیل ملاحظہ فرمایئے جسکی نسبت ہر دو مجیب نے زور آزمائی کی ہے سو اسقدر تو پہلے عرض کرچکا ہون کہ علامہ ابن حجر اور قاضی شوکانی رحمہما اللہ نے اپنے استدلال پر سے اعتراض دفع کرنیکی غرض سے دوسرا امر یہ تجویز فرمایا ہے کہ اگر اقامت جمعہ فی الجواثا خلاف وناجایز ہوتے تو زمانۂ نزول وحی مین ضرور اوسکی ممانعت نازل ہوتی جیسا کہ حضرت جابرؓ اور ابوسعیدؓ نے جواز عزل کی بابت بعینہ یہی استدلال پیش فرمایا ہے۔ اور علامہ ابن حجر کے اس استدلال کے جواب مین جو اوثق العری مین ارشاد فرمایا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس عملدرآمد صحابہ کرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و اطلاع سے ہونا ثابت نہوا ہو تو اوس عملدرآمد کو صرف اتنی بات سے دلیل جواز نہین بنا سکتے کہ کوئی نص ممانعت دربارۂ تعامل مذکورہ موجود نہین بلکہ درصورت عدم نزول ممانعت تعامل مذکور کو دلیل جواز بنانے کے لئے دو شرطین ضروری ہین ایک یہ کہ اوس بارہ مین کوئی نص ممانعت اور دلیل حرمت موجود نہو دوسرے یہ کہ عامہ صحابہ اوسپر تعامل فرماوین نہ چند اصحاب

اگر کوئی نص ممانعت اوس حکم مین موجود ہوگی یا جمہور صحابہ اوس تعامل مین شریک ہونگے تو وہ تعامل
فقط اتنی بات سے کہ خاص اوسکے بارہ مین کوئی نص ممانعت موجود نہین حجة جواز ہرگز نہ بن سکیگا اور
نہ ایسی تعامل کے بارہ مین نزول وحی ضروری سمجھا جائیگا کیونکہ وہ نص ممانعت اور تعامل عام زمانہ
نبوت خود بمنزلہ وحی موجود ہے چنانچہ اوطاس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو من کل
الوجوہ ابد الآباد تلک حرام فرما دیا تہا لیکن بوجہ بیخبری بعض صحابہ اوسکو تحریم مذکور کے بعد بھی جایز سمجھتے رہے
اور آپکے زمانہ سے لیکر زمانہ خلافت حضرت عمر تلک وقتاً فوقتاً اوسپر عمل بھی ہوتا رہا اور باوجود اس کے
کوئی نص اوسکی ممانعت میں نازل نہوئی اسپر بھی اہل سُنت مین سے کوئی متعہ کو جائز نہین کہتا
جس سے صاف ظاہر ہے کہ مطلقاً فعل صحابہ کو صرف عدم نزول ممانعت سے دلیل جواز بنا لینا ہرگز صحیح
نہین اگرچہ بعض اہل حدیث زمانہ حال حلة متعہ پر تلی ہوئے ہین مگر ہمکو اپنے ہردو محبے ہرگز یہ اندیشہ
نہین کہ وہ عیاذاً باللہ ایسے امر شنیع کے پاس بھی جاوین بلکہ اوثق العری کی تقریر کا مقصد یہ ہے کہ
اہل فہم اس بشناعت کو ملاحظہ فرماکر حنفیہ کے مقابلہ مین اس حجة کو پیش نفرماوین کیونکہ اس مسلک کے
موافق جیسا اقامت جمعہ فی القری ثابت کیجاتی ہے ایسے ہی یہ بھی اندیشہ ہے کہ کوئی مطلق العنان آسے
طرز کے موافق حلة وجواز متعہ کے اثبات کا خیال خام پکانے کو موجود نہ ہو جائے۔ بالجملہ تعامل مذکور کو
درصورت عدم نزول ممانعت دلیل جواز بنانا دو شرطون پر موقوف ہے اور باب عزل مین بحمد اللہ
دونون موجود ہین یعنی نہ کوئی نص اوسکے مخالف ہے بلکہ نصوص جواز صریح اوسکے موافق موجود ہین اور
عامہ صحابہ قولاً وفعلاً بھی اوس تعامل مین شریک ہین بلکہ اوسکے مخالف بعض صحابہ کا تعامل بھی کہین ثابت
نہین تو اب حضرت جابر وابو سعید رضی اللہ تعالی عنہما کا اس تعامل اور عدم نزول ممانعة کو مستدل
بنانا بے کھٹکے قابل قبول اور بلا تامل واجب التسلیم ہے بخلاف مسئلہ اقامت جمعہ فی جواثا کے کہ نص
جواز جمعہ فی القری تو اوسکے موافق کہان موجود ہوگی اور اولتا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
بعض روایات حدیث اور تعامل صحابہ اہل عوالی وغیرہ اور اقوال صحابہ صریح اوسکے مخالف موجود ہین
ادہر اہل جواثا معدودے چند آپکی خدمت مین چند روز کے لئے شرف اندوز مصاحبت ہوئے تہے
اور اون صاحبون نے جاکر جواثا مین جمعہ قایم فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اقامت چند حضرات کا تعامل
تہا عامہ صحابہ اس تعامل مین ہرگز شریک نہ تہے بلکہ مخالف تہے پہر اس تعامل کو جسمین ہردو شرایط مذکورہ
بالا سے ایک بہی شرط موجود نہین بلکہ اونکی ضد محقق ہے باب عزل پر قیاس فرمانا کہ جسمین دونون شرطین
بالکل الوجوہ موجود ہین کیا عرض کرون کہ ایسے علامون سے کسقدر مستبعد معلوم ہوتا ہے مگر انصاف بالائے

جملہ بنا نات ہے اہل انصاف بغور تامل ملاحظہ فرماوین کہ تقریر اوثق العری کے سمجھنے کے بعد ان غلطات
کی بیہودت کسقدر محسوس ہوتی ہے - اب اس تحقیق اوثق العری پر جو ہمارے ہر دو مجیب نے مواخذات کئے
ہین ان کو عرض کرتا ہون محدث بنارسی نے تو اس تمام تحقیق و تفصیل سے تعجب خیز اعراض و اغماض فرماکر
صرف ہر دو نظائر بیان فرمودہ اوثق العری پر مواخذہ کیا ہے جس سے یون سمجھہ مین آتا ہے کہ محدث
موصوف نے جب ١٠ - شوال یوم جمعہ کو اوثق العری کا جواب لکھنا شروع کیا تہا اوسیوقت کسی وجہ
سے یہ بھی دل مین قرار دے لیا تہا کہ ٢٣ - شوال یوم پنجشنبہ کو ضرور جواب سے فارغ ہوجاونگا خیر اللہ
اعلم بحال عبادہ مگر یہ ہے کہ مجیب بنارسی نے صرف اتنی بات پر اکتفا فرمایا کہ تمام تقریر کے اقرار و انکار سے
سکوت اختیار کرکے انکی تقریر کہ حافظ ابن حجر نے جو جواب دیا ہے بہت ٹھیک ہے ہر دو نظائر اوثق العری
پر نکتہ چینی شروع کر دی چنانچہ فرماتے ہین قولہ آپنے اسکے جواب مین دو واقعہ نقل کئے ہین اول یہ
کہ صحابہ نے جمعہ مدینہ منورہ مین قایم کر لیا تہا اوسکے جواب مین گذارش کرتا ہون بیشک مگر اللہ تعالے
نے بذریعہ وحی آپکو جمعہ کی فرضیت کی خبر دیدی اگر اس جمعہ کا قایم کرنا عند اللہ منع ہوتا تو اللہ تعالی
ہرگز بذریعہ وحی فرضیت اسکی نازل نفرماتا یہ مثال تو ہمارے قول کی تائید کرتی ہے اور حافظ ابن
حجر نے جو نقل کیا ہے ہوسکی ایک نظیر یہ بھی ہے انتھے - اقول مجیب سلمہ نے شروع رسالہ سے ابتلک
صریح اور سیدہے امور مین غلط فہمی کا وہ جوہر و کمال جابجا ظاہر فرمایا ہے کہ جسکو دیکھکر نہایت
استعجاب و تحیر ہوتا ہے مگر الحمد للہ کہ مجیب ممدوح کی ایسی تقاریر پے در پے دیکھنے کے بعد وہ تحیر
و خلش اب بہت کم ستاتی ہے اسلئے اظہار تاسف اور چھوٹی چھوٹی غلطیون کے بیان کرنیسے بھی
طبیعت مین کاہلی محسوس ہوتی ہے مجیب نے اپنی عادت کے موافق جو اس موقع پر غلطی کہائی ہے یا مغالطہ
دینا چاہا ہے وہ ایسا امر ہرگز نہین کہ اہل فہم اوسکو ملاحظہ فرماکر کسیکے جواب دہی کے منتظر رہین مگر اس
ناکارہ کو چونکہ اس تمام خامہ فرسائی سے یہی مقصود ہے کہ کسر العری مصنفہ محدث بنارسی کی اصل کیفیت
سب پر ظاہر اور روشن ہوجاوے اسلئے یہ عرض کرتا ہون کہ اوثق العری کو ملاحظہ فرمالیجئے اور جو کچھہ یہہ
احقر تفصیل کے ساتھ عرض کر چکا ہے اوسکو دیکھہ لیجئے کہ یہ امر نہایت وضاحت کے ساتھ موجود ہے
کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیہ کے مواخذہ کے کل دو جواب دیئے ہتے اول یہ کہ بغیر امر و اجازت
شارع علیہ السلام کسی فعل کو کرنا عادت صحابہ کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ اہل جواثا کا اقامت جمعہ فرمانا
اگر ناجائز امر ہوتا تو اوسکی ممانعت بذریعہ وحی ضرور ظہور مین آتی اوثق العری مین امر اول کے جواب
کی ذیل مین قصہ اسعد بن زرارہ کی نظیر پیش فرمائی تہی جسکی نسبت علامہ ابن حجر قاضی صاحب وغیرہ

سکو اقرار ہے کہ اہل مدینہ نے اپنے اجتہاد سے اقامت جمعہ فرمائی تھی اور دوسرے امر کے جواب مین قصہ حرمت
متعہ کو بیان فرمایا ہے اور مجیب علامہ کی تقریر سے یون مفہوم ہوتا ہے کہ اونہون نے اپنی خوش فہمی یا ہماری
خوش قسمتی سے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہر دو نظایر جواب ثانی کی ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس مختصر عرض کے سمجھ
لینے کے بعد ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو جائیگا کہ تمام تقریر کی غوت ایسا امر ہرگز نہین جو کوئی کم فہم بھی اوسمین متامل ہو
اب ہم جواب قصہ اہل مدینہ سے قطع نظر کرتے ہین مجیب کی خدمت مین ملتمس ہین کہ بیشک حق تعالی نے
بذریعہ وحی آپ کو جمعہ کی فضیلت کی خبر دیدی اور اگر اس جمعہ کا قایم کرنا عند اللہ منع ہوتا تو حق جل وعلی
ہرگز نہ دیتے اور نہ وحی فرضیت وجوب کی نازل فرماتا اگرچہ امر بالیہ البتہ آپ کے اقرار سے خوب ظاہر ہوگیا
کہ حضرات صحابہ کرام نے بلا اطلاع ورحکم شریعت اپنے اجتہاد سے جمعہ قایم کیا تہا جس سے اوثق العری کا
یہ مضمون خوب واضح ہوگیا کہ حضرات صحابہ بہت سے افعال بلا اذن صریح واجازت آپکے بھی کر لیا کرتے
تھے وہو المطلوب۔ سو اگر اہل جواثا نے بھی آپکے بلا اذن اپنے قریہ مین جمعہ قایم فرمالیا ہو تو باعث تعجب اور
موجب انکار کیا ہے اور یہ نسبت اقامت انصار اہل جواثا کی اقامت بلا اطلاع حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ
وسلم اقرب الی القیاس ہے یا مسلم ہے اور روایت سے تو جو کچھ کیا بالکل اپنے اجتہاد سے کیا شرایط
وغیرہ تمام کا لحاظ نہ تھا جمعہ ہی کا اوسوقت تک شریعت مین پتہ نہ تہا اور اہل جواثا تو مدینہ مین حاضر
ہوکر جمعہ اور اوسکے تمام حالات وکیفیات خوب مشاہدہ اور معلوم کر گئے تھے صرف اتنی بات اون کو
معلوم نہوئی کہ محل اقامت جمعہ خاص امصار ہین نہ قری جو مشاہدہ کے متعلق ہی نہین پہر تماشا ہے کہ
آپ حضرات صحابہ کے اجتہاد کو بھی اور حال مرکوز کا لحاظ نہین فرماتے بلکہ ہم سے در اور انصاف سے
دور ہوکر فرماتے ہین یہ مثال تو ہماری تائید کرتی ہے کسی بیچارہ نے سچ کہا ہے کہ سمجھے سو باؤلا اب ہم بجز
اسکے اور کیا عرض کرین کہ شکر ہے ہمارے مجیب علامہ کی پردہ غیب سے ایسی ہی تائیدات ہوتی رہین
بالجملہ قصہ اسعد بن زرارہ کا امر اول بیان فرمودہ علامہ ابن حجر وغیرہ کے جواب مین بطور نظیر اوثق العری
مین مذکور ہے جسکو ہمارے مجیب نے اپنی فہم سے کچھ کا کچھ سمجھکر طوفان بے تمیزی کا مشاہدہ کرادیا۔ اب
نظیر ثانی یعنی قصہ متعہ جسکی تفصیلی کیفیت اوپر عرض کر آیا ہون اوسکی البتہ جو محدث بنارسی تحریر فرماتے
ہین اوسکو سنیے قولہ رہ چار صحابہ کو اوسکی نہی نہین معلوم ہوئی مگر اونہوں نے نزول وحی کے زمانہ مین
متعہ کو کیا ہی نہین اگر کرتے تو بیشک اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی خبر دیتا جب نہی
اون صحابہ کو پہنچی تو اونہوں نے بھی رجوع کیا لہذا کوئی مثال آپکی ٹھیک نہین اتنھے۔ اقول مجیب علامہ نے
تو جلی قلم سے لفظ جواب تحریر فرما کر عبارت مذکورہ بیان کردی جس سے صد رشتہ ہر ایک ناظر یہی سمجھ لیگا کہ مجیب نے

جواب محدث بنارسی

اور ثق العری کی نظیر کی ضرور تردید فرمائی ہے مگر ہم جہانتک غور کرتے ہین تو عبارت جواب کا خلاصہ صرف اسیقدر
معلوم ہوتا ہے کہ جب آپنے متعہ کو قیامت تلک حرام فرمادیا تو یہ امر تو مسلم ہے کہ بعض اصحاب بوجہ عدم
علم تحریم متعہ کی حلت کے قائل اور معتقد رہے ہے مگر متعہ کے کرنیکی نوبت کسیکو ہرگز نہین آئی اگر کسی صحابی
کو فعل متعہ کی نوبت آتی تو ضرور بذریعہ وحی آپکو اطلاع دیجاتی لیکن اول تو اس فرق بیان کردہ مجیب
کی کوئی دلیل ہونی چاہیے کہ اگر حضرات صحابہ کو اعتقاد و علم مین غلطی واقع ہو اور اعتنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو غلط فتوی بھی دیتے رہین اور اہل اسلام ان فتوؤن خلاف شرع پر عمل بھی کرتے رہین چنانچہ
دربارہ متعہ یہہ جملہ امور مصرح روایات مین مذکور ہین تو اس صورت مین اوسکی اصلاح بذریعہ وحی ضرور
نہین اور اگر کوئی صحابی احیاناً بھی بوجہ عدم علم کوئی فعل خلاف حکم شرع کر لیوے تو اوسکی اصلاح
بذریعہ نزول وحی ضروری ہے مجیب لمہ کے ذمہ ضروری ہے کہ اس فرق مخترع کی دلیل معتبر تحریر فرماوین
دوسرے مجیب کا بطور یقین یہ فرمانا کہ بعض صحابہ حلت متعہ کے تو قائل تھے مگر زمانہ نزول وحی مین کسیکو متعہ کرنیکی ہرگز
نوبت نہین آئی ایسا یقین ہے کہ جسکی کوئی دلیل مجیب نے بیان نہین کی اور نہ آیندہ بیان کرنیکی امید بلکہ ظاہر
الفاظ حدیث کے مخالف ہے حضرت جابر فرماتے ہین کنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقیق الایام علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر حتی نہی عنہ عمر فی شان عمرو بن حریث حضرت جابر فرماتے ہین کہ ہم آپکے
اور حضرت صدیق اکبر کے زمانہ مین متعہ کرتے رہے یہانتک کہ حضرت عمر نے عمرو بن حریث کے قصہ مین سبکو اس سے
روکدیا اور جب خود عمرو بن حریث کا صحابی ہونا بھی ملحوظ ہو تو اور بھی مجیب کے دعوی بلا دلیل کی بے اصلی آنکھون سے
نظر آتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ عدم علم تحریم بعض صاحبون کو آپکے اور ابوبکر و عمر کے زمانہ مین متعہ
کی نوبت آئی اور اس امر کی نقل فرمانیوالے بھی صحابی ہین اور اخیر قصہ جسکے بعد حضرت عمر نے اہتمام کیساتھ
سبکو حرمت متعہ سے مطلع فرماکر اس قصہ کو بالکل روک دیا وہ بھی صحابی ہی تھے پھر تعجب ہے کہ ان ظاہر اور
بدیہی امور کو بالکل نظرانداز فرماکر ہمارے مجیب بے دلیل اپنی تخصیصات وقیود جاری کرتے ہین اور اوسکی
بنیاد پر حق اور مسلمیات کی تغلیط وتردید فرماتے ہین اور کہتے ہین لہذا کوئی مثال آپکی ٹھیک نہین علاوہ ازین
ہم پہلے عرض کرچکے ہین کہ حضرت عمرو بن سلمہ کے پیچھے ایک جماعت صحابہ نے بحالت کشف عورة نماز پڑھی
اور عمرو بن سلمہ نے ایسی حالت مین نماز پڑھائی اور یہ نمازین اون سب حضرات کے نزدیک صحیح بھی گئین اور
اوسکے بارہ مین کوئی نص ممانعت بھی نازل نہوئی ہمارے مجیب کے قاعدہ کی موافق ضرور تھا کہ اس بارہ مین بذریعہ
نزول وحی اونکو متنبہ کیا جاتا علامہ قسطلانی اور فتح الباری شرح بخاری مین تحریر فرماتے ہین والاستدلال بہ علی
عدم شرط ستر العورة فی الصلوة لانہا واقعة حال فیحتمل ان یکون ذلک قبل علمہم بالحکم اور دیکھیے عبد اللہ بن عمرو

آپ نے خالد بن سفیان کے قتل کی غرض سے جو روانہ فرمایا تہا اوس قصہ مین وہ فرماتے ہین فانطلقت امشی وانا اصلی
اومی ایماء اسکی شرح مین علامہ شوکانی تحریر فرماتے ہین لا یتم الاستدلال علی ذلک بحدیث عبد اللہ بن
انیس الا علی فرض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قررہ علی ذلک والا فہو فعل صحابی لا حجۃ فیہ قال ابن المنذر
کل من احفظ عنہ العلم یقول ان المطلوب یصلی علی دابتہ یومی ایماء وان کان طالبا نزل فصلی بالارض
انتہے ان ہر دو قصون سے صاف ظاہر ہے کہ فعل صحابہ کو جمہور علماء نے اس موقع پر قابل استناد عمل نہین
سمجہا اور دیگر دلایل و قواعد شرعیہ کیوجہ سے اونکو ترک فرمایا اور یہی عذر پیش کیا کہ ان امور کے بارہ مین
آپکی اجازت و تقریر چونکہ ثابت نہین ہوئی اسلئے اون قواعد و دلائل مسلمہ کے معارض نہین ہو سکتی اور خود
حافظ ابن حجر اور قاضی صاحب بہی اس عذر مین جمہور کے شریک حال ہین حالانکہ ان دونون واقعون
مین وحی مخالفت نازل نہین ہوئی بعینہ یہی حال اقامت جمعہ فی جواثا کا ہے کہ چونکہ اقامت مذکور تعامل
زمانہ نبوی وغیرہ کے صریح مخالف ہے اور اوسکے بارہ مین اجازت و تقریر کا پتہ بہی نہین تو اسلئے حسب ارشاد
قاضی صاحب یہان بہی وہی عذر کیا جائیگا کہ بمقابلہ دلیل یقینی و عادت مستمرہ اس دلیل احتمالی کو ہم قبول نہین
کر سکتے تا وقتیکہ کسی دلیل قوی سے اوسکا حقیقۃً یا حکماً مرفوع ہونا ثابت نکیا جائے اور عذر عدم نزول وحی
اور عدم صدور نہی حسب ارشاد قاضی صاحب و علامہ ابن حجر جیسا امور مذکورہ بالا مین قابل قبول نہین
ایسا ہی دربارۂ جمعہ جواثا یہ عذر بالکل بیجا اور لنگ ہے اور قاضی صاحب اور اونکے اتباع سے بالخصوص
ہمکو نہایت تعجب ہے کہ قصہ جواثا کو صرف اس خیال سے اپنا مستدل بناتے ہین کہ بر تقدیر مخالفت و خطا اوسکا
تخطیہ بذریعۂ نزول وحی ضرور کیا جاتا کیونکہ اول تو اونکا یہ ارشاد اوس ارشاد کے صریح مخالف ہے جو عبد اللہ
ابن انیس رضی اللہ تعالی عنہ کے قصہ مین منقول ہو چکا دوسرے قاضی صاحب اپنی تالیفات مین قول
و فعل صحابی کو مطلقا لیس بحجۃ فرماتے ہین باوجود ان تمام باتون کے جو قصہ جواثا کو مستدل بنایا جاتا ہے
اور اپنے مذہب اور قول کی موافقت اور مخالفت کا بہی خیال نہین کیا جاتا بشرط انصاف اس سے زیادہ
ثبوت مجبوری کے اور کیا دلیل ہوگی بالجملہ علامہ بنارسی کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ زمانہ نزول وحی مین فعل
صحابی کو مطلقاً حجۃ تسلیم فرماتے ہین سو اونکو لازم ہے کہ اول اس دعوی کی اثبات کے لئے کوئی دلیل قابل قبول
بیان فرماوین اور اگر خاص کسیکی تقلید اسکا باعث ہے تو اکابر مین سے کسیکا نام بتلاوین جسکا یہ مذہب
ہو کہ فعل صحابی مطلقاً حجۃ ہے اور قصہ متعہ اور واقعہ عمرو بن سلمہ اور عبد اللہ بن انیس جو معروض ہو چکے
ہین اونکا جواب معقول عنایت ہو اور علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب کہ جنکا امر متنازع فیہ مین محیب سلمہ اتباع
اور تقلید کر رہے ہین اونکی ہر دو قول مین وجہ توافق بہی ارشاد ہو قصہ جواثا کو تو واقعہ عزل پر محمول فرما کر دونون صلوت

نے دربارۂ اقامت جمعہ فی القریٰ اپنا خاص استدلال حنفیہ کے مقابلہ مین بنایا اور عمرو بن سلمہ اور عبد اللہ بن انیس کے واقعہ کو عزل پر قیاس فرماکر جواز کشف ... ت اور صلوٰۃ طالب کے بارہ مین حجۃ نہ بنایا بلکہ جو عذر حنفیہ نے روایت جواثا مین کیا تھا بعینہ وہی عذر ان حضرات نے ان واقعات مین پیش فرمایا سواس فرق بلا سبب کی کیا وجہ اسکے بعد مجیب بنارسی ارشاد فرماتے ہین اور وہ شرطین جو آپنے جواز کی لکھی ہین تو وہ شرطین دونون جمعہ ہائے پائی جاتی ہین جمعہ فی القریٰ ہین کوئی ممانعت کی نص نہیں بلکہ خلاف مین اسکی نصوص ہین جیسی ہمنے اوپر لکھی ہین اور فعل اور قول آپکا اسمین موجود ہے لہذا جو جواب حافظ ابن حجر اور علامہ شوکانی نے دیا ہے بہت ٹھیک ہے انتہی قول مجیب بنارسی کا مقصد یہ ہے کہ اوثق العریٰ مین یہ فرمایا تھا کہ صحابہ کرام جو فعل بلا اطلاع اور بدون حکم شارع علیہ السلام اپنی رائے سے کرین اور اسکی ممانعت مین نزول وحی ہو تو اوس امر کو مطلقاً جایز کہدینا اور صرف عدم نزول ممانعت سے اوسکو دلیل اباحت وجواز بنا لینا درست نہین بلکہ تا وقتیکہ اوسمین دو شرطین نہ پائی جاینگی اوسوقت تلک امر مذکور کو بوجہ عدم نزول ممانعت جائز نہین کہسکتے ایک یہ کہ دربارۂ امر مذکور کوئی نص ممانعت موجود نہو دوسرے عامہ صحابہ اوسپر تعامل فرماوین نہ چند حضرات اگر ان دونون شرطون مین سے ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو امر مذکور کا جواز دعویٰ بلا دلیل سے زاید وقعت نرکھیگا اسپر ہمارے مجیب محدث ہر دو شرط مذکورہ بالا کو تسلیم فرماکر ارشاد کرتے ہین کہ یہ دونون شرطین جمعہ جواثا مین موجود ہین تو اب حسب بیان اوثق العریٰ قصہ جواثا سے اقامت جمعہ فی القریٰ کا جواز ثابت ہونا مسلم ہونا چاہیے مگر ہم کیا جو مجیب کی اس عبارت کو دیکھیگا نہایت متعجب ہوگا کیونکہ مجیب کا دعویٰ تو یہ کہ دونون شرطین مذکورۂ اوثق العریٰ جمعہ جواثا مین موجود ہین اور عبارت مین فقط شرط اول یعنی نص ممانعت کا موجود ہونا مجیب نے بیان کیا ہے شرط ثانی یعنی عامہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اوسپر تعامل فرمانا اوسکا کہین نشان تلک بھی نہین اور یہ ہم بھی عرض کر آئے ہین کہ اگر ہر دو شرائط مذکورہ بالا سے ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو جواز امر مذکور قابل قبول نہوگا نظر برین ہمکو مجیب کے کسی بات کے جواب دینے کی ہرگز ضرورت نہین مجیب کو لازم ہے کہ شرط ثانی یعنی اقامت جمعہ فی القریٰ کو عامہ صحابہ کا معمول بہا ہونا ثابت فرماوین اوسوقت البتہ مطالبہ جواب ہمسے ہوسکتا ہے اور فقط ایک شرط کو بیان کرکے ہمپر الزام قایم کرنا اور جواب کا منتظر ہونا کھلم کھلا اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرنا ہی لیکن محض تبرعاً ہم یہ بھی لکھے دیتے ہین کہ شرط اول یعنی دربارۂ جمعہ فی القریٰ کسی نص ممانعت کا نہونا یہ بھی مجیب سلمہ کا بالکل خیال خام اور خلاف واقع امر ہے بعض روایات حدیث اور فعل نبوی اور تعامل اہل عوالی و دیگر اصحاب اور قول حضرت علی و حضرت عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جو اوراق سابقہ مین منقول ہوچکے ہین تماماً جمعہ فی القریٰ کے مخالف اور وحی ممانعت کے قایم مقام ہین جس سے بوضاحت تام معلوم ہوگیا کہ

دونون شرطون مین سے ایک شرط بھی جمعہ فی القری مین موجود نہین پھر اسپر بھی قصد اہل جواثا سے اقامت جمعہ فی القری کی توقع رکھنا ہمارے مجیب کی بہت واضح اور بین کرامت ہے باقی اونکا یہ فرمانا کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل دربارۂ اقامت جمعہ فی القری موجود ہے اوسکی حقیقت مفصلہ معروض ہو چکی ہے باربار عرض کرنیکی حاجت نہین اور اخیر مین علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب کے جواب مذکورہ بالا کی مکرر توثیق فرمانا بناء فاسد علی الفاسد سے کسیطرح کم نہین کما مر تفصیلہ اب یہ عرض ہے کہ محدث بنارسی نے جوکچھ تحقیق فرمائی تھی بحمد اللہ اوسکی جوابدہی سے فراغت ملی اب مولانا ابو المکارم نے جو اسبارہ مین جد و جہد کی ہے اوسکی بھی حقیقت کسیقدر عرض کردینا مناسب سمجھتا ہون مولانا ابو المکارم تحریر فرماتے ہین

تقریر ابو المکارم

کہ قبل اسکے کہ مین آپکی تقریرات پر بحث کرون تقریرات مندرجۂ ذیل کو ملاحظہ فرمالین اور یہ کہکر جو علامہ موصوف نے ایک صفحہ سے زاید تحریر فرمایا ہے اوس تمام تقریر کا لب لباب یہ ہے کہ افعال صحابہ دو طرح کے ہین ایک تو وہ افعال ہین جو زمانہ نبوت مین واقع ہوئے اور اوسکی پھر دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ اون افعال کی نسبت آپکی اطلاع اور عدم اطلاع کچھ ظاہر نہو دوسری صورت یہ ہے کہ اون افعال کی نسبت آپکی عدم اطلاع ثابت ہو اور دوسری قسم مین وہ افعال داخل ہین جو حضرات صحابہ سے بعد زمانہ نبوت واقع ہوئے اسکی بھی دو صورتین ہین مدرک بالرای ہون یا غیر مدرک بالرای اول قسم کی پہلی صورت جسکی نسبت اطلاع و عدم اطلاع کا ثبوت نہین حکماً مرفوع ہے اور اسکی اثبات کے لئے مجیب نے فتح الباری تدریب الراوی وغیرہ کی عبارتین بھی نقل فرمائی ہین اور قسم اول کی صورت ثانیہ جسکی نسبت عدم اطلاع حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے گو اصطلاح مین اس قسم کو حکماً مرفوع نکہین لیکن صحت احتجاج مین صورت اول کے مساوی ہے کیونکہ وہ افعال اگر ناجائز ہوتے تو زمانہ نزول وحی مین اونکی ممانعت ضرور نازل ہوتی اب باقی رہی قسم ثانی سو اوسکی صورت اولی یعنی افعال مدرک بالرای کو البتہ موقوف کہا جاتا ہے اور صورت ثانی یعنی افعال غیر مدرک بالرای حکماً مرفوع ہوتے ہین

جواب

اب ہماری عرض سنئے مجیب کی تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ افعال صحابہ کی جملہ اقسام مین سے فقط وہ افعال جو بعد زمانہ نبوت ہوئی ہون اور رائے اور قیاس کو اونمین دخل بھی ہو مرفوع اور حجۃ نہین سمجھی جائینگی اور اس صورت کے ماسوا سب صورتین افعال صحابہ حکماً مرفوع اور قابل احتجاج ہونگی خواہ اونکی نسبت آپکا عدم علم ہی کیون نہ محقق ہو جائے سو ہم بخوف طول سب باتون پر خاک ڈالکر اپنے مجیب ابو المکارم سے اول تو یہ دریافت کرتے ہین کہ تقسیم و تفصیل مذکورہ اور اوسکے احکام جو مجیب نے تحریر فرمائے ہین کتب و اقوال معتبرہ مین کہین اوسکا پتہ ہی یا نہین اگر تفصیل مذکورہ بتمامہا کہین موجود ہو تو براہ عنایت ہمکو بھی مطلع فرمانے مین بخل نکرین اور اگر کہین کا سر اور کہین کا پیر لیکر ہمارے مجیب نے بمقابلہ

عبارت اوثق العری صرف اظہار کمال کے لئے اور بقول شخصے تیلی بے تیلی تیرے سر پہ کہو تو ہمارے بوجھ
ہین واہنے کی غرض سے یہ تک بندی کی ہے تو اسکا یہی جواب ہے شعر۔

نگفتہ ندارد کسے با تو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

مگر مجیب غالبًا کیا بلکہ یقینًا یہ فرماوینگے کہ دلائل مقبولہ معتبرہ ہمارے کلام مین صریح موجود ہین لیکن اہل
فہم اول نظر مین انشاء اللہ معلوم کرینگے کہ اقوال علما مثل حافظ ابن حجر اور امام نووی رحمہما اللہ جو
آپنے نقل فرمائے ہین وہ بیشک مقبول و معتبر ہین مگر اسکا کیا علاج کہ آپکے مدعی کے لئے ہرگز دلیل
نہین ہو سکتی اور جو بات دلیل آپکی ہو سکتی ہے وہ مقبول نہ معتبر الحاصل جو امر مقبول ہے وہ آپکی
دلیل نہین اور جو دلیل ہے وہ مقبول نہین پہر اثبات مدعی ہو تو کیونکر ہو خیر زوایداموری سے قطع نظر
کرکے یہ گذارش ہے کہ یہ امر تو بدیہی ہے کہ مجیب نے جو افعال صحابہ کی دو قسمین بیان فرمائی ہین اونمین
سے مقصود بالبحث اور ہماری غرض کے متعلق صرف قسم اول ہے یعنی وہ افعال جو حضرات صحابۂ
کرام نے زمانہ نزول وحی مین کئے قسم ثانی سے ہمکو نہ کوئی غرض نہ اوسمین نزاع سو ہمارے مجیب نے قسم
اول کی دو صورتین بیان فرمائی ہین اول یہ کہ اون افعال کی نسبت آپکی اطلاع اور عدم اطلاع مین سے
کوئی جانب معلوم نہوئی ہو دوسرے وہ افعال اصحاب کہ جنکی بابت آپکی عدم اطلاع ظاہر ہو اور ان
دونون صورتون مین علی الاطلاق افعال مذکورہ کو حکمًا مرفوع اور قابل احتجاج فرما چکے ہین جسمین نہ
صرف ہمکو بلکہ سبکو خلاف ہے مگر مجیب سلمہ نے ہر دو صورت مین اپنی دلیل بیان فرمائی ہے صورت
اولی کے ثبوت حکم کے لئے تو علامہ ابن حجر وغیرہ کے کلام نقل کی ہے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ صحابی کا
کنا نفعل کذا اور کنا نقول کذا وغیرہ فرمانا علی الاصح حکمًا مرفوع شمار ہوتا ہے مگر بشرط فہم یہ امر نہ مجیب کو
مفید اور نہ ہمکو مضر بلکہ ان ارشادات اکابر کا تو وہی مطلب ہے جو شرط ثانی مذکورۂ اوثق العری کا مقصد
تہا یعنی عامہ صحابہ کا اوسپر تعامل فرمانا کما مر اہل فہم تو میری اس غرض کو عبادات و امثلۂ احادیث منقولہ
مجیب ہی ملاحظہ فرماکر بلا تامل تسلیم فرمائینگے تمام امثلہ مین وہی امور مذکور ہین جنپر بالبداہتہ عامہ اصحاب کا
عمل تہا اور فیما بین صحابہ بلا نکیر وہ امور مسلم تہی بلکہ ظاہر یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
بھی اون امور کی اطلاع تہی اور بعض امثلہ تو ایسے ہین کہ احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکو
بالیقین اون امور کی اطلاع تہی اور آپکے ارشاد سے ہی اون امور پر صحابہ کرام عملدرآمد کرتے تہے
سو ایسے افعال صحابہ کے مرفوع کہنے مین کسکو تامل ہو سکتا ہے اور ہمارے نزاع کو ایسے امور سے کیا
تعلق جو مجیب بے سوچے اونکو ہمارے مقابلہ مین پیش کرتے ہین مگر مجیب کی تنبیہ کی غرض سے اتنا اور

عرض کئے دیتا ہون کہ جملہ امثلہ مذکورہ مین ملاحظہ فرمالیوین کہ صیغہ جمع اور ضمیر جمع صاف موجود ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ عامہ صحابہ ایسا کیا کرتے تھے یا عامہ صحابہ ایسا فرمایا کرتے تھے علی ہذا القیاس دیگر امثلہ کو خیال فرمالیجے سو یہ امر ہرگز ہمارے مخالف نہین بلکہ بعینہ یہ وہی امر ہے جو اوثق العری مین مذکور ہوچکا اور ہم بھی اوسکی تفصیل عرض کرچکے ہین اب ہمارے مجیب سے ہم اتنا تو ضرور کرین کہ احادیث مین بھی سے کوئی ایسی مثال تلاش فرماوین کہ جسمین صیغہ مفرد اور ضمیر مفرد موجود ہو اور حضرات علمار نے صرف اسوجہ سے اوسکو مرفوع بتلایا ہو اور اگر آپ اتنا بھی نکرسکین تو پھر مقتضائے تدین وانصاف یہ ہے کہ اپنی ان ایجادات بے سود سے یکسو ہوکر ارشاد اوثق العری کو تسلیم فرمایا جاوے بالجملہ مجیب سلمہ نے جو عبارات نقل فرمائی ہین وہ سب ہمکو مقبول و مسلم ہین لیکن بجائے اسکے کہ عبارات مذکورہ مجیب کی مدعی کے لئے دلیل اور حجۃ ہون سراسر اوثق العری کے مضمون کی موید اور مطابق ہین مگر اسکا کیا علاج کہ ہمارے مجیب انصاف ہی نفرماوین اور فہم مطلب کا ارادہ بھی نکرین ہمارا تجربہ یہ بتلا رہا ہے کہ مجیب نے سہل امر یعنی محض نقل عبارات تو اپنے حصہ مین لے رکہا ہے اور دشوار امر یعنی اون عبارات کا مطلب سمجہنا بے انصافی سے ہمارے ذمہ لازم کردیا ہے اب صورت ثانی یعنی جن افعال کی نسبت آپکی عدم اطلاع ثابت ہو اوسکے قابل احتجاج اور واجب التسلیم ہونیکے لیے مجیب یہ استدلال بیان فرماتے ہین کہ گو اون افعال کی آپکو اطلاع نہین ہوئی لیکن وہ افعال ناجائز ہوتے تو ضرور تہا کہ اللہ تعالی اونکی ممانعت مین وحی نازل فرماتا سو یہ دلیل بیشک مثبت مدعائے مجیب ہے مگر بالکل غیر مقبول اور محض غیر معتبر ہے افسوس کہ مجیب نے اپنے اس ارشاد کے لئے کوئی دلیل تو کیا ضعیف بیان بھی نہین فرمائی جو اوسکی نسبت کچہ عرض کیا جاتا یا تو مجیب کو کوئی دلیل ملی ہی نہین یا بدیہی الثبوت سمجہکر اسطرف توجہ نہین فرمائی والظاہر ہو الاول پہلی صورت مین صرف خفت اور دوسری مین سوء فہم سے قطع نظر فرماکر کتب معتبرہ کی چند عبارات تو نقل فرمادی تہین یہان معلوم ہوتا ہے کہ اتنی بھی گنجایش نہین ملی حالانکہ متنازع فیہ دراصل یہی بات تہی کہ عدم نزول ممانعت کس موقع مین حجۃ ہوسکتا ہے اور کس موقع مین نہین بہر حال مجیب کو لازم ہے کہ اپنے اس دعوی پر کہ مطلقاً افعال صحابہ واقعہ زمانہ نزول وحی بشرط عدم نزول ممانعت حکماً مرفوع اور حجۃ اور واجب التسلیم ہوتے ہین بیان فرماوین دلیل نقلی میسر نہو تو کوئی دلیل عقلی ہی سہی مگر محض خیالی نہو اور اگر کسی روایت حدیث سے اپنے مدعی کو مستنبط فرماوین تو وہ امثلہ ایسے نہون جیسے فتح الباری وغیرہ کے حوالے سے بلا تدبر یہان نقل کی گئی ہین جنکی کیفیت عرض کرچکا ہون بلکہ ایسی مثال ہونی چاہیے کہ جس سے یہ معلوم ہوجائے کہ باوجود نص ممانعت یا بدون تعامل عامہ

صحابہ صرف بعض صحابہ کا عمل حکماً مرفوع اور قابل احتجاج ہوتا ہے بالجملہ ہر دو شرط مذکورہ اوثق العری کے عدم تحقق کی صورت مین کسی حدیث سے فعل صحابی کا صرف اسوجہ سے مستدل ہونا ثابت اور مستنبط کیا جائے کہ اگر وہ امر ناجائز ہوتا تو ضرور تھا کہ اللہ تعالی اوسکی ممانعت مین وحی نازل فرماتا کیونکہ درصورت تحقق ہر دو شرط معلومہ تو ہمکو بھی یہ بات مسلم ہے کہ فعل مذکور جواز کے لئے حجۃ ہوتا ہے اور آپنے جتنے امثلہ نقل فرمائے ہین جنمین تعامل صحابی کا دلیل جواز ہونا معلوم ہوتا ہے اون سب مین ہر دو شرط یعنی عدم نص ممانعت اور عامہ صحابہ کے تعامل کے سوا بعض امثلہ مین امر اور تقریر نبی علیہ السلام تلک موجود ہے چنانچہ یہ تمام امور مفصلاً معروض ہو چکے ہین مگر مجھکو خوش فہمی ابنائے روزگار سے اندیشہ ہے کہ دیکھیے بلا تدبر حقیقۃ الحال کیا کیا گل کہلائے جاتے ہین واللہ الموفق والمعین ہمکو اس امر پر تاسف کے ساتھ تحیر بھی ہوتا ہے کہ مجیب ابو المکارم نے کسی ضرورت سے یہان ایسی باتین تو بیان فرمائین کہ جس سے حاطب اللیل کی بھی وقعت جاتی رہی یا یون کہیے کہ بڑہ گئی مگر اصل مدعی یعنی حافظ ابن حجر وغیرہ کا قصہ جواتا کو قصہ عزل پر قیاس فرما کر حنفیہ کے اعتراض کا جواب دینا اسکی نسبت یہ بھی نفرمایا کہ یہ قصہ اونکے صور اربعہ مین سے کونسی صورت مین داخل ہے بلکہ اسکے بعد دوسرے قول مین جو کچھہ مجیب تحریر فرماتے ہین اوس مین صاف اقرار کرتے ہین کہ تقریر نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم دربارۂ عزل موجود ہے جس سے یہ امر اظہر من الشمس ہوگیا کہ مجیب کے صور اربعہ مین سے کسی صورت مین بھی قصہ عزل داخل نہین جسپر ہمکو مجیب کی خامہ فرسائی پر جسقدر افسوس اور اپنے اوراق سیاہ کرنے پر جتنا دل دکھے تھوڑا ہے مجیب کو لازم ہے کہ ان بلند پروازیون کو چھوڑ کر اوثق العری مین جو علامہ ابن حجر کے قیاس کا تحقیقی جواب تحریر فرمایا ہے اوسکا کوئی جواب قابل قبول اہل علم بیان فرماوین اور اوثق العری مین اپنے اثبات مدعی اور تائید مطلب کے لئے جو قصہ متعہ کو پیش کیا ہے اوس سے بھی رستگاری کی کوئی صورت نکالین تماشہ ہے کہ مجیب سلمہ اتنی دیون لازمہ سے قطع نظر فرما کر بتبرع بے سود فرمانے کو تیار ہو گئے اور انسے مہلت ملجائے تو چند امثلہ حدیث جو بجواب محدث بنارسی معروض ہو چکے ہین اونکی بابت بھی کچھہ ارشاد فرماوین اور انہین امثلہ پر بس نہین بلکہ امر متنازع فیہ کی مثالین آپ اور آپکے معتمد علیہم کے مذہب اور اقوال کے موافق روایات حدیث مین بکثرت موجود ہین - چونکہ مجیب نے اس موقع پر تبرع کو امر واجب سے بھی بڑہا دیا ہے اسلئے امثلہ مذکورہ کے ماسوا ایک دو مثال علامہ شوکانی کے کلام سے اور بھی تبرعاً عرض کئے دیتے ہین صحیح بخاری مین ہے وعن جابر قال دفن مع ابی رجل فلم تطب نفسی حتی اخرجتہ فجعلتہ فی قبر علی حدۃ اور بخاری کی دوسری روایت مین فاستخرجتہ بعد ستۃ اشہر موجود ہے اور یہ قصہ غزوۂ احد کا ہے جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ فعل حضرت جابر زمانہ نزول وحی کا ہے جو مجیب ابو المکارم کے قاعدۂ مخترعہ کی موافق حکماً مرفوع اور بلا تامل معمول بہ ہونا چاہیے اب اسکی شرح مین قاضی صاحب علیہ الرحمۃ

نیل الاوطار مین ارشاد فرماتے ہین فیہ دلیل علی انہ یجوز نبش المیت لامر یتعلق بالحی لانہ لاضرر علی المیت فی دفن میت
آخر معہ وقد بین جابر ذلک بقولہ فلم تطب نفسی ولکن ہذا ان ثبت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذن لہ بذلک او قررہ
علیہ والا فلا حجۃ فی فعل الصحابی انتہے اب اہل انصاف اور خود حضرت مجیب ملاحظہ فرمائین کہ قاضی صاحب کسکی
موافقت فرماتے ہین اور فعل صحابی حاضر باش خدمت جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام کو کس صراحت کے
ساتھ والا فلا حجۃ فی فعل الصحابی فرما کر ساقط الاحتجاج بتلا رہے ہین اور فعل بھی وہ جسکا تحقق زمانۂ نزول
وحی مین متیقن اور مسلم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی عدم اطلاع اہل جواثا کے فعل کی عدم
اطلاع سے بدرجہا مستبعد اور لیجئے عن شریح بن عبید الحضرمی ان رجالا قبروا صاحبا لہم لم یغسلوہ ولم یجدوا لہ کفنا
ثم لقوا معاذ بن جبل فاخبروہ فامرہم ان یخرجوہ فاخرجوہ من قبرہ ثم غسل وکفن وحنط ثم صلی علیہ انتہے اسکی شرح مین
قاضی صاحب فرماتے ہین فیہ انہ یجوز نبش المیت لغسلہ وتکفینہ والصلوۃ علیہ ہذا وان کان قول صحابی ولا حجۃ
فیہ ولکن جعل الدفن مسقطا لما علم من وجوب غسل المیت او تکفینہ او الصلوۃ علیہ محتاج الی دلیل ولا دلیل انتہے
ہرچند یہ ارشاد معاذ بن جبل آپکے زمانہ سے بعد کا ہو مگر قاضی صاحب قول صحابی کی نسبت مطلقاً لا حجۃ فیہ
فرما رہے ہین جس سے صاف ظاہر ہے کہ قاضی صاحب کے نزدیک قول صحابی کسی حالت مین بھی حجۃ نہین
اور ہمارے مجیب ابو المکارم نے جو تفصیل بیان فرمائی ہے اوس سے قاضی صاحب بمراحل بعید ہین قصہ جواثا
مین تو ایک ضرورت خاص سے حافظ و قاضی رحمۃ اللہ علیہما نے قصہ عزل کو پیش فرما کر اوسپر قیاس کیا ورنہ
ہر دو حضرات اس قاعدہ کو کلیۃً ہرگز تسلیم نہین کرتے چنانچہ امثلہ سابقہ ولاحقہ جو ہمنے عرض کی ہین بالتصریح ہماری
گذارش پر دال ہین تعجب ہے کہ ہمارے مجیب تصریحات کثیرہ کو پس پشت ڈالکر اونکی صریح مخالف تائید مشرب
کی ضرورت سے ایسے قواعد اختراع فرماتے ہین کہ جسکا تسلیم کرنا مجیب مسلمہ کے سوا کسی سے متوقع نہین مجیب
ابو المکارم کی تقریرات جو بطور تمہید اونہون نے بیان فرمائی تہین اونکی حقیقۃ تو معلوم ہو چکی اب مجیب موصوف
اصل مدعی کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہین جب یہ تمام باتین ممہد و منقح ہو چکین تو مین آپکی تقریرات کیطرف
متوجہ ہوتا ہون آپ نے جو اپنی صورت اولی مین عامہ صحابی کے تعامل کی قید لگائی ہے یہ قید غلط ہے
اسواسطے کہ اس صورت کے افعال بدون اس قید کی حجۃ ہین انتہے اقول یہ امر تو پہلے معروض ہو چکا ہے
کہ اقامت جمعہ فی جواثا اور عدم نزول ممانعت ان ہر دو امر کو علامہ ابن حجر اور قاضی شوکانی نے اقامۃ جمعہ
فی القری کے لئے مستدل بنایا ہے اور اوسکی نظیر مین واقعہ عزل کو پیش فرمایا ہے جسکے جواب مین اوثق العری
مین یہ ارشاد فرمایا تہا کہ فعل صحابہ بدون علم و ارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً ثبوت امر مذکور کے لئے حجۃ
نہین ہوتا بلکہ فعل مذکور کی مستدل ہونے کے لئے دو شرطین ضرور ہین ایک یہ کہ اوسمین کوئی نص ممانعت موجود نہو

دوسرے یہ کہ عامہ صحابہ اوسپر تعامل فرماوین نہ چند حضرات چنانچہ یہ تمام تقریرات تشریح و توضیح کے ساتھ یہ احقر بھی
عرض کرچکا ہے مگر مجیب ابوالمکارم نے ہر دو شرط مذکورہ بالا کی نسبت تو کسی قسم کی گفتگو نہین فرمائی بلکہ ایک تقریر
طبعزاد بطور تمہید تحریر فرماکر جسکا حال مفصلاً عرض کرچکا ہون ارشاد فرماتے ہین کہ صورت اول مین عامہ صحابہ
کی قید لگانا غلط ہے کیونکہ اس صورت کی افعال بدون اس قید کے حجت ہین ہمارے مجیب کا اسکو صورت اولی
سے تعبیر فرمانا اور اسکے آگے افعال کے قبل لفظ اس صورت زیادہ کرکے افعال کی تخصیص فرمادینا ایسا خبط ہے
ہے کہ باعلیٰ ندا یہ کہہ رہا ہے کہ مجیب علام نے اوثق العری کی عبارت پر اعتراض کرنیکا ایسا عزم مصمم فرمالیا ہے
کہ خواہ عبارت اوثق العری کا مطلب بھی سمجھ مین نہ آئے مگر اعتراض ضرور کرینگے سو ہم بھی اس خرافات سے
قطع نظر کرکے ان کے اصل اعتراض کا جواب عرض کرتے ہین اوثق العری مین تحریر فرمایا تھا کہ جس فعل کو صحابہ نے
معمول بہ بنایا اور بذریعۂ نزول وحی اوسکی ممانعت کی نوبت نہ آئی تو فقط اتنی بات سے اوس امر کا جواز ثابت
نہوگا تاوقتیکہ دو شرطین نہ پائی جائین اول یہ کہ امر مذکور کی نسبت کوئی نص ممانعت موجود نہو دوسرے وہ امر
عامہ صحابہ کا معمول بہ ہو نہ چند حضرات اصحاب کا اور اوسکی نظیر مین قصہ متعہ اوثق العری مین پیش فرمایا تھا مگر مولانا
ابوالمکارم نے تمام امور سے قطع نظر کرکے ایک تمہید بیان کی جس مین یہ دعوی کیا کہ حضرات صحابہ خواہ ایک دو ہی
کیون نہون زمانۂ نبوت مین جب کوئی فعل کرینگے اور نص ممانعت اوسکے بارہ مین نازل نہوگے تو وہ فعل صحابی حدیث
مرفوع کے حکم مین ہوگا اور اوسپر عمل کرنا لازم ہوگا مگر ہم عرض کرچکے ہین کہ مجیب کا یہ اختراع بلادلیل ہی نہین بلکہ
روایات حدیث و مذہب علماء سبکے مخالف ہے کما مر مفصلاً اب اسی امر مخترع کے بہروسے پر مجیب موصوف
تحریر فرماتے ہین (کہ اس صورت کے افعال بدون اس قید کے حجت ہین) حالانکہ افعال مذکور کا بلا ذکر قید
معلوم کے حجت ہونا بالکل غلط ہے کیونکہ یہ امر محقق ہوچکا ہے کہ تاوقتیکہ کوئی فعل عامہ صحابہ کے نزدیک معمول بہ
نہو صرف بعض اصحاب کے معمول بہ فرمالینے اور اوسکے بارہ مین نزول ممانعت نہونے سے فعل مذکور جائز نہ سمجھا جائیگا
مجیب کو چاہیے کہ اپنے دعوی کے لئے دلیل معتبر بیان فرماوین اور یہ نہو سکے تو اسکے بارہ مین جو کچھ اوثق العری مین
تحریر فرمایا ہے اور جو کچھ اوراق گذشتہ مین ہم عرض کرچکے ہین اونہین کا جواب ارشاد ہو بدون غور و تامل فقط بنائے
فاسد علی الفاسد سے بجز نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ کوئی منفعت متصور نہین ہم مکرر سہکرر بحوالہ اوثق العری عرض
کرچکے ہین کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا کوئی فعل فقط اتنی بات سے کہ اوسکی ممانعت مین
کوئی وحی نازل نہین ہوئی حجت جواز نہین ہوسکتا بلکہ ضرور ہے کہ فعل مذکور عامہ صحابہ کا معمول بہ بھی ہو آپ کو
لازم تھا کہ ہر دو شرط مرقومہ اوثق العری مین سے کسی شرط کی تغلیط پر کوئی دلیل پیش کرتے آپنے اوسکے مقابلہ
مین البتہ یہ دعوی تو کیا کہ فعل صحابہ زمانۂ نزول وحی مین مطلقاً حجت اور حکماً مرفوع سمجھا جاتا ہے تاوقتیکہ اوسکی

مخالفت مین کوئی وحی نازل ہنو مگر یہ دعوی بالکل بے اصل اور سب کے نزدیک قابل انکار اور مخالف روایات
واقوال ہے کما بینا مرارا اور اگر اب بھی آپ اپنی ہٹ دہرمی سے باز نہ آئین اور تمام دلائل و بدیہیات و مسلمات
سے بلا وجہ آنکھین بند کرکے محض خود غرضی اور سینہ زوری سے یہی فرمائین جائین کہ فعل صحابہ زمانہ نبوی
مین ایک دو ہی کا فعل کیون نہو مطلقاً حجة اور حکماً مرفوع سمجھا جائیگا تاوقتیکہ کوئی نص اوسکی مخالفت مین نازل
ہنو تو ہر چند ایسی لغویات وخرافات کی تردید و ابطال کرنیکی ادنی عاقل کو بھی حاجة نہین مگر یہ خوب یاد رہے
کہ ہمارا مطلب پھر بھی انشاء اللہ فوت ہونے سے محفوظ ہے البتہ آپ کے مشرب مین استقدر رخنے خود بخود پیدا
ہوجاوینگے کہ شمار کرتے آپ تھک جاوینگے اور آپ کے کل اخوان الصفا عاجز آجاوینگے اور ہماری ایسی بڑی حضرت کی
امید بھی یہی ہے کہ آپ اپنا بنایا ہوا قصر منہدم اور مسمار کر بیٹھینگے بنظر فہم و انصاف دیکھ لیجیے کہ آپ کی اس بیہودگی کو جو
بالکل بے اصل اور باطل محض ہے اور کوئی ایک بھی اوسکے تسلیم کرنے مین آپکا موافق نہین حتی کہ قاضی
شوکانی کے نزدیک بھی یہ آپکا قاعدہ مخترعہ غلط ہے کما بینا مفصلاً اگر اسکو تمام امور سے قطع نظر کرکے ہم مان
بھی لیوین تو یہہ ہوگا کہ اس قاعدہ کے موجب اقامة جمعہ فی جواثا کو مرفوع کہا جاوے گا مگر اتنی بات سے یہ نہین
ہوسکتا کہ مطلقاً اقامة جمعہ فی القری جو ہمارے مجیب کا مقصود اصلی ہے ثابت ہوجاوے کیونکہ یہ بات ہم مفصلاً
عرض کرچکے ہین کہ قصہ جواثا ہمارے مجیب کے حق مین حجة اور مفید جب ہوسکتا ہے کہ دو باتین ثابت ہوجاوین
اول یہہ کہ اسکو مرفوع مان لیا جاوے دوسرے جواثی کا قریہ بلکہ قریہ صغیرہ ہونا ثابت ہوجاوے اگر
ایک بات کے ثبوت مین بھی تردد رہیگا تو قیامت تک بھی اوس سے اثبات مدعاے مجیب نہین ہوسکتا
سو مجیب کے قاعدہ مخترعہ مردودہ عند الکل کے تسلیم کی صورت مین قصہ مذکورہ کا فقط مرفوع ہونا تو مسلم
ہوگیا مگر امر دوم یعنی جواثی کا قریہ بالمعنی المراد ثابت ہونا کسی طرح قابل تسلیم نہین تا وقتیکہ امر دوم کو مجیب
محقق نکر لیوین اوسوقت تلک فقط ایک امر کے ثبوت سے اثبات مدعی کی امید رکھنی ایسی امید ہے جسکے
پورے ہونیکی کوئی صورت نظر نہین آتی علاوہ ازین قصہ جواثی جو ایک واقعہ خاص ہے تعامل مستمرہ زمانہ
نبوت و زمانہ خلافت کے جو تمام عوالی و سوافل وغیرہ مین برابر جاری تہا کیونکر معارض ہوسکتا ہے جملہ
فقہا و محدثین اس امر کو بالتصریح بیان فرماتے ہین کہ واقعہ خاص امر کلی شائع متعارف کے مقابل و معارض
نہین ہوسکتا بالجملہ یہہ امر تو خوب واضح ہوگیا کہ مجیب کے اس اختراع سے ہمکو تو کوئی نقصان نہین ہوا
یعنے اونکے قصہ جواثی کو مرفوع ماننے سے بھی ہمارے مطلب مین کوئی فرق اور خلل نہین آیا اور مجیب کو جس
نفع کی ضرورت جزئے سے اس قاعدہ خلاف عقل و نقل کے گہڑنیکی نوبت آئی تھی وہ اب بھی ہمارے اوس
مدعی مین خلل انداز اور مجیب کو مفید ہنوا باقی رہی یہ بات کہ مجیب اور اونکے ہم مشرب صاحبون کے بہت

سے مسائل جنپر اونکو وثوق بلکہ خاص ناز و اعتماد تہا مجیب کے اس قاعدہ مخترعہ کی بدولت تار عنکبوت ہوجاوینگے
اور سب ناز و اعتماد خاک مین ملجاویگا سو انصاف و فہم سے ملاحظہ فرمایئے کہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام
جسکی فرضیت کے صلوۃ سریہ جہریہ مین یہ حضرات بڑے طمطراق سے قائل ہین اور حنفیہ پر بڑے منہ بہر بہر کر طعن
وتشنیع کیا جاتا ہے اور متعصبین بدفہم حنفیہ کے سلف وخلف کی نمازون کو علی الاعلان باطل محض بنہایت
اصرار اور ضد کے ساتھ بتلا رہے ہین اس قاعدہ مخترعہ کی بدولت حنفیہ کی طرف سے بلا تکلف اوسکے بہت
سے جوابات شافی ہوجاوینگے اور اپنے قاعدہ مخترعہ کی پابندی کی ضرورت سے مجیب کو جہک مارکر اسکو
تسلیم کرنا پڑیگا کیونکہ اول تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا فتوی اور اونکا فعل باصح الاسانید
یعنی عن مالک عن نافع عن ابن عمر کے ذریعہ سے موطا امام مالک وغیرہ مین موجود ہے کہ وہ خود بھی خلف الامام
قراءۃ نہین فرماتے تہے اور دوسرون کو بھی اس سے منع فرمایا کرتے تہے اور ہمارے مجیب کو اپنے قاعدہ
مخترعہ مسلمہ کے مطابق یہ ماننا ضرور پڑیگا کہ یہ روایۃ مرفوع ہے باقی یہ بات کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا
فتوی اور عمل مذکور زمانہ بعثت کا قصہ ہے یا بعد کا سو ایسے توہمات لایعنی کو کوئی عاقل قابل التفات نہ
سمجھیگا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خیال کرنا کہ شاید زمانہ نبوت مین قراءت خلف الامام کیا کرتے
ہون اور بعد زمانہ نبوت پہر ترک فرمادی ہو سب جانتے ہین کہ کس قدر بیہودہ خیال ہے کچہ بہی فہم و انصاف
ہو تو بالبداہتہ یہ امر متیقن نظر آتا ہے کہ جب کسی صحابی سے کوئی فتوی منقول ہوگا تو اونکا عمل بہی ظاہر ہے
کہ اوسی کے مطابق ضرور ہوگا علی ہذا القیاس جب کسی صحابی کا کوئی فتوی درباره مسائل شرعیہ محقق
ہوگا تو بالبداہتہ یہی کہنا پڑیگا کہ زمانہ حیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مین بہی انکا یہی عمل
ہوگا یہ نہین کہ بلا دلیل معتبر محض اپنے توہم سے کوئی ناواقف یہ کہنے لگے کہ شاید زمانہ نزول وحی مین
اونکا عملدرآمد کچہ اور ہوگا اور اب کچہ اور ہوگیا ہو ہان اگر دلیل معتبر سے کسی صحابی کی تبدیل رائے ثابت ہوجاوے تو
جو قلیل الوجود امر ہے تو مضائقہ نہین علاوہ ازین اگر مجاراۃ للخصم کوئی اس امر کو تسلیم بہی کرے کہ
شاید ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ کے زمانہ مین قراءۃ خلف الامام کیا کرتے ہون اور آپ کے بعد چہوڑ
بیٹہے ہون اور دوسرون کو بہی منع فرمانے لگے ہون تو ہمکو تو یہ خیال کچہ مفید ہی ہے کیونکہ اس کا
مطلب تو یہی نکلیگا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بوجہ عدم اطلاع ایسا کیا کرتے ہون جب اونکو اور احادیث معلوم
ہوئین تو اوسوقت قول اول سے رجوع فرمایا چنانچہ اوس کے متعدد نظائر موجود ہین کہ بعض صحابہ بوجہ
عدم اطلاع کسی امر کے قائل رہے بعد مین جب اون کو حدیث پہونچ گئی تو امر اول سے رجوع فرمایا
اور سب جانتے ہین کہ امر مرجوع الیہ مرجوع سے قوی اور صحیح ہوتا ہے یہ نہو تو پہر امر اول کو ترک اور ثانی

کو قبول ہی کیون کیا جاوے دوسرے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس رجوع فرمانے سے تو ہر عاقل کے نزدیک
مجیب کا قاعدہ مخترعہ مذکورہ صاف لغو و باطل ہوگیا اور کسی ابطال و تردید کی حاجۃ ہی نہ رہی کیونکہ حضرات
صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے جملہ افعال جو زمانہ نزول وحی مین اون سے کیف ما اتفق صادر
ہوئے تا وقتیکہ اونکی ممانعت مین کوئی وحی نازل نہو ہمارے مجیب لبیب اصرار کے ساتھ جب اون
افعال کے مرفوع اور معتبر ہونے کے مدعی ہین تو پہر رجوع کے کیا معنے اور اطلاع و عدم اطلاع سے کیا
بحث کیونکہ جب کوئی صحابی آپ کے زمانہ مین کسی فعل کو خواہ بوجہ عدم اطلاع ہی کرتے رہے مگر نص
ممانعت اصلا نازل نہوئی تو ظاہر ہے کہ ابتو فعل مذکور عند المجیب حکم شارع اور نص مرفوع ہوگیا اب
بوجہہ عذر عدم اطلاع اوس سے رجوع فرمانا واجب بلکہ جائز بھی کیونکر ہوسکتا ہے اس صورت مین
تو بعد وفات رسول اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم جس صحابی کو کسی نص پر مطلع کیا جاوے گا تو بجائے رجوع
وہ یہی فرمادینگے کہ جب ہمنے یہہ فعل گو بوجہ عدم علم و عدم اطلاع ہی آپ کے زمانہ مین کیا اور
وحی ممانعت نازل نہین ہوئی تو یہہ ہمارا فعل تو نص مرفوع ہوگیا اگر ہمارا یہہ فعل ممنوع ہوتا تو
ضرور تہا کہ بذریعہ وحی من اللہ اوس کی اطلاع فرمائی جاتی اور بقول مجیب خواہ مخواہ اللہ تعالے
اسیارہ مین نہی نازل فرماتا اور جب تمام زمانہ نزول وحی مین اوس کی ممانعت کا حکم نازل نہوا تو
ابتو ہمارا یہہ فعل جو بوجہ بیخبری اور عدم اطلاع ہمنے کیا تہا نص مرفوع اور واجب الاتباع ہوگیا
اس سے رجوع ہمکو کیونکر جائز ہوسکتا ہے اور اسپر کوئی صاحب یہہ نفرماوین کہ جب نص ممانعت
موجود تھی تو اگر کسی صحابی نے بوجہ عدم اطلاع خطاء سے اوس کے خلاف کرلیا تو وہ فعل صحابی
بمقابلہ نص کیونکر مقبول ہوسکتا ہے اور پہر مکرر اوس کی ممانعت نازل ہونے کی کیا حاجت ہے
اور بار بار نزول ممانعت کی کیا ضرورت کیونکہ یہہ بات تو ہر چند بہت صحیح اور عین حق ہے اور اوثق
العرے مین بہی مضمون ارشاد فرمایا تہا مگر ہمارے مجیب اس کو ہرگز نہین تسلیم فرماتے اور مطلقاً
فعل صحابی کو جس کے بعد مین ممانعت نازل نہو حجۃ مرفوع فرمارہے ہین پہلے ممانعت ہوچکی ہو یا
نہین اور اگر اب کسی معذوری سے مجبور ہوکر ہمارے جواب مین یہی کہین کہ بوجہ عدم اطلاع
علی النص اگر صحابی نے اوس کے خلاف عمل کیا تو وہ عمل حجت نہوگا تو مرحبا بالوفاق مگر یہہ یاد
رہے کہ اقامت جمعہ فی جواثی کے مخالف خود فعل نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور تعامل مستمرہ زمانۂ
نبوت و خلافت موجود ہے جو اقامت جمعہ فی القری کی ممانعت پر نص صریح ہے تو اسی قاعدہ کی رو سے
فعل اہل جواثا بھی قابل قبول ہرگز نہ رہیگا اور معترض شیخ چلی کا بنا بنایا گھر گر جاوے گا بلکہ مجیب سادہ

لوح کے مطلب کی موافق تو حضرت عبد اللہ بن مسعود کی تطبیق جو رکوع مین برابر کرتے رہے غیر منسوخ اور قابل قبول ماننے پڑے گی کیونکہ وہ برابر اس کو کرتے رہے اور اون کو اپنے اس فعل کی ممانعت نہین پہنچی بقول مجیب اگر یہہ ممنوع ہوتی تو وہ ضرور روک دیئے جاتے بالجملہ اثر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جو بذریعہ اصح الاسانید منقول ہو چکا ہے اور ہمارے مدعی یعنے ممانعت قراۃ خلف الامام پر دال بالتصریح ہے ہمارے مجیب فہیم کی اوس عنایت بے اختیاری کی بدولت جو تمام رسالہ مین ہمارے حال پر مبذول رہی ہے اب اوس کے جواب مین یہہ کہدینا کسی طرح قابل التفات نہوگا کہ یہ اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے مرفوع ہرگز نہین بلکہ حسب قاعدہ مسلمہ مجیب یہہ اثر جو صحیح و صریح تمام مرفوع ہی ہوگیا والحمد للہ دیکھین ہمارے مجیب اس کے جواب مین کیا جوہر انصاف ظاہر فرماتے ہین اور اپنے مخترعہ قاعدہ کی کہانتک پابندی فرماتے ہین۔ اس کے سوا موطا اور ترمذی مین حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مروی ہے

من صلی رکعة لم یقرء فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام علیٰ ہذا القیاس حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب سے یہی منقول ہے اور اون سب حضرات کا یہی مسلک ہے بلکہ خلف الامام قراءۃ کرنے والون پر وعیدات شدیدہ اور زجر بلیغ تلک ان حضرات سے منقول ہین تو حسب قاعدہ مجیب اور موافق معروضات احقر جو اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ذیل مین عرض کرچکا ہون۔ یہ جملہ آثار مرفوع اور حنفیہ کے لئے حجۃ و دلیل ہونگے اب ہمارے مجیب خواب غفلت سے بیدار ہوکر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرین کہ اون کے اس قاعدہ مخترعہ سے اون پر کیسی قیامت برپا ہوگئی اور اون کی عنایت سے حنفیہ کو کہ جن کے اوپر اسی مسئلہ کی بابت کیسے زور شور سے سب و تبرا تلک نوبت پہونچائی جاتی تھی کتنے نصوص مرفوعہ حسب قرار داد مجیب نہایت سہولت کے ساتھہ بہم پہونچگئے واللہ یحق الحق اور تماشا یہ ہے کہ اون کو اس اختراع سے کوئی نفع ادنیٰ بھی نصیب نہوا کما مر مگر ہمکو یہ نظر آتا ہے کہ مجیب بحاث اصل مطلب کو چھوڑ کر آثار حضرات صحابہ بے سوچے سمجے ہمارے مقابلہ مین نقل فرمانے بیٹھ جاوینگے اور فرماوینگے کہ ہماری طرف بھی بہت سے آثار موجود ہین اور وہ بھی ہمارے قاعدہ کے موافق مرفوع ہین لیکن اہل فہم پر روشن ہے کہ ہمارے مدعی کو اس سے کوئی مضرت نہین کیونکہ ہمارا مطلب تو اس موقعہ پر صرف

یہہ ہے کہ حسب قاعدہ مجیب جب حنفیہ کے مذہب کے مویہ اسقدر افعال و اقوال حضرات صحابہ کبار یعنے نصوص مرفوعہ صحیحہ معتبرہ موجود ہین تو پہر اگر کوئی متعصب مذہب حنفیہ کو اس بارہ مین اقوی اور احق بالقبول بہی نکہے گا تو قابل طعن و ملامت و ابطال و تغلیط بہی تو کسی طرح نہین سمجہے گا و بس اور اگر فرط تعصب و عناد ہمارے مجیب کو فہم و انصاف کی مہلت ہی ندے اور باوجود اسقدر تنبیہ خواہ مخواہ سرخروئی حاصل کرنے کی ضرورت سے ہمارے مقابلہ مین آثار صحابہ یا احادیث مرفوعہ جزء القراءۃ وغیرہ سے بیان فرمانے پر آمادہ ہی ہو بیٹھین تو ہرچند اس موقعہ پر ہمکو اوس کی طرف توجہ کرنا فضول ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس امر کا مشاہدہ کرادینگے کہ اون کا قاعدہ مخترعہ تو ایسی باتون سے کیا درست ہو سکے گا انشاء اللہ فرضیت قراءۃ خلف الامام بھی اون آثار و احادیث سے ثابت نکر سکین گے مگر یہ امر ضرور ملحوظ رکہین کہ آثار بیان کرین تو صحت کے ساتھ مطلب مجیب یعنی فرضیت قراءۃ علی المقتدی پر دال بالتصریح ہون یہ نہو کہ کسی صحابی کے فعل یا صرف اون کی اجازت و استحسان قراءۃ سے فرضیت مذکورہ کو ثابت کرنے بیٹھ جاوین ورنہ بجز ندامت و ناکامی کچہہ ہاتہہ نہ آوے گا اور احادیث بیان فرماوین تو ان مین بھی انہین امور کی رعایۃ رکھین حماقت اور سینہ زوری کا تو ذکر نہین ورنہ مجیب خود دیکہہ لینگے کہ ایک دو اثر اور ایک دو حدیث بہی اون کو ایسی ملنی دشوار ہو جاویگی اور ہمارے موید آثار و احادیث کثیرہ کے موازنہ کے بعد تو انشاء اللہ بہت سے نادانون کو بہی حقیقۃ الامر روشن ہو جاوے گی بلکہ ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی مولفہ حضرت مولی المسلمین مدفیوضہم علی العلمین جو ایک عرصہ سے مشتہر ہو چکا ہے اور جس کی وجہ سے آجتک بہت سے اہل علم اس امر کے شایق اور منتظر ہین کہ حضرات اہل حدیث رسالہ موصوفہ کے جواب مین آخر دیکہین کیا ارشاد فرماتے ہین اگر رسالہ موصوف کو ہمارے مجیب فہم و انصاف سے ملاحظہ فرمالینگے تو پہر انشاء اللہ ان خیالات کے پیچہے ہرگز نہ پڑینگے بلکہ روایات جزء القراءۃ وغیرہ جمیع کتب متداولہ حدیث کی عبارات ہمارے مقابلہ مین پیش فرمانے سے ضرور رک جائین گے خیر ہمکو یہان اس قصہ سے کیا مطلب فقط مجیب کی غلط فہمی کے خوف سے بات دور جا پڑی ہمارا مدعی تو صرف یہہ ہے کہ مجیب کے قاعدہ مخترعہ کی وجہ سے حنفیہ کو دربارہ ممانعۃ قرارت مقتدی بہت سے دلایل قویہ واجب التسلیم ہاتہہ آگئین کیونکہ جسقدر اقوال و افعال صحابہ کرام اس بارہ مین موجود ہین وہ سب کے سب حسب قرارداد مجیب مقبول و مرفوع ہین اور بوجہ عدم نزول وحی ممانعت تقریر شارع نے اون آثار

موقوفہ کا مقرر ومسلم مقبول ومعمول ہونا ثابت فرمادیا اور اتنی بات کا کوئی انکار نہین کرسکتا وہو المطلوب آیندہ ہمارے مجیب اپنی رستگاری کی جو صورت نکالین گے دیکہا جائے گا ببرکت کفش برداری وخوشہ چینی حضرات اکابر اسقدر اطلاع واطینان ان امورمین ہم جیسون کو بہی میسر ہے کہ متعصبین کے خدشات ونکتہ چینیون سے کسی قسم کا خوف اور اندیشہ محسوس نہین ہوتا وگرنہ ماہمان خاکیم واللہ وللہ الحمد ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور دور جانیکی کیا ضرورت ہے خاص مسئلہ مبحوث عنہا یعنے جمعہ فی القری ہی مین ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالے وجہہ کا فتوی لاجمعۃ ولا تشریق الخ صاف موجود ہے اور ہر مجمع اصحاب مین حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے خطبہ عیدین مین اہل عوالی کو بدون ادائے صلوۃ جمعہ مراجعت کی اجازت دی جس سے امام مالک لاجمعۃ فی العوالی مستنبط فرماتے ہین چنانچہ یہ امور بالتفصیل معروض ہوچکے ہین اور دیگر بعض اصحاب رضی اللہ عنہم سے مثل حضرت حذیفہ وغیرہ سے بہی ممانعت جمعہ فی القری ثابت ہے اور اس بارہ مین کوئی نص اون کے مخالف نازل بہی نہین ہوئی تو اب ان جملہ ارشادات کو مرفوع اور واجب التسلیم ماننا پڑے گا اور انصاف وتدین سے متنفر ہوکر یہ کہنا کہ زمانہ نزول وحی مین ان حضرات مذکورین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا قول وعمل ایسا نہوگا بعد وفات حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ اقامۃ جمعہ فی القری کو ممنوع سمجہتے اور فرماتے ہونگے بیہودہ گوئی اور ہزیان سرائی ہے بالبداہتہ ہر عاقل جانتا ہے کہ ان حضرات کا فتوے اور عمل درآمد زمانہ نبوی مین بہی اسی کے مطابق ہوگا من خالف البداہتہ فعلیہ البیان چنانچہ ابہی اثر ابن عمر کے ذیل مین کسیقدر بسط سے یہہ مضمون معروض ہوچکا ہے پہر تماشا ہے کہ فعل اہل جواثی کو تو صرف اسوجہ سے کہ اون کے بارہ مین کوئی بہی ممانعت نازل نہین ہوئی مرفوع مانا جائے اور حضرت علی اور حضرت عثمان وغیرہما رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات کو کہ علاوہ قرب تام اور حاضرباشی شب وروز اور اعلم واتقہ ہونے کے اون کے بارہ مین بہی کوئی وحی مخالف نازل نہین ہوئی شوخ چشمی کے ساتھ پس پشت ڈالا جاوے مجیب کے قاعدہ کے موافق ضرور تہا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قری مین خود جمعہ نہ پڑہنا یا اورون کو اوس سے منع فرمانا درست نہوتا تو وہ ضرور بذریعہ وحی اس امر سے روک دئے جاتے اور سنئے ابوداؤد مین موجود ہے عن جابر قال قدم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ لاربع خلون من ذی الحجہ فلما طافوا بالبیت وبالصفا والمروۃ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوہا عمرۃ الامن کان معہ الہدی فلما کان یوم الترویۃ اہلوا بالحج

فلما کان یوم النحر قد مواطافوا بالبیت ولم یطوفوا بین الصفا والمروۃ اس سے صاف ظاہر ہے کہ متمتعین
نے حج وعمرہ دونون کے لیئے صرف ایک سعی کی اور دیگر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت جابر رضی
اللہ عنہ بہی متمتع تہے تواب یا تو متمتع کے لئے صرف ایک سعی کو کافی فرمایئے یا اپنے نو ایجاد قاعدہ
کو کسی دیوار بلکہ پتھر پر مارئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو حجۃ الوداع مین قارن تہے قارن کے
لیئے دو طواف اور دو سعی کے قایل ہین اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ بہی اون کے موافق ہین تو اب
یا تو اس کے قایل ہوجیئے ورنہ قاعدہ مخترعہ پر لاحول پڑھیئے عدم رفع یدین۔ آمین بالسر۔ قنوت
فی الصبح صلوۃ الجمعہ فی یوم العید نقض وتر چہار روز کی اقامت سے مسافر کے مقیم ہوجانے مین۔ بست
رکعات تراویح مین اقوال وافعال صحابہ موجود ہین اب یا تو ان جملہ احکام کو سر پر رکھیئے ورنہ اس
قاعدہ دشمن دین پر لات مارئے بالجملہ مجیب کے قاعدہ مخترعہ مین اسقدر جزئیات خلل انداز
نکلتے چلے آئینگے کہ اون کا احاطہ دشوار ہے اور اون کی جوابدہی کی صعوبت تو خود مجیب کو معلوم
ہوجائے گی بتلانے کی حاجۃ نہین یہ بات کون نہین جانتا کہ اجماع صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین
کے خلاف کرنا بالاتفاق باطل ہے تو اب جو امام اور مجتہد کوئی قول کہیگا وہ ہرگز اجماع صحابہ کے خلاف
ہرگز نہین کہہ سکتا جس سے بالاجمال جمیع ائمہ کے جملہ اقوال کی نسبۃ یہہ معلوم ہوگیا کہ کسی نہ کسی
صحابی کا قول اوس امام کے قول کے موافق ضرور ہونا چاہیئے تو اب مجیب ابوالمکارم کے قاعدہ کی موافق کسی
امام کے کسی قول کو بے اصل اور بے دلیل نہین کہہ سکتے اور نہ اوسکو مطعون بنا سکتے ہین کیونکہ جب
جملہ اقوال وافعال صحابہ علی الاطلاق حسب ارشاد محدث ابوالمکارم مرفوع ہوگئے چاہے اون
امور مین قیاس کو دخل ہو یا نہو اور خواہ صحابی کے پاس کسی قسم کی دلیل شرعی موجود ہو یا نہو بلکہ
صرف اسی خیال سے اوس فعل کو کرلیا ہو کہ ممنوع ہوگا تو بقول ابوالمکارم خداوند کریم خواہ مخواہ وحی
ممانعت نازل فرمائے گا اوسوقت ترک جاوینگے۔ صاحبو یہ امر کسقدر حیرت ناک اور شرمناک
ہے کہ محدثین زمانۂ حال کو جب کسی ضرورت سے اتباع سنت علی صاحب الف الف
صلوۃ کا ولولہ اوٹھتا ہے تو حضرات خلفائے راشدین و دیگر اکابر صحابہ تلک کی بدعات
کی فہرست مرتب ہونے لگتی ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا اور جب اپنی کوئی غرض
دامنگیر ہوتی ہے تو خلاف جمیع علماء بے دلیل حضرات صحابہ کے ہر ایک قول و فعل کو حجۃ
اور حدیث مرفوع بتلاتے ہین اس بر عکسی کا کیا ٹھکانا ہے مجیب نے اس قاعدہ سے
اگر تخصیص کی ہے تو صرف اون افعال کی تخصیص کی ہے جو حضرات صحابہ سے بعد زمانۂ نبوت

صادر ہون اور اوسمین قیاس کو بھی دخل ہو یعنی فعل صحابی مین جب یہ دو شرطین پائی جائینگی کہ بعد زمانۂ نبوت واقع ہو اور اوسمین قیاس کو بھی دخل ہو وہ فعل تو البتہ مرفوع نہ سمجھا جاویگا اسکی سوا جملہ افعال صحابہ بمنزلۂ نص مرفوع ہونگے مگر یہ دونون شرطین لایعنی بیہودہ ہین اول شرط یعنی زمانۂ نبوت کی قید لگانی ہمارے مجیب کا اجتہاد ہے کوئی دلیل عقلی یا نقلی قابل قبول بیان کرین تبرکا نقل عبارات سے بجز ندامت و ناکامی اور کوئی نفع متصور نہین دیکھ لیجے امام نووی رحمۃ اللہ مقدمہ مسلم مین صاف بیان فرماتے ہین کہ قول و فعل صحابی مطلقاً یعنی بلا تخصیص زمانۂ نبوت وغیرہ موقوف شمار ہوتا ہے اور اس قول و فعل کی حجۃ شرعی ہونے مین امام شافعی رحمۃ اللہ کے دو قول نقل کئے ہین قول جدید جسکو اصح فرماتے ہین یہ ہے کہ وہ حجۃ شرعی نہین اور تابعی محض قیاس سے اوسکو چھوڑ سکتا ہے اور اگر صحابی کا کوئی قول یا فعل مشتہر بین الناس ہو اور اوسمین اوروں نے خلاف کیا ہو تو اوسکا حال بھی بعینہ وہی ہے جو قول غیر مشتہر کا مذکور ہو چکا ہان جو قول و فعل صحابی ایسا ہو کہ مشتہر بین الناس بھی ہو اور اوسمین اختلاف بھی موجود نہو اوسمین البتہ پانچ قول فرماتے ہین مشہور قول یہ ہے کہ وہ قول یا فعل حجۃ اور اجماع سمجھا جاویگا اور امام غزالی رحمۃ اللہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ صحابی کا وہ قول و فعل بھی حجۃ نہوگا اور یہی ہر سہ اقسام قول و فعل تابعی مین بھی بیان فرمائے ہین یعنی تابعی کا قول و فعل بھی مشتہر ہوگا یا غیر مشتہر اور مشتہر مین اختلاف ہوگا یا نہین اور قول و فعل صحابی کا اقسام سہ گانہ مین جو حکم ہے وہی حکم قول و فعل تابعی کے اقسام مین بیان فرمایا ہے چنانچہ ولافرق فی ہذا بین الصحابی والتابعی صاف موجود ہے اب دیکھ لیجے کہ دو چار اصحاب کے قول و فعل کو امام نووی حجۃ شرعی بھی نہین مانتے چہ جائیکہ اوسکو حدیث مرفوع کہا جائے البتہ صرف قول مشتہر غیر مختلف فیہ کو اکثر کے نزدیک حجۃ بتلاتے ہین جو مضمون اوثق العری کے سراسر موافق ہے اور امام غزالی تو قول و فعل مشتہر کو بھی حجۃ شرعی نہین تسلیم کرتے اور اسی عبارت سے دو امر اور بھی معلوم ہوگئے ایک تو یہ کہ ان حضرات کے نزدیک صحابی کے قول و فعل اور تابعی کے قول و فعل کا یکسان حال ہے دوسرے جو حال فعل صحابی کا ہے وہی بعینہ قول صحابی کا حال ہے ان دونون باتونکو خوب ملحوظ رکھکر جو کچھ اس بارہ مین فرمانا ہو فرمائیے باقی رہی شرط ثانی یعنی اوس فعل مین قیاس کو بھی دخل ہو تو اوسوقت وہ فعل مرفوع نہوگا تو یہ شرط مسلم مگر مجیب کو اس سے کیا نفع بلکہ مضر ہے کیونکہ اہل جواثی کا جمعہ ادا فرمانا بالکل قیاس کے موافق ہے کما مر البتہ ارشاد حضرت علی لاجمعۃ ولاتشریق الا فی مصر جامع کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ اوسمین قیاس کو دخل نہین بلکہ مخالف قیاس ہے اسلئے حکماً مرفوع ہے تو عین حق ہے تمام اہل علم پر روشن ہے کہ اقوال و افعال صحابہ کی رعایت اور عظمت امام ابوحنیفہ کے برابر نہ محدثین نے کی نہ امام شافعی نے وہ تو اونکے بارہ مین نحن رجال و ہم رجال فرماتے ہین ہمارے مجیب سادہ لوح امام نووی وغیرہ کی عبارتین بے سمجھے ہمارے مقابلہ مین پیش کرتے ہین جناب من افعال صحابہ کا حدیث مرفوع ہونا تو در کنار حنفیہ کو چھوڑ کر کسی کی عبارت سے ان کا حجۃ شرعی ہونا تو ثابت کر دیجے افسوس

آپکو اپنے گھر کی بہی خبر نہین **شعر** گریہی بیخبری [illegible] سب نہ دبالا ہوگی ہے کما بیّنا مراراً۔ اسکے بعد مجیب ابو المکارم عبارت اوثق العری پر [illegible] پیش فرماتے ہین قولہ علی ہذا القیاس آپنے جواب صورت ثانیہ مین یہ قید لگائی ہے کہ اوسپر انکار کیا گیا ہو یہ قید بھی غلط ہے اسواسطے کہ جب خود نص صحابہ کی عمل کے خلاف صادر ہوچکی ہے تو انکار کیا جائے یا نہ لیا جائے وہ عمل صحابہ بوجہ نص کے حجۃ نہوگا انتہے اقول مجیب سلمہ کے اس تغلیط بے محل اور تخطیۂ بے محل کا مطلب صرف یہ ہے کہ عبارت مذکورۂ اوثق العری مین جو یہ قید لگائی ہے کہ (اوسپر انکار کیا گیا ہو) یہ قید غلط ہے کیونکہ جب اوس فعل کی نسبت اول سے نص ممانعت موجود ہے تو فعل مذکور قابل اعتماد و احتجاج ہرگز نہین ہوسکتا اب انکار کی نوبت آئے یا نہ آئے چنانچہ خود عبارت اوثق العری مین یہ مضمون اگلے جملون مین صاف موجود ہے سو ظاہر نظر مین تو مجیب ابو المکارم کی یہ تقریر کسیقدر بدیہی اور درست معلوم ہوتی ہے ہان عبارت اوثق العری کے مطلب سمجھنے کے بعد مجیب کے اس مواخذہ پر اند ہے کی ٹیڑہی کھیر کا مشہور قصہ یاد آتا ہے انصاف سے دیکھئے یہ امر تو خود معلوم ہے کہ قصہ اقامت جمعہ فی جواثا کہ جسکے قابل احتجاج ہونیکی کوئی صورت نہ تھی حافظ ابن حجر اوسکو قصہ عزل پر قیاس فرماکر قابل استدلال بنانا چاہتے ہین کما مر اوسکا جواب اوثق العری مین یہ دیا تہا کہ کسی فعل صحابہ کے بعد وحی ممانعت کی نازل نہونے سے اوس فعل کا جواز مطلقاً سمجہہ لینا صحیح نہین بلکہ جواز مذکور کے لئے دو شرطین ضروری ہین اول یہ کہ اوس مین کوئی نص ممانعت موجود نہو دوسری یہ کہ عامہ صحابہ اوسپر تعامل فرماوین نہ چند اصحاب چنانچہ اس مضمون کو بحوالہ اوثق العری تشریح کے ساتہ ہم بھی عرض کرچکے ہین اور حافظ ابن حجر کی بات کا جواب اسی حد پر پورا ہوگیا تہا اسکے بعد شق اول کی توضیح کی غرض سے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی نص ممانعت موجود ہو تو ہرگز تعامل صحابہ معتبر نہوگا بمقابلہ نص صریح صحیح کے الخ جس سے شرط اول کا نفع اور اوسکا [illegible] عنہ خوب معلوم ہوگیا لیکن اس عبارت مین چونکہ لفظ صحابہ مجمل تہا اقل اکثر کی تشریح نہ تھی اسلئے بطور ترقی ومزید توضیح یہ ارشاد فرمایا (اور اگر بدون اطلاع نص کے اکثر صحابہ نے بھی کوئی عمل کیا اور اوسپر انکار کیا گیا تو وہ بھی قابل اعتماد نہوگا الخ) یعنی بوجہ عدم اطلاع نص ممانعت اگر اکثر صحابہ بھی اوس فعل پر عمل فرماوینگے تو بھی قابل اعتماد نہوگا اور بوجہ مخالفت نص جیسا بعض صحابہ کا فعل قابل اعتماد و استناد نہوتا تہا ایسا ہی اکثر صحابہ کا عمل بھی اس صورت مین غیر قابل اعتماد ہوگا ہان یہ بات ظاہر ہے کہ اگر بوجہ عدم اطلاع نص اکثر صحابہ فعل مذکور پر عمل کرینگے تو ضرور ہے کہ وہ بعض جنکو نص مذکور کی اطلاع ہے بوجہ مخالفت نص حضرات اکثر پر انکار و اعتراض فرماوینگے جسکا مطلب یہ ہوا کہ قید مذکور یعنی (اور اوسپر انکار کیا گیا ہو) قید لازمی اور قید عادی ہے قید احترازی ہرگز نہین مجیب سلمہ اگر عبارت سابقہ اور لاحقہ کو بغور ملاحظہ فرماتے تو غالباً اونکو

اس اعتراض کی نوبت نہ آتی خیر انہون نے سمجھ بوجھ کر بالقصد ایسا کیا ہو یا بوجہ عدم فہم اس اعتراض کی نوبت آئی ہو وہ جانین ہمنے اصل مطلب عبارت اوثق العری کا وضاحت کے ساتھ عرض کر دیا ہے جس سے اونکے اعتراض کا بے اصل ہونا ہر منصف سمجھ لیگا اور عبارت اوثق العری سے بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ فعل صحابہ کے بعد عدم نزول ممانعت کی وجہ سے اوس فعل کا جواز صرف اوسی حالت مین ثابت ہوگا جب دونون شرطین مذکورہ بالا وہان موجود ہون اور تعامل صحابہ کے غیر معتبر ہونے کے لئے دونون شرطون مین سے ایک شرط کا عدم بھی کافی ہے خلاصہ یہ نکلا کہ تعامل صحابہ کے معتبر ہونے کی تو صرف ایک صورت ہے البتہ غیر معتبر ہونیکی دو صورتین ہین تو اب علامہ ابو المکارم نے جو اپنے کلام مین صورت اولی اور صورت ثانیہ کو بیان فرمایا ہے اوسکو بتلائین کہ یہ اولی اور ثانیہ تعامل مذکور کے معتبر ہونیکی صورتین ہین یا غیر معتبر ہونیکی یا ایک معتبر ہونیکی اور دوسری غیر معتبر ہونیکی علی ہذا القیاس آپنے جو پہلے عبارت مین فرمایا ہے کہ اس صورت کے افعال بدون اس قید کی حجت ہین اسکی نسبتہ بھی یہ ارشاد ہو کہ اس صورت سے کونسی صورت مراد ہے ہم تو پہلے ہی عرض کر چکے ہین کہ مجیب علام بلا فہم عبارت اوثق العری بزور قوۃ ارادہ تردید فرما رہے ہین اور اگر بزعم خود مطلب اوثق العری خوب سمجھے ہوئے ہین تو ہمارے استفسار کا جواب مشرح بیان فرما دین اوسوقت کم فہمون پر بھی انشاء اللہ ہمارے مجیب کی مطلب فہمی خوب واضح ہو جائے گی ہم کس کس بات پر تعجب و افسوس ظاہر کرین مجیب موصوف نے اسقدر تطویل اور جدو جہد پر نہ اپنے مفید مدعی کوئی عبارت نقل فرمائی نہ اصل مدعای اوثق العری پر کوئی اعتراض کر سکے عبارتین نقل فرمائین تو بے سود اعتراض کیا تو بے محل اور فضول مجیب کو لازم تہا کہ ہر دو شرط مذکورہ اوثق العری کی نسبتہ کچھہ ارشاد فرماتے اور جب اونسے ہر دو شرط مذکورہ کی نسبتہ کچھہ نہین ہو سکا تو اب بروے انصاف تجویز بیان فرمودۂ علامہ ابن حجر اونکو کیا مفید ہو سکتی ہے باقی اصل مدعی کو چھوڑ کر بے سوچے سمجھے یہ فرما دینا کہ صورت اولی مین تعامل عامہ صحابہ کی قید اور صورت ثانیہ مین انکار کرنیکی قید لگانی غلط ہے اپنی خوش فہمی کا ثبوت اور بے انصافی کا اقرار کرنا ہے اول تو امر مطلوب اور متنازع فیہ سے سکوت کر کے محض زوائد و لوازم مین ردّ و انکار کرنا بے سود و فضول ہے دوسرے وہ بھی بے اصل اور غلط کما مر تفصیلہ ملّا کی تعریف لوگون مین آنکہ چپ نشود مشہور ہے اب ناظرین با انصاف ملا معترض کی کیفیت کو خود اس سے سمجھ لین کہ کیا ہونی چاہیے بقول مشہور کریلا اور نیم چڑہا بالجملہ قصہ جواثا کو اپنا مستدل بنانیکے لئے جو علامہ ابن حجر نے ایک تجویز نکالی تھی اور اوسکو قصہ عزل پر قیاس فرمایا تہا اور قاضی شوکانی اور محدثین زمانہ حال کو بھی اوسکو دانتوں سے پکڑنیکی نوبتہ آرہی ہے اور تحقیق مذکورہ اوثق العری سے تجویز مذکور غیر مقبول اور عزل پر قیاس فرمانا قیاس مع الفارق ثابت ہو چکا ہے اوسکی نسبتہ ہمارے ہر دو مجیبنے جو کچھہ سعی اور عرق ریزی فرمائی تھی اوسکا

بے سود ہونا ہماری معروضات سے خوب معلوم ہو گیا والحمد للہ اب مجیب اور اونکے موافقین پر لازم ہے کہ اتنی بات تو ضرور کرین کہ کسی دلیل سے بھی ثابت فرماوین کہ فعل صحابہ مطلقاً در صورت عدم نزول ممانعت حجۃ جواز اور دلیل ثبوت ہوتا ہی اور اگر اتنا بھی نہو سکے تو پہر مقتضائے فہم و انصاف یہی ہے کہ اس بارہ مین حسب قول مشہور ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ - جو فرماوین اور تحقیق اوثق العری کی ملاحظہ کے بعد تجویز مذکور سے امید بہبودی نرکہین اور اگر اب بھی کچھ ہوس باقی ہو تو اوسکو بھی نکال لیجیے دیکھین تجویز مذکور کے ذریعہ سے ہمارے مجیب قصہ جواب کو کیونکر مستدل اور حکماً مرفوع بناتے ہین شعر [illegible] یون خدا کی خدائی برحق ہے - پر ہمین تو اثر کی آس نہین - مگر جو کچھ ہو ہماری معروضات اور انصاف کو پیش نظر رکھکر ارشاد ہو تعریف ملا مین داخل ہونے کے لئے تو جو کچھ یہان تحقیق فرما چکے ہین [illegible] اسکے بعد اوثق العری مین دربارۂ عزل جسکو علامہ ابن حجر نے مقیس علیہ بنایا تہا یہ مضمون تحریر فرمایا ہے کہ باب عزل مین صرف یہی بات نہین کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تحریم و ممانعت سے سکوت فرمایا ہو اور فقط اتنی ہی بات سے عزل کا جواز حضرات صحابہ نے سمجھ لیا بلکہ سکوت عن التحریم کے ساتھ نص جواز بھی موجود ہے جسکے راوی خود حضرت جابر ہین بخلاف اقامت جمعہ فی القری کے کہ بجائے دلیل جواز روایات و تعامل زمانۂ نبوی و زمانۂ اصحاب اوسکے مخالف و مضاد موجود ہین تو اب اس بون بعید کے ہوتے ہوئے اقامت مذکورہ کو عزل کے قصہ پر قیاس کرنا ایسے علامہ محقق سے [illegible] اس تقریر پر حق اور قابل تحسین و قبول کے جواب مین مجیب ابو المکارم محض لقرینۂ مشہور [illegible] کی جامعیت قایم رکھنے کی غرض سے یا یون کہیے کہ افراد ملا مین داخل رہنے کی ضرورت اور خارج ہو جانیکی خوف سے جو ارشاد فرماتے ہین اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ ایک روایت مین فرماتے ہین کنا نعزل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن ینزل اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بدون استفسار و بغیر اطلاع عزل ہوتا رہا کیونکہ روایۃ مذکورہ استفسار و اطلاع سے بالکل ساکت ہے دوسری روایت مین حضرت جابر ارشاد فرماتے ہین کنا نعزل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبلغ ذلک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم ینہنا عنہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپکو اطلاع کی نوبت آئی اور تیسری روایت حضرت جابر کی وہ ہے جو اوثق العری مین پیش فرمائی ہے اور جس سے مجیب فہام نجات کی فکر فرما رہے ہین وہو ہذا قلنا یا رسول اللہ کنا نعزل فزعمت الیہود انہ الموءودۃ الصغری فقال کذبت الیہود الخ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرات صحابہ نے آپ سے دربارہ حکم عزل استفسار کیا اور آپنے اجازت فرما دی جس سے امر متنازع فیہ کے لئے قصہ عزل کو مقیس علیہ بنانے مین صریح سقم پیدا ہو گیا چنانچہ بحوالۂ اوثق العری اوسکی تفصیل معروض ہو چکی ہے بالجملہ حضرت جابر کے ہر سہ روایات مین اتنا تفاوت ہے کہ اول روایۃ جسکو

علامہ ابن حجر نے مقیس علیہ بنایا ہے استفسار و اطلاع مذکورین دونون سے ساکت ہے اور روایت ثانی منقولہ مجیب مین اطلاع کی تصریح موجود ہے اور روایۃ ثالث جسکو اوثق العری مین پیش فرمایا ہے اوسمین استفسار کہلم کہلا مذکور ہے اور یہ بات سب پر روشن ہے کہ ساکت و ناطق مین تعارض ممکن نہین بلکہ ساکت کو ناطق کے موافق سمجہنا ضروری ہوتا ہے اور یہ امور ایسے نہین کہ جنکے تسلیم مین کسیکو تامل ہو تو اب حضرت جابر کی روایات مذکورہ مین کوئی تعارض نہوگا بلکہ حدیث اول جسکو ساکت کہنا چاہیے بالضرور اور بلا تامل ہر دو حدیث باقیہ کے موافق اور اونپر محمول ہوگی چنانچہ اوثق العری مین اس موافقت کو ظاہر فرما دیا ہے جسکے سمجہنے مین اہل فہم کو تامل نہوگا اب ہمارے مجیب کی دقیقہ سنجی قابل دید ہے جسکا مدعی یہ ہے کہ روایۃ پیش فرمودہ اوثق العری جس مین استفسار و اجازت مذکور ہے دوسری روایتون کے کہ جنمین آپکی اطلاع مذکور نہین بیشک مخالف ہے مگر ان روایات کو دو وقتون مختلف پر محمول کرنے سے دفع تخالف ہوجائیگا چنانچہ بجنسہ اونکی عبارت یہ ہے (اگرچہ خود حضرت جابر سے جواز عزل کی روایت مروی ہے لیکن روایات ذیل سے صاف واضح ہوتا ہے کہ پہلے اس فعل کو حضرت جابر وغیرہ نے بلا اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع کر دیا تہا اور برابر اس فعل کو اس خیال سے کہ اگر یہ فعل ناجائز ہوگا تو خواہ مخواہ اللہ تعالی اسبارہ مین نہی نازل فرماویگا کرتے رہے انتہی) اہل انصاف و فہم ملاحظہ فرمالیوین کہ اول تو مجیب کا ان روایات کو باہم متضاد و مخالف سمجہنا ایک سطحی امر ہے اور پہر تعدد اوقات پر اونکو محمول فرماکر روایات مذکورہ کو منطبق کرنا اوسی جڑ کی شاخ اور اوسی شاخ کا پہل ہے واقعی اور تحقیقی بات وہی ہے جو اوثق العری مین مذکور ہے اور جسکو ہم عرض کر چکے ہین کہ روایت اول مجمل و ساکت ہے اور دوسری روایت مفصل و ناطق روایت اول جسکو حافظ ابن حجر نے مقیس علیہ بنایا ہے اوسمین استفسار و اطلاع کا ذکر نہین اور دیگر روایات مین استفسار و اطلاع مذکور ہے والناطق تقضی علی الساکت قضیہ مسلم ہے اسلئے روایات حضرت جابر مین کسی قسم کا تعارض نہوگا جو اوسکے ازالہ کی ضرورت ہو بلکہ بے تکلف جملہ روایات بدون التزام تعدد اوقات باہم موافق و متحد سمجہے جائینگے اور کہا جائیگا کہ بیشک عزل آپکے زمانہ مین ہوتا رہا اور قرآن مین اوسکی ممانعت نازل نہین ہوئی اور باوجود اطلاع آپنے بہی ممانعت نہین فرمائی بلکہ آپ سے استفسار کیا گیا تو آپنے عزل کی اجازت فرمائی ہمارے خیال مین نہین آیا کہ مجیب نکتہ رس کو تعارض کا خلجان کہان سے پیدا ہوگیا کہ تعدد اوقات پر حمل فرماکر اوسکے ازالہ کی فکر فرما رہے ہین اور زیادہ افسوس کے قابل یہ بات ہے کہ عبارت اوثق العری جسمین یہ مضمون مصرح موجود ہے اوسکو بہی نہ دیکہا اور بلا تدبر لیجا دیندہ فرمانیکو موجود ہوگئے اور سب سے بڑہکر یہ غضب کیا کہ فرماتے ہین کہ حضرت جابر وغیرہ نے بلا اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی عزل کو اس خیال سے شروع کر دیا تہا کہ اگر یہ فعل ناجائز ہوگا تو خواہ مخواہ اللہ تعالی اسبارہ مین

نہی نازل فرماویگا کاش کوئی ہمارے مجیب کی خدمت مین یہ عرض کرے کہ آپ کیون خواہ مخواہ ان امور مین اپنی ٹانگ اڑاکر ناحق چوٹ کہاتے ہین بڑون کی نصیحت ہے ع اذا لم تستطع شیئاً فدعہ۔ جنابمن اوثق العری کا جواب لکہنا آپ پر فرض نہین مستحب نہین بلکہ حق یہ ہے کہ جائز بھی نہین پہر آپ کیون اپنے آپکو کسی نفسانی خیال سے اس مخمصہ مین ڈالتے ہین آپ کو معلوم ہے کہ اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی شان مین آپنے کیا کہا حق تعالی آپکو سمجہہ دے انصاف دے اپنے قول سے توفیق انابتہ وتوبہ نصیب کرے آمین ہماری نظر سے ایک تذکرہ مین گذرا کہ کسی لڑکے نے معلم کو قرآن سناتے وقت پڑہا علیہا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون معلم نے بحالت غضب گالی دیکر کہا کہ یہ تو غارتگرون اور لٹیرون کی شان ہے ملائکۃ الرحمن کی یہ شان ہرگز نہین سو اور تو مین کچہہ کہنے کا استحقاق نہین رکہتا البتہ اتنا کہتا ہون کہ آپنے جو امر حضرت جابر وغیرہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے حاشا وکلا اونکی شان بمراحل اس سے ارفع ہے یہ تو بے پروا بیباک نڈر بد دین لوگونکا کام ہے اہل علم تو درکنار جنکو فہم سلیم سے حصہ ملا ہے وہ کبہی ایسے بیہودہ خیالات حضرات صحابہ کی شان مین نہین کر سکتے اور باتون کو جانے دیجیے ارشاد المتقی من یتقی الشبہات اور دع ما یریبک الی ما لا یریبک اور فمن ترکہا استبرأ لدینہ وعرضہ فقد سلم ومن واقع شیئاً منہا یوشک ان یواقع الحرام وغیرہ تو مجیب کی ملاحظہ مین آئے ہونگے تو اب بروئے ایمان وانصاف حضرات صحابہ جو تمام متقین ومتورعین کی مقتدا اور پیشوا ہین کیا اونکی شان نعوذ باللہ یہی ہونی چاہیے کہ جس امر مشتبہ غیر مشتبہ کو چاہا بلا استفسار وبدون تحقیق کیف ما اتفق اس خیال پر کر بیٹھتے تہے کہ اگر یہ فعل ناجائز ہوگا تو بقول مجیب ابو المکارم اللہ تعالی خواہ مخواہ اسبارہ مین وحی نازل فرماویگا جنابمن اہل علم وفہم سے دریافت فرمایئے وہ تو آپکے اس قدر شناسی پر جو آپنے حضرات صحابہ کی نسبتہ ظاہر فرمائی ہے نعوذ واستغفار کے بعد یہی فرماوینگے کہ یہ قائل کے سراسر ناواقفی اور بیباکی ہے حضرات صحابہ تو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بھی امور مباحہ بے دہڑک نہین کر سکتے تہے اور اپنے اہل کے ساتھ انبساط واختلاط ظاہر کرنے مین بھی نزول وحی اور ظہور عتاب سے سخت خائف رہتے تہے اور حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کے ادنی احتمال اور توہم پر آسمان سے پتہر برسنے کا ڈر اونکو خائف ومضطرب بنا دیتا تہا ہمارے محدثین کی نیرنگی بھی قابل تماشا اور حیرت افزا ہے کہ یا تو قصہ جو اثنا مین اکابر واصاغر سب یہ فرمارہے تہے کہ یہ ظاہر ہے کہ عبد القیس نے بغیر امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ نہین کیا کیونکہ صحابہ کرام کوئی فعل بغیر امر شارع کے نہین کیا کرتے تھے خصوصاً زمانہ وحی مین چنانچہ اوراق سابقہ مین یہ قصہ مفصلاً گذر چکا ہے اور یا ہمارے مجیب ابو المکارم اب یہ فرمارہے ہین کہ اکابر صحابہ زمانہ نزول وحی مین مدینہ طیبہ کے اندر بھی بلا استفسار وبلا تحقیق اس اعتماد پر جو چاہتے تہے کر لیتے تہے کہ ناجائز ہوگا تو خواہ مخواہ اللہ تعالی اسبارہ مین نہی نازل فرماویگا اوسوقت فعل مذکور کو ترک کر دینگے امید ہے کہ مجیب اس تعارض واختلاف کے

جواب سے جو اونکے دونون کلامون مین صریح موجود ہے مطلع فرمانے مین بخل نکرینگے مجیب کے اس ارشاد بے بنیاد سے
صحابہ کرام کی تنقیص تو بالبداہتہ معلوم ہوتی ہی ہے مگر کلام مذکور کا خلاف عظمت وجلال خداوندی ہونا بھی ایسا
امر نہیں کہ اہل فہم اوسمین متامل ہون حق تعالی کے جملہ اقوال اور تمام احکام سراسر حق اور مطابق حکمت اور رحمت ہین
اوسکے کسی ارشاد کو خواہ مخواہ کہنا خواہ مخواہ اپنی کم فہمی اور بے ادبی کی گواہی دینا اور بئس الخطیب انت کا مصداق
بننا ہے علاوہ ازین مجیب کا کنا نعزل کے بہروسے یقینی طور پر یکر یہ فرمانا کہ حضرت جابرنے عزل کیا انکی ظاہر
پرستی کا ثمرہ ہے اہل علم جملہ مذکورہ کی وجہ سے حضرت جابر کی طرف عزل کے یقیناً منسوب کرنیکو تسلیم نہین کرسکتے
کما لا یخفی بالجملہ اس بحث طویل سے بحمد اللہ خوب ظاہر ہوگیا کہ علامہ ابن حجر وغیرہ کا قصہ عزل کو مقیس علیہ بناکر
اقامت جمعہ فی جواثی سے قری کو محل اقامت جمعہ قرار دینا بشرط غور و انصاف ہرگز قابل قبول نہین اور اوثق العری میں
جو استدلال ابن حجر کا جواب دیا تہا وہ سراسر احق بالقبول اور اوسپر ہر دو مجیب کا اعتراض کرنا اور استدلال ابن
حجر کی تائید فرمانا بالکل بے سود و فضول ہے کما مر مفصلاً اور مجیب ابو المکارم نے بظاہر اس قصہ مین زیادہ
جانفشانی کی ہے اور ابن حجر کے استدلال کو خدشات سے پاک کرنے مین بہت ہمت صرف کی ہے چنانچہ
اوسکی کل کیفیت عرض کرچکا ہون مگر مجیب ابو المکارم بھی باوجود اس شدت تعصب اور جوش حمایت کے غالباً
خوب جانتے ہین کہ اوثق العری کے ارشاد کا جواب ابتک نہین بن پڑا اسلئے سب کچھ رطب دیا بس کہہ سنکر اخیر
مین فرماتے ہین قولہ لیکن مین کہتا ہون کہ حافظ ابن حجر کو اتنی دور جانیکی ضرورت ہی کیا تھی اسواسطے کہ یہ کہدینا
کیا کم ہے کہ جمعہ جواثی کی روایتہ حکماً مرفوع ہے جیسا کہ اوسکا بیان اوپر ہوچکا ہے بلکہ یہ تقریر میرے نزدیک جمعہ جواثا
کی نسبتہ حسب امور منقحہ بالا زیادہ موزون ہے انتہے ہمارے مجیب نے خیر اس امر کا اقرار تو صاف کرلیا کہ علامہ ابن حجر بہت
دور نکل گئے اور جواب بعید دیا باقی اونکا یہ فرمانا کہ ہماری تقریر بالا زیادہ موزون ہے محض مجیب کا خیال ہے اور وہ بھی
خام بلکہ بدیہی البطلان افعال صحابہ کو علی العموم حکماً مرفوع کہنا علامہ ابو المکارم کے سوا کوئی نکہیگا چنانچہ مفصلاً
اسکی کیفیت گذر چکی ہے اور لیجیے اوثق العری مین جو فرمایا تہا کہ باب عزل مین خود جواز کی نص موجود ہے اور یہ
فعل باجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے اور کوئی وحی اوسکے ترک کی نہین آئی اسپر ہمارے مجیب فرماتے
ہین کہ یہ بات صحیح نہین بلکہ حرمت عزل کی حدیث صحیح مسلم مین موجود ہے ثم سئلوہ عن العزل فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ذلک الواد الخفی وہی اذا الموؤدة سئلت مگر یہ روایت اول تو عند البعض ضعیف ہے چنانچہ
قاضی شوکانی فرماتے ہین ومنہم من ضعف حدیث جذامة ہذا المعارضتہ لما ہو اکثر منہ طرقاً آگے چلکر پہر فرماتے
ہین وقد ضعف ایضاً حدیث جذامة اعنی الزیادة التی فی آخرہ بانہ تفرد بہا سعید بن ایوب عن ابی الاسود ورواہ
مالک ویحیی بن ایوب عن ابی الاسود فلم یذکراہا بمعارضتہا بجمیع احادیث الباب وقد حذفت ہذا الزیادة اہل السنن

الاربع دوسری یہ روایۃ ابوسعید اور ابوہریرہ اور جابر کی معارض ہے جن روایات مین کہ عزل کی نسبتہ یہود کی مؤدۃ
صغری کہنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف تکذیب فرمادی تیسرے یہ کہ ایک جزوی مشابہت کی وجہ
سے آپکا عزل کو واد خفی فرمانا حرمۃ عزل کو مقتضی نہین کما لا یخفی علی المتفطن حتی کہ قاضی صاحب بھی نیل
الاوطار مین اس روایۃ کی نسبتہ صاف نقل فرماتے ہین ان حدیثہا لیس بصریح فی المنع اذ لا یلزم من تسمیتہ وادا
خفیا علی طریق التشبیہ ان یکون حراما انتہے اسیوجہ سے امام نووی اور حافظ ابن حجر اور بیہقی وغیرہ وغیرہ محققین
کے نزدیک راجح اور مقبول یہ ہے کہ حدیث جذامہ کو کراہتہ تنزیہی پر حمل کیا جائے تاکہ جملہ روایات مثبت جواز عزل
اور روایۃ جذامہ مین تعارض اور اختلاف باقی نرہے چنانچہ عبارت نووی اور نیل الاوطار مین صاف اس تطبیق کو
نقل فرمایا ہے اور اس صورت مین حدیث جذامہ نہ کسی روایۃ کے مخالف و معارض ہوگی اور نہ مذہب جمہور
کے بلکہ تمام امور بے تکلف متفق و منطبق ہوجاوینگے اور حدیث جذامہ کی تضعیف کی بھی اصلا ضرورت نہوگی والحمد للہ
مگر ہمارے مجیب نے جو محض عبارت اوثق العری پر ایک اعتراض کرنیکی غرض سے اگرچہ اونکی اصلی مدعی کو نافع نہی
یہ دعوی کیا تہا کہ حدیث جذامہ منقولہ مسلم سے حرمت عزل ثابت ہوتی ہے وہ دعوی ایسا نکلا کہ انشاء اللہ کسی
دلیل معتبر سے ثابت نکر سکینگے بلکہ قاضی صاحب اور حافظ ابن حجر وغیرہ جملہ محققین کے ارشاد کے صریح مخالف ہے اور
اگر ہمارے مجیب کچہہ تامل فرماوینگے تو احادیث مین متعدد و امثلہ ایسے ضرور ملینگے کہ بعض امور پر بوجہ مشابہت و مشارکت
کسی امر حرام یا فرض کا اطلاق شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے جیسا کہ اس موقع پر عزل کو بوجہ مشابہت واد خفی فرمایا
ہے مگر اس اطلاق کی وجہ سے ان امور کو حرام یا فرض کوئی بھی نہین کہتا چنانچہ بحوالہ نیل الاوطار یہ مضمون
بھی گذر چکا ہے پہر معلوم نہین ہمارے مجیب نے کونسی حجت معتبرہ سے اس روایۃ کے بہروسے پر عزل کو حرام فرما
دیا اس کے بعد ناظرین کی خدمات مین یہ التماس ہے کہ اوثق العری مین جو حافظ ابن حجر کے قصر جواثا کو عزل
پر قیاس فرمانیکا جواب تحریر فرمایا تہا اور قیاس مذکور کا قیاس مع الفارق ہونا ثابت کیا تہا کما مر سابقا تو اوس
موقع پر اوثق العری مین یہ عبارت تحریر فرمائی ہے بخلاف مسئلہ اقامت جمعہ کے اس مین کوئی دلیل جواز جمعہ
کی موجود نہین ہے بلکہ نص صریح فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعامل صحابہ اہل عوالی وغیرہ سے اوسکی ممانعت
بدیہی و صریح ہے انتہے اسپر ہمارے مجیب ابو المکارم نے غالبا بنظر تخفیف خفۃ اور بغرض اظہار تصدیق لقب
چند مواخذات لفظی اور فضول ایسے تحریر فرمائے ہین کہ اونکی جوابدہی تو درکنار اونکا رغبت کے ساتھ سن لینا بھی
کسی لطیف المزاج اور سلیم الطبع سے متوقع نہین اور عبارت منقولہ کے بعد کی عبارت پر بھی مجیب نے اسی قسم کے مواخذات
تحریر فرماکر اپنا کمال علم و انصاف ظاہر کیا ہے طبیعت کی نفرت اور اہل علم کی جانب سے اندیشہ ملامت اسی امر
کو مقتضی تہا کہ ایسے بے اصل امور کو یکلخت نظر انداز کر دیا جائے مگر تامل کے بعد یہی امر خیال مین آیا کہ جو شخص

عقل اور اہل عقل کا ایسا پابند ہو اوسکو مجیب سلمہ کی تحریرات کے جواب دینے ہی کی کیا ضرورت ہے بقول شخصے
ع جسکو نہ دین و دل عزیز وسکی گلی مین جائے کیون ۔ چنانچہ مجیب نے اپنے اسی رسالہ کے اخیر مین جو اپنی مولفات
کی فہرست درج کی ہے وہان لکھا ہے کہ دقائق الاسرار کے جواب مین آج پندرہ برس ہو گئے کہ اوسکا جواب نہو سکا
علی ہذا القیاس لوامع الانوار کو بارہ برس اور فراسۃ المومنین کو تیرہ برس اور کواکب دری کو پانچ برس اور
مطلع القمرین کو چار برس ہوئے کہ انکا جواب مخالفون کی طرف سے شائع نہین ہوا سو ہمارے مجیب کا یہ تحریر فرمانا
خلاف واقع تو ہے ہی نہین ہو نہو تالیفات مولانا ابو المکارم صاحب مین کوئی ایسا امر ضرور ہے کہ جسکی
وجہ سے ہر کسی سے انکی تردید ممکن نہین ہے اور وہ امر ظاہر ہے کہ فضولیات اور لغویات کی بہاری بوجھ
مین دابنے کے سوا اور کیا ہے اور مجیب ممدوح کی مؤلفات کی جوابدہی کی صعوبت خاص جسکو ہم مشاہدہ کر رہے
ہین اوسپر نظر کر کے تو ہم یہ عرض کرتے ہین کہ مجیب سلمہ کو تردید و ابطال سے آیندہ کو بھی مطمئن رہنا چاہیے
غالبًا آگے کو بھی کسی سے رسائل مذکورہ کی جوابدہی مین قلم اوٹھانیکی توقع نہین ہوتی یہ امر جدا ہے کہ کوئی ہم
جیسا مبتلا بشامت اعمال نوشتہ تقدیر کو پورا کرنیکے لئے مجیب کی کسی تحریر کا جواب لکھنے کو تیار ہو جائے بالجملہ
امور معروضہ کو خیال کر کے یہی مناسب نظر آیا کہ مجیب کے مواخذات لفظی سطحی کی نسبت حسب موقع کسیقدر عرض کر دیا
جاوے تاکہ مجیب کے ناز بیجا کی حقیقت خوب روشن ہو جائے سو عبارت اوثق العری جو نقل کر چکا ہون اوسپر مجیب
ابو المکارم نے اول ہی یہ مواخذہ فرمایا کہ فقط اقامت جمعہ لکہنا درست نہین بلکہ اقامت جمعہ کے بعد فی القری
کی قید ضرور لگانی چاہیے تھی کیونکہ بحث جمعہ فی القری مین ہی نہ مطلق اقامت جمعہ مین اسکے بعد حیا سوا اعراض
کر کے فخر و ابتہاج کے ساتھ فرماتے ہین کہ عبارت اوثق العری کا نہ عنوان درست اور نہ تقریر صاف بلکہ جابجا اداے
مطالب مین قاصر ہے چنانچہ افعال صحابہ کی نسبت آپکی اور میری تقریرین موجود ہین موازنہ کر لیا جاوے اقول
خلاصہ اعتراض حضرت معترض یہ ہے کہ عبارت اوثق العری مین کلمہ اقامت جمعہ کے بعد فی القری کی قید
اور لگانی چاہیے اوثق العری مین قید مذکور کے نہونیکی وجہ سے عبارت اوثق العری پر قاصر ہونیکا طعن کیا جاتا ہے
اور فرماتے ہین کہ اوثق العری کی تحریر جابجا اداے مطالب مین قاصر ہے نہ عبارت درست نہ عنوان مناسب
نہ تقریر صاف سو اہل انصاف و فہم تو خود سمجھ لینگے کہ ایسے نامعقول مواخذات قائل کی کم فہمی اور کم حوصلگی اور
عجز پر برہان شافی اور حجۃ کافی ہین لیکن بنظر مزید توضیح اتنا عرض کئے دیتے ہین کہ اس صورت مین معترض کا
الزام صرف عبارت اوثق العری ہی پر نہوگا بلکہ جملہ اہل لسان و علماء نحو و بلاغت پر بلکہ کلام الہی اور احادیث
حضرت رسالت پناہی تلک بے تکلف اس الزام کی نوبت پہونچے گی فضلات اور قیود زائدہ کا تو ذکر کیا ہے
عمدہ اور رکن کلام یعنی مسند اور مسند الیہ کے حذف و ترک کو بعض مواقع مین جائز اور بعض جگہ مستحسن اور ضروری

بیان کرتے ہین اور کبھی تمام جملہ اور کبھی زیادہ از جملہ کو متروک فرما دیتے ہین کتب نحو و معانی و بیان کو ملاحظہ فرمایئے
اور عبارت بلغا اور ارشادات قرآن و حدیث کو آنکھین کھولکر دیکھیے انشا اللہ اس کثرت سے اسکی امثلہ
ملین گے کہ معترض بحاشا نے اپنی تمام تصنیفات مین بھی اسقدر غلطیین نکہائی ہونگی ایجاز بالحذف جسکو
علمائے بلاغت موجب بلاغۃ کلام بتلاتے ہین اور قرآن و احادیث اور کلام بلغا سے اوسکے امثلہ نقل فرماتی
ہین اہل ابہاد زمانہ حال اوسپر قصور اور کوتاہی کا الزام بڑے طمطراق کے ساتھ لگانیکو موجود ہین اور اس خوبی
پر اکابر سلف اور خلف کے مقابلہ اور مخالفت پر نہایت فخر و مسرت کے ساتھ آمادہ اور کمربستہ کیون نہو ارشاد
اذا لم تستحیے فاصنع ما شئت حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم کا متفقہ قول ہے قرآن و حدیث و
کلام بلغا کی مثالین بیان کرنیکی تو حاجت نہین علوم مروجہ سے تو تہوڑی مناسبت رکھنے والے بھی اوس سے
بخوبی واقف ہین بلکہ اُردو فارسی وغیرہ ہر ایک زبان کا واقف جانتا ہے کہ بہت سے مواقع مین اس قسم کے
حذف و ترک ہر ایک زبان مین شائع و ذائع ہین علاوہ ازین ہمارے معترض بجا کو شاید اون امثلہ کے سمجھنے
مین کچھہ دقت بھی پیش آئی اور سمجھہ بھی لین تو اپنے پاس سخن سے غالباً اوسکے تسلیم مین متامل ہون اسلئے امثلہ
مذکورہ سے اعراض کرکے اونکی ہی پشتو مین اونکو سمجھا دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے سو دیکھیے معترض
ممدوح اسی اعتراض سے چھہ سطر کے بعد تحریر فرماتے ہین رہا یہ قول کہ واقعہ جواثا سے جواز جمعہ نکلتا ہے نہ وجوب
جمعہ سو اسپر کیا دلیل ہے یہ امر بدیہی ہے کہ عبارت مذکورہ مین جواز جمعہ اور وجوب جمعہ دونون کے بعد فی القری
کی قید ہونی چاہیے معترض صاحب صاحب حیا و انصاف اعتراض کی مسرت اور جوش مین اتنی جلدی اپنے آپ
مواخذہ شدید کو فراموش فرماکر خود ہی اوس مین ماخوذ ہوگئے شعر

اُلجھا ہے پاؤن یار کا زلفِ دراز مین لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

جس قید کی ترک پر اوروں کی نسبت یہ طعن و تشنیع تہا ایک چھوٹی سی عبارت مین اوس قید کو دو جگہ ہضم کر بیٹھے
اور طرفہ یہ کہ عبارت اوثق العری جسکا مطلب معترض صاحب نے اپنے الفاظ مین ادا کیا ہے اوسمین قید فی القری
صاف موجود ہے تو یہ عذر بھی نہین ہوسکتا کہ یہ عبارت تو اوثق العری کی ہی ہم پر اسکی وجہ سے الزام کیسا کیونکہ
معترض موصوف نے عبارت اوثق العری کو بالمعنی نقل کیا ہے اور اوس اصل عبارت مین قید فی القری موجود ہے
معترض صاحب نے اوس قید کو اپنی عبارت مین متروک فرمایا ہے اسکے بعد کچھہ ضرورت تو نہین مگر معترض کے
مزید اطمینان کی نیت سے ایک جملہ جو اونکے شیخ الکل حجۃ السلف والخلف مولانا سید نذیر حسین نے اسی فتوی
مین تحریر فرمایا ہے نقل کئے دیتا ہون جو اسی مختصر سے فتوی کی پانچوین سطر مین موجود ہے فرماتے ہین اور عدم نزول
وحی اقوی اولہ جواز سے ہے جسکی تقدیر اور پوری تقریر یہ ہے اور عدم نزول وحی مخالف درباره اقامت جمعہ فی جواثا

تو ہی اونکے جواز اقامت جمعہ فی القری سے ہے دیکھئے عبارت اوثق العری پر تو فقط ایک قید کے ذکر نکرنے پر یہ ان
ترانیان تھین شیخ الکل نے یہ غضب کیا کہ جسقدر کلام کو ذکر فرمایا اوس سے زائد کو اپنے ذہن مبارک مین رکھا
اور اگر معترض بجاث یہ ارشاد فرمادین کہ جو امر سباق وسیاق کلام سے بالبداہت سمجھہ مین آتا ہو اوسکی ذکر نکرنے
مین کوئی حرج نہین اسلئے اونکے کلام اور شیخ الکل کے ارشاد پر کوئی مواخذہ نہین ہوسکتا تو چشم ماروشن دل
ماشاد مگر اسصورت مین عبارت اوثق العری پر بھی کسی قسم کا مواخذہ نہوسکیگا اور طعن معترض خود بخود ایسا لغو
اور فضول سمجہا جائے گا کہ کسی قسم کی جوابدہی کی حاجت نہوگی اور بجائے اسکے کہ عبارت اوثق العری مین کوئی
قصور نکالا جاوے معترض کا قصور فہم اظہر من الشمس ہوگا کیونکہ عبارت اوثق العری کے سباق وسیاق
سے قید مذکورہ کا بدیہی التسلیم ہونا ایسا امر بدیہی ہے کہ کم فہم بھی اوس مین متامل نہوگا دیکھہ لیجے قید مذکور کے فہم
مین تو ہمارے معترض ابو المکارم کو بھی کسی قسم کا تامل نہین ہوا اس سے زیادہ دلیل بداہت اور کیا ہوسکتی ہے
صاحبو یہ امر تو اول ہے معلوم ہوگیا تہا کہ معترض علام نے علم و فہم کے خون کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا اگر کچھہ بھی فہم سے کام لیتے تو یہ بیہودہ اعتراض اس فخر کے ساتھہ ہرگز ہرگز پیش نفرماتے لیکن ابھی
تک ہمکو اسکا انتظار باقی ہے کہ دیکھین ہمارے معترض باکمال کچھہ انصاف کی بھی رعایت فرماتے ہین یا انصاف
کے ساتھہ بھی وہی معاملہ رہتے ہین جو علم و فہم کے ساتھہ فرماچکے ہین اگر الانصاف خیر الاوصاف پر نظر فرماکر عبارت
اوثق العری کو اور اپنے شیخ الکل اور اپنے کلام کو ایک نظر سے ملاحظہ فرمایئن تو فہو المراد اور اگر انصاف کو بھی
اوسی نگاہ سے دیکہا جائے کہ جس خون ریز نگاہ سے علم و فہم کو دیکھہ چکے ہین تو یا قسمت یا نصیب یا بخت خیر
بیچارہ انصاف کی جان پر معترض کی پرزور ہمت سے جو کچھہ پیش آئے سو آئے مگر ارشاد اکابر شعر

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد | میلش اندر طعنہ نیکان برد

پاکان

کی تصدیق تو معترض بجاث کے دلنشین ہوجائیگی کہ انشاء اللہ قیامت تلک نکالے نہ نکلے گی والغیب عند اللہ
اس فضول اور شرمناک تقریر کے بعد معترض علام نہایت فخر کے ساتھہ فرماتے ہین افعال صحابہ کی نسبت آپکی اور
میری دونون کی تقریرین آپکے سامنے ہین دونون کو موازنہ کرلین۔ سو ہم تو معترض صاحب کے ارشاد کی تعمیل کرچکے
ہین اگر ہمارے موازنہ کا اعتبار ہے تو ہم حلفیہ عرض کرتے ہین کہ آپ تو اس مبحث مین کچھہ بھی نہین سمجھے آپ تو علامہ
ابن حجر کے ارشاد کو بھی غالبا بخوبی نہین سمجھے اور جو عبارات آپنے نقل فرمائی ہین اون سے آپکی مطلب برآری
بالکل خیال خام ہے اور اوثق العری کی تحقیق سے تو آپ بمراحل دور ہین چنانچہ یہ جملہ امور تفصیل کے ساتھہ اوراق
گذشتہ مین عرض کرچکا ہون معترض کی تقریر کے ملاحظہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اونکے فہم کو اوثق العری کے
مطلب تک رسائی ہی نہین ہوئی ورنہ ایسی باتین دور از کار ہرگز تحریر نفرماتے اب اہل فہم و انصاف کی خدمت مین

عرض ہے کہ عبارت اوثق العری اور معترض بحاث کی تقریر مین موازنہ کرنا تو زمین و آسمان مین موازنہ کرنا ہے جو اہل عقل سے بعید نظر آتا ہے البتہ اہل فہم کی شان کے مناسب یہ امر ہے کہ علامہ ابن حجر اور قاضی شوکانی رحمہما اللہ تعالی نے جو کچھ اس بارہ مین تحریر فرمایا ہے اوسمین اور تحقیق اوثق العری مین غور و انصاف کے ساتھ موازنہ کرین اس موازنہ کا انجام یہی ہوگا کہ اہل فہم کو تو انشاء اللہ کم ترک الاول للآخر کا عین الیقین ہو جاویگا کم فہم نا انصاف جو چاہین سو فرمائین اور مولانا ابو المکارم کو اگر شوق موازنہ ہے تو اونکے موازنہ کے لئے ہم حاضر ہین ہماری تقریر جو مفصلاً معروض ہو چکی ہے اوسکا موازنہ اونکی تقریر بابۃ الافتخار کے ساتھ کر لیا جاوے یہ دعوی کرنا تو فضول ہے کہ بیشک اہل علم تحقیق بیان فرمودہ اوثق العری کے کماہو حقہ توضیح کر چکا ہے مگر اتنی بات انشاء اللہ ضرور ہے کہ معروضات احقر احق بالقبول ہین اور علامہ ابو المکارم کے مجتہدانہ ارشادات دور از مطلب اور فضول ہین اس مین کوئی شک نہین کہ مولوی ابو المکارم تحقیق اوثق العری کے فہم سے بالکل قاصر ہے اور بجائے اسکے کہ اپنے قصور فہم کے معترف ہوتے اونشایہ فرمانے کو مستعد ہین کہ تقریر اوثق العری صاف اور درست نہین سو اپنا قصور اورون پر عاید کرنا کونسی انصاف کی بات ہے وما اصدق ما قیل شعر

فہم سخن گر نکند مستمع　　　قوۃ طبع از متکلم مجوئے

البتہ یہ امر مسلم ہے کہ تحقیق مذکورہ اوثق العری مین فی الجملہ غموض و دقت بیشک ہے جسکی وجہ سے معترض موصوف اوسکے فہم سے معذور رہے مگر کجا دقت مضمون اور کجا خرابی تقریر مدعی علم ہو کر ان دونون باتون مین فرق نکرنا کسقدر امر عجیب ہے اہل فہم ملاحظہ فرمالیوین کہ عبارت مذکورۂ اوثق العری کسقدر صاف اور واضح ہے مگر صفائی تقریر سے مضمون کی دقت اصلی تھوڑا ہے زایل ہو سکتی ہے جو ہر کوئی کیف ما اتفق اوسکو بسہولت سمجھ لے سو جب ہمارے معترض بحاث مطلب ہی نہ سمجھے پھر دونون تقریرون کی صفائی مین موازنہ کیا کراتے ہین اونکو چاہیے کہ اول فہم و عدم فہم کا موازنہ کرین اوسکے بعد جو کچھ فرمانا ہو فرماوین۔ اسکے بعد معترض موصوف ایک اور اعتراض عجیب عبارت مذکورہ پر بزور قوت ارادہ پیش فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اوثق العری مین جو تحریر فرمایا ہے بخلاف مسئلہ اقامت جمعہ کے کہ اسمین کوئی دلیل جواز جمعہ کی موجود نہین تو اسپر معترض خوش فہم فرماتے ہین کہ اس قول سے متبادر یہ ہے کہ افعال صحابہ کے معتبر ہونیکے لئے یہ ضروری ہے کہ اون افعال کے ساتھ نص جواز بھی موجود ہو حالانکہ کلام سابق مین افعال صحابہ کی جواز کی نسبت جو افعال کہ بدون اطلاع و علم حضرت فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ نے اپنی رائے سے کئے ہون کل دو شرطین بیان کی ہین پھر یہ یعنی نص جواز کا ہونا تیسرے شرط بے موقع کیسے بڑہائی گئی ہے انتھے۔ واقعی اعتراض تو ایسا ہے کہ جو فہیم دیکھے گا ضرور کچھ دیر تک نہایت متعجب ہیگا مگر معترض ممدوح سے

اعتراض ابو المکارم

جواب

ایسے امور کا صادر ہونا چونکہ کوئی نئی بات نہیں اسلئے معترض علام سے ایسے نکات و لطائف کا ظہور کہ جنکی
بدولت آج ابو المکارم ہونا اونکو نصیب ہوا ہے کوئی عجب بات نہیں شعر

عجیب فی الزمان وما عجیب — اتی من آل سیار عجیبا

مگر ہمکو یہ دشواری ہے کہ حضرت معترض سے تو کوئی توقع نہیں ہوتی اور اہل فہم کو ایسے فضولیات کی جوابدہی
کی حاجت نظر نہیں آتی پھر ایسے امور کا جواب دیا جائے تو کس غرض سے دیا جاوے لیکن یہ خیال بھی ہوتا ہی
کہ آخر حضرات اہل فہم اور ہمارے معترض صاحب کے مابین بھی تو کوئی درجہ ضرور نکلیگا بلکہ مراتب متعدد نکلین
تو کچھہ عجب نہین اسلئے اونکے خیال سے اور نیز اس خیال سے کہ اگر معترض کے اس قسم کے اعتراضات
کا جواب ندیا جاوے تو معلوم نہین کہ اپنے لئے اور کونسی کیفیت اور لقب تجویز فرمانیکو آمادہ ہو جاوینگے
جوابدینا محض فضول نہین معلوم ہوتا اسلئے عرض ہے کہ تیسری شرط جو ہمارے علامہ معترض اس عبارت
سے سمجہہ رہے ہین یہ محض وہم اور خیال بے اصل ہے اور سب نتیجہ اس امر کا ہے کہ وہ فہم اصل مطلب
سے بہت دور پڑے ہوئے ہین جسکی وجہ سے خبط عشوا کی نوبت آرہی ہے اصل بات یہ ہے کہ عبارت
ماسبق مین یہ مضمون ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حضرات اصحاب کرام کے افعال مذکورہ کے معتبر ہوتے اور
جائز ہونیکے لئے دو شرطین ہین ایک یہ کہ اوسمین کوئی نص ممانعت موجود نہو دوسری یہ کہ عامہ صحابہ اوسپر
تعامل فرماوین نہ چند صحابہ اب فرماتے ہین کہ مسئلہ اقامت جمعہ فی جواثا جس مین نزاع ہو رہا ہے وہ اسکے
بالکل خلاف ہے کیونکہ اہل جواثا کے جمعہ ادا فرمانے مین ہر دو شرائط جواز مذکورہ بالا مین سے ایک شرط کا
بھی پتہ نہین کیونکہ اول تو تعامل زمانہ نبوی یعنی عوالی مین جمعہ کا کبھی قایم نہونا جو بالتصریح منصوص ہے
اوسکی ممانعت پر دال ہے دوسرے اہل جواثا کا یہ فعل چند حضرات کا فعل تہا نہ عامہ اصحاب کا سو جب ہر دو
شروط مذکورہ جواز مین سے ایک کا بھی پتہ نہین تو پہر قصہ جواثا سے فقط اتنی بات پر کہ اوسکے بارہ مین کوئی
نص ممانعت نہین وارد ہوئی اقامت جمعہ فی القری پر استدلال فرمانا اور قصہ جواثا کو باب عزل پر قیاس
فرمانا آپ ایسے علامہ محقق سے بہت بعید اور ہرگز قابل تسلیم نہین اب اہل فہم خود ملاحظہ فرماویں کہ تمام عبارت
اوثق العری کسقدر صحیح اور درست ہے اور تیسری شرط جو ہمارے معترض مبتلا در بتلا رہے ہین وہ کہان ہے
معترض فہیم اس جملہ کو دیکھکر (اوسمین کوئی دلیل جواز جمعہ کی موجود نہین ہے) بمقتضائے ظاہر پرستی یہ
سمجہہ گئے کہ افعال مذکورہ کے ثبوت جواز کے لئے علاوہ شرطین مذکورین کی یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی دلیل
جواز بھی وہان موجود ہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ نسمجھے کہ دلیل جواز سے وہی دونون شرطین تو مراد ہین جو
اوپر مذکور ہو چکین ہین پھر اس خوبی و کمال پر لسان الملک کہنے کو موجود ایک دو دیکھنا تو مرض قدیم ہے کہ عالم مین

چلا آتا ہے مگر دو کو تین دیکھنا آج تلک یہ مرض کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا اسکے بعد عرض ہے کہ اوثق العرے کی عبارت مذکورہ مین جو ارشاد تھا کہ صحیح فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اہل عوالی وغیرہ کے تعامل سے اقامت جمعہ فی القری کی ممانعت بالبداہت معلوم ہوتی ہے اوسکی نسبت علامہ ابو المکارم فرماتے ہین اسکی بحث اوپر گذر چکی ہے اس سے استدلال صحیح نہین مگر اونکے اس ارشاد سے بجز اسکے کہ علامہ موصوف کا عجز اور غلط بیانی ظاہر ہو اور کوئی نفع نہین ہوسکتا دیکھئے اس استدلال مذکورہ اوثق العری کا جواب معترض صاحب بجاش نے اوراق گذشتہ مین دو جگہ دینا چاہا ہے صفحہ بیالیس ۴۲ پر تو صرف اتنا کہا ہے (عوالی مین جمعہ کا نہونا عہد نبوی مین مسلم ہے لیکن یہ دعوی کہ عوالی محل اقامت جمعہ نہ تھی اسپر کیا دلیل ہے) اسکے بعد جو اوسی صفحہ کے اخیر مین پھر جواب دینے کی ہمت کی ہے تو یہ فرمایا ہے (کہ یہ ساری باتین من قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہین کیونکہ یہ استدلال اسپر مبنی ہے کہ جمعہ کی فرضیت قبل الہجرت تسلیم کیجائے اور یہ امر صحیح نہین اسلئے استدلال بھی صحیح نہین) لیجئے ہمارے مجیب علام کی بحث و تحقیق جسکا حوالہ دیا گیا تھا ختم ہو چکی اہل انصاف تو انشاء اللہ ان بحثون کو ملاحظہ فرماکر قابل جواب بھی نسمجھینگے مگر اوراق گذشتہ مین ہم تفصیل کے ساتھ ان امور کا جواب بھی اونکے موقع پر عرض کر چکے ہین۔

اب سنئے اوثق العری مین جواثا کی بحث سے فراغت پاکر اور علامہ ابن حجر نے جو عدم نزول ممانعت سے قصہ جواثا کو استدلال بنایا تھا اوسکی تحقیق اور جواب سے فارغ ہوکر کما مر مفصلا علی وجہ التسلیم والتنزل یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اگر کوئی علامہ ابن حجر کی رائے کو باوجود عدم صحت تمام امور مذکورہ سے قطع نظر کرکے قبول بھی کرے تو پھر بھی استدلال مذکور سے اقامت جمعہ فی القری کا صرف جواز نکلتا ہے نہ فرضیت تو اب اسصورت مین مجیب صاحب کو کہ فقط دو آدمی کے قریہ پر بھی جمعہ فرض فرماتے ہین یہ روایت کیا خاک مفید ہوسکتی ہے اسکے جواب مین مولانا ابو المکارم تحریر فرماتے ہین۔ (رہا یہ قول کہ واقعہ جواثا سے جواز جمعہ نکلتا ہے نہ وجوب جمعہ سو اسپر کیا دلیل ہے) افسوس مولانا محمد علی صاحب کو جو زبردستی ابو المکارم بن بیٹھے ہین ابتلک یہ بھی خبر نہین کہ اس بارہ مین مدعی کون ہے اور بیان دلیل کسکے ذمہ واجب ہے ادنی عاقل بھی جانتا ہے کہ اول تو ہمارے مجیب اسبارہ مین مدعی ہین اور قصہ جواثا سے ثبوت مدعی یعنی وجوب اقامت جمعہ فی القری کو ثابت کر رہے ہین اور اوثق العری مین اونکے اس استدلال کے دو جواب مرقوم ہوئے۔ اول یہ کہ ادہر تو جواثا کا قریہ صغیرہ ہونا غیر مسلم اور ادہر چند اصحاب اہل جواثا کا یہ فعل بوجوہ مذکورہ بالا قابل احتجاج نہین دوسرے اگر ان جملہ امور سے قطع نظر کرکے مان بھی لیا جائے تو قصہ مذکورہ سے وجوب نکالنا محض خیال خام ہے غایت مافی الباب جواز نکلے گا جو مجیب کو مفید نہین ہوسکتا اب حسب قاعدہ اہل عقل و اہل نقل مدعی

یعنی مجیب کو لازم ہے کہ قصہ مذکورہ سے اقامت جمعہ فی القری کا وجوب ثابت کرکے دکھلائین دوسرے اگر ہم اونکے مدعی ہونے سے قطع نظر کرکے تبرعًا اونسے طلب استدلال نکرین بلکہ خود اپنا استدلال اونکے طلب بے جاکے موافق بیان کرنا چاہین تو ہمارا استدلال ایسا ظاہر ہے کہ اوسکا منکر علامۂ ابوالمکارم کے سوا انشاء اللہ کوئی نہ نکلیگا۔ ظاہر ہے کہ چند اصحاب کے فعل سے وجوب کیونکر نکل سکتا ہے اگر ہمارے مجیب کا سارے جہان کے خلاف یہ مذہب ہے تو بیان فرماوین مگر مدلل اور یہ بھی بتلائین کہ حضرات محدثین کی اسبارہ مین کیا رائے ہے اگر ہمارے مجیب بزور قوت اجتہادیہ وجوب مذکور کے قایل بھی ہوگئے تو انشاء اللہ نہ کوئی دلیل ملیگی اور نہ کوئی اونکے موافق نکلیگا البتہ اپنی دو انگشت کی زبان سے تنہا بلا دلیل جو چاہین لکھے جائین کون نہین جانتا کہ فعل صحابی کے قابل احتجاج ہونے ہی مین تفصیل وخلاف ہو رہا ہے کہ امر سابقًا اسپر فعل صحابی کو مثبت وجوب کہنا اونہین کا کام ہے کہ جنکو کہنے کے لئے سمجھنے کی حاجت نہو بالجملہ قصہ جواثا سے وجوب سمجھنا بالکل بے دلیل بلکہ مخالف دلیل ہے مجیب کو لازم ہے کہ اسکا معقول جواب بیان فرماوین فقط اس فرمانے سے (اسپر کیا دلیل ہے) بجز کم فہمی وبے انصافی وعجز اور کوئی نفع نہین اسکے بعد مجیب مذکور نے اوثق العری کے ڈیڑہ صفحہ تک کوئی امر بیان نہین فرمایا صرف دو ایک جگہ پر بیہودہ اور مختصر سا مواخذہ فرمایا ہے جسکا ذکر اوسکے موقع پر آجائیگا اور یہ فرمادیا کہ اونکے جواب کی ہمسکو ضرورت نہین کیونکہ بعض تقریرین اوپر گذر چکین اور بعض کا جواب بجواب رسالۂ شوق مفصلاً ومشرحًا ہوچکا ہے البتہ علامۂ بنارسی نے اون امور مین بحث کی ہے اسلئے عرض ہے کہ اب ہم بھی مولانا محمد سعید کے ارشادات کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو اونہون نے اس موقع پر بیان فرمائے ہین اور اوسکے ضمن مین مولانا ابوالمکارم کے مطالب بھی آجاوینگے وباللہ التوفیق :۔

سو سُنئے کہ اوثق العری مین جوالی اور جواثا کی بحث سے فراغت پاکر جب یہ امر بحمد اللہ محقق ہوگیا کہ آپکے زمانہ مین قری مین جمعہ کبھی قایم نہین ہوا اور قصہ جواثا سے جو اقامت جمعہ فی القری ثابت کیجاتی ہے اوسکے جواب بھی شافی ہوچکے اور علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب نے جو اسبارہ مین ارشاد فرمایا تہا اوسکا جواب بھی بالتفصیل والتحقیق قابل قبول اہل فہم واضح ہوچکا تو اسکے بعد یہ ارشاد فرمایا تہا کہ روایات مرفوعہ سے تو مذہب احناف خوب ثابت ہوگیا اب ہمارے مجیب محدثین زمانہ حال وغیرہ جو آثار حضرت عمر اور حضرت عثمان وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف دوڑتے ہین اور اونسے ثبوت مدعی یعنی اقامت جمعہ فی القری کے طالب ہین تو یہ اونکو مفید نہین کیونکہ آثار مذکورہ مین ان حضرات کے مدعی کی بڑی حجۃ اور قوی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد جمعوا حیث ما کنتم ہے مگر حنفیہ کی طرف سے اس تعمیم کا جواب یہی ہے کہ اس عموم سے مراد عموم مُدن ہے نہ عموم جمیع امکنہ قری ہون یا مدن اور اس عموم سے خاص عموم مدن ہونیکے لئے چند دلیلین اوثق العری مین بیان فرمائین تہین جنکی نسبت مولانا

ابو المکارم معترض بجاث نے تو کچھ لب کشائی ہی نہین فرمائی بلکہ ادہر اودہر کے حوالہ فرماکر چلتے ہوئے البتہ مجیب بنارسی نے دلائل مذکورہ اوثق العری پر دو ورق لکہہ ہی ڈالے تفصیل مطلوب ہے تو سنئے اوثق العری مین تعمیم مذکور کی مخصوص بالمدن ہونیکے ثبوت مین اول امر تو یہ بیان کیا تہا کہ اگر اس عموم کو مختص بالمدن نکہا جائے بلکہ حسب رائے مجیب عموم امکنہ مراد لیا جائے تاکہ مدن اور قری دونون کو شامل رہے تو اس صورت مین صحاری و بحار بھی اس عموم مین ضرور داخل ہونگے حالانکہ صحاری و بحار مین اقامت جمعہ کا کوئی بھی قایل نہین تو اب جسطرح صحاری و بحار کی تخصیص ہمارے مجیب کرینگے اوسیطرح ہم بھی قری صغیرہ کو عموم حیث ماکنتم سے مخصوص کرینگے اعنی بالنص المرفوع انتہے اب اسکے جواب مین فاضل بنارسی نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہے اوسکا خلاصہ کل دو امر ہین اول تو یہ کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے معناہ فی ای قریۃ کنتم لان مقامہم بالبحرین انما کان فی القری یعنی قیام ابوہریرہ وغیرہ جنہون نے حضرت عمر سے سوال کیا تہا گاؤن مین تہا تو قرینہ سوال سے معلوم ہوا کہ حیثما کا عموم صحاری و بحار کو شامل ہی نہین جسکے نکالنے کی ضرورت ہوا تھی۔ مگر اسکا جواب اول تو یہی ہے کہ تمام جہان کے نزدیک عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ خصوص موارد کا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس تخصیص بلا دلیل کو اگر ہم تسلیم بھی کرلین تو احکام بیان فرمودۂ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کہ جنکے بیان فرمانیکی نوبت سفر یا حضر مین یا دوسری کسی حالت خاصہ مین آپکو آئی ہے کیا اون احکامات کو بھی حالات مذکورہ کے ساتھ قرینہ مذکورہ کی وجہ سے مخصوص مان لینگے اور جسقدر احکام آپنے بحالت قیام مدینہ منورہ اہل مدینہ کو ارشاد فرمائے ہین اونکو حالت حضر کے ساتھ یا شہرون کے ساتھ مختص کہا جاویگا اگر یہی تخصیصات ہین تو اسکے مقابلہ مین کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ عموم حیث ماکنتم مدن کے ساتھ مخصوص ہے اسلئے کہ بوقت تحریر اس ارشاد کے حضرت عمرؓ کا قیام مدینہ طیبہ مین تہا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ جب عموم مذکور کے جوکہ ارشاد حیث ماکنتم سے مستفاد ہے فقط اسوجہ سے کہ سائلین قری مین موجود تھی اہل قری کے ساتہہ تخصیص کیجاتی ہے تو تعامل زمانۂ نبوی اور زمانۂ خلفاء راشدین اور ارشاد حضرت علیؓ وغیرہ سے اگر عموم مذکور کی تخصیص مدن کے ساتھ ہم بھی کرلین بلکہ فاضل بنارسی کے ارشاد کے موافق یون کہین کہ قرینہ تعامل مذکور و ارشادات حدیث و اقوال صحابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیثما کنتم کا عموم قری کو سرے سے شامل ہی نہین جسکے نکالنے کی ضرورت ہو تو اہل انصاف فرمائین کہ کیا بیجا ہے بلکہ ہر طرح احق بالقبول ہے کیا تعامل و ارشادات مذکورہ کا اتنا بھی اعتبار نہین جسقدر سائلین کے قری مین موجود ہونیکا اعتبار کیا گیا تہا علامہ عینی شرح بخاری مین فرماتے ہین معناہ جمعوا حیث ماکنتم من الامصار الاتری انہا لاتجوز فی البراری جس کا مطلب بعینہ وہی ہے جو اوثق العری مین مذکور ہے اور ہم اوسکی تشریح کرچکے ہین علامہ بنارسی کے اس جواب سے

جواب شبہ مجیب بنارسی

جواب

تو فراغت ہوئے مگر قابل عرض یہ امر ہے کہ ہمارے مجیب علامہ ابو المکارم نے بجواب مولانا ظہیر احسن اس عبارت
عینی پر کچھ مواخذات فرمائے ہین مگر بالکل فضول خیر ہمکو اون سے تو کسی قسم کا تعرض کرنیکی حاجت نہین البتہ
مجیب ابو المکارم ایک بات پر کہ زور آزمائی فرمارہے ہین وہ یہ ہے کہ (امصار مین تو اقامت جمعہ ایسا متفق علیہ
امر ہے جسمین اختلاف ممکن ہی نہین اسلئے حضرت ابوہریرہ امصار کی نسبت تو کیا حضرت عمر سے سوال کرتے
ہونہو اقامت جمعہ فی القری سے سوال کیا ہوگا جسکے جواب مین حضرت عمر نے جمعوا حیث ماکنتم ارشاد فرمایا
سو اس صورت مین عموم مذکور کو مخصص بالامصار فرمانا ہرگز صحیح نہین ہوسکتا کما ہو ظاہر)

مگر مجیب کی اس تقریر کا خلاصہ بجز اسکے اور کچھ نہین کہ اپنے قصور نظر کیوجہ سے دوسرا احتمال تو اونکو نظر نہین آتا
اسلئے انھون نے محض اپنے خیال سے اسی احتمال کو پختہ کر لیا کہ حضرت ابوہریرہ نے ضرور اقامت جمعہ
فی القری کا سوال کیا ہوگا اوسکے جواب مین حضرت عمر نے جمعوا حیث ماکنتم فرماکر جملہ قری کی تعمیم فرمادی لیکن
اہل فہم سے پوچھیے کہ اونکو اور احتمال بھی نظر آتے ہین ممکن ہے کہ حضرت ابوہریرہ کو یہ خلجان ہوا ہو کہ منجملہ قری
کس قریہ مین اقامت جمعہ کیجائے اور کس قریہ مین اقامت مذکور نا جائز ہے اوسپر حضرت عمرؓ نے فرمادیا جمعوا
حیث ماکنتم اور حضرت ابوہریرہ چونکہ بحرین مین والی اور عامل تھے اسلئے خطاب کنتم ولاۃ اور قضاۃ کی طرف تھا
یعنی جس قریہ مین والی و قاضی ہون وہان اقامت جمعہ کرنی چاہیے اور قری صغیرہ کہ جہان قاضی وغیرہ کوئی
نہو وہان اقامت نچاہیے یا یہ کہا جاوے کہ حضرت ابوہریرہ نے اقامت جمعہ فی الامصار ہی کی نسبت سوال
کیا تھا نہ قری کی مگر یہ مطلب نہین کہ اقامت جمعہ فی الامصار کے جواز و عدم جواز کو دریافت کیا تھا جسپر مجیب
ابو المکارم کو یہ لکھنے کی نوبت آئی کہ یہ تو متفق علیہ بات ہے جسکو ہر شخص جانتا ہے بلکہ اقامت جمعہ فی الامصار
کے بارہ مین خلیفۃ المومنین سے اذن اور اجازت طلب کی تھی کیونکہ ہمارے نزدیک اقامۃ جمعہ کے لیے جیسے
مصر شرط ہے ویسے ہی اذن امیر بھی ضرور ہے اسکے جواب مین حضرت عمرؓ نے علی العموم اقامت جمعہ فی الامصار
کا اذن فرمادیا یہ بات جدی رہی کہ یہ تفسیر ہمارے مجیب کے مذہب کے بالکل مخالف ہو سو ہماری بلا سے بلکہ چشم ما
روشن دل ما شاد کہ اس صورت مین مجیب ابو المکارم کا اعتراض بھی خاک مین ملگیا اور حنفیہ کی ایک دوسری
شرط کی تائید بھی ہوگئی والحمد للہ۔ بالجملہ علامہ عینی کا ارشاد اور اوثق العری کی تقریر دونون احق بالقبول ہین
یعنی تعمیم بیان فرمودہ حضرت عمرؓ حنفیہ کے مخالف نہین کیونکہ تعمیم مذکور مخصوص بالامصار ہے اور جو صاحب
اس تعمیم کے منکر ہون اور ظاہر الفاظ پر جمنا چاہین اونکو لازم ہے کہ صحاری و بحار جنکی تخصیص متفق علیہ ہے اول
اونکی تخصیص کی دلیل بیان فرماوین انشاء اللہ ہم بھی اوسی دلیل بلکہ اوس سے ارجح اور اقوی دلیل سے تخصیص
قری کی صورت عرض کرینگے مگر ہر دو مجیب کی تقریر سے یہ خوب واضح ہوتا ہے کہ وہ اثبات تخصیص صحاری و بحار سے

بالکل معذور ہین اور کوئی دلیل اسپارہ مین بیان نہین کرسکتے بالآخر فاضل بنارسی نے تو ہمت کرکے یہ کہا کہ
صاف اقرار کرلیا کہ صحاری و بحار بھی مخصوص نہین بلکہ جمعہ صحاری و بحار وغیرہ ہر جگہ پر ادا ہوسکتا ہے اور اوسپر
نہایت مسرت و فخر کے ساتھ تحریر فرماتے ہین (اب آپکا اعتراض فَفرّو ہوگیا و باللہ التوفیق) باقی رہے علامہ
اعظم گڈہی سواد نھون نے اوثق العری کے جواب مین تو اسپارہ مین کوئی لب کشائی نہین کی البتہ مولانا ظہیر احسن
صاحب کے جواب مین کچھ دبے دبے کہنا چاہا مگر غالباً کچھ خیال کرکے رُک گئے لیکن ہم سمجھتے ہین کہ دل مین انکی
بھی وہی سمارہا ہے جو فاضل بنارسی کی زبان پر آگیا الحاصل یہ بات معلوم ہوگئی کہ ان حضرات کے نزدیک
اقامت جمعہ ہر جگہ جائز بلکہ واجب ہے حتی کہ نہ قریہ کی ضرورت اور نہ آبادی کی حاجت چلو قصہ ہی انفصال ہوا
واقعی آدمی جرأت کرے تو پھر پوری ہی طور سے کرے اس جرأت سے ہمارے مجیب صاحبون کو سر دست
اتنا نفع ہوگیا کہ اوثق العری مین جو عموم حیثما کنتم سے صحاری و بحار کی تخصیص کی وجہ پوچھی گئی تھی اوسکے
بیان مین ظاہر ہے کہ ان حضرات کو فقط دشواری ہی نہین تھی بلکہ احادیث مرفوعہ سے مایوس ہوکر جو ایک دلیل
اپنے مدعی کے موافق ملی تھی وہی ہاتھ سے نکلی جاتی تھی اب اس صورت مین بحمد اللہ وہ دلیل قایم رہی اسلئے
جنگل و پہاڑ وغیرہ سب مواقع مین اقامت جمعہ کے قابل ہوگئے اور تخصیص کا نشان بھی باقی نرکہا مگر اوثق العری
مین اس موقع پر دو جملہ دو ضرورت سے بیان فرمائے ہین جنکا جواب شافی دینا ہمارے ہر دو مجیب کے ذمہ لازم
تھا تعجب ہے کہ مجیب صاحبون نے اوسسے بالکل اعراض فرماکر جو چاہا سو فرمادیا- اوثق العری مین بدین خیال کہ
شاید کوئی بے قید دریا پہاڑ جنگل مین بھی اقامت جمعہ کا قائل ہوکر اس تخصیص سے جان بچانے کو مستعد ہوجائے
یہ فرمایا تھا (کہ ان مواقع مین کسی کے نزدیک بھی جمعہ ادا نہین ہوتا) سو مجیب صاحبون کے ذمہ ضرور تھا کہ وہ یا تو
اس عدم صحت جمعہ کے مجمع علیہ ہونیکے منکر ہوتے اور اکابر سلف مین سے دو چار کے تو نام بتلاتے کہ اونکا بھی
یہی مذہب ہے کہ جنگل پہاڑ وغیرہ مین اقامت جمعہ درست ہے یا یہ فرماتے کہ یہ اجماع فلان وجہ سے
ہمپر حجت نہین افسوس کہ صریح عبارت کو جو خاص اسیوجہ سے لکھی گئی تھی اوسکی طرف اصلا توجہ نہ کی بلکہ اوس سے
قطع نظر فرماکر ایک صاحب نے ذکر اور دوسرے صاحب نے صاف طور پر فرمادیا کہ ان مواقع مین اہل حدیث
کے یہان جمعہ جائز ہے اور اسکا اصلا خیال نکیا کہ تمام کتب معتبرہ مین ان مواقع مین جمعہ نہونیکو متفق علیہ تحریر
فرمایا جاتا ہے بہر حال مجیب صاحبون کے ذمہ واجب ہے کہ دونون شق مذکورہ بالا مین سے ایک کو اختیار فرماکر دلیل
قابل قبول سے اوسکو ثابت کرین اٹکل کی تیر نہون بالجملہ جملہ سابقہ اوثق العری مین بغرض ممانعت کے عدم
تخصیص صحاری و بحار ذکر کیا تھا جسکا کوئی جواب ان صاحبون نے نہ دیا اور دوسرا جملہ اخیر مین اپنی تخصیص کے
اثبات کے لئے تحریر فرمایا تھا جس سے عموم حیثما کنتم وغیرہ سے قری کا مخصوص ہونا اہل فہم کو معلوم ہوجائے اوسکا

خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح صحرا و دریا وغیرہ کی عموم مذکور سے تخصیص کیجاتی ہے اوسیطرح ہم قری صغیرہ کی تخصیص کرینگے اعنی بالنص المرفوع یعنی عموم مذکور سے قری صغیرہ کی تخصیص کے بارہ مین ہمارے پاس نص مرفوع موجود ہے اور نص مرفوع کے ذریعہ سے تخصیص کرنیکو کون منع کرسکتا ہے اور نص مرفوع سے مراد فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ علی الاستمرار والدوام جمعہ تمام عوالی مین آپکے زمانہ مین متروک رہا ایکدفعہ بھی کسی موقع پر اقامت کی نوبت نہ آئی اور حضرت عمر بھی خود اس قصہ کو ہمیشہ مشاہدہ فرماتے رہے اور اسی پر اون کا عملدرآمد رہا کہ کبھی اونکے زمانہ مین عوالی مین جمعہ نہین ہوا تعجب ہے کہ پھر بھی ہمارے مجیب لبیب اونکے کلام کو اونکی معمول دایمی کے خلاف پر کیسے حمل کر رہے ہین۔ ہمارے مجیب صاحبون کے ذمہ فرض تھا کہ ایسی قوی حجت تخصیص کا کچھ تو جواب دیتے مگر فاضل بنارسی نے تو ایسا سکوت محض فرمایا کہ خبرے نباشد اور مجیب ثانی نے بجائے جواب یہ تحریر فرمایا قولہ (آپکے اعنی بالنص المرفوع پر ہمکو بے ساختہ ہنسی آتی ہے اسوجہ سے کہ آپنے نہ معلوم کتنی جگہ پر اس واقعہ سے استدلال فرمایا ہے حالانکہ واقعہ قبا سے ذرا بھی آپکا فائدہ نہین) اقول ہم سخت متعجب ہین کہ مجیب فہیم کیسے امر بدیہی کا کس شد و مد سے انکار فرماتے ہین اور اصلا نہین شرماتے یہ بات مکرر معروض ہو چکی ہے کہ جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت قیام قبا باوجودیکہ مکرر جمعے آپکو وہان پیش آئے اقامت جمعہ نفرمائی اور نہ اہل قبا کو امر فرمایا علی ہذا تمام عوالی مدینہ مین آپکے اور خلفائے راشدین کے زمانہ مین کبھی اقامت جمعہ کی نوبت نہ آئی پھر ایسے نص قوی کا انکار کرنا بلاوجہ وجیہ ہمارے مجیب کا ہی کام ہے مجیب کو لازم ہے کہ اس دلیل صریح قوی کا جواب شافی دین ہنسی سے کیا کام نکلتا ہے یہ ہنسنا تو حقیقت مین رونا ہے بقول شخصے (رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے) واقعہ قبا وعوالی کا استدلال ایسا نہین کہ ہمارے مجیب اپنے دل مین اوسکی حقیقت وحقیت نہ سمجھتے ہون لغرض مصالح ضروری زبان سے جو چاہین فرمادین اور اوسکے تکرار و اعادہ سے ہمارے مجیب جہانتک چاہین تکدر ظاہر فرماوین ہمکو تو یہ اندیشہ ہے کہ واقعہ قبا وعوالی کہین ہمارے مجیب کی چڑ نہو جائے اور ہنسی سے ترقی فرماکر سب وشتم اور کلوخ اندازی تلک نوبت نہ آجائے وما ہو من المتعصبین الجاہلین ببعید۔ اس بحث سے فراغت پاکر بغرض مزید توضیح مکرر عرض کئے دیتے ہین کہ صحرا و بحار مین اقامت جمعہ بالاتفاق ممنوع وناجائز ہے چنانچہ کتب معتبرہ مین برابر یہ امر منقول ہے اور اوثق العری مین صاف اس مضمون کو ذکر فرمادیا تھا ہمارے ہر دو مجیب بلا بیان دلیل اس امر متفق علیہ کو اوڑانا چاہتے ہین ہرچند یہ امر ایسا نہین کہ کوئی منصف فہیم اوسکے انکار کا قصد کرے مگر تبرعاً ہم چند حوالے نقل کئے دیتے ہین جس سے ناظر فہیم کو اطمینان کلی ہو جاوے اول تو دیکھئے علامہ عینی ہے الا انہا لا تجوز فی البراری عبارت مرقومہ بالا مین تحریر فرمارہے ہین

جواب

اوثق العری صغرہ

جسکے جواب سے ہر دو مجیب نے اغماض فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسوی مصفی حجۃ اللہ البالغہ مین برابر
اسکی تصریح فرمارہے ہین حجۃ اللہ مین فرماتے ہین وقد تلقت الامۃ تلقیا معنویا من غیر تلقی لفظا انہ یشترط فی الجمعۃ الجماعۃ
ونوع من التمدن وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاؤہ رضی اللہ عنہم والائمۃ المجتہدون رحمہم اللہ تعالی یجمعون فی البلدان
ولا یواخذون اہل البدو بل ولا یقام فی عہدہم فی البدو ففہموا من ذلک قرنا بعد قرن وعصرا بعد عصر انہ یشترط لہا الجماعۃ
والتمدن اقول وذلک لانہ لما کان حقیقۃ الجمعۃ اشاعۃ الدین فی البلد وجب ان ینظر الی تمدن وجماعۃ الی آخر کلامہ
الشریف حضرت مولانا اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ ایضاح مین فرماتے ہین از انجملہ است تعیین امکنہ بالطریق لزوم
مثل تعیین مکان طاہر غیر مقابر وحمامات برائے نماز وامصار برائے جمعہ واعیاد ومساجد برائے اعتکاف ومواقیت
احرام وحرم وکعبہ وعرفات ومنا ومزدلفہ وصفا ومروہ برائے حج وعمرہ وغیر مساجد برائے معاملات الی آخر مقالتہ الشریفۃ
حضرت شاہ صاحب مصفی مین ارشاد فرماتے ہین واما قریہا یا شہر پس شرط جمعہ است بجہت آنکہ در زمان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در بدو جمعہ نمی بود و با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کثیر از اہل مکہ در عرفہ بودند ایشان را جمعہ
نفرمودند وسفر اگر عدم تحتم در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واہل مدینہ می تواند شد در حق اہل مکہ علت نمی تواند شد
الا بودن ایشان در صحرا واثر حضرت عثمان کہ اذن داد اہل بادیہ را بر رجوع پیش از وقت جمعہ وعمل مستمر مسلمین کہ در بدو
جمعہ نیست ونہ در بریہ ونہ در اہل خیام وفارق میان اہل خیام وقریہ وجود ابنیہ است ودر عوالی وقریہ قلت متوطنان
طبرانی مین ابوہریرہ سے روایت ہے خمسۃ لا جمعۃ علیہم المرأۃ والمسافر والعبد والصبی واہل البادیۃ جسکی نسبت
حجۃ اللہ مین مذکور ہے لما روی من طرق شتی یقوی بعضہا بعضا خمسۃ لا جمعۃ علیہم وعد منہم اہل البادیۃ اور بیہقی
اور امام رافعی وغیرہ بھی اپنی مصنفات مین اس مضمون کی تصریح فرمارہے ہین سو ہمارے مجیبین کو لازم ہے کہ
اول تو اپنے وہ استدلالات کہ جنسے ثبوت جمعہ فی البراری والبحار ثابت ہو پیش فرماوین دوسرے تعامل زمانہ
نبوی وحدیث قوی اور عمل مستمر مسلمین جنسے عوالی وقری مین عدم اقامت جمعہ ثابت ہوتی ہے اوسکا جواب معقول
بیان فرماوین مخالفت اجماع صحابہ وتابعین وغیرہ کی وجہ وجیہہ ارشاد ہو باقی رہی تلقی روحانی جسکو شاہ صاحب
سند ومد کے ساتھ معتمد علیہ بنا رہے ہین ان صاحبون کو اوسکی تکلیف دہی غالبا تکلیف مالا یطاق ہوا سلئے اسبارہ
مین ہم بھی مسامحت پسند کرتے ہین امور سابقہ کے جوابات معقول قابل قبول ہی تحریر فرماوین تو بہت غنیمت
ہے مگر یہ یاد رہے کہ بے تکی خیالات ہون بلکہ ایسے جوابات ہون جو ہمارے استدلالات منقولہ کے مقابلہ مین اہل
علم کے نزدیک لائق سماعت ہوسکین اور کچہہ بھی نہوسکے تو بحوالہ نقول صحیحہ صریحہ اتنا ہی ثابت فرماوین کہ اکابر سلف
مین کون کون حضرات اسکے قایل ہین کہ صحاری وجبال وبحار مین اقامت جمعہ درست ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ
جمعہ کے لئے جماعت کا فرض ہونا جو آپکے نزدیک بھی مسلم ہے اسکی دلیل اگر حدیث طارق بن شہاب ہی ہے

یعنی الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ سوا گراس حدیث کے اور معنی سے قطع نظر کرکے بپاس خاطر مجیب ہم وہی معنی معین کرلیں جو ان حضرات کی مراد ہے توپھر بھی حدیث منقول سے ثبوت مدعائے مجیب معلوم کیونکہ اس سے تو وجوب جمعہ کا جماعت پر موقوف ہونا ثابت ہوا یہ بات کہ تحقق جماعت نفس جمعہ اور صحت جمعہ کے لئے فرض اور شرط ہے حدیث مذکور سے معلوم نہیں ہوتا کما لایخفی علی الفہیم۔ اور اگرکوئی دوسری حجۃ شرعی ایسی ہے کہ جس سے جماعت کا صلوۃ جمعہ کے لئے شرط اور ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے تو اوس سے مطلع فرمایا جاوے علی ہذا القیاس یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے مجیبین کے نزدیک صلوۃ جمعہ کے لئے وقت ظہر بھی ضروری ہے یا نہیں اگر ضروری نہیں توکیا وجہ اور ضروری ہے تو اوسکی دلیل مگر دلیل ایسی ہو جو دربارہ ثبوت فرضیت عند العلمار بالخصوص ہمارے مجیبین کی مسلک کے موافق مسموع ہوسکے اگر ہمارے مجیب فہم و انصاف کے ساتھ ہمارے معروضات کا جواب باصواب عنایت فرماوینگے تو اوسوقت انشاراللہ ہم بھی صحرا و بحار میں جمعہ ہونیکی دلیل زیادہ تفصیل کے ساتھ اونکے مسلمات کے موافق عرض کرینگے بلکہ کیا عجب ہے جو ہمارے مجیب ہی خود بخود اس بے قیدی اور مطلق العنانی سے جو اونہوں نے دربارہ صلوۃ جمعہ اختیار کررکھی ہے کنارہ کش ہوجاویں مگر بڑی خرابی یہ ہے کہ ہمارے حضرات اپنی ظاہر بینی کی بدولت اسبات پر اڑے ہوئے ہیں کہ جمعہ اور دیگر صلوات میں دربارہ شروط وقیود مساوات ہے چنانچہ قاضی شوکانی اور نواب صاحب قنوجی وہی کسائر الصلوات لاتخالفہا اپنی مولفات میں تحریر فرماتے ہیں اور اسی بھروسہ پر تمام علمائے امت سلف وخلف پر کلمات عتاب آمیز اور الفاظ تعجب خیز اسقدر طعن وتشنیع کے ساتھ بیان کئے ہیں کہ اہل علم کی شان تو درکنار کوئی منصف فہیم بھی علمارامت کی شان میں ایسے امور کا روادار نہیں ہوسکتا روافض کے تبراگوئی کا پورا خاکہ اوتار دیا ہے حالانکہ محققین امت کے ارشادات ان صاحبوں کے بالکل خلاف ہیں مصفی میں تحریر فرمایا ہے صلوۃ جمعہ لفظی است کہ پیش از شریعت برائے چیزے موضوع نبود واز استعمالات صاحب شرع واصحاب واتباع او فہمیدہ شد کہ آن نمازیست خاص بکیفیت مخصوص پس چارہ نیست از ملاحظۂ آن خصوصیات کہ درافراد جمعہ یافتہ شدہ ومعرفت صفات نفیہ او الی آخر کلامہ اگر ہمارے مجیب انصاف کرتے تو خود حضرت ابوہریرہ کے سوال مذکورۂ بالا سے جو مجیب نے بیان کیا ہے بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ بھی اقامت جمعہ کے لئے اوس تعمیم کے ہرگز قائل نہ تھے جو مجیب صاحبوں کے نزدیک مسلم ہورہی ہے ورنہ اس سوال کی ضرورت ہی کیا تھی اور اگر اسپر بھی ہمارے مجیب تعامل زمانہ نبوی وزمان اصحاب کو پس پشت ڈالکر اور تمام امت مرحومہ کے مذاہب کو خاک میں رلاکر اپنی اوسی بے قیدی اور مطلق العنانی بلادلیل کو حق فرمادیں تو پھر اگر کوئی اونکو لامذہب کہے تو بیجا کیا ہے پھر تماشا یہ ہے کہ اس خوبی پر ہمارے مجیب بنارسی نہایت مسرت سے

فرماتے ہین (ابتو آپکا اعتراض ففرو ہوگیا وباللہ التوفیق) خدا کرے ہمارے مجیب باکمال پر سے ہمارے تمام اعتراضات اسیطرح ففرو ہوجایا کرین اور اجماع امت مرحومہ کے مقابلہ مین ایسی ہی توفیق اونکو من اللہ ہوتی رہے افسوس وہ نہین سمجھتے کہ جو خرابی اونپر لازم آتی تھی اونہون نے اوس سے بچنے کے لئے اوس سے بدرجہا زاید خرابی اپنے سرلے لی پہلے تو اونکے ذمہ یہی مواخذہ تہا کہ عموم حیثما کنتم سے صحاری و بحار کو جس طرح مخصوص کروگے جو متفق علیہ ہے ہم بھی اوسیطرح عموم مذکور سے قری صغیرہ کو مخصوص کرینگے اونہون نے اوس سے بری الذمہ ہونیکے لئے تمام اکابر سلف وخلف کا خلاف اپنے ذمہ لے لیا واقعی دیکھئے تو چھوٹے سے گڑھے سے بچکر ایک گہرے کنوے مین جا پڑے پہر اوسپر وباللہ التوفیق فرماتے ہین اس سے زیادہ عجیب امر اور کیا ہوگا۔ خیر عموم حیث ماکنتم جسکو ہمارے مجیب اپنا مستدل بناتے تھے اوسکا ایک جواب جو اولاً اوثق العری مین دیا گیا تہا اور اوسپر مجیب صاحبون نے جو اعذار باردہ تحریر فرمائی تھی اونکی کیفیت تو بالتفصیل ہدیہ ناظرین ہوچکی اسکے بعد جواب دوم جو اوثق العری مین عموم مذکور کی نسبت بیان ہواہے اور اوسپر مجیب کی طرف سے جواب الجواب دیا گیا ہے اب اوسکی تفصیل عرض کرتا ہون سُنئے

تقریر اوثق العری

خلاصہ جواب دوم یہ ہے کہ اگر ارشاد حضرت عمر حیث ماکنتم کو مخصوص بالامصار والقری الکبیرہ نلیا جاوے گا جیساکہ جواب اول مین مذکور ہوا تو حضرت عمر کا یہ ارشاد تعامل دہ سالہ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مخالف ہوگا جس تعامل کا مشاہدہ حضرت عمر نے بخوبی کیا تہا بلکہ جب اس امر کو دیکہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کے زمانہ مین بھی عوالی ومنازل مین کبھی جمعہ نہین ہوا تو ارشاد حضرت عمرؓ تعامل زمانہ صدیق اکبر اور خود اپنے تعامل کی صریح مخالف ہوگا جسکا خیال حضرت عمر کی نسبت کرنا غایت درجہ کی جہالت اور سخافت ہے۔ اسلئے نہایت ضروری ہے کہ ارشاد مذکور حضرت عمر کو ایسے محمل پر حمل کرنا چاہئے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور خود حضرت عمر کے تعامل کے مخالف نہو بلکہ سراسر موافق ہوجائے یعنی ارشاد حضرت عمر کے عموم سے قری صغیرہ کو خارج رکہنا چاہئے وہو المطلوب۔

تقریر شیخ بنارسی

سو اسکی جواب مین علامہ ابوالمکارم نے تو کچھہ تحریر نہین فرمایا البتہ فاضل بنارسی تحریر فرماتے ہین قولہ بیشک حضرت عمر نے دس سال تک فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی تاکید ہر مسلمان کو کی اور تارک جمعہ کے حق مین سخت وعید فرمائی اس لئے حضرت عمر نے یہ حکم فرمایا۔ حضرت عمر بڑے متبع سنت تھے البتہ یہ حکم آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اثر کے بارہ مین کہہ سکتے ہین انتہی بلفظہ۔

جواب

اقول سبحان اللہ کیسے صریح وصحیح استدلال کے مقابلہ مین ہمارے مجیب لبیب کیسی بے تکی ہانک رہے ہین اور نہایت ہی بے باکی سے کیا اونہون نے تمام عالم کو اپنا جیسا ہی سمجھ لیا ہے واقعی حیا بھی عجیب چیز ہے جسکے نہونے پر آدمی خطاب فاصنع ماشئت کا مستحق ہوجاتا ہے اہل فہم وانصاف فرمائین کہ تعامل زمانہ نبوی اور خلفاء راشدین جو عدم اقامت جمعہ فی القری کے بارہ مین

نص صریح ہے اور مجیب کے زعم کے بالکل مخالف کیا اوسکا یہی جواب ہے جو مجیب بنارسی تحریر فرمارہے ہین اگر علم و دیانت ایسے خرافات سے اونکو نہین روکتی تو کیا شرم و حیا بھی مانع نہین ہوتی مجیب ہی ایمان سے فرماوین کہ استدلال مذکورہ اوثق العری کا اونکے اس قول سے کیا جواب ہوا بلکہ انصاف سے دیکھئے تو استدلال بیان فرمودہ اوثق العری کی تقویت و تائید ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب اقامت جمعہ کی سخت تاکید اور اوسکے تارک کے حق مین وعید شدید آئی ہے تو پھر کیا وجہ کہ قبا و جملہ عوالی و منازل مین جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام اور خلفا کے زمانہ مین ایک دفعہ بھی اقامت کی نوبت نہ آئی اور نہ آپنے کبھی اہل عوالی و منازل کو حکم اقامت فرمایا نہ خلفاء راشدین نے جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ عوالی و منازل یعنی قری محل اقامت جمعہ نہین ہین چنانچہ خود اوثق العری کے مین وضاحت کے ساتھ صفحہ آیندہ پر یہ مضمون موجود ہے اگر مجیب فہم مطلب مجیبہ رکھتے تو اتنا تو دیکھ لینا تھا کہ اوثق العری مین اس مضمون کو اپنی تائید مین تحریر فرمایا ہی نہین معلوم کہ مجیب پر کیا حالت طاری ہے کہ حواس ظاہرہ تلک تعطل کی نوبت آگئی ہے اسپر طرہ یہ کہ فرماتے ہین (البتہ یہ حکم آپ حضرت علی کے اثر کے بارہ مین کہہ سکتے ہین) جس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے مجیب فہم مطلب سے بمراحل بعید ہین بھلا جو تقریر کہ حضرت عمر کے اثر کی بابت معروض ہوچکی ہے اوسکو کون عقل کا دشمن اثر حضرت علی مین جاری کر سکتا ہے اثر حضرت علی تو واقعہ عوالی و منازل و قبا کے سراسر موافق ہے جسکی موافقت اظہر من الشمس ہے واقعہ قبا و عوالی سے جیسے عدم اقامت جمعہ فی القری ثابت ہے ویسے ہی اثر حضرت علی سے صاف ظاہر ہے ہان اثر حضرت عمر کا مطلب جو مجیب سمجھ رہے ہین وہ واقعہ قبا و عوالی و منازل کے البتہ صریح مخالف ہے دوسرا جواب جو اوثق العری مین بیان فرمایا تھا اوسکی تفصیل و حقیت اور مجیب نے جو اوسکا بزعم خود جواب دیا تھا اوسکی بیہودگی اور لغویت بھی ناظرین کو معلوم ہوچکی اب تیسرا جواب جو اوثق العری مین اثر مذکور کا بیان کیا ہے اوسکی حقیقت عرض کرتا ہون جواب ثالث کا خلاصہ یہ ہے کہ جوابات سابقہ سے قطع نظر کرکے اگر بفرض محال ہم تسلیم بھی کرلین کہ عموم حیثما کنتم مین قری صغیرہ بھی داخل ہین تو اس صورت مین یہ اثر نص قطعی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے صریح مخالف ہوگا اور اوسکے مقابلہ مین قابل اعتبار نہوگا۔ کما لا یخفی۔ تو اب اثر مذکور کی ہمارے کہنے کے موافق تاویل کیجئے اور فعل نبوی کے موافق بنایئے یا ظاہر عموم پر اڑکر مخالف فعل ٹھہرایئے ہمارا مدعی بحمد اللہ ہر دو صورت مین حاصل ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ کلام صحابی کو موافق حدیث رسول کریم ٹھہرانا چاہئے اور اگر خلاف متبادر ہو تو تاویل کرنا واجب ہے اور اگر تاویل بھی نہو سکے تو اوسکو ترک کرکے حدیث کو معمول بہ قرار دینا چاہئے تو اب قاعدہ مسلمہ کے موافق جتنی روایات مرفوعہ یا موقوفہ بلفظ عموم وارد ہین بوجہ ضرورت تطبیق سبکو مأول یعنی مخصوص سمجھنا چاہئے اور عموم مذکور سے قری صغیرہ کو خارج رکھنا چاہئے اور جن

تیسرا جواب اوثق العری

آثار واحادیث مین قریہ کا لفظ موجود ہے اوس سے مُدن اور قری کبیرہ حسب لغت قرآن مراد لینا چاہیئے تاکہ جملہ
روایات وآثار باحسن وجوہ منطبق اور موافق یکدگر ہوجاوین ورنہ درصورت عموم روایات واثار مین جدا اختلاف
ہوگا اور تعامل زمانہ نبوی اور زمانہ خلفا کا جدا خلاف کرنا پڑے گا اب اسکے جواب مین فاضل بنارسی تحریر فرماتے
ہین بیشک مراد حضرت عمر کی عموم ہی ہے اور یہ نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز خلاف نہین بلکہ موافق
ہے اور اسکی تفصیل ہم لکھہ چکے ہین انتھے۔ تعجب ہے کہ کیسے امر واضح احق بالقبول کے مقابلہ مین ہمارے مجیب
کیسا نامعقول اور فضول جواب پیش فرماتے ہین جس کا کوئی جابھی صحیح نہین دیکھیئے اوثق العری مین تو مدلل
اور محقق طور سے واضح کردیا ہے کہ اثر حضرت عمرؓ مین عموم ظاہری ہرگز مراد نہین ہوسکتا اوسکے جواب مین
بلادلیل مجیب صاحب فرماتے ہین بیشک مراد حضرت عمر کی عموم ہی ہے کوئی پوچھے کہ اس عموم کی دلیل کیا
ہے اور استدلال مذکورہ اوثق العری کا کیا جواب ہے فرمایئے توسہی بہلا دعوی بلا دلیل کہین بھی سرسبز
ہوتے دیکھا ہے اگر امور عقلیہ کے فہم کا دماغ نہین تو لو یعطی الناس بدعواہم لقال من شاء ماشاء او کما قال
تو ارشاد رسول ہے علیہ الصلوۃ والسلام۔ علی ہذا القیاس یہ کہنا کہ عموم مذکور نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے مخالف نہین بلکہ موافق ہے اسکی کیا دلیل ہے ہر عاقل بالبداہت جانتا ہے کہ نص صریح قطعی فعل
نبوی جس سے عدم اقامت جمعہ فی القری ثابت ہے اوسکا اس عموم کے مخالف ہونا ایسا امر نہین جو دیوانہ
بھی اوسکا انکار کرسکے معلوم نہین مجیب کس نشہ مین ہین جو ایسے بدیہیات سے بھی بے خبری ہے اور معلوم
نہین نص رسول اللہ۔ سے کونسی نص مراد لے رہے ہین باقی مجیب کا یہ فرمانا کہ اور اسکی تفصیل ہم لکھہ چکے
ہین بالکل بے سود ہے مجیب نے اوراق گذشتہ مین بعض مواقع پر اسکے متعلق چند باتین ناتمام غیر صحیح بے دلیل
تحریر فرمائی ہین جنکا جواب بالتفصیل معروض ہوچکا ہے پھر اس خوبی پر کہ مجیب لبیب نے ایک جواب بھی معقول
ندیا اور ہر سہ جوابات مذکورہ اوثق العری کے مقابلہ مین آمین غائین شائین ہی سے کام لیا ایک صفحہ کی قدر
فضول الزمات مین سیاہ کرڈالا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس موقع پر تو آپ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مقابلہ پر کسیکی نہین سنتے لیکن بیس رکعت تراویح اور رفع یدین اور آمین بالجہر اور عدم نفاذ قضا ظاہرا اور
باطنا وغیرہ صدہا مسایل مین جو آپ خلاف فعل وقول نبی علیہ الصلوۃ والسلام عمل درآمد کررہے ہین وہان
یہ قاعدہ کہان جاتا رہا۔ سو مجیب کے مسلک کے موافق تو اوسکا یہی جواب کافی ہے کیون جناب مسئلہ جمعہ
فی القری مین تو آپ حضرت عمر کے ظاہر قول پر ایسے جمے کہ تمام آثار اور فعل مستمر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی
وجہ سے بالکل پس پشت ڈالکر مطمئن ہو بیٹھے حتی کہ فعل وآثار مذکورہ سے بضرورت تطبیق قول حضرت عمر
کی تخصیص وتاویل تلک بھی جائز نہین سمجھی جاتی اور دربارہ بیس رکعات تراویح حضرت عمر کے ارشاد کو بدعت

سیئہ فرمایا جاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ یا یہ شور اشوری اور یا یہ بے تمکی علی ہذا القیاس امثلہ کثیرہ اس قسم کے موجود ہین اور عقل سے کام لیجئے تو یہ عرض ہے کہ اوثق العری مین جواب ثالث کے ذیل مین فرمایا تہا (اور مذہب اپنا موافق فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرنا چاہیئے) کما مر تو ظاہر ہے کہ مطلب کلام یہی تہا کہ کلام صحابی اگر مخالف حدیث ہو اور تاویل کی بھی گنجایش نہو تو اوسکو ترک کرنا چاہیئے اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مذہب قرار دینا چاہیے اسپر ہمارے مجیب نہایت مسرت کے ساتھ ارشاد اوثق العری کی تصدیق فرما رہے ہین اور جملہ مذکورہ کو آب زر سے لکھنے کے قابل تحریر فرماتے ہین جس سے حسب تسلیم مجیب بھی یہ بات محقق ہوگئی کہ فعل مستمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین اثر حضرت عمر یعنی ارشاد جمعوا حیث ما کنتم کی تاویل اور تطبیق ضرور ہے اور اگر اثر مذکور کی تاویل اور تطبیق بھی نہو سکے گی تو بمقابلہ نص فعلی مرفوع اس اثر کو ترک کرنا پڑے گا وہو المطلوب۔ اب الحمد للہ مدعای اوثق العری مجیب کی تسلیم کے موافق بھی ایسا محقق اور واجب التسلیم ہوگیا کہ کسیکو بھی کسی قسم کے انکار کی گنجایش نرہی اور مجیب نے صاف اقرار فرمالیا کہ اثر مذکور درصورت تاویل اور درصورت ترک حنفیہ کو اصلا مضر نہین البتہ مذہب مجیب کے کسی حال مین حجۃ نہین بن سکتا کما ہو ظاہر ہمارے مجیب پر فرض تہا کہ کوئی جواب معقول دیتے مگر جواب کے بدلے بے انصافی اور بے باکی پر کمربستہ ہوکر فرمایا تو یہ فرمایا کہ (یہی جملہ تو اللہ نے آپکے قلم سے صحیح نکلوایا ہے) اور یہ کہکر وہی پرانا رونا رفع یدین اور آمین بالجہر کا شروع کردیا کہ وہان اس قاعدہ حقہ پر عمل کیون نکیا سو جب مجیب بھی یہ قاعدہ قبول فرماتے ہین تو مسئلہ متنازع فیہ مین ہمارے مجیب کیون اوسکو معمول بہا نہین بناتے اور اوسکا خلاف صریح کسوجہ سے کرتے ہین اسکی جوابدہی جو اونکی ذمہ پر فرض تھی ادہر ادہر کے خیالی اعتراضات سے کیونکر ٹل سکتی ہے اصل امر کو چھوڑ کر خارج از مبحث امور کو لے بیٹھنا ظاہر ہے کہ کسکا کام ہے ہمکو اسموقع پر امور زائدہ مذکورہ کا جوابدہی ضروری نہین جناب مجیب تو اپنی رستگاری کے لیئے امور زائدہ مذکورہ کو سپر بنا کر خلاف مبحث کرنا چاہتے ہین البتہ اتنا عرض کیئے دیتے ہین کہ مجیب کا یہ اعتراض کہ احناف رفع یدین وغیرہ وغیرہ مین احادیث صحیحہ کا خلاف کرتے ہین اوسکا مطلب اگر یہ ہے کہ کسی حدیث کا کسیوجہ سے بھی خلاف کرنا ناجائز ہے خواہ دوسری طرف کیسے ہی نص اور دلیل کامل موجود ہو تو ایسی مہمل بات کے تو خود مجیب بھی قایل نہین ہو سکتے اور اگر یہ مطلب ہے کہ حدیث کو بلا حجۃ شرعیہ قابل قبول ترک کرنا ناجائز ہے تو مسلم مگر مسئلہ رفع یدین آمین بالجہر مین روایات و آثار قویہ معتبرہ مستدل حنفیہ موجود ہین ایسے امور کا انکار کرنا بالکل جرأت بیجا اور تعصب ناروا ہے کتب قدیمہ اور رسایل جدیدہ مین روایات مذکورہ مشہور ہین باقی بست رکعات کا انکار محض کرنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات تراویح پر مداومت فرمائی اونہین کا کام ہے جن بیچارون کو تراویح اور تہجد مین بھی تمیز نہین اور بدولت ظاہر پرستی

دونون نمازون کو عین یکدگر خیال کئے ہوئے ہین اگر تحقیق حق منظور ہو تو رسالہ تراویح مصنفہ حضرت مولانا کو ملاحظہ فرمالیجئے۔ اب رہگیا مسئلہ نفاذ قضای قاضی اوسمین خواہ مخواہ بے سمجھے بوجھے مجیب لبیب اپنی ٹانگ اڑاتے ہین اور ناحق چوٹ کہاتے ہین ہمین بھی تو معلوم ہونا چاہیئے کہ ارشاد انما اقطع لہ قطعۃ من النار سے عدم نفاذ باطنا کس طرح ثابت ہوتا ہے ایسے صاحبون سے کیا بعید ہے جو ارشاد نہی عن بیع الغرر اور نہی عن النجش اور نہی عن بیع الحاضر للبادی اور نہی عن التلقی اور نہی عن التصریہ اور نہی ان یستام الرجل علی سوم اخیہ وغیرہ جملہ صورتون مین بھی یہی ارشاد فرمادین کہ حقیقت مین بیع نافذ اور منعقد ہی نہین ہوتی اور ارشاد ثلثۃ لا ینظر اللہ الیہم یوم القیمۃ ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم وعد منہا المنفق سلعتہ بالحلف الکاذب کی وجہ سے یہ حکم دیا جائے کہ کاذب کی بیع درحقیقت نافذ و منعقد نہین ہوتی اور جو علما بیوع مذکورہ کے انعقاد و نفوذ کے قایل ہون ہونپر مخالفت حدیث کا الزام لگایا جاوے جس بات کی فہم سے آدمی قاصر ہو اوسپر اعتراض کرنا اپنا پردہ فاش کرنا ہوتا ہے محدثین زمانہ حال مسئلہ قضا مین جو کچھ زباندرازی کرتے ہین اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اونکو تو پورے طور سے اس مسئلہ مین مذہب امام کی خبر بھی نہین اگر ہمارے مجیب کو اسبارہ مین کچھ فرمانا منظور ہو تو اول مذہب امام کو مع قیود و شروط منضبط فرمالیوین اوسکے بعد اپنی دلیل قابل قبول اہل انصاف تحریر فرمادین یہ نہ ہو کہ ظاہر پرستی پر کمر باندکر فقط ارشاد انما اقطع لہ قطعۃ من النار نقل فرماکر سبکدوش ہوجاوین پھر اس فہم و انصاف پر فاضل بنارسی اپنی خودی مین بیخود ہوکر فرماتے ہین (آپکو اللہ کے سامنے ایک دن جانا ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکہلانا ہوگا دیکھئے آپ کیا جواب دینگے) خیر ہمارے مجیب خود ڈرین یا نڈرین مگر معلوم ہوا کہ اورونکو ڈراتے مین نہایت جری ہین حتی کہ اورون کے ڈرانے مین خدا سے بھی نہین ڈرتے اگر مجیب خود خدا سے ڈرکر اورونکو ڈراتے تو ہرگز اونکو اس ڈرانے کی جرأت نہوتی یہ بعینہ وہی قصہ ہے کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بیباک ناصح نے اتق اللہ کہا تہا سو ہمارے مجیب محدث کو خود معلوم ہوگا کہ سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اوس نصیحت کا کیا جواب ارشاد فرمایا تہا اوس سے اچہا اور سچا جواب کون دے سکتا ہے اِسلئے ہمکو کسی جواب عرض کرنیکی کیا حاجت ہے البتہ اتنا امر قابل لحاظ ہے کہ ہمارے مجیب کی نصیحت مین ناصح مذکور کی نصیحت سے چونکہ بہت ترقی ہے اسلئے اوسکے موافق جواب مین بھی ترقی مناسب ہے ایسے ہی ناصحون کی شان مین کسی نے کہا ہے

شعر

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس ؛ توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

اس نصیحت سراپا وقاحت کے بعد ہمارے مجیب بنارسی فرماتے ہین (واللہ انی لک من الناصحین) سو ہمکو مجیب کی قسم کی تکذیب کرنیکی تو کوئی ضرورت نہین اون کے خیال مین یہ خیر خواہی ہی ہوگی مگر ہم اس قسم کی

تصدیق کرنے سے معذور محض ہین قطع نظر اون امور سے جب ہم اس قسم کے ماخذ اور اصل کو دیکھتے ہین کہ اوسکی تصدیق کیوجہ سے کسقدر آفت اور مصیبت عظیم اوٹھانی پڑی تھی تو پہر اوسکی تصدیق کرنی عقل ہی کے خلاف نہین بلکہ حسب ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین مقتضائے ایمانی کے بھی سراسر خلاف نظر آتی ہے اسلئے ہمکو امید قوی ہے کہ مجیب انصاف پسند بھی ہمارے اس عذر قوی کو قبول فرماکر اس عدم تصدیق سے ہمپر ناخوش نہون گے ۔ اسکے بعد بمقتضائے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان مجیب کی خدمت مین خیر خواہانہ عرض ہے کہ اس بے موقع وعظ گوئی سے آپکو کچھہ نفع نہوگا آپکو لازم ہے کہ دلائل مستحکمہ مذکورہ کا جواب معقول عنایت فرمایئے اصل مدعی کو چھوڑ کر امور زوائد کے ذریعہ سے خواہ مخواہ کے الزامات بے اصل لگا کر وعظ و نصیحت شروع کر دینے سے کیا کام چل سکتا ہے اہل علم و عقل تو آپکے اس رفتار کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھکر آپکے عجز اور سینہ زوری کے معتقد ہو جاوین گے وما علینا الا البلاغ مجیب بنارسی کے جوابات اور اونکی تحقیق سے فراغت پاکر یہ عرض ہے کہ عبارت اوثق العری جو اوپر مذکور ہوئی ہے اوسمین یہ جملہ بھی تہا کہ جہان قریہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہان مراد مدینہ ہے حسب لغۃ قرآن نہ قریہ صغیرہ الخ اسپر مجیب ثانی یعنی علامہ ابو المکارم معترض بجاشانے دو اعتراض تحریر فرمائے ہین اول کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ کے مقابلہ مین بجز قریہ صغیرہ کہنا ہے یہ درست نہین لہذا یا تو قریہ صغیرہ مین سے صغیرہ کو حذف کیجئے یا مدینہ کی جگہ قریہ کبیرہ لکھئے مطلب یہ ہے کہ مدینہ کا مقابل قریہ ہے اور قریہ صغیرہ کا مقابل قریہ کبیرہ ہے اسلئے مدینہ اور قریہ صغیرہ کا تقابل درست نہین ہوسکتے ۔ جاے حیرت ہے کہ مجیب ابو المکارم نے تمام مضمون مذکور اوثق العری سے سکوت محض اختیار فرماکے اور ایسا مہمل خرافات اعتراض پیش کرکے اپنے آپکو بالکل بری الذمہ سمجھہ لیا کیا مقتضائے فہم رسا یہی ہے کہ مقابل کی بات کا جواب تو نہ دارد اور ایک لغو بیہودہ بے اصل اعتراض لکھکر دل خوش کر لیا جائے کہ ہمنے جواب دیدیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اول تو دیکھئے کہ تقابل کی ضرورت ہی کہان ہے اوثق العری کی عبارت کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ جن مواقع مین لفظ قریہ وارد ہوا ہے اوس سے حسب استعمال قرآنی مدینہ مراد ہے تاکہ تعامل دہ سالہ نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت لازم نہ آئے قریہ صغیرہ ہرگز مراد نہین ہوسکتا کہ جسکے بہروسے پر ہمارے مجیب بغلین بجانیکو تیار رہون جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مواقع مذکورہ مین قریہ کے لفظ سے قریہ کبیرہ بھی مراد لیا جائے تو بھی حنفیہ کو مضر نہ مخالفین کو مفید کیونکہ قریہ کبیرہ دربارۂ اقامت جمعہ مدینہ ہی کے حکم مین داخل ہے تو جب تلک مجیب یہ ثابت نکرینگے کہ لفظ قریہ سے قریہ صغیرہ مراد ہے اون کو ہرگز وہ عبارات مفید نہین ہوسکتین الحاصل اوثق العری مین اپنے معنی کو بیان فرماکر معنی مفید مخالف کے نفی تحریر فرمائی ہے تقابل محقق ہونیکی کیا ضرورت ہے کہ اوسکی بنا پر ہمارے مجیب نے اعتراض

دھر گھسیٹا ہماری بلا سے دونون امرون مین تقابل ہو یا نہو ہمارا مقصود تو فقط یہ ہے کہ ہمارے معنی درست
اور مخالف نے جو معنی لئے ہین وہ بوجہ مخالفت نص صریح غلط اور باطل دیکھئے اگر کوئی شخص کسی شہر کے قریہ
صغیرہ ہونیکا قائل ہو اور اوسکے جواب مین کہا جائے کہ وہ تو شہر ہے قریہ صغیرہ نہین تو کیا اوسکے کلام پر
کوئی عاقل یا نادان یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ شہر اور قریہ صغیرہ مین چونکہ تقابل نہین اسلئے یہ کلام درست
نہین مین یقین کرتا ہون کہ اگر ہمارے مجیب دشواری اور تنگی مین مبتلا نہوتے تو وہ بھی ایسے بے اصل اعتراض
کی پناہ نہ لیتے تمام خاص و عام کے نزدیک مسلم اور مستعمل ہے کہ امر مختلف فیہ مین اپنی جانب کو ثابت کرتے
ہین اور مخالف کی جانب کو باطل خواہ اونمین تقابل ہو یا نہو صاحب شرح وقایہ آیہ وامسحوا برؤسکم کے ذیل
مین فرماتے ہین واما نفی مذہب الشافعی فمبنی علی ان الآیۃ مجملۃ فی حق المقدار لا مطلقۃ کما زعم الخ ہمارے
مجیب فہیم کی مسلک مخترعہ کے موافق یہان بھی یہ اعتراض ہوگا کہ مجمل کے مقابلہ مین مفسر ہوتا ہے اور مطلق کے
مقابلہ مین مقید پھر صاحب شرح وقایہ نے مجمل کے مقابلہ مین مطلق کو کیسے بیان فرمادیا تلویح مین لا تعتق رقبۃ
ولا تعتق رقبۃ کافرۃ کی بحث مین فرماتے ہین ولا یخفی ان ہذا من العام مع الخاص لا المطلق مع المقید مجیب کے
کہنے کے موافق یہان بھی یہی اعتراض ہوگا کہ عام کے مقابلہ مین مطلق اور خاص کے مقابلہ مین مقید کو بیان
کرنا غلط ہے کیونکہ انمین تقابل نہین علی ہذا القیاس اس قسم کی نظائر تتبع کی جائین تو کوئی کتاب کسی علم کی
مجیب کے اس نو ایجاد اعتراض سے محفوظ نہین رہ سکتی سو اگر ہمارے مجیب کو یہی امر مقصود ہے کہ آنکھین بند کرکے
عبارات اوثق العری پر اعتراض کردینا چاہئے چاہے کیسا ہی بے اصل اور لغو ہو اور اسیکو اپنے لئے باعث
شہرت و فخر سمجھتے ہین تو اوسکی عمدہ صورت ہم بتائین کہ افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام معجز نظام
مین اسی قسم کے اعتراضات منتخب فرماکر مشتہر کردین اسمین انشاء اللہ وہ شہرت نصیب ہوگی کہ اہل علم
وکمال کو بھی وہ شہرت نصیب ہونی دشوار ہے مثلاً مثلاً قصہ دجال مین آپ نے ارشاد فرمایا ہے واما
الذی یراہ الناس نارا فماء بارد عذب اپنے قاعدہ مخترعہ کے موافق یہان بھی یہی کہئے کہ اس عبارت کا عنوان
درست نہین ہے کیونکہ ماء بارد عذب نار کا مقابل نہین ہے لہذا یا تو قید بارد عذب کو برطرف کیجئے یا نار کے
ساتھ حار کی قید ضرور لگائے اور اگر مالح کی قید بھی بڑہادی جاوے تو سبحان اللہ عنوان کلام بہت ہی اعلی
درجہ کا ہوجائیگا نعوذ باللہ من سوء الفہم والتعصب زیادہ مین کیا عرض کرون حضرت مجیب کو اس قسم کے
اعتراضات پیدا کرنے مین خود ملکۂ کامل ہے اور اگر ان جملہ امور سے قطع نظر کرکے حسب ارشاد مجیب اس
مقام مین تحقق تقابل کی ضرورت تسلیم بھی کرلی جائے تو ہم پوچھتے ہین کہ مدینہ اور قریہ صغیرہ مین تقابل نہونیکی
کیا وجہ قریہ صغیرہ جب مطلق قریہ کی قسم اور اوس سے خاص ہے اور مدینہ اور قریہ مین خود مجیب تقابل کو تسلیم کرتے

ہین تو پھر ظاہر ہے کہ وہی تقابل وتضاد قریہ صغیرہ کو مدینہ سے بطریق اولی حاصل ہوگا یہ بات تو بیوقوف بھی نہین کہہ سکتا کہ عام کو کسی شے کے ساتھ تقابل وتضاد حاصل ہو اور خاص کو نہو بالجملہ قریہ مقسم اور عام ہے اور قریہ صغیرہ اوسکی ایک قسم اور اوس سے خاص ہے تو اب جس قسم کا تقابل قریہ اور مدینہ مین تسلیم کیا جائے گا وہی تقابل قریہ صغیرہ اور مدینہ مین واجب التسلیم ہوگا - اسکے بعد اوثق العری کے جملہ مذکورہ پر مجیب ابوالمکارم نے دوسرا اعتراض پیش کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ اوثق العری کے اس جملہ سے (کہ جہان قریہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہان مراد مدینہ ہے حسب لغۃ قرآن نہ قریہ صغیرہ) یہ معلوم ہوتا ہے کہ قریہ اور مدینہ کے ایک معنی ہین اور عبارت مرقومہ صفحہ آٹھہ جو اوپر گذر چکی جس مین یہ جملہ مذکور ہے (بعض اوقات اطلاق قریہ کا باعتبار اوسکے معنی لغوی اجتماع کے مدینہ پر بھی ہو جاتا ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریہ اور چیز ہے اور مدینہ اور چیز تو اب ثابت ہوگیا کہ اوثق العری کی دونون عبارتین معارض اور باہم متضاد ہین انتہے ہمارے مجیب بھی واقعی بے سوچے سمجھے اعتراض کر دینے مین لاجواب ہین یون معلوم ہوتا ہے کہ مخالف کے مطلب سمجھنے کا کسی سے ارادہ ہی نہین فرماتے کہ کہین ایسا ہو مطلب صحیح سمجھہ مین آکر دربارۂ اعتراض خلل پیدا ہو جاوے دیکھئے اوثق العری کی ہر دو عبارت مذکورہ مین کوئی اغلاق نہین کسی قسم کا خفا نہین مگر کسیکو سمجھہ ہی نہو یا فہم مطلب کا ارادہ ہی نکرے یا بوجہ تعصب جان بوجھکر غلط گوئی پر کمر باندہ لے تو اسکا کیا علاج عبارت اول جسکو بحوالہ صفحہ آٹھہ نقل کیا ہے اوس کا مدعی ظاہر یہی ہے کہ عرف متاخرین مین ہر چند قریہ اور مدینہ مین تغایر اور تقابل ہے لیکن باعتبار معنی اصلی لغوی مدینہ پر بھی اطلاق قریہ کیا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید مین یہ استعمال شائع ذائع ہے اور عبارت ثانی جسپر ہمارے مجیب کو اعتراض کرنا منظور ہے اوسکا مطلب بھی صاف طور پر یہ ہے کہ جن آثار مین لفظ قریہ وارد ہے کہ جسکو دیکھکر ہمارے عنایت فرمایان زبان حال جامہ سے باہر ہوئے جاتے ہین وہان قریہ سے مراد قریہ صغیرہ ہرگز نہین بلکہ حسب وضع لغت واستعمال قرآنی قریہ سے مراد مدینہ ہے اب اہل فہم انصاف فرماوین کہ ان دونون عبارتون مین تعارض وتخالف کہان ہے جو امر عبارت اولی سے مقصود تھا بعینہ وہی عبارت ثانیہ کا مدعی ہے یعنی لفظ قریہ کا استعمال دونون معنی مین ہوتا ہے کبھی باعتبار لغۃ واستعمال قدیم مدینہ کو بھی شامل سمجھا جاتا ہے اور کبھی باعتبار عرف واستعمال متاخر مدینہ کا مقابل سمجھا جاتا ہے بالجملہ لفظ قریہ کے دونون استعمال مسلم ہین کبھی مدینہ کے مقابل بولا جاتا ہے کبھی مدینہ اور غیر مدینہ دونون کو شامل ہوتا ہے اور ہر دو عبارت اوثق العری امر مذکور کے موافق ہین ایک بھی مخالف نہین اور عبارت اولی اوثق العری کے ذیل مین ہم تفصیل کے ساتھ قریہ کا بالمعنی الاعم مستعمل ہونا عرض کر چکے ہین جسکی وجہ سے مجیب صاحبون کو غصہ آرہا ہے اسلئے اگر کچھہ فرمانا ہو تو اوسکی نسبت فرمایئے عبارتون مین محض سینہ زوری سے تعارض کا دعوی کرکے کیون لیاقت وقابلیت ظاہر کیجاتی ہے الحمد للہ مجیب ثانی کے

جوابون سے بھی فراغت ہو چکی اب سنئے اسکے بعد اوثق العریٰ مین تفصیل و وضاحت کیساتھ یہ فرمایا ہے کہ اب جملہ ارشادات حضرات اصحاب کرام اور احادیث مرفوعہ مذہب حنفیہ کے موافق ہین اور کسی دلیل مرفوع وغیر مرفوع سے جنکے حوالہ ہمارے مفتی و مجیب اہل حدیث نے بیان فرمائے تھے قریہ صغیرہ مین جواز اقامۃ جمعہ ثابت نہین ہوتا تو اب مذہب حنفیہ مین کسی قسم کا خدشہ اور اشکال بشرط نظر غائر باقی نرہا اور ادہر جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب جمعہ مین کسقدر تاکیدات اور اوسکے ترک پر کیسی وعیدات اور تغلیظ بیان فرماتے تھے اور باوجودیکہ جملہ اہل عوالی اونکو سنتے تھے مگر کسی نے ایک دفعہ بھی کسی قریہ مین جمعہ قایم نکیا اور نہ آپنے تمام زمانہ حیات مین اونمین سے کسیکو حکم اقامۃ یا وعید ترک کا مخاطب بنایا تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ اہل عوالی و منازل وغیرہ بالیقین سمجھتے تھے کہ اہل قری ان امور کے مکلف و مخاطب ہی نہین اور اہل قری تاکید و وعید مذکور سے مستثنیٰ اور خارج ہین اور عموم آیۃ کریمہ اور عموم جملہ احادیث واردہ فی الجمعہ اہل امصار کے ساتھ مخصوص ہے ورنہ کیا وجہ کہ تمام مدت حیات نبوی مین کبھی کسی قریہ مین نوبت اقامۃ جمعہ نہ آئی بلکہ بجائے اسکے کہ عوالی مین اقامۃ جمعہ کرتے یہ ہوتا تہا کہ اہل عوالی مین سے جن حضرات کو جمعہ پڑہنا منظور ہوتا تہا تو مدینہ طیبہ مین حسب گنجایش و فرصت نوبت بنوبت حاضر ہوکر پڑھ جاتے تھے اب ان دلائل واضحہ کے مقابلہ مین جو حضرات اقامت جمعہ فی القری کے مدعی ہین اونکو لازم ہے کہ یا تو کسی قریہ صغیرہ مین بدلیل معتبر جمعہ کا قایم ہونا آپکے زمانہ مین ثابت فرماوین یا اہل عوالی و منازل کو تارک فرض قطعی اور حضرت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وسلامہ کو تارک حکم بلغ ما انزل الیک من ربک تسلیم کرین نعوذ باللہ تتمہ بمضمونہ اس دلیل واضح اور برہان قاطع کے جواب مین مولوی ابوالمکارم صاحب نے خموشی محض سے کام لیا اور مجیب بنارسی نے کل دو سطر مین یہ جواب دیا کہ ہم لکھ چکے ہین کہ آپنے ہر مسلمان کو جمعہ کی تاکید فرمائی ہے اور قریہ مین بھی آپ نے حکم دیا ہے اور صحابہ نے پڑہا ہے۔ افسوس کیسی قوی واجب التسلیم دلیل کے مقابلہ مین ہمارے مجیب نے فہم و انصاف کو بغل مین مارکر کل تین جملے تحریر فرمائے جملہ اولی یعنی آپنے ہر مسلمان کو جمعہ کی تاکید فرمائی ہے اوسکی نسبت تو یہ عرض ہے کہ اگر ہم مجیب کی اس ارشاد کو بعینہ تسلیم بھی کرلین تو ہمارے مدعی کو اصلا مضر نہین کیونکہ قول مذکور کا مفاد صرف عموم افراد ہوگا جو بحث سے خارج ہے اس عموم سے عموم امکنہ جو کہ متنازع فیہ ہے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے مجیب کو لازم ہے کہ ثبوت عموم امکنہ کیصورت بیان فرماوین یا عموم افراد اور عموم امکنہ مین استلزام ثابت کرکے دکھلائین ورنہ کچھ تو شرمائین اور دل چاہے تو اوراق گذشتہ کو ملاحظہ فرمالین حدیث طارق بن شہاب مین لفظ کل سے جو مجیب نے استدلال کیا ہے اوسکے جواب مین تفصیل کے ساتھ ہم اسی مضمون کو بیان کرچکے ہین الحاصل عموم افراد اور عموم امکنہ مین مجیب غور فرماوین اور ایک دفعہ اطمینان کے ساتھ یہ سمجھ لین کہ متنازع فیہ ہم مین اور اون مین کونسا عموم ہے اوسکے بعد

اوثق العریٰ

جواب

اپنے مدعی کو ثابت فرماوین یہ توجب ہے کہ مجیب کے ارشاد کو ہم بعینہ تسلیم کرلین اور اگر ہم عرض کرین کہ اہل قری اور اہل بادیہ و اہل خیام اس عموم
مین داخل ہی نہین چنانچہ اوثق العری مین یہ مضمون مصرح موجود ہی اور ہم بھی سابق مین عرض کر چکے ہین تو پھر تو مجیب کا ارشاد سر سے دعوی بلا
دلیل و شیخ چلی کا خیال ہے اور بیاس خاطر مجیب سارے امور پر خاک ڈالکر ہم یہ بھی تسلیم کرلین کہ نصوص اقامت جمعہ کے سب مخاطب ہین اور تمام اہلکے بھی
اس عموم مین داخل ہین لیکن جیسے عبید و اعرج و مسافر عموم افراد سے عند المجیب مستثنی ہین بعینہ اوسی قاعدہ سے قری و بادیہ عموم اہلکے سے مستثنی
ہین بعینہ اوسی قاعدہ سے قری اور بادیہ ہم اہلکے سے مستثنی ہین تو فرمایئے اسمین کیا خرابی ہی اگر حدیث طارق بن شہاب مثلاً اونکی تخصیص کا باعث
ہی تو تعامل مستمر زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ ہمارے استثنا کی دلیل ہی اور قوۃ و اعتبار مین ہر دو دلیل کا موازنہ کرلیا جائے اگر دلیل تخصیص عموم
اہلکے حدیث طارق بن شہاب ہے تو ہم بھی تو پھر آپ اوسکو تسلیم سے انحراف کا فہم و انصاف سے نہایت ہی بعید ہے ہمکو نہایت تحیر ہے کہ اوثق العری
مین تحکم مضامین کی جو ہم نے ایرادات مضامین کی تشریح اور اونپر تنبیہ کرنیکے عرض کر چکے مگر ہمارے ہر دو مجیب نے یہ مسلک اختیار فرمار کھا ہی کہ اونہی امور کو
فضول غلط اور لا اصل مواخذات پیش کرکے یا ادنی دلیل کسی امر زائد جزوی کی نسبت کوئی جواب دیکر سبکدوش ہو جاتے ہین اور اصل مدعی کو ایسا نظر
انداز کرتے ہین کہ خدا کی پناہ بلکہ اوس پر حصہ کیا جاتا ہی کہ بار بار کیون قصہ قبا کو پیش کیا جاتا ہی دوسرا فقرہ جو ہمارے مجیب نے بیان کیا تھا
یعنی قریہ مین بھی آپنے جمعہ کا حکم فرمایا اوسکی نسبت یہ عرض ہی کہ مجیب نے اس بارہ مین کل دو روایتین اوراق سابقہ مین نقل کی ہین ایک حرہ بنی
بیاضہ مین جمعہ کا ہونا سو اوسکی نسبت ہم بھی پہلے مفصلاً عرض کر چکے ہین کہ وہ کوئی قریہ مستقل نہین بلکہ مدینہ کا ایک محلہ ہے اور مدینہ ہی مین
شمار ہوتا ہی مجیب کو لازم ہی کہ اوسکا قریہ مستقل ہونا دلیل قوی سے ثابت فرماوین اور ہمارے معروضات سابقہ کا جواب دین مجیب ایسا امر کسقدر حیا و
دیانت کے خلاف ہی کہ اوراق اوثق العری ... جمعہ نزول آیۃ جمعہ کے بعد ہوئی تو اور اوسپر بنا دیجیے ایسا امر کیا تھا کہ
روایات متعددہ معتبرہ ... فرضیت جمعہ ... بیاضہ و بنی سالم مین آپکے جمعہ ادا فرمانیکو اپنی
دلیل بنایا جاتا ہی جو نزول آیۃ مذکورہ سے بہت پہلا واقعہ ہے جیسا آپکو کچھ ہوا تھا جمعہ ہجرت کے بہت بعد فرض ہوا ہی تو پھر بنی سالم مین جمعہ پڑھنے کو
کیا واسطہ اور اس سے فرضیت جمعہ فی القری کی ثبات کی کیا صورت ہمارے مجیب فہم و تدبر سے کام لین تو قبا مین آپکے جمعہ نہ پڑھنے اور بنی سالم مین
جمعہ پڑھنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ قری مین جمعہ درست نہین اور بنی سالم ملحق بالمدینہ ہی قریہ مستقل ہرگز نہین اور جمعہ قبل الہجرۃ فرض ہو چکا تھا
اور یہ جملہ امور بحمد اللہ ہمارے عین مدعی ہین اور مجیب کے مطلب کے سراسر مخالف ہی کما لا یخفی علی العاقل دوسری روایت ام عبد اللہ کی بیان کی ہی جسکی
تفصیلی کیفیت مع جوابات متعددہ گذر چکی ہی خلاصہ جسکا یہ ہے کہ اول تو اوسمین ضعف شدید دوسرے وہ روایت بنظر انصاف ہمارے موافق
اور مجیب کے سراسر مخالف اوسکو بے سوچے سمجھے استدلال مین پیش کرنا ہمارے مجیب کے عجز کی دلیل ہے معروضات سابقہ کو ملاحظہ فرما کر اہل انصاف
خود انصاف فرمالیوین باقی رہا فقرہ سوم یعنی صحابہ نے قری مین جمعہ پڑھا ہی اس سے مراد اگر قصہ جواثا ہی تو قصہ جواثی نہایت تفصیل کیساتھ
گذر چکا ہی اور اگر اس سے مراد حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عمر کے آثار ہین تو اونکی کیفیت اور متعدد جواب بھی اوثق العری کے حوالے سے مع
توضیح و تشریح معروض ہو چکے ہین کہ آپ بے نظر فہم و انصاف ایک کا جواب معقول بھی نہین ہو سکا اگر اقوال و افعال مذکورہ صحابہ کی تاویلات صحیحہ کرکے احادیث
مرفوعہ اور دیگر آثار صحابہ کے ساتھ مطابق بنانا پسند ہو تو فہو المراد اور طریقہ تعارض منظور ہو تو تسلیم السند چنانچہ مفصلاً یہ جملہ امور اوثق العری کے

حوالہ سے مذکور ہو چکے ہین مگر افسوس کہ مجیب صاحبون نے ایک جواب بھی معقول نہ دیا اونکو لازم ہے کہ جواب معقول لائق قبول ہو سکے تو بیان فرمائین اگر کچھ نہو سکے تو اتنا تو ضرور کرین کہ جن آثار حضرات صحابہ کرام کو اپنے استدلال مین بیان فرمایا ہے اون مین قریہ سے مراد قریہ صغیرہ ہونا ثابت فرما دین یہ بھی نہ ہو سکے تو ہماری معروضات کو قبول فرمادین ورنہ صبر و سکوت فرما کر زبان کو منہ مین لئے بیٹھے رہین اور ان لن ترانیون سے کہ مذہب حنفیہ کو وسوسہ شیطانی کہا جاتا ہے تائب ہون۔ اسکے بعد مجیب بنارسی فرماتے ہین یہان ایک بات اور قابل بیان ہے کہ مدینہ منورہ میں بجز مسجد نبوی کے جمعہ نہیں ہوتا تھا اور سب لوگ اطراف مدینہ کے قریب والے جمع ہو کر مسجد نبوی میں جمعہ پڑھتے تھے اور یہ جھگڑا تین روایتین اہل قبا اور اہل عوالی کی مسجد نبوی مین حاضر اور مجتمع ہونیکے بارہ مین نقل فرمائی ہین روایت اولے ان اہل قباء کانوا یجمعون مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ روایۃ ثانیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع اہل العوالی فی مسجدہ یوم الجمعۃ روایۃ ثالثہ کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم من العوالی جسکو اوثق العری مین اپنا مستدل بنایا ہے ان امور کو بیان فرما کر مجیب بنارسی کہتے ہین کہ اگر اہل عوالی پر جمعہ فرض نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکو کیون جمع کرتے اور کیون وہ لوگ جمعہ کے لیے آتے علاوہ ازین آپ کا یہ بھی ارشاد ہے الجمعۃ علی من سمع النداء اور اکثر عوالی مدینہ سے تین یا چار میل کے فاصلہ پر تھے بلال کی اذان برابر سنتے تھے اور ترمذی وغیرہ مین الجمعۃ علی من آواہ اللیل بھی مروی ہے تو اب یہ بات معلوم ہوگئی کہ جو قریے شہر کے قریب ہین اونکو شہر مین حاضر ہونیکا حکم ہے اور جو بعید ہین اون کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے اپنے مواضع مین جمعہ قائم کرین جیسے جواثا والون نے کر لیا تھا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان کے گاؤن کے لوگ جمعہ پڑھتے تھے حاصل یہ نکلا کہ عوالی والے کل صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے تھے اس سعی و جانفشانی سے فارغ ہو کر مجیب مسرت کے ساتھ تحریر فرماتے ہین اب کل تقریر مولانا کا جواب کامل ادا ہوا جس کو مکرر سہ کرر آپنے لکھا ہے وباللہ التوفیق انتہے الحمد للہ کہ مکرر سہ کرر تقاضون کے بعد ہمارے مجیب مجتہد کو خلاف توقع جوش غیرت آہی گیا اور نہایت جد و جہد کے ساتھ بزعم خود حضرت مولانا کے مکرر سہ کرر ارشادات کا جواب کامل چشم بد دور تحریر فرما ہی دیا مگر سچ پوچھئے تو مجیب کی اس تمام جانکاہی کو کوہ کندن وکاہ برآوردن کا مصداق بھی بمشکل کہا جا سکتا ہے ناظران اوثق العری کو تو بشرط فہم انشاء اللہ کسیکے بتلانے کی ضرورت نہوگی اور مضامین اوثق العری کی تشریحات جو ہم مکرر عرض کر چکے ہین وہ ہمارے مجیب کے اس دعوی کی کشف حقیقت کے لئے بحمد اللہ کافی سمجھی جاوینگی مگر اتمام حجت اور زیادہ اطمینان کے لئے ہم یہان بھی جوابات شافی عرض کئے دیتے ہین اور امور مستدلہ مجیب مین جو امور خود اونکی مدعی کے منافی اور مخالف ہین اونپر بھی مطلع کئے دیتے ہین آیندہ اون کو اختیار ہے انصاف کرین یا بے انصافی فہم سے کام لین یا بے فہمی سے اونکے ہر ایک فقرہ کی کیفیت بالترتیب عرض کئے دیتے ہین مجیب

موصوف کا یہ فرمانا کہ مدینہ منورہ مین نو مسجدین تھین لیکن صلوٰۃ جمعہ تمام اہل مساجد مجتمع ہو کر آپکے ساتھ ادا کرتے تھے مسلّم ہم بہت خوشی کے ساتھ امر منقول مجیب کو علی الراس والعین رکھتے ہین بلکہ مجیب کی اس عنایت بلا ارادہ کے ممنون ومشکور ہین کیونکہ امر مذکور ہمارے مدعی کے مخالف ہونا تو درکنار سراسر موافق اور مفید ہی کون نہین جانتا کہ امر متنازع فیہ صرف یہ امر ہے کہ قری محل اقامت جمعہ ہین یا نہین سو اتنی بات سے کہ مدینہ طیبہ مین نو مسجدین تھین اور جمعہ فقط ایک مسجد مین ہوتا تہا یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ قری بھی محل اقامت جمعہ ہین البتہ یہ بات معلوم ہوگئی کہ مصر کے اندر بھی مساجد متعددہ مین اقامت جمعہ نہ چاہیے فقط ایک مسجد مین سبکو ملکر جمعہ ادا کرنا چاہیے جس کا خلاصہ یہ نکلا کہ ہمنے تو فقط یہی دعوی کیا تہا کہ شہر مین اقامت جمعہ کرنا چاہیے نہ دیہات مین مگر ہمارے مجیب کی عنایت سے بلا نزاع اتنا امر اور مستزاد ہوگیا کہ شہر مین بھی ایک ہی مسجد مین اقامت کیجائے نہ مساجد متعددہ مین والحمد للہ اس بیان سے واضح ہوگیا کہ امر مذکور کو ہمارے مقابلہ مین پیش فرمانا تو مجیب کی خوش فہمی اور عنایت بلا ارادہ کا ثمرہ ہے ہان جناب قاضی صاحب اور نواب صاحب جو اپنی تصانیف متعددہ مین بڑے وثوق کے ساتھ جمعہ کے بارہ مین یہی کسائر الصلوات لا تخالفہا الا فی مشروعیۃ الخطبتین قبلہا ارشاد فرماتے ہین اون کے روبرو پیش کیا جائے تو مناسب ہے کیونکہ ان صاحبون کی رائے مین جب صلوٰۃ جمعہ اور دیگر صلوات مین کوئی فرق ہی نہین اور صلوٰۃ جمعہ کے لئے کوئی شرط وقید زائد مانی ہی نہین جاتی تو پھر کیا وجہ کہ آپنے تمام اہل عوالی اور اہل مدینہ کو اپنی اپنی مساجد مین اقامت جمعہ کی اجازت نہ فرمائی اور مثل صلوات خمسہ وغیرہ عوالی ومساجد مذکورہ مین صلوٰۃ جمعہ کا اختیار نہ دیا گیا حتی کہ در بارۂ جمیع صلوات مذکورہ تو اہل مدینہ کو بھی تکلیف حضور مسجد واحد نہ دی جائے اور صلوٰۃ جمعہ کے بارہ مین یہ تنگی کہ تمام اہل عوالی ایک ہی مسجد مین جمعہ ادا کرین اور اپنی بستی اور گانون مین ہرگز نہ پڑھ سکین علامہ ابن حجر تلخیص مین فرماتے ہین وقال ابن المنذر لم یختلف الناس فی ان الجمعۃ لم تکن تصلی فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی عہد الخلفاء الراشدین الا فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی تعطیل الناس مساجدہم یوم الجمعۃ واجتماعہم فی مسجد واحد ابین البیان بان الجمعۃ خلاف سائر الصلوات وانہا لا تصلی الا فی مکان واحد جب یہ امر خوب واضح ہوگیا کہ جمعہ کا سوائے مسجد نبوی دیگر مساجد مدینہ اور عوالی ومنازل مین قایم نہونا سراسر ہمارے مدعی کے موافق ہے اصلا مخالف نہین البتہ مخالف ہے تو جناب قاضی صاحب اور نواب صاحب کی رائے جدید کے مخالف ہے تو ہمارے مقابلہ مین اوسکو پیش کرنا اپنے علم وفہم کو بدنام کرنا ہے مناسب یہ ہے کہ ہر دو علامہ موصوفین سے اس کا جواب طلب کیا جائے اسکے بعد جو مجیب بنارسی نے تین روایتین نقل فرمائی ہین جنکو ہم ابھی نقل کر چکے ہین اون ہر سہ روایات کا اتنا ہی مطلب ہے کہ عوالی مین جمعہ نہوتا تہا بلکہ اہل عوالی جو جمعہ پڑہتے تھے وہ مسجد نبوی صلعم مین

آپ کے ساتھ پڑہا کرتے تھے لیکن مجیب ہی فرمادیوین کہ اس امر سے ہمارے مطلب مین کیا نقصان پیدا ہوا اجی صاحب یہ تو ہمارے مدعی کے لئے کہلی دلیل ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قری محل اقامت جمعہ نہیں چنانچہ بحوالہ اوثق العری مکرر معروض ہوچکا ہے یہ تو خصم کے دلائل کے جواب دینے کا نہایت ہی سہل اور مختصر طریقہ ہمارے مجیب موجد نے ریجاد کیا ہے کہ موٹے قلم سے لفظ جواب تحریر فرماکر دلائل خصم کو نقل فرمادیا اور آخر مین الجہد یا کہ جواب کامل ہوگیا و باللہ التوفیق۔ بیشک یہ ہمارے مجیب کی ایسی کہلی کرامت ہے کہ کسی عالم یا جاہل سے اسکے ظہور کی نوبت نہ آئی تھی کیون نہو آخر کم ترک الاول للاخر اکابر کا مقولہ ہے مجیب کی اس سعی وکرامت کا ثمرہ تو اہل فہم خود سمجھہ لینگے کہ اونکو ان امور سے کیا خاک نفع ہوسکتا ہے البتہ اتنی بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ مجیب نے بحوالہ روایات اس امر کا صاف اقرار کرلیا کہ زمانۂ حیات حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین تمام عوالی مین کبھی ادائے جمعہ کی نوبت نہیں آئی نہ آپنے کبھی اقامت کا حکم فرمایا اور نہ اصحاب اہل عوالی مین سے کسی نے وہان جمعہ پڑہا بلکہ حاضر ہونیکا امر فرمایا والحمد للہ علی ذلک اور یہ امر مذہب حنفیہ کی اثبات کے لئے ایسی دلیل قوی اور برہان جلی ہے کہ جرکو ئی حجتی رہی اب بھی اپنے توہمات سے باز نہ آئے تو اوسکو سمجہانا ہی فضول ہے مگر ہم محض بغرض قطع حجۃ مجیب کے اوس توہم کا جواب بھی عنقریب عرض کرین گے جو انہون نے اخیر مین جاکر ظاہر فرمایا ہے اسکے بعد مجیب موصوف نے دو روائتین اوبغرض حصول برکت اپنے نفع نقصان سے قطع نظر فرماکر نقل فرمائی ہین الجمعۃ علی من سمع النداء دوسری الجمعۃ علی من آواہ اللیل اونکی لنسبت اول تو یہ عرض ہے کہ ہر دو روایت کی صحت وسقم کے متعلق ائمہ حدیث نے جو کچھ فرمایا ہے بالخصوص روایت ثانی کی بابت وہ ایسا امر نہیں کہ ہمارے مجیب ماہر حدیث کو اوسکی خبر ہو مگر ہم اوس سے قطع نظر کرکے اور ہر دو روایت مذکورہ کو معتبر اور قوی مانکر اور دونون روایتونکے بعینہ وہی معنی تسلیم کرکے جو مجیب ظاہر پرست نے مراد لئے ہین اول تو یہ عرض کرتے ہین کہ دونون حدیثین متعارض ہین چنانچہ ظاہر ہے دار قطنی کے تو بلکہ یہ الفاظ ہین انما الجمعۃ علی من سمع النداء۔ مجیب کو لازم ہے کہ انہین صورت تطبیق یا وجہ ترجیح بیان فرماکر اپنا مسلک معین فرمادین اوسکے بعد کچھہ زبان سے نکالین مگر اقوال سلف اور ارشاد قاضی صاحب وغیرہ کو بھی اول ملاحظہ فرمالیوین تو مناسب ہے اوسکے بعد یہ عرض ہے کہ مجیب اوراق سابقہ مین زور شور کے ساتھ تحریر فرماچکے ہین کہ جمعہ ہر مسلم پر آپنے سوائے چار اشخاص غلام عورت لڑکی مریض کے فرض فرمادیا ہے اور کسی قسم کی آبادی کی تخصیص سے ہمارے مجیب نے نہایت تبری اور تحاشی ظاہر فرمائی تھی حالانکہ یہ دونون روائتین مجیب کی مدعائے سابق کے بالکل مخالف ہین کیونکہ ان دونون حدیثون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ ایک مسافت محدود تک فرض ہے اور جو مسلمان اوس حد سے

خارج ہونگے اونپر فرض نہین تواب خود مجیب کے مسلمات سے ظاہر ہوگیا کہ چار اشخاص مذکورہ بالا کے سوا ایک تخصیص اور بہت بڑی نکل آئی اور اوسکے ساتھ عموم امکنہ جسپر بہت زور صرف کیا جاتا تہا خاک مین ملگیا اور بہت سے امکنہ کے مخصوص ہونیکو اپنی خوشی سے تسلیم کرلیا فقط وہ لوگ جن تلک اذان کی آواز پہونچی یا جو لوگ شام تلک جمعہ پڑہکر اپنے مکانون پر واپس آجاوین فرضیت جمعہ کے محکوم رہے علاوہ ازین ہر سہ روایات سابقہ کے ذیل مین مجیب نے بالتصریح یہ فرمایا تہا کہ تمام اہل عوالی آپکی مسجد مین حسب ارشاد جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم حاضر ہوتے تھے اور ارشاد الجمعۃ علی من سمع النداء اوسکے مخالف ہے کیونکہ وہ عوالی کہ جو مدینہ طیبہ سے آٹھ میل فاصلہ پر تھے وہان تلک بلال رضی اللہ عنہ کی اذان پہنچنے کے مجیب بھی قایل نہین اسکے بعد مجیب نے اپنے ثبوت مدعا کے لئے قصہ جواثا اور ما بین حرمین شریفین جو گانون تھے اون مین ادائے جمعہ کا ذکر فرمایا ہے جنکے جوابات متعددہ اوثق العریٰ مین مذکور ہین اور ہم بھی اونکی پوری تشریح عرض کرچکے ہین کہ اون مواقع مین سے کسی کا ابتک نہ قریہ صغیرہ ہونا ثابت ہوسکا نہ اونکی بابت آپکی اجازت منقول اس مین شک نہین کہ حسب قواعد مسلمہ فقہاء و محدثین یہ تمام واقعات افعال صحابہ مین داخل ہین تو اول تو افعال و اقوال صحابہ دوسری جانب بھی موجود علاوہ ازین تعامل مستمر زمانہ نبوی اقامت جمعہ فی القریٰ کے معارض اب دیکھیے ترجیح کس جانب کو ہونی چاہئے اور احق بالقبول یہ امر ہے کہ تعامل زمانہ نبوی اور تعامل صحابہ مین تعارض ظاہری کو ترک کرکے مطابقت کیجائے تاکہ سب احادیث و آثار مطابق یکدگر ہوجاوین اور اوس مطابقت کے لئے رکن اعظم یہی کہ ہمارے محدثین سے یہ کہدیا جاوے کہ جہان لفظ قریہ نظر پڑے خدا کے لئے بلا تحقیق اوسکے معنی معین فرماکر مطمئن نہوجائین دیکھیے بہت سے حضرات کے قول سے اقامت جمعہ فی القریٰ بظاہر معلوم ہوتی ہے مگر جب وہ تفصیل فرماتے ہین تو اونکا وہی مدعی ثابت ہوتا ہے جو احناف کرام فرماتے ہین خود بخاری مین عطا کا قول موجود ہے جسکی شرح مین علامہ ابن حجر وغیرہ فرماتے ہین وزاد عبد الرزاق فی ہذا الاثر عن ابن جریج ایضا۔ قلت لعطاء ما القریۃ الجامعۃ قال ذات الجماعۃ والامیر والقاضی والدور المجتمعۃ الآخذ بعضہا ببعض مثل جدۃ اور انشاء اللہ جو ہمارے محدثین فرمارہے ہین اسکا پتہ نہ کسی حدیث مرفوع مین نکلے گا اور نہ کسی اثر مین مگر دو اور دو چار ہو ڈھونڈنے کا کوئی علاج ہی نہین چنانچہ یہ جملہ امور مفصلہ معروض ہوچکے ہین تاوقتیکہ اونکا جواب نہ دیا جائے بار بار ان منقولونکو ہمارے مقابلہ مین پیش کرنا سخت بے انصافی ہے اب اہل انصاف ملاحظہ فرمالیوین کہ ہمارے مجیب نے جسقدر امور بیان کئے تھے اور کیف ما اتفق ہمارے دہمکانے اور نادا قفونکے بہکانے کو جتنی روایات نقل کی تھین اون سبکی کیفیت معلوم ہوگئی کہ ہمارے مدعی مین کوئی خلل انداز نہین بلکہ سب ہمکو مسلم اور سب ہمارے موافق البتہ مجیب کے حق مین ہر ایک روایت بوجوہ متعددہ مضر اور اونکے حق میں

مخالفت چنانچہ ہمنے کسیقدر تفصیل کے ساتھہ اونکے تمام مضامین کیمخالفت ہدیہ ناظرین کردی ہے مگر ہمارے مجیب کی
جرأت اور کمال کو ملاحظہ فرمایئے باوجودیکہ تقریر کے تمام اجزا اونکے مخالف ہیں سبکو رلا ملا کر اپنا مدعی ثابت فرماتے
ہین اور خلاصہ جملہ امور مذکورہ بالا سے یہ نکالتے ہین کہ جو قری مصر کے قریب ہون وہانکے باشندے دنکو جمعہ
کے لئے شہر مین آنا ضروری ہے جیسا کہ الجمعۃ علی من سمع الندا اور الجمعۃ علی من آواہ اللیل سے معلوم
ہوتا ہے اور جو مصر سے بعید ہون اونکو اپنے مواضع مین پڑہنے کا حکم ہے جیسا کہ قصہ جواثا وغیرہ سے مفہوم ہوتا
ہے اب اہل فہم سمجھہ گئے ہونگے کہ ہمارے مجیبنے جو انکہین بند کر کے روایات مختلفہ قوۃ وضعف وتعارض
وتطابق جملہ امور سے قطع نظر فرما کر نقل فرمائی ہین اور اکثر کے معنی مین بھی کچھہ تصرف کیا تہا مقصود اصلی
اون سب سے یہی تہا کہ کسیطرح عدم اقامت جمعہ فی العوالی کے مواخذہ سے رستگاری کی صورت نکالی جاوے
اور یہ کہدیا جاوے کہ اہل عوالی سب مدینہ طیبہ مین ادائے جمعہ کے مامور تھے واقعی ہمارے مجیبنے طرفہ معجون
تیار کیا ہے مگر مجیب کو لازم ہے کہ اوسکے مفردات مین جو کچھہ ہم عرض کرتے ہین اونکا جواب شافی دیا جاوے
اوسکے بعد اپنی معجون کو پیش فرماوین جب اوسکے تمام اجزا و مفردات اونکو طرح طرح سے مضر ہین تو یہ معجون
مرکب کیونکر اونکو مفید ہوسکتا ہے تکرار تفصیل سے مین خود گھبرا گیا ہون اور حضرات ناظرین مجھہ سے زیادہ
پریشان ہون تو عجب نہین مگر کیا کیجیے کام ایسون سے آپڑا ہے کہ اونکے مطالب بھی آپ ہی سمجھہ سکتے ہین
اسلئے عرض ہے کہ مجیب کی تمام تقریر کا خلاصہ تین امر ہین اول روایات مذکورہ سے اس ... کیا
کیا تہا کہ اہل عوالی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین جمعہ کے لئے آتے تھے جو ہمارا خود استدلال اور سراسر ہمکو
مفید ہے دوسرے الجمعۃ علی من سمع الندا اور الجمعۃ علی من آواہ اللیل سے یہ بات ثابت کی گئی کہ شہر کے
قرب جوار کے لوگون کو مسجد مین آنا ضرور ہے جس سے امر اول کی تائید ہوتی ہے جو ہمارا مستدل ہے۔ تیسرے قصہ
جواثا اور صحابہ کے زمانہ مین بعض قری واقع ما بین حرمین شریفین مین جمعہ ہونے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قری بعیدہ
مین رہنے والون کو اپنے اپنے مواضع مین جمعہ قایم کرنا ضرور ہے گران ہر سہ امور کی نسبت جو کچھہ ہم عرض کر آئے
ہین اوسکو بھی ملاحظہ فرمالیا جاوے کہ ہمارے مدعی کو انشاء اللہ مضر نہین بلکہ بوجوہ متعدد وہ مفید ہین اونکے تو
اعادہ کی ضرورت نہین مجیب کو لازم ہے کہ اون امور کا جواب معقول عنایت فرماوین البتہ امور مذکورہ بالا کے
سوا اور چند باتین مجیب کی اس تقریر کے متعلق معروض ہین ہمارے مجیب اپنی تقریر ثبوت مدعی مین فرماتے ہین
اگر اہل عوالی پر جمعہ فرض نہوتا تو اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیون جمع کرتے اور کیون وہ لوگ جمعہ کے لئے آتے
مگر صرف اتنی بات سے فرضیت ثابت کرنا محض سینہ زوری ہے ایسی لغویات کو ادنی عاقل بھی تسلیم نہین کرسکتا
صلوۃ تراویح جسکا مسنون اور غیر مفروض ہونا روایات مین مصرح ہے اوسکے لئے مردون عورتونکا مسجد مین جمع ہونا

آپکے زمانہ مین ثابت اور خود آپکی نسبت جمع اہلہ ونسائہ والناس روایات مین موجود تو اب مجیب کے قول کے موافق کوئی عقل کا پورا یہان بھی کہسکتا ہے کہ اگر مرد عورتون پر تراویح فرض نہوتی تو اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیون جمع کرتے اور کیون وہ تراویح کے لئے جمع ہوتے حالانکہ اس روایت مین الناس کے معنی جمیع الناس لئے جاسکتے ہین اور مجیب کی کسی روایت مین بھی ایسا لفظ نہین جس سے جمیع اہل عوالی کوئی مراد لے سکے۔ علاوہ ازین حدیث کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم ومن العوالی جو صحاح مین موجود ہے اور ارشاد حضرت عثمان فمن احب من اہل العالیۃ ان ینتظر الجمعۃ فلینتظرہا ومن احب ان یرجع فقد اذنت لہ جو موطا امام مالک مین موجود ہے اور خطبہ عید مین بوقت اجتماع حضرات صحابہ کرام حضرت عثمان نے اہل عوالی کو یہ اجازت دی تھی جسپر کسی نے انکار نہین کیا عدم فرضیت جمعہ مذکورہ کے لئے ایسے دلائل واضحہ ہین کہ انشاء اللہ کوئی فہیم اوسکے تسلیم مین متامل نہوگا۔ البتہ ہمارے ہر دو مجیب نے لفظ ینتابون کی بابت جو روایت اولی مین مذکور ہے بزور قوۃ اجتہادیہ زور آزمائی کی ہے جسکی کیفیت عنقریب ظاہر ہوئی جاتی ہے یہان فقط اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ اس جگہ شروح بخاری اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے ارشاد کو اور تالیفات کو جسکا جی چاہے ملاحظہ فرمالیوین کہ یہ اکابر ہمارے موافق تحریر فرماتے ہین یا مجیب کے اور کسی نے بھی ینتابون سے معنی مخترعہ ہر دو مجیب مراد لئے ہین بالجملہ ان دلائل واضحہ سے معلوم ہوگیا کہ مجیب کا یہ کہنا کہ اہل عوالی پر جمعہ فرض تھا اور وہ سبکے سب جمعہ کو مدینہ منورہ مین حاضر ہوتے تھے محض بے اصل اور مخالف عقل ونقل ہے ہمارے مجیب اوروں کو ڈراتے ہین اور آپ کچھ بھی خوف خدا نہین کرتے کہ کیسی خلاف واقع اور بے دلیل باتین امور شرعیہ مین ایجاد کررہے ہین کیا غضب ہے کہ ایسی تصریحات کو چھوڑکر اتنی بات سے کہ اہل عوالی مسجد نبوی مین جمع ہوتے تھے فرضیت ثابت کردی کاش کسی روایت مین اگر جمیع اہل عوالی کا مجتمع ہونا بھی موجود ہوتا تو بھی ہمکو اتنی شکایت ہوتی مطلق اجتماع اہل عوالی سے جس سے مراد بعض کا اجتماع ہے فرضیت ثابت کرنا سخت ہرزہ درائی ہے اور یہ بات ہم پہلے ہی عرض کرچکے ہین کہ اگر تمام باتون سے قطع نظر کرکے مجیب کی یہ بے اصل بات مان بھی لیجاوے تو پھر اتنا ہی ثابت ہوگا کہ اہل عوالی مدینہ طیبہ مین حاضر ہوکر ادائے جمعہ کے مامور ہونگے عوالی مین جمعہ ادا کرنیکا جواز جو متنازع فیہ ہے ثابت نہوگا ایسے ہی مجیب کا یہ کہنا (کہ اکثر عوالی مدینہ سے تین چار میل پر تھے بلال کی اذان برابر پہونچتی تھی) ادعائے محض ہے حضرت بلال کی اذان کا وہان پہونچنا معلوم نہین کس حجۃ سے اونکو معلوم ہوا اتنی مسافت پر اذان کا برابر پہونچنا عادت اکثریہ اور مشاہدہ روزمرہ کے بالکل خلاف ہے محض اپنے تخمین سے امر خلاف عادت مستمرہ کو محقق مان لینا تحکم بیجا ہے احادیث صحاح مین تو یہ مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم نے بوجہ معذوری اپنے گھر مین نماز پڑھ لینے کی آپ سے اجازت لی اور آپنے اجازت فرمادی تو اوسکے

بعد مین آپنے اون سے استفسار فرمایا ہل تسمع الندار بالصلوۃ یعنی اذان کی آواز بھی سنتے ہو اونہون نے عرض کیا کہ سنتا ہون اوسپر آپنے خلاف اجازت سابقہ اونکو مسجد مین حاضر ہونیکا امر فرمایا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو ابن ام مکتوم کی اذان سننے مین بھی تردد تہا جو خاص مدینہ کے رہنے والے تھے بلکہ غالب یہ امر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل استفسار ظن غالب یہی تہا کہ ابن ام مکتوم کے مکان تلک آواز اذان نہین پہونچتی اسوجہ سے آپنے اجازت عنایت فرمائی تھی جب اونکے بتلانے سے آپکو اونکا سننا محقق ہوگیا اوسوقت آپنے حضور مسجد کا حکم فرمادیا اور ہمارے مجیب سلمہ وثوق کے ساتھ اہل عوالی کے حق مین فرماتے ہین کہ برابر اذان بلال سنتے تھے حالانکہ بعض قری مدینہ طیبہ سے آٹھ آٹھ میل پر واقع تھے سو کون عاقل کہسکتا ہے کہ ان کو اتنی دور اذان کی آواز جاتی تھی علاوہ ازین حدیث منقولہ مجیب یعنی الجمعۃ علی من سمع الندار کی ذیل مین آپکے قاضی صاحب ارشاد فرماتے ہین والمراد بالندار المذکور فی الحدیث ہوالندار الواقع بین یدی الامام فی المسجد لانہ الذی کان فی زمن النبوۃ لا الواقع علی المنارات فانہ محدث انتہے جس سے بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی اذان اہل عوالی تلک ہرگز نہ پہنچتی تھی اسکے علاوہ جو عوالی کہ تین چار میل سے زاید فاصلہ پر تھے اون اہل عوالی پر تو مجیب کے اقرار کے موافق بھی حضور مدینہ فرض نہوا ۔ حالانکہ یہ امر مصرح اور مسلم ہے کہ عوالی بعیدہ مین سے کسی جگہ بھی اقامت جمعہ کی نوبت نہین آئی اگر یہ کہا جاوے کہ اہل عوالی بعیدہ کو جمعہ کے لئے مسجد نبوی مین حاضر ہونیکا حکم تبرعًا تہا تو اول تو مجیب کے قول کے صریح مخالف کیونکہ ہمارے مجیب زور کے ساتھ فرمارہے ہین کہ اہل عوالی پر جمعہ فرض نہوتا تو اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیون جمع کرتے اور کیون وہ لوگ جمعہ کے لئے مسجد مین آتے ، دوسرے الجمعۃ علی من آواہ اللیل کو بھی تبرع پر اسیطرح حمل کر لیا جاویگا تاکہ اس مین اور الجمعۃ علی من سمع الندار مین تعارض نرہے چنانچہ مراسیل ابوداؤد مین روایت موجود ہے کان الضعفاء من الرجال والنسا یشہدون الجمعۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لا یاوون الی رحالہم الا من الغد من الضعف اس سے بالبداہت معلوم ہوگیا کہ ضعفا اور عورتین بھی شریک جمعہ ہوتی تہین جو دوسرے روز اپنے گھر پر پہونچتی تھی اونکی نسبت تو کوئی ہٹ دہرم بھی یہ نکہیگا کہ اونکو حضور جمعہ فرض تہا بلکہ بالیقین ایسون کے حضور کو ہر کوئی تبرع اور استحباب پر بے تکلف حمل کریگا تو اب روایت الجمعۃ علی من اواہ اللیل اگرچہ ضعیف وغیرہ معتبر ہے مگر حمل علی الاستحباب کیوجہ سے بلادقت معمول بہا بن سکتی ہے اور کسی روایت کے معارض نہوگی اور نہ مذاہب سلف مین سے کسی کے مخالف ہوگی اور باوجود ان سب باتون کے اگراب بھی کوئی صاحب فرضیت اور لزوم ہی پر اصرار فرماوین تو وہ جانین ہان اتنا خیال فرمالیوین کہ اول تو حدیث مذکور ضعیف حتی کہ حضرت امام احمد تو اوسکی روایت کرنیکو بھی گناہ سمجھتے ہین چنانچہ ترمذی مین مذکور ہے دوسری روایات معتبرہ

صحیحہ کے معارض ہوگی اور اونکے مقابلہ مین کسیطرح قابل قبول نہین ہوسکتی انصاف سے دیکھیے تو ہمارے مجیب نقاد حدیث کا اوسکو پیش کرنا اور احادیث صحیحہ سے اعراض فرماکر اوس سے ثبوت مدعی کا متوقع ہونا ہے نہایت شرم اور مجبوری کی بات ہے اس روایت کے ذریعہ سے ہمارے مجیب کا یہ حکم یقینی لگا دینا کہ عوالی والے کل صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ کی ادا کرتے تھے ایسی بے اصل بات ہے کہ جسکو مجیب کے ہم مشرب انصاف پسند بھی ہرگز ہرگز تسلیم نہین کرسکتے دیکھیے علاوہ اثبات کے کہ تمام اہل عوالی کا بالالتزام آپکے ساتھ جمعہ ادا کرنا روایت حدیث و اقوال صحابہ کے خلاف ہے کما مر۔ اسمین ایک خرابی یہ بھی تو ہے کہ عوالی جو مجیب کی خیال کے موافق محل اقامت جمعہ ہین سب کے سب زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ مین صلوۃ جمعہ سے بالکل معطل اور خالی رہے اور یہ ایسا امر ہے کہ فقط شرعًا ہی مذموم نہین بلکہ عادۃً محال بھی ہے لیکن جب تعصب کا غلبہ ہوتا ہے اوسوقت بداہتہ عقل اور نصوص شرعیہ کا خلاف اور تحریف سب کچھ سہل نظر آتا ہے خیر اس قصہ کو کوتاہ کرکے اب جملہ ینتابون الجمعۃ کی کیفیت حسب وعدہ عرض کرتا ہون جس سے اوثق العری مین یہ بات ثابت کی ہے کہ تمام اہل عوالی و منازل مسجد نبوی مین ہر جمعہ کو حاضر ہوتے تھے اور ہمارے ہر دو مجیب نے اوسکی تردید مین جہد بلیغ فرمائی ہے اوثق العری کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ سے یہ امر صراحتہً ثابت ہے کہ تمام اہل عوالے ہر ایک جمعہ کو مسجد نبوی مین حاضر ہوتے تھے بلکہ نوبت بنوبت آتی تھی یعنی بعض حضرات حسب مہلت و فرصت ایک جمعہ مین اور بعض حضرات دوسرے جمعہ مین اور جو حضرات اپنے اپنے گھر پر رہتے تھے اور مسجد نبوی مین نہین آتے تھے ظاہر ہے کہ وہ اصحاب نماز ظہر ادا فرماتے تھے باقی ماندون نے کبھی اپنے موضع مین جمعہ ادا نہین کیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اہل عوالے کا یہ عملدرآمد دائمی آپکو معلوم تھا بلکہ یہ کہیے کہ آپکے امر و ارشاد کیوجہ سے اہل عوالے ایسا کرتے تھے تو اب کل دو ہی صورتین ہوسکتی ہین یا اہل عوالی پر جمعہ فرض مانا جاوے جیسا ہمارے مجیب کا دعوی ہے مگر اس صورت مین فقط اہل عوالی ہی تارک فرض ہونگے بلکہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تبلیغ احکام و اوامر الٰہی مین قاصر کہنا پڑیگا استغفر اللہ و نعوذ باللہ۔ اور یا یہ کہا جائیگا کہ اہل عوالی پر جمعہ فرض نہ تھا اور یہ نوبت بنوبت آنا اونکا محض تحصیل برکات زیارت اور تعلم مسائل دینیہ کی غرض سے تھا و ہو المطلوب۔ اور اس امر کے ثبوت کے لئے کہ تمام اہل عوالے ہر ایک جمعہ کو نہ آتے تھے بلکہ نوبت بنوبت تشریف لاتے تھے اوثق العری مین بخاری کی یہ روایت نقل فرمائی ہے عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم و العوالی اب اسکے جواب مین ہمارے ہر دو مجیب نے جو کچھ فرمایا ہے اوسکی کیفیت سنیے علامہ معترض بحاشت نے تو حضرت شوق

سکے جو سپہ پر اپنی عادت کے موافق حوالہ فرمایا سو ہمنے اونکے ارشاد کے موافق اوسکو بھی دیکھ لیا اور ہر دو مجیب کا خلاصہ جواب قریب قریب ہی ہے مجیب تجاشانے البتہ اپنی عادت کے موافق ادہر اودہر بھی کچھہ ہاتھ پاؤن چلائے ہین جو بالکل بے سود اور مجیب موصوف کی خوش فہمی پر دال ہین اور نیز اون امور کا جواب تفصیل کے ساتھ صفحات بالا مین معروض بھی ہو چکا ہے اسلئے اون فضول باتونکو ترک کرکے حدیث مذکور منقولہ ارشق العری کے بارہ مین جو ان ہر دو صاحبون نے خامہ فرسائی کی ہے اوسکی کیفیت عرض کرتا ہون مجیب بنارسی کی تقریر کا خلاصہ تو یہ ہے کہ انتیاب کے معنی یہ نہین کہ بعض اہل عوالی اس جمعہ کو آتے اور بعض دوسرے کو جیسا کہ ارشق العری نے سمجھا ہے بلکہ اسکے معنی یہ ہین کہ پے در پے لوگ آتے تھے یعنی کچھہ لوگ پہلے آئے اور کچھہ پیچھے آئے آئے سب جو آتے تھے آتے تھے اور مجیب اعظم گڈہی بھی یہی فرماتے ہین مگر پے در پے کے یہ معنی نہین لیتے کہ آگے پیچھے آتے تھے بلکہ پے در پے کا مطلب یہ بتلاتے ہین کہ جسطرح ایک جمعہ کو آتے تھے اوسیطرح دوسرے جمعہ کو بھی آتے تھے کیونکہ ابوالمحزون صاحب ہمارے ہر دو مجیب انتیاب کا ترجمہ جو الصراح پیا پی آمدن جو نقل کر رہے ہین یہ تو مسلم کیونکہ قاموس تاج العروس لسان العرب صحاح جوہری مصباح المنیر اور خود صراح مین جو انتاب انتیاب کے معنی اتاہ مرۃ بعد اخری بیان کئے ہین وہی بعینہ پیا پی آمدن کا مطلب ہے مگر پے در پے آنیکا مطلب مجیب بنارسی نے تو یہ گھڑا کہ تمام اہل عوالی دفعۃً نہین آتے تھے بلکہ آگے پیچھے بدفعات آتے تھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ لغت اور محاورہ کی خبر نہ تھی تو اتنا تو سمجھ لینا تھا کہ قری کثیرہ قریبہ بعیدہ سے سب کا مجتمع ہوکر آنا تو بالکل خلاف واقع اور بعید از عقل ہے حضرت عائشہ کو اسکے وقفہ کی ضرورت ہی کیا تھی دوسرے اسکے دفعہ فرمانے سے کونسا مسئلہ شرعی معلوم ہو گیا خود باشندگان شہر اور اہل حرم بھی سب جانتے ہین کہ ایک ساتھہ آنیکے مامور ہین نہ اسکے معتاد بلکہ ہمیشہ اور ہر جگہ یہی ہوتا ہے کہ کچھہ پہلے آتے ہین کچھہ پیچھے کسی احمق کو بھی اسمین کوئی خلجان نہین ہو سکتا پھر معلوم نہین کہ حضرت عائشہ کو اس ارشاد کی کیا ضرورت تھی اور مجیب ابو المکارم نے پے در پے کے معنی یہ تراشے کہ جسطرح ایک جمعہ کو آتے اوسیطرح دوسرے کو بھی آتے یہ معنی پہلے معنی سے بھی ماشاءاللہ کچھہ عجیب نظر آتے ہین جسکا پتہ لغت مین لگے نہ استعمال مین پے در پے تو فارسی بلکہ اردو کا لفظ ہے کوئی بھی اوسکے یہ معنی سمجھتا ہے جو مجیب فرما رہے ہین محدثین زمانہ حال کے نزدیک غالباً تقلید ائمہ لغت بھی ناجائز ہے ہر دو مجیب نے اپنے اجتہاد کے بنیاد سے لفظ انتیاب کے دو معنی پے در پے ایسے گھڑے کہ جنکو سنکر نفیس الطبع کا دل مالش کرنے لگے تو عجب نہین اور طرفہ یہ کہ ہر دو مجیب کے معنی بھی باہم مخالف یکدگر ایک زمین کے فرما رہے ہین تو دوسرے آسمان کے اور اصل بات اتنی ہے کہ تناوب اور انتیاب دونون نوبت سے ماخوذ ہین اول تفاعل ہے اور دوسرا افتعال نوبت کے معنی دونون مین ملحوظ ہین یتناوبون الجمعۃ اور ینتابون الجمعۃ دونون کے معنی یہی ہین کہ اپنی نوبت اور باری پر جمعہ مین حاضر ہوتے تھے اور ینتابون کی تفسیر جو مرۃ بعد اخرے یا پے در پے کے ساتھ کیجاتی ہے اوسکا

ضمیمہ [illegible] مجیب بنارسی

[illegible]

مطلب یہ ہرگز نہین کہ فقط آگے پیچھے ہونا کافی ہے بلکہ اسکے ساتھ نوبت کے معنی بھی ضرور ملحوظ ہین باقی عند القرینہ بطور مجاز اسکے اطلاق مین اگر توسع کر لیا جاوے تو کسیکو مضرت اسکے انکار کی ضرورت اور یہ مضمون ایسا نہین کہ اہل علم پر مخفی ہو مزید توضیح کے لیئے ایک عبارت لسان العرب کی نقل کیئے دیتا ہون وانتاب الرجل القوم انتیابا اذا قصدہم وانتابہم مرۃ اخری وینوبہم نوبا اقصدہم وہو افتعال من النوبۃ وفی حدیث الدعاء یا ارحم من انتابہ المسترحمون وفی حدیث صلوۃ الجمعۃ کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم ومنہ قول اسامۃ الہذلی شعر اقب طرید بنزہ الفلاۃ ٭ لا یرد الماء الا انتیابا ٭ والنوبۃ الفرصۃ والدولۃ وتناوب القوم الماء تقاسموہ شاعر حمار وحش کی توصیف کہتا ہے کہ وہ لاغر شکم خشک جنگل کا رہنے والا ہے پانی پینے کے لیئے بھی کبھی کبھی آجاتا ہے۔ اور یہی مضمون شراح بخاری بتفاوت الفاظ بیان فرما رہے ہین حتی کہ آپکے امیر المومنین بھی عون الباری مین تحریر کر رہے ہین ینتابون الجمعۃ یفتعلون من النوبۃ ای یحضرونہا نوبا بالجملہ تمام کتب لغت اور ارشاد شراح حدیث اس امر پر شاہد ہین کہ انتیاب نوبت نوبت اور اپنے اپنے باری پر آنیکو کہتے ہین اور یہ امر اسقدر ظاہر ہے کہ کتب لغات وحدیث کی عبارات نقل کرنیکی زیادہ حاجت نہین معلوم ہوتی جسکا جی چاہے دیکھ لے مگر افسوس ہمارے ہر دو مجیب نے آنکھین بند فرما کر یا القصر وراثت محاورات کو سمجھکر ایسے بے اصل اور بیہودہ تفسیر بلکہ تحریف سے کام لیا ہے کہ خیال سے کام نہین تو معلوم نہین کیا ہو جاوے اگر کتب لغت کا مطالعہ یا سمجھنا منظور نہ تھا تو شروح حدیث ہی کو دیکھ لینا تھا کسی نے بھی انتیاب کے وہ مطلب سمجھے ہین جو مجیب بنارسی یا مجیب اعظم گڈھی نے بیان کیا ہے دیکھیئے اوثق العری مین جو علامہ ابن حجر کی عبارت منقول ہے اوسمین علامہ موصوف کا یہ ارشاد بھی موجود ہے۔ لانہ لو کان واجبا علی اہل العوالی ما تناوبوا ولکانوا یحضرون جمیعا اور بعینہ نواب صاحب بھی عون الباری مین اسکے قایل ہین علامہ عینی اور فاضل سندی وغیرہ بھی اپنے شروح مین یہی فرما رہے ہین جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ قول حضرت عائشہ منقول اوثق العری کا یہی مدعی ہے کہ بعض اہل عوالی ایک جمعہ کو آتے تھے بعض دوسرے کو صاحب مجمع البحار فرماتے ہین کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم ای یحضرونہا نوبا وفیہ انہ لا یجب الجمعۃ علی من ہو خارج المصر ولا یحضرون جمیعا بالجملہ تمام اہل لغت وشراح حدیث ینتابون کے یہی معنی تحریر فرماتے ہین جو اوثق العری مین موجود ہین مگر اسکا کیا علاج کہ ہمارے مجیب اپنی خوش فہمی اور ہماری خوبی قسمت سے ایسے امر جلی کو نظر انداز فرما کر ایجاد بیجا پر کمر بستہ ہو جاتے ہین اور صراحۃً یا قاموس کی عبارت کو نقل فرماتے ہین تو فہم مطلب سے بمراحل بعید ہین اور جملہ افتعال من النوبۃ کا جو صریح ہمارے معنی معروضہ پر دال ہے اصلا خیال نہ فرمایا اور فقط جملہ بیان آمدن کو صراحۃ مین دیکھکر مجیب بنارسی تو یہ سمجھ بیٹھے ہین کہ مجتمع ہو کر تو نہ آتے تھے مگر آگے پیچھے تمام اہل عوالی مدینہ طیبہ مین آکر ہر ایک جمعہ کو مجتمع ہو جاتے تھے اور علامہ ابن حکیم یہ فرماتے ہین کہ اہل عوالی جسطرح ایک جمعہ کو آتے

تہے اوسیطرح ہر ایک جمعہ کو برابر آتے تہے کیا عجب ہے جو تیسرے صاحب یہ اجتہاد فرماوین کہ پے درپے کا یہ مطلب ہے
کہ اہل عوالی جب جمعہ مین آتے تہے تو یکے بعد دیگرے لگاتار چلے آتے تہے بیچ مین سلسلہ منقطع نہوتا تہا مگر ایسی لغویات
کو بمقابلہ اہل لغت وعبارات فصحاء وارشادات محدثین کوئی ادنی عاقل بہی نہین سُن سکتا باقی مجیب ابو المکارم
کا یہ فرمانا کہ تناوب اور انتیاب مین فرق ہے اسلئے جس روایت مین یتناوبون موجود ہے اوسکا مطلب تو بیشک
یہ ہے کہ اہل عوالی اپنی اپنی باری پر آتے تہے مگر علامہ ابن حجر نے اس روایت کی تعیین نہین فرمائی کہ یہ لفظ کس
کتاب کی روایت مین ہے لیکن درصورت ینتابون جو عامہ روایات مین ہے یہ معنی صحیح نہین اور علامہ ابن حجر نے
جو عبارت سابقہ مین یہ فرمایا ہے لوکان واجبا علی اہل العوالی ماتناوبوا ولکانوا یحضرون جمیعا یہ اونکا ارشاد
درصورت یتناوبون ہے جسکا حال معلوم نہین کہ کونسی کتاب مین ہے انتہے۔ بالکل لغو اور فضول ہے مجیب نے
تین باتین بیان کی ہین اول یہ کہ تناوب اور انتیاب مین فرق ہے دوسرے علامہ ابن حجر نے جو معنے تحریر فرمائے
ہین اونکا مبنی روایت یتناوبون ہی نہ ینتابون تیسرے لفظ یتناوبون کسی کتاب مین ہمکو نہین ملا صحیح مسلم و
ابوداؤد ونسائی کسی کتاب مین لفظ یتناوبون موجود نہین معلوم نہین کہ علامہ ابن حجر نے کس کتاب کی روایت
مرادلی ہے مگر تینون باتین بے دلیل اور خیالی محض اور مجیب کی بے فہمی پر دال ہین بحوالہ کتب لغت وشروح
حدیث یہ امر ہم عرض کر چکے ہین کہ تناوب وانتیاب دونون کے ایک معنی ہین فعل کا نوبۃ نوبۃ اور اپنی اپنی باری
پر ہونا اور ہونا دونون مین ملحوظ ہے مجیب جو فرق بیان کرتے ہین وہ اونکا ادعائے محض ہے اور تفسیر ائمہ لغت
اور تشریح اہل حدیث کے بالکل مخالف ہے علی ہذا القیاس معنی بیان فرمودہ علامہ ابن حجر مین یہ تخصیص اور
تاویل جاری کرنے کہ اوسکا مبنی روایت یتناوبون ہے بالکل غلط ہے علامہ موصوف کے تمام عبارت موجود ہے
اس تخصیص فضول کا کہین پتہ بہی نہین بلکہ جس روایت کو علامہ نے متن مین لیا ہے اور جسکی شرح فرمائی ہین
اوسمین لفظ ینتابون موجود ہے نہ یتناوبون اور علامہ قرطبی نے اوسی روایت کے موجب حنفیہ پر مواخذہ کیا ہے
اور اوسیکا جواب علامہ ابن حجر نے تحریر فرمایا ہے اس تمام قصہ سے آنکہین بند کرکے معنی بیان فرمودہ حافظ ابن
حجر کو روایت یتناوبون پر محمول کرنا کس قدر فضول اور لغو خیال ہے علاوہ ازین عبارت مجمع البحار جو ابہی مذکور ہوچکی
ہے اوسکو ملاحظہ فرمالیجیے اوسمین صریح لفظ ینتابون موجود ہے یتناوبون کا پتہ بہی نہین ایسی لغو تاویلات سے مطلب
براری کی توقع رکہنا محض خیال خام اور اپنی بے انصافی اور کم فہمی کو مستحکم کردینا ہے علاوہ ازین دیگر شراح بخاری
عینی قسطلانی حاشیہ سندہی وغیرہ سبکو باطمینان ملاحظہ فرمالیجے کہ یہ تمام حضرات وہی تحقیق فرماتے ہین جو حافظ
ابن حجر نے ارشاد فرمایا ہے اور ینتابون کے وہی معنی لے رہے ہین جسکا ہمارے مجیب کو انکار ہے الغرض مجیب
ابو المکارم کا تناوب اور انتیاب مین فرق کرنا جیسا غلط تہا ویسا ہی معنی بیان فرمودہ حافظ ابن حجر کو خاص تناوب پر

حمل کرنا بالکل لغو اور بنائے فاسد علی الفاسد ہے اب باقی رہا امر سوم یعنی روایت یتناوبون کا اقرار حافظ ابن
حجر نے تو کرلیا مگر اسکا کیا علاج کہ مجیب ماہر حدیث کو وہ روایت نہ مسلم مین ملی نہ ابوداؤد اور نسائے مین وستیاب
ہوئی سو یہ بات اس قابل تو نہین کہ کوئی عاقل اوسکی جوابدہی کیطرف متوجہ ہو البتہ اس قابل ضرور ہے کہ مجیب کی
حالت پر رحم آئے اور اونکے لئے دعا کیجائے کہ حق تعالی اونپر رحم فرماوے اور اونکو فہم و انصاف عطا کرے اور
ان من العلم لجہلا کی آفت سے اونکو نجات نصیب ہو افسوس ہمارے مجیب موصوف کو بلا وجہ کتب احادیث کی ورق
گردانی کی مشقت اوٹھانی پڑی مجیب کا جتنا وقت مسلم ابوداؤد نسائی کے مطالعہ مین صرف ہوا کاشکے اگر وہ وقت
بلکہ اوس سے کم علامہ ابن حجر کی عبارت منقولہ اوثق العری کے سمجھنے مین صرف فرماتے تو خود بھی اس خبط عشواء مین
مبتلا نہ ہوتے اور علامہ ابن حجر بھی اونکے اس بیہودہ مواخذہ سے محفوظ رہتے اگر کسی اپنے ہم مشرب فہیم سے ہی
دریافت فرمالیتے تو غالبًا اتنی بات تو وہ بھی مجیب کو بتلادیتا کہ علامہ ابن حجر نے جو فی روایۃ یتناوبون فرمایا ہے
حاشا وکلا اوسکا یہ مطلب ہرگز نہین کہ حدیث کی کسی دوسری کتاب مین یہ لفظ موجود ہے بلکہ بالبداہت اوسکا یہ
مطلب ہے کہ خود بخاری ہی کے بعض نسخون مین ینتابون کی جگہ یتناوبون مروی ہے چنانچہ علامہ رحمہ اللہ نے
مقدمہ فتح الباری مین یتناوبون ہی کو فہرست لغات بخاری مین ذکر فرمایا ہے اور جملہ شراح بخاری عینی قسطلانی
وغیرہ بھی حافظ ابن حجر کے موافق ہین اور مثل حافظ ابن حجر سب حضرات بعض نسخ بخاری مین لفظ مذکور کا نشان
دے رہے ہین دیکھئے ہمارے مجیب بحاث نے اپنی جان چھڑانیکو اول تو یہ فرمایا کہ انتیاب و تناوب مین فرق
ہے اور استدلال مذکورۂ اوثق العری درصورت تناوب تسلیم کرلیا جب دیکھا کہ اس سے بھی جان نہین بچتی
کیونکہ بعض روایات مین یہ لفظ بھی موجود ہے تو پھر یہ کہدیا کہ حافظ ابن حجر کا یہ ارشاد قابل تسلیم نہین ہمکو مسلم
ابوداؤد نسائی مین یہ روایت نہین ملی لاحول ولا قوۃ الا باللہ کوئی مجیب بحاث سے پوچھے کہ صاحب اول تو اوثق العری
کی استدلال کو خاص لفظ تناوب پر مبنی فرمانیکی کیا وجہ ہے خدا کے لئے کوئی دلیل تو فرمایئے آپکا دل چاہے
تناوب لے لیجئے خواہ انتیاب کو پسند فرمالیجئے استدلال اوثق العری ہر دو صورت مین صحیح اور واجب التسلیم
ہے حسب بیان ائمہ لغت واکابر محدثین تو دونون صورتون مین اصلا فرق نہین ہان لغت جنی مین اگر وہ تفاوت
ہو جسکو ہمارے مجیب بیان فرمارہے ہین تو ہمکو خبر نہین دوسرے بشرط التسلیم تفاوت روایت تناوب کے غیر معتبر
ہونیکی جو وجہ ہمارے مجیب تحریر فرمارہے ہین بالکل جسارت بیجا ہے تعجب ہے کہ حضرت مجیب علامہ ابن حجر کی عبارت
سمجھنے مین سخت غلطی کرین اور الزام علامہ موصوف کے ذمہ لگایا جاوے وہ فرمارہے ہین کہ بعض نسخ بخاری مین
بجائے ینتابون لفظ یتناوبون موجود ہے اور علامہ ابو المکارم مسلم ابوداؤد کی ورق گردانی فرماکر علامہ کے قول
کی تغلیط کرنیکو موجود ہو جاوین اگر بالفرض علامہ ممدوح کے ارشاد کا وہی مطلب ہوتا جو ہمارے مجیب نے اپنے ذکاوت سے

سمجھ لیا ہے تو بھی ایک دو کتاب حدیث کو ملاحظہ کرنیکے بعد اوسکی تغلیط کرنی نہایت سخیف اور لغو امر تھا چہ جائیکہ مجیب خود غلط مطلب سمجھکر علامہ ابن حجر کے ارشاد کا انکار فرما رہے ہیں جو بشرط انصاف نہایت شرم و ندامت کی بات ہے اور اگر یہ فرماویں کہ بخاری کی کونسے نسخہ میں ہے تو ایسی خرافات کو کون سن سکتا ہے ابتو دیکھیے حافظ ابن حجر کے سے کیونکر یوں حوالے غلط ہو سکتے ہیں اور یہ بغیبین بھی ہو جاویگی تو پھر غالبًا یہ ارشاد ہوگا کہ اصل نسخہ میں جب تک نہ دیکھ لیں اوسوقت تک حافظ ابن حجر کا ارشاد مقبول نہیں ہو سکتا۔ نعوذ باللہ من التعصب۔ اور طرفہ یہ کہ ابن حجر کا ہی فقط یہ ارشاد نہیں بلکہ عینی و قسطلانی وغیرہ شراح بخاری بھی روایت بیتنا ولیوتن کو بیان فرما رہے ہیں اب ہمارے مجیب خوب متوجہ ہو کر سنیں کہ لفظ بیتنا ولیوتن بخاری ہی کی روایت میں موجود ہے مسلم وغیرہ میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں عینی فتح الباری قسطلانی نے اسکی تصریح فرمادی ہے اور مقدمہ فتح الباری میں اس کلمہ کو فہرست لغات بخاری میں تحریر فرمایا ہے اور بخاری شریف مطبوعہ بمبئی مصری قدیم میں بھی اس نسخہ کو لکھا ہے اور یہ بھی خوب سمجھ لیں کہ بصورت بیتنا بیوتنا اور بیتنا ولیوتن معنی اور مطلب ایک ہی ہے جملہ شراح بخاری حتی کہ آپکے امیر المومنین نواب صاحب بھی یہی تحریر فرما رہے ہیں اب جو کچھ فرمانا ہو فرمایئے مگر خدا کے لئے فہم و انصاف سے کام لیجئے یہ ہو کہ بلا وجہ محض مستدل اوثق العری سے جان بچانیکو اقوال ائمہ لغت اور اقوال محدثین کو پس پشت ڈالکر اجتہاد بے بنیاد سے کام لیا جاوے بلکہ اوسکا اقوال ائمہ کے خیر خواہ ار[illegible] نیکو وجہ جا دینا ہی بات ان سے بعید ہے ناظرین اہل فہم و انصاف لاحول ولا قوۃ پڑھیں اور کوئی رافع نہیں معلوم ہوتا۔ اسکے بعد ہر دو مجیب فرماتے ہیں کہ اگر بیتنا بیوتن کے وہی معنی لئے جاویں جو مستدل اوثق العری میں مذکور ہیں تو بڑی خرابی یہ لازم آئیگی کہ اب نہ صرف اہل مدینہ پر بھی جمعہ فرض ہوگا کیونکہ حدیث مستدل اوثق العری میں بیتنا ولیوتن الجمعۃ من منازلہم والعوالی موجود ہے جسمیں عوالی کو منازلہم پر عطف فرمایا ہے اور منازل سے مراد یہاں خاص منازل مدینہ ہیں کیونکہ مدینہ طیبہ کے اردگرد کی کل بستیاں تو عوالی میں آگئیں تو اب یہ مطلب ہوگا کہ جیسا اس حدیث سے اہل عوالی کی نسبت عدم وجوب جمعہ ثابت ہوگا ویسا ہی اہل مدینہ کے حق میں عدم وجوب جمعہ ماننا پڑیگا جو باتفاق باطل اس تقریر کے بعد علامہ بنارسی فخر کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں اب امید ہے کہ آپ خود سمجھ جاوینگے کہ اہل عوالی پر بھی جمعہ فرض تھا انتہے بلفظہ اقول ہر چند ہمارے ہر دو مجیب کا اس جواب میں تحقیق ہونا بظاہر نظر موجب تقویت جواب معلوم ہوتا ہے مگر جو حضرات ہمارے ہر دو مجیب کے حالات سے واقف ہونگے انشاء اللہ وہ تو اس اتفاق و توارد کو دیکھکر ہی کھٹک جاوینگے اور سمجھ جاوینگے کہ ضرور یہ جواب غلط ہوگا کیونکہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ جو امر فرادی فرادی میں ہوتا ہے بوقت اجتماع اوس امر میں دو بالا تقویت و ترقی ہو جاتی ہے خیر اتنی بات تو ہر کسی نے سمجھ لی ہوگی کہ منازل و عوالی کے عطف میں تو کوئی کلام ہی نہیں مگر کل وار و مدار صرف اسبات پر ہے کہ ہر دو مجیب نے منازل سے مراد اہل مدینہ کے گھر لئے ہیں جسکی بنا پر یہ طمطراق ہے سو بوجہ ناواقفیت کوئی اسکو مان لے تو

[illegible]

[illegible]

مین کچھ عرض نہین کرتا ورنہ کوئی عاقل ایسی لغویات کو ہرگز تسلیم نہین کرسکتا دل تو دیکھ لیجئے علامہ قسطلانی و نیز خود نواب صاحب عون الباری مین منازلہم کی شرح مین القریبۃ من المدینۃ تحریر فرماتے ہین جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منازل سے بیوت مدینہ ہرگز مراد نہین بلکہ وہ مقامات مراد ہین جو مدینہ طیبہ کے قریب اور مدینہ سے خارج ہین علاوہ ازین شروح حدیث موجود ہین ملاحظہ فرما لیجئے جو کسی نے بھی منازل سے بیوت مدینہ مراد لئے ہون سو جب یہ امر معلوم ہوگیا کہ علماء حدیث منازل سے مقامات خارج از مدینہ مراد لیتے ہین نہ بیوت مدینہ تو ہر دو مجیب کا جواب غلط ہوگیا ہان اگر مجیب یہ امر ثابت کردین کہ کسی نے منازل سے بیوت مدینہ مراد لئے ہین [illegible] ہمارے سامنے اسکو پیش فرمادین اور جواب کے طالب ہون اور اگر یہ نکرسکین تو یہی کرین کہ صاف لفظون مین یہ فرمادین کہ نواب صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے [illegible] تا کہ یہ تو معلوم ہوجاوے کہ یہ جماعت کی حق گوئی حنفیہ ہی کے مقابلہ مین ہے یا موافق مخالف سب کے مقابلہ مین کار آمد ہے مگر ہم خوب جانتے ہین کہ [illegible] حنفیہ کے حال پر ہین وہ نہ سہی لیکن نواب صاحب اور جملہ محدثین کے قول و ارشاد پس پشت ڈالنے مین انکو کچھ بھی تامل نہوگا چنانچہ کہ یہ بات محقق ہوچکی ہے کہ قاضی صاحب کہ جنکا لقب مجتہد مطلق ہے اور نواب صاحب جنکا خطاب امیر المومنین تہا اور محدثین سب جنکے اتباع پر بڑا ناز تہا بلا وجہ اونکے ارشادات کی اس بے دردی اور بے باکی سے تغلیط اور مخالفت کی گئی ہے کہ بے اختیار حضرت شیخ علیہ الرحمہ کا قول یاد آگیا ہے شعر

چنان قحط سالی شد اندر دمشق　　کہ یاران فراموش کردند عشق

اسلئے ہم یقیناً سمجھے ہوئے ہین کہ ہمارے مجیب [illegible] یہ فرماوینگے کہ جیسے اور گرد کی کل بستیان عوالی مین شامل ہوگئین تو اب منازل کا مصداق بجز بیوت مدینہ اور کیا ہوگا جسکو ہر دو مجیب جواب کا جواب سمجھ رہے ہین اگرچہ اس بے فہمی اور سینہ زوری کے مقابلہ مین مناسب تو یہی ہے کہ ہم بھی یہ عرض کردین کہ معطوف اور معطوف علیہ مین مغایرت ہرگز ضروری نہین بسا اوقات عطف تفسیری بھی ہوتا ہے اسلئے کیا عجب ہے جو عوالی کو منازل کے لئے تفسیر کہا جاوے یا یون کہئے کہ منازل سے حسب تشریح محدثین قری قریبہ مراد ہین اور عوالی سے جملہ قری قریبہ و بعیدہ مراد ہین تو اب عطف عام علی الخاص ہوجاویگا جو بلا نکیر جائز ہے مگر واقعی بات پوچھئے تو یہ ہے کہ ہر دو مجیب بوجہ ناواقفیت وظاہر پرستی یہ خیال پکائے ہوئے ہین کہ عوالی مدینہ طیبہ کے ہر چہار طرف کے دیہات کو کہتے ہین اور یہ بات ایسی غلط اور بدیہی البطلان ہے کہ اوسکا قایل کسیکو منہ دکہانیکے قابل نہین ہوسکتا الا بوجہلیس فیہ حیا نواب صاحب عون الباری مین فرماتے ہین العوالی جمع عالیۃ مواضع وقری شرقی المدینۃ حافظ ابن حجر فرماتے ہین والعوالی عبارۃ عن القری المجتمعۃ حول المدینۃ من جہۃ نجدہا واما ما کان من جہۃ تہامتہا فیقال لہا السافلۃ غضب ہے کہ ہمارے مجتہد صاحبون کو خبر تو خاک بھی نہین اور اکابر کی تغلیط کرنے کو مستعد اور حیا ندارد اور انصاف مافش

اوریہی مضمون عینی وغیرہ شروح حدیث اور کتب لغت مین مصرح موجود ہے اگر ہمارے عرض کے تسلیم کرنے مین کوئی حرج ہو تو کتب لغت وحدیث کو ملاحظہ فرمالیوین اور کچھہ دیر کے لئے بتکلف ہی سر نیچا کرکے بیٹھ جایئن پہر اس بد فہمی اور یاوہ گوئی پر وہ جوش فخر و مسرت اکابر کے مقابلہ مین ظاہر کیا جاتا ہے کہ تکادتمیز کا نقشہ پیش نظر ہوجاتا ہے کسی نے سچ کہا ہے **شعر** - آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند * درجہل مرکب ابدالدہر بماند :- الحاصل یہ امر خوب واضح ہوگیا کہ ارشاد حضرت صدیقہ کا وہی مطلب ہے جو اوثق العری مین فرمایا ہے اور ہر دو مجیب نے جو اسبارہ مین بیان کیا ہے خلاف عقل ونقل ہے اس استدلال کے بعد اوثق العری مین تحریر فرمایا ہے کہ جب یہ امر محقق ہوگیا کہ آپکے زمانہ مین کبھی عوالی مین جمعہ نہین ہوا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اہل عوالی نوبت بنوبت صلوۃ جمعہ کے لئے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوتے تھے اور تمام اہل عوالی ہر ایک جمعہ کو مدینہ منورہ مین نہین آتے تھے تو اب اس سے اہل عوالی پر فقط عدم فرضیت جمعہ ہی ثابت نہین ہوئی بلکہ بشرط فہم یہ بھی واضح ہوگیا کہ قری محل اقامت جمعہ ہی نہین ہین یعنی یہ بھی کوئی نہین کہہ سکتا کہ اہل عوالی پر فرض نہ سہی مگر بطور استحباب اگر قری مین جمعہ ادا کرلیا جاوے تو مثل عبید ونساء ومسافر اہل عوالی کے حق مین مستحب وافضل شمار ہوگا اور فرض جمعہ ادا ہو جائیگا کیونکہ اگر اہل عوالی کو بطور استحباب بھی اقامت جمعہ کے عوالی مین گنجائش ہوتی تو وہ حضرات شائق حسنات اور دلدادہ خیرات ایک جمعہ کے ترک کو بھی گوارا نفرماتے اور خود حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیم بھی اونکو اسبارہ مین امر مندب فرماتے اس سے [illegible] کہ قریہ محل اقامت جمعہ ہی نہین چہ جائیکہ اونپر فرض ہوتا - پس ان دلائل واضحہ سے ہر اہل انصاف پر مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ نہ قری صغیرہ مین جمعہ ادا ہوتا ہے اور نہ اون لوگون پر اقامت جمعہ واجب ہے اور نہ اونکو ادائے جمعہ کے لئے شہر مین جانا فرض ہے الی آخر کلامہ الشریف اسپر مجیب بنارسی نے تو کچھہ لب کشائی نہین فرمائی مگر ہمارے ملا معترض مصداق چپ نشود اور کچھہ نہین تو یہی فرماتے ہین کہ یہ بات مطلقاً صحیح نہین کیونکہ حنفیہ کے نزدیک بھی اون اہل قری پر جمعہ واجب ہے جو شہر سے ایک فرسخ پر رہتے ہین بلکہ جو لوگ جمعہ پڑہکر شام تلک اپنے گھر واپس آسکین اون پر بھی واجب ہے بلکہ امام ابو یوسف کے نزدیک تین فرسخ تک کے رہنے والون پر جمعہ واجب ہے اسکے بعد فرماتے ہین کہ حضرت شوق کے جواب مین ان تمام باتونکا ثبوت گذر چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہین انتہے بخلاصتہ - ہمنے حضرت شوق کے جواب کا ملاحظہ کیا ہے اور ان امور کا جواب مفصلاً اوراق گذشتہ مین معروض بھی ہوچکا ہے اونکے اعادہ کی ہمکو بھی ضرورت نہین اور فنائے مصر کے بارہ مین مجیب نے روایات مذکورہ کیوجہ سے جو خیال خام پکایا تہا اوسکی حقیقت تو معلوم ہوچکی ہے البتہ یہان کے مناسب اتنا اور عرض کئے دیتے ہین کہ ولوالجیہ کی روایت جو آپنے نقل کی ہے اوسکو ہمارے امر متنازع فیہ سے تعلق نہین کیونکہ وہ روایت فنا مصر کی تحدید کے بارہ مین ہے اور یہان امر مبحوث عنہ یہ ہے کہ حضور صلوۃ جمعہ کتنی دور کے رہنے والون پر فرض ہے چنانچہ شامی مین فرماتے ہین فیہ ان

تحریر اوثق العری

[illegible]

جواب

نامرعن ابی الجبتہ فی الفنا ر الذی تصح اقامۃ الجمعۃ فیہ والکلام ہنا فی حد المکان الذی من کان فیہ یلزمہ الحضور الی مصر لیصلیہا فیہ۔ مگر معترض کو ایسے امور کی تکلیف دینی صریح ظلم ہے ہمارے مجیب فہیم حسب عادۃ اصلی اوثق العری کی دلیل سے اعتراض فرماکر کہین کہین سے روایات فقہا نقل فرماکر اپنی عقب گذاری کرنا چاہتے ہین جس کے دیکھنے سے بالکل حرکت مذبوحی کا نقشہ نظر آتا ہے اصل مطلب یہ ہے کہ مجیب ممدوح عوالی مین فرضیت جمعہ ثابت کرنیکے لئے چند اقوال بلا سوچے سمجھے بجواب مولانا ظہیر احسن مجمع الانہر سے نقل فرما چکے ہین جنکا خلاصہ یہی ہے کہ کسیکے قول مین مسافت وجوب حضور جمعہ ایک میل ہے کسی نے دو میل اور کسی نے تین میل بیان کیا ہے اور کسی نے بعد فراغ جمعہ رات تک واپس آنیکو پسند کیا ہے اور ان سب اقوال کو کیف ما اتفق نقل فرماکر آخر مین کہتے ہین کہ جب حنفیہ کے یہان اون اشخاص پر صلوۃ جمعہ فرض ہے جو شہر سے اتنی مسافت پر رہتے ہین کہ نماز سے فراغت پاکر شام تلک اپنے گھر پہونچ سکین تو پھر اہل عوالی پر صلوۃ جمعہ ضرور فرض ہوگی۔ مگر اول تو یہ کل اقوال عند الحنفیہ ضعیف اور غیر معتبر ہین چنانچہ عبارت مجمع الانہر مین ان تمام اقوال کو بلفظ قیل منقول فرمایا ہے ہمارے مجیب معترض کا ان روایات کو مذہب حنفیہ قرار دینا بالکل بے اصل اور محض خیال خام ہے اگر اونکو فقہ کی کتب کا حال معلوم نہین تو فتح الباری عون الباری عینی وغیرہ شروح حدیث کی عبارت تو اونکے سامنے ہے جسکو اوثق العری مین بھی نقل فرمایا ہے قال القرطبی فیہ رد علی الکوفیین حیث لم یوجبوا الجمعۃ علی من کان خارج المصر الخ۔ ہمارے مجیب ہی فہم سے قطع نظر فرماکر بشرط انصاف فرمائین کہ شراح موصوفین کی عبارت مذکورہ سے مذہب حنفیہ وہی معلوم ہوتا ہے جو مجیب لکھ رہے ہین یا اوسکے بالکل خلاف قاضی شوکانی رحمہ اللہ کے ارشاد کو بھی ملاحظہ فرماویں کہ اسبارہ مین مذہب حنفیہ اونکے ارشاد کی موافق کیا ہے ایسے جلی امر کے لئے تو فہم و تدبر کی بھی حاجت نہین ایمان کی بیشک ضرورت ہے اور کتب فقہ کو دیکھئے تو تصریحات فقہا اسدرجہ کو موجود ہین کہ اونکو چھوڑکر ان چند روایات ضعیفہ متعارضہ کو پیش کرنا حسب ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام بکریون کو چھوڑکر کتے کا کان پکڑ لینا ہے۔

وفی الخانیۃ المقیم فی موضع من اطراف المصر ان کان بینہ وبین عمران المصر فرجۃ من مزارع لا جمعۃ علیہ وان بلغہ النداء وتقدیر البعد بغلوۃ او میل لیس بشئ ہکذا رواہ ابو جعفر عن الامامین وہو اختیار الحلوانی وفی التاتارخانیۃ ثم ظاہر روایۃ اصحابنا لا تجب الا علی من یسکن المصر او ما یتصل بہ فلا تجب علی اہل السواد ولو قریبا وہذا اصح ما قیل فیہ وبہ جزم فی التجنیس قال فی الامداد وتنبیہ قد علمت بنص الحدیث والاثر والروایات عن ائمتنا الثلاثۃ واختیار المحققین من اہل الترجیح انہ لا عبرۃ ببلوغ النداء ولا بالغلوۃ والامیال فلا علیک من مخالفۃ غیرہ وان صحح انتہی ہکذا فی الشامی۔ اس عبارت کو ہمارے مجیب ملاحظہ فرماویں کہ مذہب امام اور صاحبین حسب روایت ظاہر روایۃ اسبارہ مین کیا ہے اور مجیب نے اپنے قال اقول مین جو چند قیل نقل کئے تھے وہ لیس بشئ حسب تصریحات اعلام ہین

یا نہین اور سوا مصر اور اوسکی فنا کے اہل سواد و قری پر مطلقاً قریبہ ہون یا بعیدہ عدم وجوب جمعہ تصریحات محققین سے محقق ہو گیا یا نہین باقی اسکا کچھ علاج نہین کہ تمام قطیع غنم مین سے وہی ایک کلب کسی خوش قسمت کی قسمت مین لکھدیا گیا ہو اہل انصاف دیکھ لیوین کہ قول اصح اور متفق علیہ ائمہ کو چہوڑ کر قول مرجوح و متروک کو لینا مثال مذکورہ بیان فرمودہ صادق مصدوق علیہ الصلوۃ والسلام کا مورد بنتا ہے یا نہین اور امر محقق اور مطابق حدیث و موافق اثر و مصدق بقول ائمہ کے مقابلہ مین لیس بشئ سے حصول مطلب کا متوقع ہونا حرکت مذبوحی کا مصداق ہے یا نہین پہر ایسے لغویات کو جمع کر کے فخر و مسرت کے ساتھ یہ سمجہنا کہ ہمنے اہل حق و کمال کی بات کا پورا جواب دیدیا این خیال است و محال است و جنون - دوسرے اگر روایات منقولہ مجیب کے مرجوح و متروک ہونے سے قطع نظر کر کے تہوڑی دیر کے لئے اونکو معتبر اور معمول بہا عند الحنفیہ تسلیم کر لیا جاوے تو پہر اسکی کیا وجہ کہ منجملہ روایات مذکورہ فقط ایک روایت کو جسمین شام تلک لوٹ آنیکا اعتبار کیا ہے مجیب نے معین فرما کر اوس سے فرضیت جمعہ اہل عوالی پر ثابت کرنا چاہا ہے اگر اسکی وجہ یہ ہے کہ بعض نے اوسکی تحسین فرمائی ہے اور نیز احوط بھی ہے تو بقیہ اقوال بھی بعض کے نزدیک پسندیدہ ہین بلکہ بعض کو بعض علما مختار و مفتی بہ تلک ارشاد فرماتے ہین اور نیز یہ اقوال اوس قول کی نسبت اسہل علی الناس بھی ہین مجیب نے ایک تو سینہ زوری یہ کی کہ قول معتبر معمول بہ کے مقابلہ مین بعض روایات غیر معتبرہ متروکہ سے مطلب براری کا کام لیا اوسکے بعد یہ شوخ چشمی کی کہ اون روایات متروکہ مین سے کہ جو باہم بھی متضاد ہین ایک کو اپنے مفید مطلب سمجھکر خود بخود مذہب حنفیہ قرار دیکر تمام جہان کو ملزم بنانے کو تیار ہو گئے سچ ہے الغریق یتشبث بکل حشیش - بالجملہ روایت حدیث و اقوال اکابر و مذہب حنفیہ مین کہین اس امر کا پتہ نہین کہ جمیع اہل عوالی و قری ہر ایک جمعہ کو مسجد نبوی مین حاضر ہوتے تھے یا اونکے ذمہ وہان حاضر ہونا ہر جمعہ کو فرض تہا بلکہ اسکے خلاف پر دال ہین چنانچہ مشرح مذکور ہو چکا ہمارے مجیب ابو المکارم اور محدث بنارسی نے جو کچھ اپنے طبعزاد اجتہادات فرمائے ہین سب لغو اور بے اصل اور شراح حدیث و اقوال علما کے مخالف اور لغت عرب کے خلاف ہین اور اوثق العری مین جو تحریر فرمایا ہے حق صریح اور واجب التسلیم ہے - اب اسکے بعد یہ عرض ہے کہ فتوی مذکورہ بالا مین بعض مفتیان اہل حدیث نے آیۃ یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع کو اپنے استدلال مین پیش کیا ہے اور فرمایا تہا کہ اس آیت مین چونکہ کسی قسم کی تخصیص نہین اسلئے معلوم ہو گیا کہ جمعہ کے لئے کسی خاص قسم کی بستی کی ضرورت نہین الخ - اوسکے جواب مین اوثق العری مین چند امور بیان فرمائے ہین اول تو یہ کہ حدیث طارق ابن شہاب کیوجہ سے خود حضرات اہل ظاہر بھی مریض مملوک امراۃ صبی کو عموم آیۃ مذکورہ سے مخصوص فرماتے ہین جس سے عموم آیۃ مذکورہ بحال خود نرہا دوسرے مسافر بھی اس آیۃ کے حکم سے مستثنی ہے جیسا کہ بعض روایات مین موجود ہے اور اہل صحرا بھی عموم مذکور سے مخصوص ہین

جواب اوثق العری

چنانچہ عرفات مین زمانہ حجۃ الوداع مین آپنے نماز جمعہ وہان نہین پڑہی اور نیز تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ صحرا و میدان محل اقامت جمعہ نہین تیسری یہ بات محقق اور مسلم ہو چکی ہے کہ آپکے زمانہ مین عوالی وغیرہ قری مین کبھی جمعہ قایم نہین ہوا اسلئے اہل قری بھی عموم آیۃ سے مستثنیٰ ہین پس مجیب کا استدلال عموم آیت سے ہمارے مقابلہ مین ہرگز درست نہین الی آخر مقالتہ الشریفہ۔ اسکے جواب مین ہمارے دونون مجیب نے اپنے اپنے اجتہاد سے کام لیا مجیب بنارسی نے اس امر کو تو تسلیم کر لیا کہ آیۃ اپنے عموم پر نہین اور مریض وغیرہ اوس سے مخصوص ہین البتہ دو امر مین اونکو کلام ہے اول تو یہ فرماتے ہین کہ جیسے مریض وغیرہ کی تخصیص روایت سے ثابت ہے ایسے ہی اہل قری کے بارہ مین کوئی روایت مخصص ہو تو لائیے سو اسکا اول جواب تو یہ ہے کہ اوثق العری مین مکرر یہ ارشاد موجود کہ بوقت ہجرت آپکا قبا مین نماز جمعہ نہ پڑہنا اور اہل قبا کو حکم اقامت نفرمانا اور مدینہ منورہ مین داخل ہوتے ہی جمعہ پڑہنا اور جملہ عوالی مین تمام زمانہ نبوت اور عصر خلافت مین کبھی جمعہ کا قایم ہونا ایسی دلایل قطعیہ ہین کہ حدیث طارق ابن شہاب سے بشرط انصاف وفہم بدرجہا قوی تر ہین پہر جب ہمارے مجیب نے آیہ مذکور کی تخصیص متعدد امور مین حدیث طارق ابن شہاب سے ابتداً تسلیم فرمالے تو اب امور قطعیہ مذکورہ بالا سے تخصیصات مذکورہ کے بعد بھی کیا کوئی ادنی عاقل تخصیص اہل قری مین متامل ہو سکتا ہے اسکے سوا اہل عوالی کا بروز جمعہ مسجد نبوی مین اپنی اپنی نوبت اور باری پر حاضر ہونا ہماری تخصیص کے لیے کتنی قوی دلیل ہے دوسری حدیث حضرت علی لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع جو مرفوعاً و موقوفاً مروی ہے عموم آیت کو جو کہ مخصوص البعض ہو چکا ہے بے تکلف اوس عموم سے اہل قری کو تخصیص کر سکتی ہے تیسرے حضرت عثمان کا مجمع صحابہ مین اہل عوالی کو قبل از وقت جمعہ لوٹ جانیکی اجازت دیدینا کما مر۔ دوسرا امر جس مین مجیب ممدوح نے کلام کی ہے یہ ہے کہ عرفات مین حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ ادا نفرمانیکی وجہ اوثق العری مین یہ بیان فرمائی تھی کہ عرفات صحرا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگل میدان مین اقامت جمعہ درست نہین سو مجیب بنارسی نے اسپر کوئی اعتراض تو نہین کیا مگر یہ فرماتے ہین کہ آپنے عرفات مین جمعہ اسلئے نہین پڑہا کہ آپ مسافر تھے اور نیز آپکو دونون نمازونکا جمع کرنا اور تعلیم امور حج مقصود تہا اگر آپ ظہر وعصر کو جمع نفرماتے تو لوگون کو کیسے معلوم ہوتا کہ یہان دونون نمازون کا جمع کرنا درست ہے انتہے ہمارے مجیب کو اس موقع پر سخت خلجان لاحق ہے جسکو اہل فہم خوب سمجھتے ہین مگر جب مجیب کوئی امر مفصل بیان نہین فرماتے ہم بھی اوس سے اغماض کر کے اتنا عرض کئے دیتے ہین کہ یہان دو امر واقع مین آپ سے محقق ہوئے ایک جمع بین الظہر والعصر وقت واحد مین جس سے مطلب اوثق العری کا کوئی تعلق نہین مجیب نے صرف بات کو طول مین ڈالنے اور اپنی عقب گذاری کیوجہ سے زبردستی اپنے جواب مین اوسکا ذکر کر دیا دوسرے جمعہ کا عرفات مین نہ پڑہنا اور اوسکی جگہ ظہر کا ادا فرمانا جو ہمکو مطلوب ہے اب مجیب کے جواب کی حقیقت عرض

کرتا ہون جو اونہون نے بزعم خود ارشاد اوثق العری کے مقابلہ مین تحریر فرمایا ہے دیکھئے اول تو یہ فرماتے ہین کہ جمعہ عرفات مین آپنے اسلئے نہین پڑہا کہ آپ مسافر تھے یعنی قصہ عرفات سے جو اوثق العری مین یہ امر ثابت کیا تہا کہ صحرا محل اقامت جمعہ نہین یہ صحیح نہین بلکہ بوجہ عذر سفر آپنے جمعہ کو ترک فرمایا تہا مگر اسمین بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ وجہ خاص اہل مدینہ کے بارہ مین جاری ہوسکتی ہے اہل مکہ کے حق مین توجیہ بیان کردۂ مجیب ہرگز نہین بن سکتی چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصفی مین فرماتے ہین اما قریہا یا شہر پس شرط جمعہ است بجہۃ آنکہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بدو جمعہ نمی بود و با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعی کثیر از اہل مکہ در عرفہ بودند ایشانرا بجمعہ نفرمودند و سفر اگر عدم تحتم در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اہل مدینہ میتواند شد در حق اہل مکہ علت نمی تواند شد الّا بودن ایشان در صحرا الی آخر کلامہ الحق اس ارشاد سے صاف معلوم ہوگیا کہ عرفات مین آپکے اور تمام اصحاب کے جمعہ نہ پڑہنے کی وجہ یہ تھی کہ صحرا مین اقامت جمعہ درست نہین سفر کو عدم اقامت مذکورہ کی وجہ بیان کرنا غلط ہے کیونکہ وہ سب کے حق مین جاری نہین ہوسکتے علاوہ ازین سفر مسقط وجوب جمعہ ہے نہ مسقط استحباب و افضلیت اسلئے یہ امر بھی مستبعد نظر آتا ہے کہ بلا وجہ اس افضلیت کو تمام شائقین افضلیت بالکلیہ ترک فرمادیوین وہی خطبہ اور دو رکعت جو آپنے پڑہا جمعہ کے لئے بھی کافی ہوسکتا تہا فقط نیت کی حاجت تھی اسکے سوا جو عاملان حدیث مسافر پر بھی جمعہ فرض فرماتے ہین اون حضرات کے مسلک کے مطابق مجیب کی یہ توجیہ کیونکر صحیح ہوسکتی ہے اور اگر ہمارے مجیب اون صاحبون سے متفرد ہین تو صاف تحریر فرماوین اور صرف سابق ہی کے دو اعتراضون کا جواب عنایت فرماوین۔ اسکے بعد مجیب نے جو ترک جمعہ فی عرفات کی دوسری وجہ تحریر فرمائی ہے وہ ماشاء اللہ اوبھی عجیب ہے۔ فرماتے ہین۔ نیز آپکو دونون نمازون کا جمع کرنا مقصود تہا اور حج مین تعلیم ارکان و سنن حج کی مقصود تھی اگر آپ نماز ظہر و عصر جمع نکرتے تو لوگون کو کیسے معلوم ہوتا کہ یہان دونون نمازین جمع کرنا درست ہین انتہے۔ ہمارے مجیب کے تینون فقرے عجیب ہین ایک فقرہ بھی افسوس درست نہین یہ امر ہم ابھی صاف طور پر عرض کرچکے ہین کہ جمع بین الصلوتین سے استدلال مذکورہ اوثق العری کو تعلق نہین بلکہ عرفات مین ظہر پڑہنا اور صلوۃ جمعہ نہ پڑہنا صرف یہ ہمارا مدعی ہے اسکے جواب مین مجیب کا یہ فرمانا (نیز آپکو دونون نمازون کا جمع کرنا مقصود تہا) بالکل سوال از آسمان و جواب از ریسمان کا مصداق ہے ہمکو اس جمع مین کب کلام ہے ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ آپنے اور تمام موجودین عرفات نے جمعہ کیون نہ پڑہا اوسکی جگہ ظہر کیون پڑہا گیا اگر عرفات مین دونون نمازون کا جمع کرنا فرض اور ضروری ہی تہا تو جمعہ اور عصر کو جمع کرلینا تہا بجائے جمعہ کے ظہر ادا کرنیکے اس جمع کے لئے کیا ضرورت تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عرفات چونکہ صحرا ہے اسلئے وہان کسی نے جمعہ نہ پڑہا جس سے صحرا کا محل اقامت جمعہ ہونا باطل ہوگیا وہو المطلوب۔ اسکے بعد دوسرا جملہ یعنی آپکو وہان تعلیم مناسک حج مقصود تہا ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ

اس جملہ سے عرفات مین جمعہ نہ پڑہنے کی کونسی وجہ معلوم ہوئی کچہہ عجیب خبط ہے جو ہمارے مجیب کو پیش آرہا ہے
بلکہ اس فقرہ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجیب رحمہ اللہ علی حالہ نے گو کسی مجبوری کیوجہ سے یہ فرمادیا کہ عرفات
مین جمعہ نہ پڑہنے کی وجہ سفر تہا مگر خود اونکو بھی اپنے اس قول مین کوئی خطرہ اور اندیشہ لگا ہوا ہے جسکی وجہ سے
مناسک حج کیطرف اوسکو منسوب کرنا چاہتے ہین سو اگر یہ بات ہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے کہ مجیب اپنے
قول اول سے صاف رجوع کرجائین اور اوس سے انکار کے بعد جیسے عرفات مین عدم اقامت جمعہ کی وجہ
سفر کو فرماچکے ہین ایسے ہی صاف لفظون مین یہ فرمادین کہ عدم اقامت مذکور کی وجہ حج تہا ہم اوسکا جواب عرض
کرنیکو بھی بخوشی تیار ہین بے سوچے سمجھے بحالت تحیر دونون طرف ہاتہہ پہیلانے سے کچہہ نفع نہین ہوسکتا آخر مین
مجیب کا یہ فرمانا کہ (اگر آپ ظہر وعصر کو جمع نفرماتے تو لوگون کو کیونکر معلوم ہوتا کہ یہان دونون نمازون کا جمع کرنا
درست ہے) یہ فقرہ بھی بالکل بے سود اور مجیب کے حالت تحیر پر رحم دلانیوالا فقرہ ہے ہم مکرر عرض کرچکے ہین اور اہل
فہم خود جانتے ہین کہ مطلب بیان فرمودہ اوثق العری کو جمع بین الصلوتین سے کوئی تعلق نہین اور نہ ہم اوسکے
منکر ہمارے مجیب کسی حالت مین یہ صدا ئے بے آہنگ نکالے چلے جاتے ہین جسکو خود بھی نہین سمجہتے بلکہ مجیب کا
یہ کہنا کہ اگر آپ نماز ظہر وعصر کو جمع نہ کرتے تو کیسے معلوم ہوتا کہ یہان دونون نمازون کا جمع کرنا درست ہے اونکے مسلک
کے موافق درست نہین کیونکہ مجیب کے نزدیک تو اس جمع بین الصلوتین کی وجہ سفر ہے اور حالت سفر مین آپکا جمع
بین الصلوتین فرمانا متعدد احادیث مین موجود ہے اور مجیب کے مسلک مین بحالت سفر جس کیفیت سے دو نمازین جمع کی
جاتی ہین یعنی وقت واحد مین بعینہ وہی صورت عرفات مین ظہر عصر کے جمع کرنیکی ہی جس کیفیت کو حسب مسلک مجیب
حضرات صحابہ بارہا مشاہدہ کرچکے تھے جو تعلیم مسئلہ جمع کے لئے کافی تہا اسلئے اسکی کیا حاجت ہے کہ آپ عرفات
مین اور تمام سفرون مین بالالتزام بغرض تعلیم جمع بین الصلوتین کرکے دکہلائین سفر مین جواز جمع بارہا پہلے سے معلوم
ہوچکا تہا اگر عرفات مین آپ جمع نفرماتے تو بھی کسیطرح کا حرج مسلک مجیب کے موافق نہین تہا غیر مجیب بنارسی کو تو
اسبارہ مین جو کچہہ فرمانا تہا وہ فرماچکے جسکا جواب بالتفصیل معروض ہوچکا اب علامہ ابو المکارم معترض مجاث کی
سنئے جو بزور قوۃ اجتہادیہ اوثق العری کی عبارت مذکورہ سابقہ کے جوابات غریبہ تحریر فرمارہے ہین اول فرماتے ہین
کہ آیۃ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ الخ مین عموم دو طرحپر ہے ایک باعتبار رجال دوسرے باعتبار محل اور حدیث
طارق بن شہاب سے چونکہ عبد مریض وغیرہ مستثنی ہوچکے ہین اس لئے عموم آیۃ باعتبار رجال تو جاتا رہا لیکن عموم
آیۃ باعتبار محل علی حالہا باقی ہے کیونکہ کسی روایت سے اہل قری اور اہل صحرا کا مستثنی ہونا ثابت نہین انتہے علامہ
ابو المکارم اور اونکے ہم خیال تو غالبا اس جواب کو نہایت محقق مدقق خیال فرماتے ہونگے مگر اہل فہم سے پوچہئے اونکے
نزدیک تو ایسا جواب دینا علم وحیا دونو نکو بالکلیہ جواب دیدینا ہے ہماری رائے مین اگر کوئی اس عبارت کو دیکھکر یہ

قسم کہاے کہ مجیب ماہر فنون کو عام کی حقیقۃ اور اوسکی تعریف کی بھی خبر نہین تو ہرگز حانث نہوگا کوئی پوچھے کہ جناب عموم محل پر کونسا لفظ آیۃ مذکورہ مین دال ہے جس سے عموم محل معلوم ہوا غالباً یہی فرماوینگے کہ آیۃ مین کسی مکان کی خصوصیت نہین مگر اول تو اتنی بات سے عموم مکانی سمجھہ لینا محض ناواقفیت کی بات ہے دوسرے فی الحقیقۃ آیۃ مذکورہ تو تخصیص وتعمیم مکانی دونون سے بلکہ نفس ذکر محل ومکان سے ہی ساکت محض ہے اسپر بھی آیۃ کو عموم امکنہ پر حجۃ ودلیل فرمانا مجتہدین زمانہ حال ہی کا کمال ہے جب آیۃ مین تخصیص اور تعمیم مکانی دونون مذکور نہین تو اب فقط عدم ذکر تخصیص مکانی کو عموم امکنہ پر دال کہنا بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی عدم ذکر تعمیم کیوجہ سے آیۃ مذکورہ کو تخصیص محل کے لیے حجۃ بنانے لگے ہمارے مجیب معدن فہم وانصاف جو اسکا جواب دینگے وہی ہماری طرف سے قبول فرمالیوین علاوہ ازین ابتو فقط عموم حال اور عموم محل پر ہی بس نہوگی بلکہ عموم ساعات اور عموم احوال وغیرہ جملہ عمومات پر آیۃ مذکورہ دال اور حجۃ ہوگی بلکہ آیۃ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا اور آیۃ اقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ وغیرہ آیات مین عموم افراد اور عموم امکنہ اور عموم ازمنہ اور عموم احوال وغیرہ سب کچھ لینا پڑیگا اور پھر دیگر نصوص وغیرہ سے ان تعمیمات مین تخصیصات غیر عدیدہ کی بھرمار کرنی پڑیگی جنکا کسی کو اہل علم مین سے آجتک خطرہ بھی نگذرا ہوگا غالباً مجیب ابو العجائب کے خیال مین یہ امر کسیوجہ سے راسخ ہے کہ جب کسی امر کی تخصیص صراحۃً مذکور نہوگی تو ضرور وہان تعمیم لیجائیگی بلکہ جو امر غیر مذکور ہوگا وہ بھی عام ہوگا اسلیئے آیۃ مذکورہ مین چونکہ تخصیص مکانی مذکور نہین بلکہ سرے سے مکان ہی کا ذکر نہین تو عموم امکنہ ضرور مراد لینا پڑیگا جسکو کوئی طالب علم بھی تسلیم نہین کرسکتا یا ہمارے مجیب اپنی ظاہر پرستی کی بدولت کہین یون سمجھہ رہے ہین کہ جب کوئی حکم جمیع افراد کو شامل اور عام ہوگا تو وہان عموم امکنہ بھی ضرور لینا پڑیگا مگر یہ بات بھی دعوی بلا دلیل اور صریح البطلان ہے اور مجیب بنارسی کا بھی یہی خیال ہے چنانچہ بذیل حدیث طارق بن شہاب جو مجیب موصوف کی تقریر گذرچکی ہے وہ اس امر پر شاہد ہے کہ مجیب بنارسی تعمیم امکنہ تعمیم افراد سے سمجھے ہوئے ہین سو اول ہمارے ہر دو مجیب کے ذمہ لازم ہے کہ عموم افراد اور عموم امکنہ کے استلزام کی دلیل قابل قبول تحریر فرماوین اوسکے بعد کسی سے خواستگار جواب ہون ہمکو تعجب ہے کہ ہمارے ہر دو مجیب ہر دو عموم مذکورہ مین تلازم کس وجہ سے سمجھہ رہے ہین کجا عموم افراد اور کجا عموم امکنہ اگر اونکے نزدیک عموم افراد عموم امکنہ کو مستلزم ہے تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ عموم ازمنہ اور عموم احوال وغیرہ عمومات کو بھی مستلزم ہے یا نہین اگر ہے تو اوسکی وجہ بھی ارشاد ہو اور نہین تو اس فرق کی کیا وجہ کہ عموم افراد عموم امکنہ کو تو مستلزم ہے اور عموم ازمنہ وغیرہ کو مستلزم کیون نہین خیر ہمارے ہر دو مجیب ماہر فنون تو دیکھئے ان امور کی دلیل لکھتے ہین یا نہین ہم ہی اسوقت تبرعاً اتنا اور عرض کئے دیتے ہین کہ ارشاد لا تدرکہ الابصار سے سبکو معلوم ہے کہ معتزلہ خذلہم اللہ نے نفی رویۃ حق تعالی شانہ پر اہل سنت کے مقابلہ مین استدلال کیا ہے اوسکے جواب

مین علمائی اہل سنت نے یہ فرمایا ہی کہ اگر ہم اسبات کو تسلیم بھی کرلین کہ آیۃ مین جمیع افراد بصر سے نفی رویۃ مقصود ہو تو پھر بھی عموم اوقات اور عموم احوال کا آیۃ مین پتہ نہین لگتا جائز ہو کہ آیۃ مین جمیع افراد بصر سے رویۃ کی نفی کرنا کسی خاص وقت اور خاص حالت کے ساتھ مخصوص ہو اسلئے معتزلہ کا استدلال مذکور ناتمام اور غیر قابل للجواب ہے اب ہمارے مجیب ملاحظہ فرماویں کہ مثال مذکور سے یہہ بات بالکل واضح ہے کہ ثبوت عموم کے لئے کوئی امر جو اوس پر دال ہو کلام مین موجود ہونا ضرور ہے یہہ نہین کہ فقط تخصیص اور عدم ذکر سے جس چیز کا چاہو عموم نکال لو اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ کسی موقع پر عموم افراد ہونے سے یہ ہرگز لازم نہین آتا کہ عموم امکنہ یا عموم ازمنہ وغیرہ بھی ضرور موجود ہون یہ مجیب ظاہر پرستی ہے کہ کسی کلام کی نسبت لفظ عموم دیکھکر تمام عمومات متنوعہ پر کلام مذکور کو دال سمجھہ لیا جاوے خلاصہ یہ ہوا کہ حدیث طارق بن شہاب اور آیۃ کریمہ مذکورہ بالا سے غایۃ مافی الباب عموم افراد نکلتا ہے خیالات مذکورہ بے اصل کیوجہ سے اوس سے عموم امکنہ نکالنا اور حدیث اور آیۃ کو دال علی عموم الامکنہ کہنا اپنی ناواقفیت اور خوش فہمی پر گواہی دینا ہے اور اسپر کیا موقوف ہے کسی آیۃ اور حدیث مرفوع سے بھی عموم امکنہ کے ثبوت کی توقع نہین البتہ جسکو عموم غیر عموم کی تمیز ہی نہو وہ جو چاہے سو کہے سو ایسون سے خطاب بھی فضول ہے اور اگر ہم اپنے مجیب کا دل بڑہانیکو تسلیم بھی کرلین کہ آیۃ کریمہ جیسے عموم افراد پر دال ہے ویسے ہی عموم محل پر دال ہے تو پھر بھی مجیب کا یہ کہنا کہ آیۃ کریمہ عموم محل پر علی حالہا باقی ہے بالکل غلط ہے کیونکہ قصہ عرفات سے صحرا کا مستثنیٰ ہونا اور حدیث انتیاب اور ارشاد حضرت عثمان اور حضرت علی کی روایت سے عوالی و قری کا مستثنیٰ ہونا ایسا امر نہین ہے کہ ہمارے مجیب کے سوا کوئی فہیم منصف مزاج استثناء مذکور مین متردد ہو تماشا ہے کہ مجیب کے نزدیک حدیث طارق بن شہاب سے تو عموم افراد آیۃ کریمہ کا جاتا رہا مگر عموم محل روایات متعددہ مذکورہ اور اجماع اور اتفاق علماء سے بھی کہ بوادی اور براری مین جمعہ صحیح نہین مخصوص نہین ہوسکتا اس مُنہ زوری کا کیا ٹہکانا ہے اور ہمارے مجیب انصاف کرینگے تو حدیث ام عبد اللہ جسکو باوجود شدت ضعف مجیب بنارسی تسلیم فرما رہے ہین اوس سے بھی تخصیص محل صاف واضح ہے اور ہم اوس موقع پر اشارہ بھی کر آئے ہین علی ہذا القیاس روایات و آثار متعددہ صحیحہ ضعیفہ کثیرہ اس تخصیص کو ظاہر فرما رہے ہین جو قوۃ و اعتبار مین حدیث طارق بن شہاب سے بمراتب زاید ہین سو جب یہ امر محقق ہوگیا کہ مریض و مملوک وغیرہ اور اہل صحرا اور اہل قری سب آیۃ مذکورہ سے مستثنیٰ ہین تو اب عموم آیۃ سے وجوب جمعہ اہل قری پر ثابت کرنا قابل سماعت عقلاً نہین ہوسکتا وہو المطلوب مگر ان امور قطعیۃ واضحہ سے آنکھین بند کرکے مجیب کا پھر بھی یہ کہنا کہ کسی روایت سے اہل قری اور اہل صحرا کا مستثنیٰ ہونا ثابت نہین دروغ مصلحت آمیز کا پورا مصداق ہے علی ہذا القیاس مجیب کا یہ کہنا کہ جن وجوہ سے اوثق العری مین اہل قری کو مستثنیٰ کیا ہے اونکا جواب مکرر ہوچکا ہے بار بار اونکا ذکر فضول

ہے مثل قول اول دروغ مصلحت آمیز ہے یا قول مشہور ع مگر موشی بجواب اندر شتر شد کا مصداق ہے
ہمارے مجیب بحاث نے ماشاء اللہ چشم بد دور کل پانچ ورق تو اوثق العری کے جواب مین تحریر ہی فرماے ہین جسمین
اکثر جگہ انکار و لانسلم سے کام لیا ہے اور بہت سے بیہودہ اعتراضات و الزامات جگہ جگہ تحریر فرما کر اپنے لقب
معترض بحاث کا ثبوت دیا ہے اس خوبی پر یہ کہنا کہ تحقیقات اوثق العری کا بھی مکرر جواب دیا ہے ظاہر ہے کہ
وہی دروغ الخ یا مگر موشی الخ کا قصہ ہے لیکن اتنی بات مجیب کے کلام سے بالبداہتہ معلوم ہوتی ہے کہ مجیب نے
جواب دینے کا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے کہ ایک ہی بار مین تکرار ہو جائے بار بار کی حاجۃ نہو مگر مشکل تو یہ ہے کہ ایک بار
بھی کسی بات کا جواب تمام رسالہ مین نہین دے سکے باقی یہ امر ظاہر ہے کہ مجیب کی زبان و قلم پر ہمارا کیا زور ہے تاوقتیکہ
وہ خود نچاہین ہم اونکے زبان و قلم کو راستبازی پر کیسے مجبور کر سکتے ہین اسکے بعد یہ عرض ہے کہ اوثق العری مین جو
عموم آیۃ سے مریض مملوک امرأۃ صبی اہل صحرا مسافر اہل قری کا مستثنیٰ ہونا بیان فرمایا تہا اونمین سے مسافر کے
مستثنیٰ ہونے پر مجیب ابو المکارم دو اعتراض پیش فرماتے ہین اول یہ کہ روایت صحیح نہین دوسرے بعد تسلیم اوس
سے عموم محل مین تخصیص جاری نہوگی بلکہ عموم امکنہ علی حالہا باقی ہے غایۃ مافی الباب عموم حال مین تخصیص ہوگی
سو امر اول کی نسبت تو ہمکو اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے کہ روایت مذکور حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ اور تمیم داری
اور ابن عمر اور مولی آل زبیر سے اسانید متعددہ کے ساتھ مروی ہوئی ہے اور بوجہ تعدد طرق حسب قاعدہ اصول
حدیث مذکور معتبر اور مقبول شمار ہوتی ہے اور جمہور سلف و خلف کا یہی مذہب ہے کہ مسافر پر جمعہ فرض نہین اور آپ
کے مسلم الثبوت حضرات حتی کہ امیر المومنین نواب صاحب اور خاتم المحدثین قاضی صاحب کا بھی یہی ارشاد ہے
اور مجتہد مطلق مولوی شمس الحق اور محدث بنارسی مولوی محمد سعید وغیرہ بھی یہی فرما رہے ہین باوجود ان سب
باتون کے مجیب ابو المکارم کا تدین و فہم اگر اونکو استثناء مذکور کے تسلیم کی اجازت ندے تو ہم بھی مجبور نہین کرتے
اور اوثق العری کے مطلب مین اونکی اس زبردستی اور سینہ زوری سے بحمد اللہ سر مو خلل نہین آسکتا اوثق العری
کی تقریر کا تو مدعا اتنا ہی تہا کہ عموم آیۃ شریفہ کے بہروسہ پر جو ہمکو دہمکایا جاتا ہے اوسکے عموم کی یہ کیفیت ہے کہ مریض
مملوک امرأۃ صبی چار کی تخصیص تو حدیث طارق بن شہاب سے ہوگئی اور اہل صحرا کی تخصیص قصہ عرفات و اجماع
سے اور روایت تمیم داری وغیرہ سے مسافر خاص ہوگیا اور تعامل زمانہ نبوی سے کہ عوالی وغیرہ قری مین کبھی
اقامت جمعہ نہین ہوئی اہل قری بھی عموم مذکور سے مستثنیٰ ہوگئے اب ان تمام امور کے بعد عموم مذکور سے ہمپر حجۃ
لانا کیونکر مفید اور قابل التفات ہو سکتا ہے جائے غور ہے کہ ہمارے محدثین حدیث طارق بن شہاب وغیرہ
سے خصوصیات متعددہ عموم آیۃ مین تسلیم فرما چکے تو اب قصہ عرفات و اجماع اور حدیث انتیاب و عملدرآمد زمانہ نبوت
و خلافت و روایت حضرت علی و ارشاد حضرت عثمان و دیگر روایات مذکورہ بالا سے تخصیص اہل صحرا و اہل قری مین

تامل فرمانا کسقدر حیرت انگیز و تعجب خیز بات ہے اسپر بھی اگر ہمارے مجیب فقط ایک مسافر کو عموم مذکور سے مستثنیٰ نہ مانین اور تمام روایات اور اقوال کے مخالفت منظور فرماوین تو اونکو اختیار ہے استدلال مذکور مین ایک مسافر کی عدم تخصیص سے کیا خلل آسکتا ہے بلکہ ہمسے پوچھیئے تو ہم تو یہ عرض کرتے ہین کہ ہماری طرف سے اجازت ہے مجیب ممدوح مریض مملوک وغیرہ سب کی تخصیص کا انکار فرما دیوین نام بھی بڑا ہوگا اور ان معنی کر کام بھی بڑا ہوگا کہ اوثق العری کی تمام خصوصیات کا انکار ہوگیا مگر یہ یاد رہے کہ تخصیص اہل قری جو ہمارا مقصود ہے اگر اوس کا انکار کرینگے بیشک دلیل طلب کیجائیگی اور بے دلیل انکار مذکور ہرگز مسموع نہوگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اوثق العری مین جیسے اور خصوصیات کے مستقل دلائل بیان فرمائے ہین ویسے ہی تخصیص اہل قری کی دلیل مستقل تحریر کی ہے یہ نہین کیا کہ تخصیص اہل قری کو دیگر تخصیصات پر متفرع اور قیاس کرلیا ہو جسکی وجہ سے اون تخصیصات کی انکار سے تخصیص اہل قری مین خلل اور نقصان آنیکا خطرہ ہو اسلئے ظاہر ہے کہ اگر کوئی حجتی الامتی دیانت و فہم کا خون کرکے تمام خصوصیات مذکورہ بالا کا بھی منکر ہوجائے تو ہماری تخصیص مبحوث عنہا مین بحمد اللہ سر مو خلل نہ آئیگا اوثق العری مین اون خصوصیات کا ذکر تو صرف اسی وجہ سے فرمایا تھا کہ ہمارے مدعیان حدیث کو اعون علی الفہم ہوجاوین اور اونکی وجہ سے تخصیص متنازع فیہ کا سمجھنا سہل ہوجائے اسپر اگر کوئی متعصب اولٹا اونہین تخصیصات کا انکار کرنے لگے جو حقیقت مین اپنی بدفہمی کا اقرار ہے تو ہمکو پروا نہ ہمارے مدعی کو مضر اسکے بعد مجیب ابو المکارم مسافر کے استثنا کو تسلیم فرما کر اوثق العری کے ارشاد کا جواب دیتے ہین فرماتے ہین کہ مسافر کا مستثنیٰ ہونا اگر ثابت بھی ہوجائے تو ہمکو کچھ مضرت نہین کیونکہ انکے مستثنیٰ ہونے سے آیۃ کا عموم باعتبار محل حقیقی حالہا باقی ہے اسمین کچھ فتور نہین آسکتا اس صورت مین اگر فتور آتا ہے تو عموم حال یعنی افراد مین آتا ہے مگر ہم اسکا جواب جو کچھ ابھی ذکر کر آئے ہین اوسکو مجیب بغور ملاحظہ فرمالیوین کہ تسلیم اور عدم تسلیم دونون صورتون مین مجیب کی اس تقریر سے جواب اوثق العری مین کسی قسم کا نقصان نہین آسکتا ہمارے مجیب دقیقہ سنج جو اس حال اور محل کے فرق کو بے محل بار بار ذکر فرماتے ہین بالکل لغو اور فضول ہے خوب توجہ کے ساتھ ہماری عرض کو سنلین کہ اول تو یہ فرق حال و محل ناواقفیت کا ثمرہ یا دھوکہ کی ٹٹی ہے کیونکہ اوثق العری کی عبارت کا بالبداہتہ یہ مطلب ہے جسکو ہم بھی مکرر عرض کرچکے ہین کہ مسافر امراۃ مملوک اہل صحرا وغیرہ جیسے عموم آیۃ کریمہ سے مستثنیٰ ہین ایسے ہی اہل قری بھی مخصوص ہین اب ہمارے مجیب خود ہی فرما دیوین کہ اس مین تخصیص مکانی ہے یا تخصیص افرادی اس عبارت مین تو مکان کا ذکر بھی نہین کون نہین جانتا کہ اہل قری مثل اہل صحرا اور مسافر وغیرہ افراد مکلفین بالصلوۃ مین داخل ہین تعمیم و تخصیص مکانی مین اوسکو شمار کرنا اور اس تعمیم و تخصیص پر اوسکو موقوف سمجھنا اور اوسکی وجہ سے مدعائے اوثق العری پر اعتراض کرنا سراسر سخافت رائے اور مغالطہ دہی ہے جب عبارت اوثق العری کا صاف طور سے یہ مطلب ہے

کہ جمیع افراد مکلفین بالصلوٰۃ مین سے جیسے مسافر مریض اہل صحرا مستثنیٰ ہین ویسے ہی اہل قری بھی جو بالبداہتہ افراد مذکورہ اور تعمیم آیتہ مین داخل تھی خارج ہین تو اب اسمین یہ خیالی تیر چلا کر کہ قری تو افراد مصلین مین داخل نہین بلکہ محل صلوٰۃ ہین یہ کہدینا کہ آیتہ کریمہ مین دو عموم ہین ایک باعتبار افراد کے دوسرا باعتبار محل کے اور حدیث طارق بن شہاب سے عموم افرادی جاتا رہا اور عموم محل علی حالہا باقی ہے اور اوسکو جواب کافی سمجھ لینا مجتہدین زمانہ حال کے سوا دوسرا تو کر نہین سکتا اجی صاحب قری کو آپ محل فرمایئے ہمکو کب اسکا انکار ہے مگر اہل قری تو افراد مین داخل ہین جیسا کہ مریض مسافر داخل افراد ہین اگر یہی عقل و فہم ہے تو کل کو ہمارے مجیب بحاث کو یہ بھی کہنا پڑیگا کہ سفر و مرض چونکہ داخل احوال ہین اسلیئے انکے استثنا سے بھی جو عموم افراد مین کسی طرح کی تخصیص پیدا نہین ہوئی البتہ عموم احوال علی حالہا باقی نرہا اسی طرح پر یہ بھی کہنا پڑیگا کہ صبی یعنی طفولیت چونکہ ایک وقت مخصوص اور زمانہ محدود کا نام ہے تو صبی یعنی لڑکے کی تخصیص سے حدیث مذکور مین عموم زمانی جاتا رہا عموم افراد علی حالہا باقی ہے نعوذ باللہ من الجہل والتعصب مگر اہل عقل تو امر ثانی کے جواب مین جیسا یہ فرما دینگے کہ سفر و مرض داخل احوال ہوا کرین اور زمانہ صبا داخل اوقات ہوا کرے مگر مسافر و مریض و صبی تو داخل افراد ہین ایسا ہی امر اول کے مقابلہ مین فرما دینگے کہ قری گو محل ہین داخل ہون لیکن اہل قری تو داخل افراد ہین باقی یہ امر عنقریب گذر چکا ہے کہ اگر مجیب کے اس فرق بے اصل کو مان بھی لیا جائے تو مدعائے اوثق العری مین کسی قسم کا خلل نہین آسکتا کیونکہ اول تو واقعہ عرفات وغیرہ سے عموم محل بھی جاتا رہا دوسرے جب حدیث طارق بن شہاب کیوجہ سے عموم افراد آیتہ مذکورہ مین علی حالہا نرہا تو حدیث انتیاب قصہ عوالی وغیرہ امور مذکورہ بالا سے اگر عموم محل جاتا رہا تو اسمین انکار کی کیا بات ہے بالجملہ جواب مذکورہ اوثق العری ہر طرح سے درست اور صحیح ہے اور مجیب نے جو کچھ خامہ فرسائی کی ہے اوسکا خلاصہ علی وجہ منع الخلو یا کم فہمی ہے یا حق پوشی کما مر تفصیلہ اب اسکے بعد وقیقہ سنجان حق پسند کی خدمت مین عرض ہے کہ اس تمام تقریر کا بنی اور تخصیص و استثنار مذکور کی حاجت جب ہے کہ عمومات نصوص کا مطلب ظاہر نظر کے موافق سرسری طور پر لے لیا جاوے اور اگر فکر صائب اور امعان نظر سے کام لیا جائے تو اقرب الی التحقیق اور احق بالقبول یہی امر معلوم ہوتا ہے کہ اہل ظاہر جو عموم آیتہ کریمہ اور عموم بعض روایات کو اپنا مستدل سمجھ رہے ہین اونکی جوابدہی کے لیئے تخصیص و استثنار مذکورہ کی اصلا حاجت اور نہ عمومات مذکورہ مذہب حنفیہ کے مخالف ہین چنانچہ عبارت اوثق العری اسبارہ مین بلفظہ یہ ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ فرضیت جمعہ پہلے محقق ہو چکی تھی اب جسپر اور جس جگہ جمعہ فرض تھا اور جہان ادا ہوتا تھا وہ امور سب پہلے معلوم اور محقق ہو چکی تھی اور قبل نزول آیتہ سب قواعد ممہد ہو لیئے تھے پس اس آیتہ کے اندر جو مومن مخاطب ہین یہ وہی مومنین ہین کہ جنپر فرضیت جمعہ مقرر ہو چکی تھی پس اسکے عموم سے کسی کی استثنار کی حاجت نہین ہے کیونکہ وہ سرے سے داخل ہی نہین تھی علی ہذا

القیاس جو احادیث کہ اونمین عام لفظون سے وجوب جمعہ بیان کیا گیا ہے اون سب سے وہ لوگ مذکورہ بالا سب کے سب مستثنیٰ ہین الی آخر کلامہ الحق اس تحقیق کے دلنشین ہو جانے کے بعد ظاہر ہے کہ عموم آیۃ یا عموم روایت سے حنفیہ پر الزام لگانا بالکل بے سود ہے اور نہ حنفیہ کو اوسکے جواب دینے کی حاجت والحمد للہ اور ہمارے مجیب نے جو تعمیم حال اور تعمیم محل اپنی ذکاوت سے بیان فرما کر جواب دیا ہے اوسکو قابل جواب سمجھنا تو درکنار اوسکا سننا بھی کوئی فہیم غالبًا پسند نکریگا اسکے بعد مجیب ابو المکارم واقعہ عرفات سے اہل صحرا کے مستثنیٰ ہونیکا انکار کرتے ہین اور فرماتے ہین رہا اہل صحرا کا واقعہ اور حجۃ الوداع سے مستثنیٰ ہونا سو یہ صحیح نہین جسکی بحث بجواب رسالہ شوق گذر چکی ہے انتہے چونکہ بجواب مجیب اول ہم اس بحث کو تفصیل کے ساتھ عرض کر چکے ہین اور ابو المکارم نے اس موقع پر کچھہ تحریر نہین فرمایا محض جواب رسالہ حضرت شوق پر حوالہ کیا ہے اسلئے ہمکو بھی کچھہ عرض کرنیکی حاجت نہین معلوم ہوتی مگر بنظر بعض مصالح و فوائد یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مفصلاً نہ سہی مجملاً ہی علامہ ابو المکارم کے جواب کی کیفیت ہدیۂ ناظرین کردی جاوے اسلئے ہم نے جواب رسالۂ شوق کو ملاحظہ کیا اوسکے ملاحظہ سے بالبداہۃ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجیب بالکل بے دست و پا عالم تحیر و مجبوری مین صرف اس خوف سے کہ تعریف ملا سے کہین خارج نہو جائین کچھہ فرما رہے ہین اول تو فرماتے ہین ممکن ہے کہ خاص اہل مکہ نے وہان جمعہ پڑہا ہو اسکے بعد فرماتے ہین ہان حافظ ابن قیم کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ آفاقی اور اہل مکہ سب نے ظہر و عصر قصرًا وہان پڑہا تہا جمعہ کسی نے نہین پڑہا جو اونکے پہلے امکان مخترعہ کے صریح مخالف ہے اوسکے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ حافظ ابن قیم نے جو فرمایا ہے اگر وہ واقعی بات ہے تو استدلال مولف واقعہ عرفات سے پھر بھی ناتمام ہے کیونکہ اس صورت مین ترک جمعہ کی وجہ یا تو نسک کو کہنا ہوگا یا سفر کو اسکے بعد مین لکھتے ہین مگر حافظ ابن قیم کی تحقیق کے مطابق اس ترک کی وجہ سفر ہی ہے سبحان اللہ کیسی عجیب تقریر ہے کہ غلط ہونیکے سوا مخبوط و غیر مربوط ہونے مین بھی بے نظیر ہے کسی نے سچ کہا ہے شعر

بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھہ کچھہ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اگر مکارم سے مراد یہی فضولیات و لغویات ہین تو نعوذ باللہ من المکارم ہم جیسون کا تو ذکر نہین مگر میرے خیال مین نہین آتا کہ کوئی نفیس الطبع لطیف المزاج ایسے خرافات کا دیکہنا اور اوسکا جواب دینا بھی گوارا کرے دیکھئے اول تو یہ فرمایا ممکن ہے کہ اہل مکہ نے عرفات مین جمعہ پڑہا ہو جو روایات حدیث اور اقوال اکابر حتی کہ مجیب کے رأس الطائفہ علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم وغیرہ کی تصریحات کے مخالف ہے اور دلیل بالکل ندارد فقط امکان کو سپر بنایا جاتا ہے اب اگر اس امکان کی حقیقت اور کیفیت دریافت کیجاتی ہے تو معلوم نہین کیا کیا دلخراش صدائین سننی پڑتی ہین اسکے بعد کہین ابن قیم کی عبارت نظر پڑ گئی جو کہ ہمارے مجیب کے امکان کے صریح

مخالف ہے تو نسئہ مین گونہ تخفیف پیدا ہوئی اور اوس ہین بین حالت مین ابن قیم کے ارشاد کی نہ تکذیب فرمائی
نہ تصدیق فقط یہ کہدیا (ہان حافظ ابن قیم کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل مکہ اور جملہ اہل آفاق نے آپ
کی شرکت مین ظہر وعصر کو جمع کیا اور جمعہ کسی نے نہین پڑہا) جو عین ہمارا مدعی تہا اوسکے بعد جب مجیب نے دیکہا کہ دلیل
تو کوئی اول ہی سے میسر نہوئی تہی حیا وفہم سے اغماض کرکے فقط امکان کی آڑ لی تہی سو ابن قیم کے ارشاد نے اوسکو
بہی بالکل خاک مین ملادیا اسوجہ سے سخت تحیر پیش آیا کہ اب کیا کیجیے حافظ ابن قیم کے ارشاد کو مانتے ہین تو مطلوب
ہاتھ سے جاتا ہے اور اونکے کلام کی تکذیب کرتے ہین تو ایسے مربی دستگیر کی تکذیب کرنی بہی آسان بات نہین
اسلئے تصدیق وتکذیب دونون سے اعراض فرماکر بین بین طریقہ اختیار کیا اور فرمایا پس اگر واقع مین یہی بات ہے
تو اس سے بہی مولف کا استدلال ناتمام ہے اسواسطے کہ اس صورت مین ترک جمعہ کی وجہ یا تو نسک ٹہرتے
ہے یا سفر مطلب یہ ہے کہ عرفات مین ترک جمعہ کیوجہ صحرا نہین بلکہ نسک ہے یا سفر مگر مجیب کا یہ
قول خود اونہین کے کلام سابق کے مخالف ہے جو معروض ہو چکی ہے یعنی مجیب تخصیص مسافر
کے منکر ہین اور مسافر پر وجوب جمعہ کے قایل ہو چکے ہین اب اس سے بہی عجیب تر یہ بات ہے کہ ہمارے مجیب
جنکی حالت کو دیکہکر مثال مشہور احیر من الضب کا مصداق آنکہون سے مشاہد ہو رہا ہے بڑی سرخروئی
کے ساتھ اسکے بعد فرماتے ہین لیکن حافظ ابن القیم کی تحقیق مین اسکی وجہ سفر ہے یعنی ترک جمعہ عرفات
مین بوجہ عذر سفر تہا جو مجیب کے قول ودعوی کے صریح مخالف ہے اسکے بعد حافظ ابن القیم کی عبارت
بہی نقل فرمائی ہے جسکو دیکہکر ہر ایک عاقل مجیب کی جرأت وہمت کا بخوبی موازنہ کرسکتا ہے بقول شخصے
ع چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد۔ ہائے افسوس ہمارے علامہ ابو المکارم نے تو تحقیقات امور
شرعیہ کو تکیہ نشینون کی زٹل بنادیا کیون نہو ایجاد واجتہاد اسی کا نام ہے یہ امر بہی قابل غور ہے کہ مجیب نے
اتنی لغویات بے سود جنکو عرض کرچکا ہون تحریر فرمائین مگر افسوس صاف طور سے یہ کہین بہی نفرمایا کہ عرفات
مین ترک جمعہ کیوجہ اونکے نزدیک کیا ہے اور جب یہ دیکہا جاتا ہے کہ مجیب کے پرزور اجتہاد کو علم وحیا وفہم ودیانۃ کوئی
امر بہی مانع نہین ہوسکتا اور مخالفت سلف وخلف اوسکو مضر اور نہ کسی دلیل کی اوسکو حاجت تو اسلئے کسی
قرینہ اور اشارہ سے اوسکو معین کرنا ہرگز قابل اطمینان نہین ہوسکتا مگر مجیب کی ظاہر عبارت سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک باعث ترک جمعہ غالباً نسک ہے کیونکہ صحرا کا موجب ترک جمعہ ہونا جسکو
اوثق العری مین تحریر فرمایا ہے اوسکے تو حضرت مجیب صاف منکر ہین باقی رہا سفر جسکو حافظ ابن القیم وغیرہ
موجب ترک جمعہ فرماتے ہین وہ سرے سے مجیب کی مسلک کے خلاف ہے کیونکہ مجیب کے نزدیک مسافر کا وجوب
جمعہ سے مستثنی ہونا غیر مسلم ہے اب بظاہر نسک کے ماسوا کوئی امر موجب ترک جمعہ معلوم نہین ہوتا اور نیز مجیب نے

اپنی عبارت مین نسک اور سفر کو علی وجہ التردید وجہ ترک جمعہ بیان کیا ہے مگر اول تو مجیب کا یہ قول محض بیدلیل ہے دوسرے مجیب تو مملوک و مریض و امرأۃ و صبی کے سوا کسی کے مستثنیٰ ہونیکے قایل ہی نہ تھے یہانتک کہ باوجود روایات و اقوال اکابر استثنار مذکور کو پھر بھی تسلیم نہین فرماتے تھے اب اس استثنار جدید سے وہ حصر قدیم کیسے نیست و نابود ہوگیا۔ اور جب ہمارے مجیب اس استثنار جدید کی کوئی دلیل بیان فرماوینگے اوسوقت مجیب کی دلیل استثنار کا اون دلائل سے موازنہ کرنا ہوگا جو دلائل دربارہ استثنار اہل قری اوثق العری مین مذکور ہین نسک کو وجہ ترک جمعہ قرار دینا اور اوسکے مقابلہ مین عقل و نقل دونون کو بالائے طاق رکھدینا فی الواقع مجیب کی دیانت یا خوش فہمی یا مجبوری و درماندگی یا سبکا ثمرہ ہے پھر اس خوبی پر خم ٹھونک ٹھونک کر ہل من مبارز منہ بھر بھر کہا جاتا ہے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ و نفخہ و نفثہ۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ نسک اور ترک جمعہ اسطرح کہ اوسکی جگہ ظہر پڑہا جائے ان دونون مین کیا تعلق ہے اور ایسی بے اصل بات کو تسلیم بھی کر لیجئے تو غایت ما فی الباب جواز ترک نکلیگا استحباب جمعہ کا تو پھر بھی انکار نہین ہو سکتا۔ پہر نہین معلوم کہ جمعہ جیسے امر مطلوب کو تمام مہاجرین و انصار اور خود فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاوجہ کیون ترک فرما دیا جسکو مریض و صبیان و نساء وغیرہ بھی آپکے زمانہ مین اہتمام کے ساتھ ادا کرتے تھے باوجودیکہ اون پر بالاتفاق فرض نہ تہا۔ باقی عبارت اوثق العری کی توضیح اور دلایل بسط کے ساتھ مجیب بنارسی کے جواب کے ذیل مین عرض کر آیا ہون کہ حق اور صحیح یہی امر ہے کہ عرفات مین ترک جمعہ کی وجہ صحرا تہا اور اسی امر کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تسلیم فرمایا ہے کما مر۔ ہمارے ہر دو مجیبنے اوس کے مقابلہ مین جو کچھ جد و جہد فرمائی ہے جسکا حال مفصلاً عرض کر چکا ہون اوثق العری کے مقابلہ مین ہرگز قابل قبول نہین اور صحرا کو سبب ترک جمعہ تسلیم نکرنا اور اوسکے مقابلہ مین مجیب بنارسی کا سفر کو اور مجیب ابو المکارم کا نسک کو سبب ترک جمعہ فرمانا اہل فہم و انصاف دیکھہ لین کہ کس قدر ضعیف و لچر بات ہے اسکے بعد یہ التماس ہے کہ اوثق العری مین اہل صحرا کی فرضیت جمعہ سے مستثنیٰ ہونیکی دو دلیلین بیان فرمائی تھین اول واقعہ عرفات جسکی کیفیت معلوم ہو چکی دوسرے اتفاق مجتہدین و اجماع علماء کہ تمام حضرات اقامت جمعہ فی الصحراء کو ممنوع فرماتے ہین جسکی نسبت مجیب بنارسی نے تو کسی قسم کی لب کشائی نہین فرمائی لیکن مجیب معترض بحاث مصداق چپ نشود اوسکے جواب مین دو امر ارشاد فرماتے ہین اول یہ کہ اس دعوی کا کیا ثبوت ہے دوسرے یہ کہ اگر ثبوت ہو بہی تو ہوا کرے ہم پر اونکا قول و فعل بلا سند معتبر حجت نہین اوثق العری مین خود موجود ہے کہ مذہب اپنا موافق فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکہنا چاہئے آپ ہی فرمایئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صحرا کو وجوب صلوۃ جمعہ سے کہان مستثنیٰ فرمایا ہے انتہے امر اول کا جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ حجۃ اللہ البالغہ کی عبارت جو ہم نقل کر چکے ہین اوسکو ملاحظہ فرما لیجئے کہ حضرت شاہ صاحب عملدر آمد زمانہ نبوی اور اتفاق خلفاء اور مجمع علیہ ائمہ مجتہدین اسی امر کو

بتلارہے ہین کہ بوادی اور براری مین جمعہ قایم نکیا جاوے خاص بلدان مین اقامت جمعہ کیجاوے عبارت مصفی
اور علامہ عینی وغیرہ کے کلام جو اوراق گذشتہ مین منقول ہو چکے ہین اون سبکو بھی دیکھہ لیجیے امام ابن ہمام تحریر
فرماتے ہین والقاطع للشغب ان قوله تعالى فاسعوا الى ذكر الله ليس على اطلاقه اتفاقا بين الائمة اذ لا يجوز اقامتها
فى البرارى اجماعا على هذا شراح حدیث وغیرہ برابر اسی امر کو نقل فرمارہے ہین علاوہ ازین فتح الباری اور نیل الاوطار
اور عون الباری کو مطالعہ کر لیجیے کہ تفصیل مذاہب مین کسی نے بھی یہ کہا ہے کہ فلان کے نزدیک بوادی مین جمعہ
درست ہے پہر تماشا ہے کہ ایسے امر واضح کی نسبت مجیب ابو المکارم فرماتے ہین (اسکا کیا ثبوت ہے) بقول شخصی شعر

آنکھین اگر ہین بند تو پہر دن بھی رات ہے　　　اسمین قصور کیا ہے بہلا آفتاب کا

اس پر بھی مجیب کو صبر نہو تو اتنی بات تو ضرور کرین کہ ائمہ مجتہدین اور اکابر دین مین سے بنقل معتبر دو چار نام ہی ایسے
بیان فرمادیوین کہ جو براری وبوادی مین وجوب جمعہ کے قائل ہون اور یہ بھی نہ ہوسکے تو صحت جمعہ فی البراری ہی کو
کہین سے نقل فرمائین اور یہ بھی نہ ہو تو خود انصاف سے سمجھہ لین کہ اونکو کیا کرنا چاہیے اب رہا امر ثانی یعنی عدم صحت
جمعہ فی الصحاری متفق علیہ ہو تو ہمارے مجیب کی بلا سے ہوا کرے اسکا جواب بقول حضرت شیخ یہی ہے کہ کچھہ جواب
ندیا جاوے شعر

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی　　　آن ست جوابش کہ جوابش ندہی

ظاہر ہے کہ ہمارے مجیب بحالت تنگ آ ہوتے ہوتے آخر تا بکے اپنیو نپر آہی گئے جب ائمہ دین اور علماء مجتہدین
مین سے کسی نے بھی مجیب کی درماندگی پر رحم فرماکر دستگیری نکی تو اب بقول اکابر ہیچ دل ور کسے ببندکہ دل بستہ
تو نیست مقتضائے انصاف یہی ہے کہ ہمارے مجیب بھی کسی کے قول وارشاد کی اصلا پروا نفرماوین ہرچند
یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اتفاق سلف صالحین اور اجماع ائمہ مجتہدین بلا نکیر تمام علماء کے نزدیک برہان قوی
اور حجت قطعی ہے مگر جب ہمارے مجیب حسب قول مشہور اذا يئس الانسان طال لسانه زباندرازی کے ساتھ
اکابر جمہور پر حملہ کر بیٹھے اور اونکے ارشاد کو اپنے اجتہاد بے بنیاد کے مقابلہ مین ساقط الاعتبار فرمادیا تو اب ہم اقوال
مسلمہ اکابر کو اس بارہ مین نقل کرنے مین کچھ بھی فائدہ نہین سمجھتے کیونکہ جب ایک امر متفق علیہ سلف وخلف کی نسبت
بالتصریح انکار فرمادیا تو دیگر اقوال مسلمہ علماء مین اسیطرح انکار فرمادینے مین اونکو کیا چیز مانع ہوسکتی ہے مگر محض
بہ نظر اظہار لیاقت ودیانت مجیب یہ عرض ہے کہ حضرات مجتہدین اور اونکے اتباع کے اقوال تو اس بارہ مین
اس کثرت اور وضاحت کے ساتھ موجود ہین کہ کسی اہل علم پر مخفی نہین غضب تو یہ ہے کہ اتفاق مذکور کی حجیت کو
حضرات محدثین اور قاضی صاحب اور نواب صاحب بلکہ خود مجیب اور اونکے ہم مشرب بھی تسلیم فرماتے ہین چنانچہ
اونکی تصنیفات اور تحریرات مین جابجا یہ امر موجود ہے دیکھیے نواب صاحب حصول المامول مین اجماع کی تعریف فرماتے

ہین والاجماع شرعا ہو اتفاق مجتہدی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ فی عصر من الاعصار علی امر من الامور یعنی اجماع
اسیکا نام ہے کہ کسی وقت مین کسی امر پر مجتہدین امت آپکے زمانہ کے بعد متفق ہوجاوین اوسکے بعد فرماتے ہین والمراد
بالاتفاق الاشتراک فی الاعتقاد او القول او الفعل یعنی یہ ضرور نہین کہ خاص قولاً ہی اونکا اتفاق متحقق ہو بلکہ اعتقاد
یا قول یا فعل کسی ایک امر مین بھی موافقت یا مشارکت معلوم ہوجاویگی تو وہ اجماع ہی شمار ہوگا اور اس اجماع و اتفاق
کو نواب صاحب مکرر واجب التسلیم ارشاد فرماتے ہین۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ انصاف مین فرماتے ہین
فان اتفق جمہور الخلفاء والفقہاء علی شئی فہو المتبع علی ہذا عقد الجید وغیرہ مین بسط کے ساتھ اتباع سلف کو واجب
فرماتے ہین بلکہ آئمہ اربعہ کے اقوال مین حق کو منحصر اور اونکے اتباع کا امر اور انکے خلاف کا انکار فرماتے ہین پھر
جائے حیرت ہے کہ ہمارے مجیب ایسے امر کا کہ جو مستمر از زمانہ نبوت و خلافت مین معمول بہا رہا ہو اور مجتہدین امت
اوسپر متفق ہون کیونکر ایسی بیباکی سے انکار فرماتے ہین اور صحرا مین اقامت جمعہ کی اجازت دیتے ہین باقی یہ فرمانا
کہ ائمہ کا اتفاق کسی مسئلہ پر بلا سند شرعی حجت نہین اول تو غلط ہے کیونکہ اتفاق ائمہ کے ثبوت کے بعد امر متفق علیہ
کا اتباع ضروری ہے اوس اجماع کی سند اور اوسکا منشاء ہمکو معلوم ہو یا نہ ہو اور اونکو رہنے دیجئے وہی نواب صاحب
اوسی رسالہ مین فرماتے ہین قال ابو الحسن السہیلی اذا اجمعوا علی حکم ولم یعلم انہ اجمعوا علیہ من دلالۃ آیۃ او قیاس
او غیرہ فانہ یجب المصیر الیہ لانہم لا یجمعون الا عن دلالۃ ولا یجب معرفتہا یعنی بعد اجماع ائمہ کے اگرچہ اوسکا مبنی اور
سند ہمکو معلوم نہ ہو اوسکا اتباع ضروری ہے اور اوسکے منشاء کا معلوم ہونا ضروری نہین دوسرے ہمارے مجیب
امور بدیہیہ کا انکار فرمانے لگین تو اسکا کیا علاج دیکھئے اوثق العری مین صاف موجود ہے اور ہم بھی مکرر عرض
کرچکے ہین کہ عرفات مین آپکا جمعہ کی جگہ ظہر پڑھنا اور تمام زمانہ نبوت مین صحرا مین کبھی جمعہ کو قایم نفرمانا اور ارشاد حضرت
علی اور حضرت عثمان یا علی تدا اقامت جمعہ فی الصحراء سے منع فرمارہا ہے بلکہ حدیث مرفوع مین اہل بدو کا استثناء
موجود ہے جسکو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بوجہ تعدد طرق قابل اعتبار فرماتے ہین اور یہ بھی یاد رہے کہ سند
اجماع کے لئے حدیث ضعیف بھی کافی ہوتی ہے بلکہ نواب صاحب کے کلام مین صاف مذکور ہوچکا ہے کہ سند
اجماع کے لئے قیاس بھی کافی ہے ہم نہایت متعجب ہین کہ ایسے امور بدیہیہ مسلمہ کے انکار پر مجیب کو کیونکر جرأت
ہوتی ہے اور ایسے خرافات کے اعتماد پر امور اجماعیہ اور متفق علیہ حضرات سلف کے ترک و خلاف کو کس زبان
اور قلم سے حق کہا جاتا ہے اللہ اکبر ہمارے مجیب کے اجتہاد مین یہانتک ترقی ہوئی کہ متفق علیہ ائمہ اور مجمع علیہ اکابر
سلف کے مقابلہ مین فقط لانسلم سے کام لیا جاتا ہے بلکہ اقوال صحابہ اور تعامل دائمی حضرت سید المرسلین خاتم
النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیطرف بھی ادنی التفات نہین کیا جاتا جسکو دیکھکر عارف کے قول کی تصدیق ہوتی ہے

توکہ قصد دین کنی با اجتہاد ۔ دیو بانگت می زند اندر نہاد

اکابر امت اور سلف صالحین کی عظمت شان حقیقت مین وہی جان سکتا ہے جسکو اونکے کمالات مین سے کچھہ حصہ نصیب ہوا ہو ظاہر پرست سطحی بھی اونکے کمالات کو سمجھہ لے تو میری ناقص رائے مین یہ امر اون اکابر کے علو شان کے مخالف ہے ابوداؤد مین جو حضرت عمر بن عبد العزیز کا خط منقول ہے اوسمین یہ عبارت بھی موجود ہے فارض لنفسک ما رضی بہ القوم لانفسہم فانہم علی علم وقفوا وببصر نافذ کفوا ولہم علی کشف الامور کانوا اقوی وبفضل ما کانوا فیہ اولی فان کان الہدی ما انتم علیہ لقد سبقتموہم الیہ ولئن قلتم انما حدث بعدہم ما احدثہ الا من اتبع غیر سبیلہم ورغب بنفسہ عنہم فانہم ہم السابقون فقد تکلموا فیہ بما یکفی ووصفوا منہ ما یشفی فما دونہم من مقصر وما فوقہم من محسر وقد قصر قوم دونہم فجفوا وطمح عنہم اقوام فغلوا وانہم بین ذالک لعلی ہدی مستقیم - مگر ہمارے مجیب جب اقوال حضرت سید المرسلین اور علماء امت خلفائے راشدین اور متفق علیہ ائمہ دین کے انکار کی بھی کچھہ پروا نہین کرتے تو عمر بن عبد العزیز کے ارشاد کی اونکے دل مین کیا وقعت ہو سکتی ہے اگر مجھسے پوچھئے تو تمام فرق مبتدعہ کی گمراہی کا بڑا سبب یہی خود رائے اور قلت عظمت اور عدم اتباع حضرات اکابر رہا ہے باقی یہ امر مکرر معلوم ہو چکا ہے کہ احادیث قولی وفعلی وآثار صحابہ واجماع ائمہ دین سے یہ امر ثابت ہے کہ صحرا محل اقامت جمعہ نہین تو اب مجیب کا اس پر بھی یہ کہنا کہ کہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صحرا کو نماز جمعہ سے مستثنی کیا ہے اس بات پر شاہد ہے کہ کیسا ہی ہاتہہ تہک جائے تو تہک جائے مگر کہنے والے کی زبان نہین تہک سکتی - اسکے بعد اوثق العری مین آیۃ کریمہ ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون کو اس امر کی نظیر مین پیش فرمایا ہے کہ حسب تصریحات مفسرین جیسے آیۃ مذکورہ مین الذین کفروا سے تمام کفار مراد نہین بلکہ ابوجہل اور ابولہب وغیرہما کفار معین مراد ہین ایسے ہی الذین امنوا سے جو آیۃ جمعہ مین موجود ہے تمام مومنین مراد نہین بلکہ خاص اہل امصار وغیرہ جو اقامت جمعہ کے مکلف ہین مراد ہین اہل قری اہل براری وغیرہ پہلے ہی سے عموم آیۃ مین مثل عموم آیۃ سابقہ داخل نہین کہ کسی کو تخصیص کی ضرورت اور استثناء کی حاجت پڑے اسکے جواب مین مجیب بنارسی نے تو اتنا ہی فرمایا ہے کہ اسکا جواب پہلے بہت بسط کے ساتھ گذر چکا ہے سو اوسکے جواب مین ہم بھی یہی عرض کرتے ہین کہ ہم کئی درجہ زائد بہت بسط کے ساتھ مجیب کے تمام امور کا جواب اوسی موقع پر عرض کر آئے ہین ملاحظہ فرما لیجئے اور مجیب ابوالمکارم فرماتے ہین کہ یہ تقریر من قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ قبل نزول آیۃ نہ جمعہ کا فرض ہونا ثابت ہے اور نہ یہ ثابت ہے کہ فلان جگہ کے لوگون پر جمعہ فرض ہے اور فلان جگہ کے لوگون پر جمعہ فرض نہین ہے اسکے علاوہ وہ تقریر صحیح نہین جسکے بیان مین طوالت ہے اور یہ مقام اوسکا متحمل نہین آیندہ موقع ملیگا تو عرض کرونگا انشاء اللہ تعالے انتہے سمجھنے والے تو سمجھہ گئے ہونگے کہ تقریر مذکورہ اوثق العری کے جواب مین ہمارے مجیب نے بالکل پہلو تہی فرمائی - اس سے تو بہتر تہا کہ جیسے بہت سے امور مذکورہ اوثق العری کے جواب مین سکوت کیا ہے ایسے ہی اس امر کو بھی

جواب مجیب بنارسی و ابوالمکارم

بالکل قلم انداز فرماتے ذکر ہی نکرتے - بہلا کوئی پوچہے کہ مجیب نے کُل پانچ ورق کا تو رسالہ تحریر فرمایا ہے اور اس خوبی پر یہ ارشاد ہوتا ہے کہ بیان مین طوالت ہے اور یہ مقام اوسکا متحمل نہین اور معلوم نہین ہمارے مجیب اس سے بہتر دوسرا موقع کونسا خیال کئے ہوئے ہین جسکا وعدہ فرمایا جاتا ہے شعر -

ہمکو معلوم ہے وعدہ کی حقیقت اونکے
دل کے خوش رکہنے کو لیکن یہ خیال اچہا ہے

ایسے وعدون کے ایفاء کا منتظر رہنا تو محض طول امل ہے ہان سردست جو مجیب نے تحریر فرمایا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ قبل نزول آیۃ نہ فرضیت جمعہ ثابت نہ یہ ثابت کہ خاص فلان موقع مین جمعہ فرض ہے مگر مجیب کے دونون جملون مین سے ایک جملہ مین بہی بوئے صداقت نہین دیکہہ لیجئے روایات حدیث اور ارشاد مفسرین اور اقوال اہل سیر اور تصریحات محدثین اور خود مجیب کے معتقد علیہم کے مسلمات سے یہ امر شروع رسالہ مین محقق ہو چکا ہے کہ نزول آیۃ کا فرضیت جمعہ کے بہت بعد ہوا ہے اور مجیب صاحبون نے تو ہم بے دلیل اور تخیل خلاف بداہتہ کے سوا ایک دلیل بہی ایسی نہین بیان فرمائی جس سے فرضیت جمعہ بعد نزول آیۃ ثابت ہوتی ہو علاوہ ازین فرضیت کا آپ انکار فرمایئن مگر اقامت جمعہ تو بالیقین قبل نزول آیۃ آپکو بہی ماننی پڑیگی بلکہ آپ نے من حیث لا یحتسب صفحہ اکتالیس پر اقرار بہی کر لیا ہے جسکی بحث بالتفصیل گذر چکی ہے اور اہل فہم جانتے ہین کہ ہمارے مدعی کے لئے غایۃ ما فی الامر اقامت جمعہ قبل نزول آیۃ کی حاجت ہے فرضیت جمعہ کی کوئی خصوصیت نہین کیونکہ نزول آیۃ سے پہلے جب ہر جمعہ پڑہا جاتا تہا خواہ بطور فرضیت اور خواہ بطور تنفل تو حضرات صحابہ کرام کو سبہی شہر اور مواقع نزول آیۃ سے پہلے سب معلوم ہو چکے تہے اب دوسرا جملہ لیجئے جس مین مجیب فرماتے ہین کہ یہ بہی ثابت نہین کہ فلان موقع مین جمعہ فرض ہے اور فلان جگہ فرض نہین یہ بہی مثل جملہ سابق بالکل بے اصل اور خلاف واقع ہے دیکہہ لیجئے یہ امر محقق ہے کہ آپ نے قبل ہجرت خاص اہل مدینہ کو اقامت جمعہ کا امر فرمایا اہل قبا و دیگر اہل عوالی وغیرہ کسی کو نہین فرمایا بوقت ہجرت قبا مین قیام فرمایا اور مکرر جمعے آپکو وہان پیش آئے مگر آپ نے نہ خود نماز جمعہ ادا فرمائی نہ اہل قبا کو امر فرمایا اور مدینہ طیبہ مین داخل ہوتے ہی نماز جمعہ قایم فرمائی اور آپکے زمانہ مین کبہی کسی موضع مین عوالی کے اندر کسی نے جمعہ نہین پڑہا جسکو پڑہنا ہوتا تہا بطریق تناوب مدینہ طیبہ مین حاضر ہو کر پڑہ جاتے تہے - جب آپکے اس چند سالہ تعامل سے حضرات صحابہ قیود و مواقع جمعہ کو معلوم کر چکے تہے اور عدم اقامت جمعہ فی القری کو خوب مشاہدہ فرما چکے تہے اوسکے بعد آیۃ جمعہ نازل ہوئی اسپر بہی ہمارے مجیب کا یہ فرمانا کہ تخصیص مواقع جمعہ کا ثبوت ہی نہین انصاف سے فرمایئے کہ شوخ چشمی ہے یا نہین اور ان سب امور مسلمہ بدیہیہ سے تہوڑی دیر کے لئے قطع نظر کر کے ہم اپنے مجیب شوخ چشم سے دریافت کرتے ہین کہ آیۃ ان الذین کفروا سواء علیہم الخ جسکو اوثق العری مین نظیر کے لئے

پیش فرمایا ہے اوسمین توآپ کوبھی گنجایش ردّوکدنہین تواب مجیب بتلائین کہ اون کفارکے تعیین کاکیا ثبوت ہے چاہئے توبیہ کہ ہمارے مجیب تعین مذکورکو قبل نزول آیۃ ثابت فرماوین مگرخیرہم زیادہ تنگی نہین کرتے بعدنزول آیۃ ہی کسی دلیل سے اونکی تعیین ثابت فرمادیوین کہ وہ کون کون ہین سب پرروشن ہے کہ اونکی تفصیل کسیکومعلوم نہین تواب یہی کہنا ہوگا کہ آیۃ ان الذین کفروا مین وہ تعین مراد ہے جوبوجہ علم وارادہ جناب باری عزاسمہ روزازل مین ہوچکاتہا پہرجب یہ تعین ازلی جمیع کفارکے دخول کوعموم آیۃ مذکورہ مین مانع ہے تو وہ تعین خارجی جسکوتمام اصحاب کرام عرصہ درازسے برابرمشاہدہ کرتے چلے آتے تہے اگراہل قری وغیرہ کوعموم یاایہا الذین امنوا وغیرہ روایات مین داخل ہونے سے مانع ہوتوفرمایئے کہ اسمین تردد کی کیابات ہے۔ اب ناظرین کی خدمت مین التماس ہے کہ مفتیان اہل حدیث نے جوقصہ جواثا کواپنا مستدل بنایاتہا اورعموم آیۃ اورعموم احادیث سے جواستدلالات پیش کئے تہے اونکی اسکی کیفیت توپوری تفصیل کے ساتہ معلوم ہوچکی الحمدللہ لیکن بنی سالم مین جوآپنے اول جمعہ پڑہاتہا اوراوس سے بعض علمانے اقامت جمعہ فی القری کوثابت کیاہے اوسکاجواب باقی ہے سوہرچند مفتیان مذکورین نے اوسکو اپنے استدلال مین پیش نہین کیامگرمزید اطمینان اوراتمام حجت کی غرض سے تبرعاً اوثق العری مین اوسکے بہی دوجواب تحریرفرمائے تہے اول جواب کاخلاصہ یہ ہے کہ ہرچند حضرت سیدالانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدت قیام قبامین اختلاف ہے کہ کتنے روزہوا مگردرصورت اختلاف روایۃ بخاری کوبوجہ ازدیادقوت وصحت تسلیم کرناپڑیگا اور دیگرروایات کواوسکے مقابلہ مین حسب قاعدہ مسلمہ مرجوح ومتروک کیاجائیگا اوربخاری کی ایک روایت مین بضع عشرہ اور دوسری روایت مین اربع عشرہ لیلۃ مصرح موجودہے چنانچہ شروع مین اسکاذکرآچکاہے۔ جب یہ باتین معلوم ہوچکی تواب سنیئے بنی سالم مین آپکاجمعہ پڑہناجب صحیح ہوگاکہ آپکاقیام قبامین فقط چارروزماناجائے جیساکہ اہل سیرنے بہی ذکر فرمایاہے مگریہ بات اصح الکتب بخاری کی روایات کے بالکل مخالف ہے اوربخاری کی روایت کے موافق آپکابنی سالم مین جمعہ پڑہناکسیطرح درست نہین ہوسکتاکیونکہ جب آپ پیرکے روزقبامین تشریف لائے جوکہ روایت مین موجود اورجمہورعلماکے نزدیک مسلم ہے اورچودہ روزکے قیام کے بعدپندرہوین روزپیرہی کومدینہ طیبہ مین داخل ہوئے پہرراہ مین بنی سالم کے اندرجمعہ پڑہنے کی کیاصورت ہے تواب معلوم ہوگیاکہ بنی سالم مین جمعہ پڑہناچونکہ بخاری کی روایت کے صریح مخالف اوربخاری کے مقابلہ مین قابل ترک ہے اسلئے اوس سے ہمپراستدلال قایم کرناکیونکرقابل قبول ہوسکتاہے انتہے۔ اسکے جواب مین مجیب ابوالمکارم نے توخاموشی اورسکوت محض سے کام لیاہے البتہ محدث بنارسی نے لفظ جواب بقلم جلی لکہکرپانچ سات سطرین تحریرفرمائی ہین جنکی عبارت قاصراورمعنی مختل ہین خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ جملہ اہل سیرکااسپراتفاق ہے کہ آپنے جمعہ بنی سالم مین پڑہاتواسلئے اسکوتسلیم کیاجاویگا اورروایت اربع عشرۃ یوماًاسکی مخالف ہے اوسکوماؤل کہناپڑیگاالبتہ روایت بخاری بضع عشرۃ جوکہ قول اہل سیرکے مطابق ہے اوراوسکی وجہ سے تمام روایات

تقریر دلیل ثانی

جواب محدث بنارسی

مین مطابقت ہوسکتی ہے اوسکو مانا جائیگا اور کہا جائیگا کہ دوشنبہ کے روز آپ قبا مین تشریف لائے اور بارہوین روز بو بضع عشرۃ کا مصداق ہے اور وہ روز جمعہ ہوتا ہے آپ قبا سے مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے اور اوسی روز راہ مین بنی سالم کے اندر آپ نے جمعہ ادا فرمایا - مگر ہم حیران ہین کہ یہ تاویل عجیب وجدید مصداق ایجاد بندہ جو ہمارے مجیب نے اپنے قوت خیالیہ سے گہڑی ہے اگر اسکو بجنسہ حسب ارشاد مجیب ہم تسلیم بھی کرلین تو اوثق العری کے ثبوت مدعی مین کیا نقصان آجائیگا غایۃ مافی الباب اتنا فرق ہوگا کہ چودہ روز کے قیام مین قبا مین جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دو جمعہ واقع ہوتے تھے اور اب بارہ روز کے قیام مین قبا مین آپکو ایک جمعہ واقع ہوگا مگر سب جانتے ہین کہ ہمارے اثبات مدعی کے لئے اور مجیب کے الزام کیواسطے دو اور ایک دونون برابر ہین خیر یہ امر تو خوب روشن ہے کہ مجیب بنارسی کو اس کوہ کندن سے اتنا نفع بھی متصور نہین جسکو کاہ برآوردن ہی کہکر دل کو تسلی دے لیجائے اسوجہ سے اونکی جوابدہی کی طرف متوجہ ہونا بھی فضول معلوم ہوتا ہے مگر بہ نظر مزید تحقیق واطمینان اول تو یہ عرض ہے کہ مجیب کی یہ تطبیق مخترعہ بشرط فہم ہرگز قابل قبول نہین ہوسکتی اہل فہم بالبداہتہ سمجھتے ہین کہ اسکا نام تطبیق رکھنا اور یہ کہنا کہ ہمنے بخاری کی روایت کو ترجیح دی اور اوسکو معتبر رکھا بالکل افترا اور دہوکہ دہی ہے مجیب کی تقریر کا مطلب تو یہ ہے کہ بخاری اصح الکتب کی ہر دو روایت یعنی بضع عشرۃ اور اربع عشرۃ بلکہ اہل سیر کا یہ ارشاد کہ آپنے چار روز قیام فرمایا یہ سب تو غلط ہین اور صحیح یہ ہے کہ آپنے بارہ روز قیام فرمایا تاکہ اوسکے حساب سے اقامت جمعہ بنی سالم مین درست اور قابل قبول ہوجاوے جس سے یہ امر محقق ہوگیا کہ ہمارے مجیب نے اتنی بات مین تو قول مشہور اہل سیر کی بیشک موافقت کی کہ قبا سے بروز جمعہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لیگئے اور بنی سالم کے اندر جمعہ پڑہا مگر مدت قیام قبا جس مین نزاع تہا اوسمین ہمارے مجیب نے نہ اصح الکتب کے خلاف کی پروا کی نہ اہل سیر کے اشہر الاقوال کا کچہہ خیال فرمایا اہل فہم وانصاف کے نزدیک تو یہ میری عرض ایک امر بدیہی ہے مگر بعض ابنائے روزگار کے خیال سے ہم اور بھی تفصیل کئے دیتے ہین دیکہہ لیجئے بخاری کے اربع عشرۃ یوما کی روایت کا ہمارے مجیب بدینوجہ انکار فرما رہے ہین کہ اس صورت مین بنی سالم مین جمعہ کا ہونا جو متفق علیہ اہل سیر ہے غلط ہوا جاتا ہے اور جمہور اہل سیر جو مدت قیام قبا چار روز فرماتے ہین اوسکے مخالف اور منکر ہونے مین بھی کوئی خفا نہین البتہ بخاری کی دوسری روایت کو جسمین بضع عشرۃ موجود ہے اوسکو معتبر اور قول اہل سیر کے بظاہر موافق فرماتے ہین مگر ہمارے مجیب کی یہ بالکل خام خیالی یا حیلہ سازی ہے سب جانتے ہین کہ بضع عشر جو لفظ مبہم ہے اوسکا مصداق تو بیشک بارہ اور چودہ دونون ہوسکتے ہین مگر بخاری اصح الکتب کی دوسری روایت مین اربع عشر مصرح موجود ہے اور مبہم ہمیشہ امر مفصل کے تابع اور اوسکے مطابق ہوتا ہے اسلئے حسب قاعدہ بلحاظ روایت بخاری بضع عشر کے معنی چودہ روز کے لینے پڑینگے - یہ امر واضح ہے کہ بضع عشر کو بارہ روز پر محمول کرنیکے لئے مجیب کے

پاس کوئی حجت نہین بجز اسکے کہ قول اہل سیر یعنی آپکا بنی سالم مین جمعہ پڑہنا درست ہوجائے جس سے صاف
معلوم ہوگیا کہ ہمارے مجیب اہل سیر کے قول کی وجہ سے روایت بخاری کو جو صحیح مسلم وغیرہ مین بھی موجود ہے
ترک فرماتے ہین حالانکہ اسی قول کے شروع مین مجیب ہمارے بھی ترجیح روایت بخاری کو تسلیم کرچکے ہین پہر اس تہافت
صریح کی وجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ بالجملہ ہمارے محدث مجیب جو چاہین سو فرماوین مگر اونکا مدعی صاف
یہ ہے کہ حدیث متفق بخاری و مسلم وغیرہ کو بمقابلہ روایت مسلمہ اہل سیر متروک و مرجوح فرماتے ہین جو خود اونکی تسلیم کے
بھی مخالف ہے اور حسب قاعدہ بھی قابل قبول نہین اور پہر اسپر طرہ یہ ہے کہ جمہور اہل سیر مدت قیام قبا کل چار روز
بیان فرماتے ہین تو اب مجیب کا بارہ روز کے قیام کو صحیح بتلانا معلوم ہوگیا کہ محض اونکی تک بندی ہے اہل سیر کہ جنکی
آڑ مین روایت اصح الکتب کا انکار کیا جاتا تہا وہ بھی اس قول سے بری ہین اسقدر کتر بیونت سے تو بہتر تہا کہ ہمارے
مجیب قول اہل سیر کو صاف طرح سے تسلیم فرما لیتے اور بخاری مسلم وغیرہ کی روایات کو متروک کہدیتے چنانچہ بعض صاحبون
نے ایسا کیا بھی ہے اس صورت مین صرف یہی خرابی ہوتی کہ روایات صحیحہ متفق علیہا پر قول اہل سیر کو ترجیح دینی ہوگی
مگر اہل سیر کی تو پوری موافقت رہتی آدہا تیتر آدہا بٹیر تو کرنا نہ پڑتا یہ تو نہوتا کہ بضع عشرہ لیلۃ کے معنی بے دلیل بلکہ خلاف
دلیل قوی محض اپنے خیال سے بارہ روز کے لیئے جاوین اور فقط دربارہ اقامت جمعہ فی بنی سالم اہل سیر کا اتباع
کیا جاوے اور دربارۂ مدت اقامت روایات بخاری مسلم وغیرہ اور قول اہل سیر سبکا خلاف کرکے روایۃ بضع عشرہ
لیلۃ کی بہانے بخاری کے ذمہ مفت کا احسان رکہدیا جاوے ایسی بیہودہ نام کی تطبیق و موافقت سے تو تعارض
و اختلاف بدرجہا افضل ہے سچ ہے ہرچہ گیرد علتی علت شود نواب صاحب اور قاضی صاحب وغیرہ کے ارشادات کو
ملاحظہ فرما لیجیے کہ کسی نے بھی بضع عشرۃ لیلۃ کی اسطرح مٹی خراب نہین کی غالباً وہ حضرات بھی اس تطبیق نو ایجاد کو
سنتے تو ہمسے زیادہ منقبض ہوتے اور پہر لطف یہ ہے کہ اسقدر کاٹ تراش کے بعد بھی استدلالی بیان فرمودہ
اوثق العری بحالہ مستحکم ہے اصل استدلال مین ایجادات مجیب سے کوئی نقصان نہین آیا جسکو ہم ابھی عرض کر آئے
ہین خیر ہمارے مجیب کی تحقیق اور تطبیق کی حقیقت تو خوب واضح ہوگئی کہ بے اصل ہونیکے علاوہ بے سود بھی ہے
مگر ہمارے مفید مطلب یہ امر اونکی تقریر سے ثابت ہوگیا کہ ہمارے مجیب اتفاق اہل سیر کے اعتماد پر صحیحین کی روایات
تلک کو متروک و مرجوح فرمانیکو کمربستہ ہین مگر جیسا اتفاق اہل سیر جمعہ بنی سالم کے بارہ مین موجود ہے ویسا ہی اتفاق
اہل سیر اسبارہ مین محقق ہے کہ فرضیت جمعہ اور اقامت جمعہ مدینہ طیبہ مین بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت
سے پہلے ہوچکی تہی بلکہ امر ثانی مین اتنی زیادتی اور بھی ہے کہ اوسکی بابت روایات متعددہ مسلمہ محدثین و اہل سیر بھی
موجود ہین اور بخاری تو درکنار کوئی روایۃ بھی اوسکے مخالف اسوقت تلک ہمارے مجیب پیش نہین کرسکے پہر کیا وجہ ہے
کہ مجیب صاحبون کو بلا وجہ ایسے امر مقبولہ اہل سیر و مطابق جملہ روایات سکے تسلیم کرنے مین تو انکار ہے اور اپنے مطلب

کے وقت اونہیں اہل سیر کے اعتماد پر روایات صحیحین کو بھی متروک کیا جاتا ہے چنانچہ اسکی بحث رسالہ مین گذر چکی ہے مجیب صاحبون کے ذمہ لازم ہے کہ اس شوراشوری اور اوس بے تکی کا سبب مطابق فہم وقبول اہل انصاف بیان فرماوین بینوا وتوجروا اسکے بعد اہل علم وفہم کی خدمت مین انصاف کی توقع پر اسقدر اور عرض ہے کہ مدت قیام قبا مین اختلاف روایات تو مسلم اب اوسکی تصفیہ کی صورت حسب قرارداد علماء یا ترجیح ہے یا تطبیق اوثق العری مین طریقہ ترجیح مذکور فرمایا ہے کما مر اور یہی طریقہ بنظر انصاف اظہر واسہل ہے یعنی اوس ایت کو جو اصح الکتب اور مسلم وابوداؤد مین محقق ہے دربارہ مدت قیام قبا اور روایتون پر کہ جنکو اہل سیر وغیرہ نے نقل کیا ہے اور جو روایات کسیطرح بخاری وغیرہ کی روایۃ کے مساوی نہین ہوسکتین ترجیح دی ہے جس ترجیح مین کسیکو گنجایش انکار نہین ہوسکتی چنانچہ ہمارے مجیب کو بھی بلا توریہ صاف لفظون مین ترجیح مذکورہ اوثق العری کا اقرار کرنا پڑا یہ جدی بات ہے کہ اونہون نے بضعہ عشر کی روایۃ کے وہی اور بے اصل معنی معین فرما کر اوثق العری کے ارشاد کا ایسا جواب دیا کہ اوثق العری کے مدعی مین جس کے تسلیم کرنے سے بھی کوئی نقصان نہین آسکتا جسکی تفصیل ابھی عرض کر آیا ہون بالجملہ طریقہ ترجیح تو حسب قواعد مقررہ اہلحدیث طریقہ مذکورہ اوثق العری کے سوا قابل قبول اور کچھ ہو نہین سکتا اب رہی صورت تطبیق تو ہم خود عرض کرتے ہین کہ تطبیق اور توافق بین الاحادیث بیشک احق بالقبول اور اولی بالتسلیم ہے اسلئے جو صاحب روایات مختلفہ متعلقہ قیام قبا مین حسب قواعد مسلمہ صورت توفیق بیان فرماوین ہم ممنونیۃ کے ساتھ منظور کرنیکو حاضر ہین مگر خدا کے لئے ایسی توفیق ہو جیسی محدث بنارسی نے بیان فرمائی ہے جسکی تفصیلی کیفیت ابھی عرض کر آیا ہون کہ بخاری مسلم ابوداؤد کی مصرح روایات کو تو پس پشت ڈالا اور ایک روایۃ مبہمہ کے معنی خیالی خلاف تصریحات صحاح اور جمہور اہل سیر معین فرما کر فقط ایک جزو مین اہل سیر کی موافقت کر کے فرما دیا سب روایتون مین اتفاق ہوسکتا ہے کوئی اختلاف نہین رہتا سبحان اللہ گربہ موشی بخواب اندر شتر شد اس چھوٹے اور مخالف قواعد اہل علم کی توفیق کو بمقابلہ ترجیح مذکورہ اوثق العری وہی پسند کرسکتا ہے کہ جو کانونسے بہرہ یا عقل سے بے بہرہ ہو اور ہمسے پوچھے تو تطبیق کی عمدہ صورت یہ ہے کہ بعض روایات بخاری مین بجائے اربع عشرۃ لیلۃ کے اربعا وعشرین لیلۃ موجود ہے چنانچہ بخاری مطبوعہ احمدی اور مطبوعہ بمبئی کے متن مین بھی النسخہ داخل ہے اور فتح الباری کے متن مین بھی یہی نسخہ ماخوذ ہے اور اسی النسخہ کی نسبت علامہ عینی اور علامہ ابن حجر اپنی شروح مین فرماتے ہین و فی روایۃ المستملی والحموی اربعا وعشرین لیلۃ اھ علامہ قسطلانی فرماتے ہین ولابوی ذر والوقت وابن عساکر فی نسخۃ اربعا وعشرین دوسری بات قابل گذارش یہ ہے کہ اکثر علما کا مذہب تو یہ ہے کہ عدد اقل مین عدد اکثر کی نفی ماخوذ نہین ہوتی بلکہ عدد اقل عدد اکثر کے ثبوت ونفی دونون سے ساکت ہوتا ہے یعنی اگر کوئی کہے کہ چار آدمی آئے

تو اسمین جیسے چار سے زاید کا ثبوت نہین ایسے ہی نفی بھی نہین یہ بات دوسری ہے کہ بقرینہ حال یا مقام یا محاورہ و استعمال وغیرہ زاید کی نفی مراد لیجاوے اور بعض علما ہر ایک عدد مین اوس سے زاید کی نفی معتبر فرماتے ہین مگر اونکا یہ مطلب نہین ہے کہ ہر عدد سے زاید کی نفی بطریق تصریح و تخصیص ثابت ہوتی ہے بلکہ اونکا مدعی یہ ہے کہ عدد سے اوس سے زاید کی نفی بطریق ظاہر و متبادر مفہوم ہوتی ہے جسکا ثمرہ یہ نکلیگا کہ کسی عدد کیوجہ سے اوس سے زاید کی نفی کرلی تو صحیح ہوجائیگی لیکن اگر دوسری دلیل سے عدد مذکور پر زیادتی صراحۃً ثابت ہوگی تو بلا تامل وہ زیادتی بوجہ تصریح کے احق بالقبول سمجھی جائیگی اور نفی زیادہ جو عدد اقل سے بطور متبادر مفہوم ہوتی تھی مرجوح اور متروک مانی جائیگی اہل علم غالباً اس عرض کے تسلیم فرمانے مین تامل نکرینگے اور زیادہ تفصیل کی اونکو حاجت الحاصل ہر دو فریق کے نزدیک یہ قاعدہ مسلم ہے کہ امر واحد مین جب عدد اقل اور عدد اکثر جمع ہونگے تو بوجہ عدد اکثر عدد اقل پر زیادتی کرلی جائیگی اور بلا نکیر یہ زیادتی معتبر ہوگی یہ نہوگا کہ بوجہ عدد اقل عدد اکثر کی زیادتی کا انکار کردیا جاوے فرق اگر ہے تو اتنا کہ فریق اول عددین مذکورین مین کسی قسم کا تقابل و تخالف ہی نہین بتلاتے جسکی وجہ سے ترجیح کی بھی ضرورت ہو اور فریق ثانی کے نزدیک چونکہ ایک قسم کا تخالف عددین مذکورین مین مسلم ہے تو اونکو البتہ ترجیح کی ضرورت ہوگی اور اوس زیادت کو جو عدد اکثر سے بالتنصیص ثابت ہوتی ہے اوس نفی زیادت پر جو کہ عدد اقل سے بطریق تبادر مفہوم ہوتی ہے ترجیح دینگے لیکن صورت مذکورہ مین تسلیم و قبول زیادت کا کوئی فریق منکر نہین امام نووی رحمہ اللہ باب فضل صلوۃ جماعۃ مین ارشاد فرماتے ہین لا منافات بینہما فذکر القلیل لا ینفی الکثیر و مفہوم العدد باطل عند جمہور الاصولیین حافظ ابن حجر اوسی موقع پر فرماتے ہین ان ذکر القلیل لا ینفی الکثیر وہذا قول من لا یعتبر مفہوم العدد الخ علامہ عینی اور حافظ ابن حجر ارشاد حضرت عمرؓ وافقت ربی فی ثلث کی شرح مین تحریر فرماتے ہین ولیس فی تخصیصہ العدد بالثلاث ما ینفی الزیادۃ علیہا لانہ حصلت لہ الموافقۃ فی اشیاء غیر ہذہ الخ ہمارے مجیب کو امیر المومنین عون الباری مین اسی موقع پر فرماتے ہین ولیس فی تخصیصہ العدد بالثلاث ما ینفی الزیادہ فقد روی عنہ موافقات بلغت الخمسۃ عشر اھ اوسکی نظائر احادیث صحاح اور کلام علما اور خود قاضی صاحب اور نواب صاحب کے ارشادات مین اس کثرت سے موجود ہین کہ متعصب بیباک بھی اونکا انکار نہین کرسکتا جب بحمد اللہ یہ دونون باتین معلوم ہوچکین تو اب روایات مذکورہ مین وجہ توفیق ظاہر ہے کیونکہ حسب معروضات سابقہ جب یہ امر واضح ہوگیا کہ عدد اقل اور عدد اکثر مین یا تو اصلا تخالف ہی نہین یا ہے تو وہ تخالف سرسری ظاہری ایسا ہے کہ تصریح زیادۃ کے ہوتے ہوئے وہ ساقط الاعتبار ہے اور مطابقت کے لئے مانع نہین ہوسکتا تو اب چوبیس روز کے قیام کی تصریح کے مقابلہ مین جو بخاری کی روایۃ مین موجود ہے روایۃ بضع عشر یا اربع عشر جنکا مدعی واحد ہے اور روایۃ اربع جو اہل سیر کے نزدیک مقبول ہے دربارۂ نفی زیادت ہرگز معتبر ہونگی اور نہ روایات مذکورہ روایۃ اربعۃ وعشرین کی حقیقۃ مین معارض ہونگے اور اسیطرح پر چار اور چودہ مین بھی

کچھ مخالفت باقی نہ رہیگی بلکہ جملہ روایات معتبرہ مقبولہ دربارہ قیام قبا حسب قاعدہ مذکورہ مسلمہ علما باہم موافق اور احق بالقبول ہونگے اور کسی روایت صحیحہ کے مسترد اور انکار کرنیکی ضرورت نہوگی اور اسکے علاوہ قبا سے آپ کا جمعہ کے روز مدینہ منورہ کو تشریف لیجانا جسکو ہمارے مجیب امر متفقہ اہل سیر فرمارہے ہین اور جسکی بناپر خلاف قاعدہ اہل علم اصح الکتب کی روایت تلک کو مردود کرنیکو آمادہ ہین بلا تکلف ایسا درست اور واجب التسلیم ہوجائیگا کہ کسی روایۃ صحیحہ معتبرہ کی اصلا مخالف ہی نہ رہیگا کیونکہ حضرت فخر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو قبا مین رونق افروز ہوئے اور اوس کے بعد چوبیس روز یعنی پنجشنبہ تلک قیام فرماکر جمعہ کو بجانب مدینہ منورہ روانہ ہوگئے وباللہ التوفیق البتہ ہمارے مجیب کو یہ صدمہ ضرور ہوگا کہ بجائے دو جمعہ اب تین جمعہ آپ کو قبا مین واقع ہوئے ہمارے عرض کرنیکی ضرورت نہین اہل فہم خود توفیق معروضہ احقر اور توفیق مذکورہ مجیب مین موازنہ فرمالیوین اور اسپر بھی اگر ہمارے مجیب بمقتضائے ظاہر پرستی تعصب ہی سے کام لین اور اپنے بے اصل توہم کے سامنے کسی کی نہ سنین اور یہ فرماوین کہ عدد اقل و عدد اکثر فی الحقیقۃ باہم متعارض ہوتے ہین تو یہ خوب یاد رکھین کہ اس صورت مین اول تو حسب ارشاد اوثق العری صحیحین وغیرہ کی روایۃ کے مقابلہ مین کسی دوسری روایت کی شنوائی نہوگی اور آپکی تک بندی کو تو کون سنتا ہے دوسرے یہ امر بھی مسلمات علما مین ہے کہ جب مثبت و نافی مین تعارض ہوتا ہے تو مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے بالجملہ ہمارے مجیب تعارض و تطبیق جونسا طریقہ چاہین اختیار فرماوین ہر طرح مدعائے اوثق العری احق بالقبول ہوگا بلکہ ان سب امور سے قطع نظر کرکے اگر مجیب کی ایجاد سرتاپا فساد یعنی بارہ روز کے قیام کو بھی تسلیم کیا جاوے تو بھی استدلال بیان فرمودہ اوثق العری بجنسہ قائم اور صحیح ہے کما مر سابقا اور مجیب کی خوش فہمی اور علم و اجتہاد کی حقیقت براون مین واضح ہوگئی اگر مثل علامہ ابو المکارم سکوت ہی پر اکتفا فرماتے تو امر ثانی سے تو جان بچی رہتی اوثق العری کے جواب اول اور اوس کے مالہ و ما علیہ سے تو فراغت ہوگئی جواب ثانی اوثق العری کا مطلب یہ ہے کہ اگر بنی سالم مین آپ کا جمعہ پڑہنا تسلیم ہی کرلیا جائے تو بھی قریہ مین اقامت جمعہ ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ بنی سالم مدینہ طیبہ کا محلہ اور فنا مدینہ مین واقع ہے کوئی قریہ مستقل ہرگز نہین انتہی اس کے جواب مین محدث بنارسی فرماتے ہین کہ بنی سالم مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور بستی مستقل ہے فنا مدینہ کیسے ہوسکتا ہے یون تو قبا و عوالی سب کے فنا مدینہ مین داخل کردیجئے فنا مدینہ کی کچھ حد بھی ہے یا نہین انتہی سبحان اللہ پہلے علامہ ابو المکارم نے کسی نشہ مین قبا کو فنائے مدینہ مین داخل کرنا چاہا تھا اب محدث بنارسی کسی خمار مین بنی سالم کو بھی قریہ مستقل بنانیکے خیال مین ہین اور ہم اوسی موقع پر فنائے مصر کی تفصیل عرض کرچکے ہین اوسکو مجیب بنارسی بھی ملاحظہ فرمالیوین مجیب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونہون نے فنائے مصر کی تعریف کہین دیکھی نہ سنی فقط قاموس مین کسی اتفاق سے فناء الدار ما اتسع من امامہا نظر پڑگیا اور اوسکے معنی اپنی ظاہر پرستی سے یہ سمجھ گئے کہ فنا وارد ہی جو موقع اوس کے

سامنے اور متصل واقع ہو اور ایک میل مسافتہ تو بہت بعید ہے اوسکو سامنے اور متصل کیونکر کہہ سکتے ہین اور پہر فنار مصر کے
معنی بہی اوسکے موافق لیکر یہ کہدیا کہ بنی سالم جب مدینہ طیبہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے تو پہر فنار مدینہ مین کیسے شمار
ہو سکتا ہے افسوس ہمارے مجیب کو فرط تعصب نے عبارت قاموس کے سمجہنے کی بہی مہلت نہ دی بقول شخصے اونٹ
رے اونٹ تری کونسی کل سیدہی کتب فقہہ کے مطالعہ کی گنجایش تو کہان میسر آسکتی ہے عبارت قاموس کا مطلب
تو فقط اتنا ہے کہ فنار دار اوس میدان کو کہتے ہین کہ جو مکان کے سامنے ہو اوسمین اوسکی مسافتہ کی تحدید کہ پچاس
گز ہو یا سو گز کچہہ مذکور نہین چنانچہ بہت سی کتب لغت مین اسکی جگہہ یہ عبارت مذکور ہے ما امتد من جوانبہا یعنی
مکان کے اطراف و جوانب مین جو میدان اور وسعت ہوتی ہے اوسکو فنار کہتے ہین جس سے ظاہر ہے کہ اوسکی مسافتہ
کی کوئی حد معین نہین اور مشاہدہ سے سبکو معلوم ہے کہ تمام مکانات کی فنار مین مساوات نہین ہوتی بلکہ کسی مکان
کا فنار کم اور کسیکا اوس سے اضعاف مضاعف زاید ہوتا ہے خلاصہ یہ نکلا کہ جو وسیع میدان مکان کے متعلق ہوگا
وہ اوسکا فنار ہوگا اسیطرح پر جس شہر کے اطراف و جوانب مین جو زمین مزروعہ اور میدان وغیرہ ایسا ہوگا کہ وہ
اوس شہر کے متعلقات مین سمجہا جایگا اوسکو فنار مصر کہینگے فنار مصر کا ایک میل تلک ممتد ہونا معلوم نہین مجیب نے
کہان سے سمجہہ لیا اور انصاف سے دیکہیے تو معنی لغوی سے مطلب اوثق العری مین کوئی بحث ہی نہین تہی اوثق العری
مین جو ارشاد فرمایا تہا کہ بنی سالم محلہ مدینہ طیبہ کا ہے اور فنار مدینہ مین واقع ہے) یہ تو قوت بہی جانتا ہے کہ اوس سے
مقصود فنار مصطلحہ فقہا تہا پہر معنی مقصود سے غافل یا متغافل ہو کر بے سوچے سمجہے معنی لغوی کو پیش کرنا نہایت
ہی سخیف اور لغو بات ہے پہر لطف یہ ہے کہ اس کمال پر نہایت خوشی کے ساتہ فرماتے ہین کہ فنار مدینہ کی کچہہ حد بہی
ہے یا نہین ہم اہل انصاف سے پوچہتے ہین کہ اس کا جواب بجز اس کے اور کیا دین کہ ہمارے مجیب کی کج فہمی اور
ناواقفی کی آخر کچہہ حد بہی ہے یا نہین عمدۃ القاری کو ملاحظہ فرمالیجیے کہ حدیث عتبان بن مالک کی شرح مین جو کہ مسجد
بنی سالم کے امام تہے آپ کے امیر المومنین فرماتے ہین وانہ کان فی المدینۃ مساجد للجماعۃ سوی مسجدہ صلی اللہ علیہ
وسلم دیکہہ لیجیے آپ کے نواب صاحب بہی بنی سالم کو مدینہ طیبہ کا محلہ تسلیم فرماتے ہین واسو تاہ واسو تاہ اس کے بعد
یہ بحث بہی قابل غور ہے کہ مفتیان دہلی نے اپنے فتوی مین تحریر فرمایا تہا کہ حدیث حضرت علی لاجمعۃ ولا تشریق الا فی
مصر جامع جسپر فرقہ متعصبہ نازان و فرحان ہے اوسکے رفع مین بہت کلام ہے امام احمد رحمہ اللہ اوس کے مرفوع
ہونیکو تسلیم نہین فرماتے اور امام نووی حدیث علی متفق علی ضعفہ فرماتے ہین ابن حزم الصحیح وقفہ ارشاد کرتے ہین
پس یہ حدیث موقوف کیونکر حدیث مذکور بالا یعنی قصہ جواثا کا معارضہ کر سکتی ہے انتہی اسکا جواب اوثق العری مین
نہایت بسط اور وضاحت کے ساتہ تحریر فرمایا تہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث حضرت علی کو ضعیف اور موقوف کہکر اوسکو
متروک کردینا مفتی صاحبون کے اصول حدیث اور اصول فقہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ

کہ حدیث موقوف کہ جسمین قیاس کو دخل ہو وہ تو البتہ قول صحابی سمجھا جاتا ہے مگر جس حدیث موقوف مین قیاس کو دخل نہو یا اوس کے مؤید و موافق حدیث مرفوع موجود ہو وہ حدیث موقوف مرفوع سمجھی جاتی ہے اور اثر حضرت علی قسم ثانی سے ہے نہ اول سے کیونکہ شروط عبادات مین رائے کو دخل نہین اور اسکے ثبوت کیواسطے نص صحیح ہونی ضروری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین یہ خیال کرنا کہ اونہون نے فرضیت جمعہ کے لئے مصر کی شرط بدون ارشاد شارع علیہ السلام محض اپنی رائے سے مقرر فرما دی نہایت ہی جسارت کی بات ہے اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ حسب زعم ان حضرات کی ادہر تو آیۃ یا ایہا الذین امنوا اذا نودی الخ عام اور جمعہ فی القری کے ثبوت پر دلیل کامل اور اوس کے ساتھ احادیث دال علی العموم بھی موجود ادہر ان حضرات کے زعم کی موافق یہ امر بھی مسلم کہ حضرت علی نے محض اپنی رائے سے قری کو تمام نصوص عامہ سے مخصوص فرما کر عدم فرضیت جمعہ کا حکم لگا دیا تو پہر بالبداہتہ یہ کہنا پڑیگا کہ حضرت علی نے حکم قرآن حدیث کو اپنی رائے سے منسوخ و متروک فرما دیا استغفر اللہ و نعوذ باللہ جو ایسی جرات اور بے قیدی تو ادنی مسلمان سے بھی متوقع نہین یہ کام تو اہل اہوا اور ضال و مضل کا ہے جسکو کچھ بھی فہم و انصاف ہی وہ جانتا ہے کہ حضرت علی بغیر حجۃ شرعی و علم یقینی آیۃ قرآنی و احادیث نبوی کی تخصیص ہرگز نہین فرما سکتے یقیناً اونکو وہ علم حاصل تہا جس کی وجہ سے نصوص مذکورہ کی تخصیص ظاہر فرمانے پر مجبور ہوئے اور جب اسکے ساتھ یہ بھی لحاظ کیا جاتا ہے کہ آپ کے ہجرت فرمانیکے تین روز کے بعد حضرت علی مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر قبا مین آپ سے آملے اور وہان کے حالات سب مشاہدہ کئے کہ آپ نے نہ خود جمعہ قایم فرمایا نہ اہل قبا کو بطور وجوب یا استحباب اقامۃ جمعہ کا ارشاد کیا اور اوس کے بعد مدینہ طیبہ مین پہنچکر اخیر تلک ملازم خدمت رہے اور دیکھتے رہے کہ اس مدت دہ سالہ مین کبھی کسی قریہ یا صحرا مین آپنے اقامت جمعہ نہ خود فرمائی نہ کسی اور کو کسی قسم کی ترغیب اس بابت دلائی نہ کسی اہل قریہ کو ترک جمعہ پر کبھی سرزنش فرمائی پہر تو حضرت علی کی حدیث کو اس علم قطعی کے بعد بھی موقوف کہکر غیر معتبر کہدینا نہایت ہی ظلم کی بات معلوم ہوتی ہے اہل علم و دیانۃ تو امور مذکورہ بالا کے لحاظ کے بعد حدیث مذکور کو اعلی درجہ کی حدیث مرفوع فرمائینگے باقی رہا یہ امر کہ اس اثر کا رفع ضعیف ہے یہ بھی مسلم نہین کیونکہ احادیث متعددہ صحیحہ اور تعامل زمانہ نبوی جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے جب اس کے مؤید ہین تو اوس ضعف کا جبر نقصان ہو کر حسب قاعدہ علما اثر مذکور حسن ہو گیا اگرچہ یہ اثر موقوف بھی جو حسب قاعدہ علما مرفوع ہے ہمارے ثبوت مدعی کے لئے بنظر غور کافی تہا مگر جب اوسکی تائید کے لئے حدیث حضرت علی جو کہ مرفوع ہے اور دیگر احادیث صحاح و تعامل خیر القرون موجود ہین تو پہر اوسکو موقوف کہکر ترک کرنا اور مرفوع کو سند اضعیف کہکر مسترد کرنا اہل علم کی شان سے نہایت مستبعد ہے جنکو علم و دیانۃ سے حصہ ملا ہے وہ جانتے ہین کہ روایات مذکورہ کے اجتماع کیوجہ سے ضعف بھی اعلی درجہ کا قوی ہو گیا اور موقوف بھی موقوف نہ رہا بلکہ امن

روایات صحیحہ مرفوعہ ان کے بعد بھی نہ ہونے سے کامل درجہ کا مرفوع ہو گیا جنکا خلاصہ یہ ہے کہ اثر حضرت علی جسکی رفع کا مفتیان دہلی کو انکار اور اوس کے موقوف ہونیکا اقرار تھا وہ اثر موقوف ہے اور بحکم اصول دو وجہ سے مرفوع ہے اول یہ کہ اوسمین قیاس کی گنجائش نہین بلکہ مفتیون کی زعم کے موافق تو نص قرآنی اور احادیث کے خلاف ہے دوسرے احادیث مرفوعہ صحیحہ اثر مذکور کے مؤید و موافق موجود ہین تو اب ایسے اثر کو موقوف کہکر مسترد کر دینا ظاہر ہے کہ اونہین حضرات کا کام ہے کہ جو اہل حدیث ہونیکے قائل یا بوجہ فرط ... اوس سے ناواقف ہون انتہے مگر افسوس کہ اس جواب مبسوط و مستحکم بدیہی التسلیم کے مقابلہ مین ہمارے سر دو مجیب نے ایک بات بھی ٹھکانے کی نفرمائی بقول شخصے بہوت ہی سے کانون کو ہاتھ لگا بیٹھے محدث بنارسی نے تو تین باتین اسکے جواب مین تحریر کرکے دفع الوقتی کو غنیمت سمجھا اول یہ کہ اس اثر کا کلام حضرت علی ہونا ہی صحیح نہین دوسرے اگر صحیح مان بھی لیا جاوے تو اثر مذکور کسی حدیث کے موافق نہین بلکہ حدیث مرفوع طارق بن شہاب وغیرہ اور آیۃ قرآنی کے مخالف ہے تیسرے اسمین قیاس اجتہاد کو بالکل دخل ہے کیونکہ شہر مین چونکہ آدمی زیادہ بستے ہین اس لئے حضرت علی نے یہ سمجھا ہو کہ نماز کامل طور سے شہر ہی مین ادا ہوتی ہے اور اس لئے دیہات سے نماز جمعہ و الا تشریق الا فی مصر جامع لسرتن نفی کمال ارشاد فرمایا اور اب اثر حضرت علی اور حدیث طارق بن شہاب وغیرہ مین بھی توافق ہو جاویگا کیونکہ مقصود حضرت علی نفی کمال ہے نہ نفی صحت و جواز انتہے ہم متعجب ہین کہ عبارت اوثق العری باوجودیکہ مجیب کی آنکھون کے سامنے موجود ہے مگر اوس کے تمام استدلالات کو ہضم کرکے اور تمام الزامات سے قطع نظر فرماکر مجیب نے ادہر اودہر کی باتون سے اپنا کام چلانا چاہا خیر اونہون نے تو اوثق العری کی باتون کا جواب ندیا مگر ہم مجیب کی تینون باتونکا بالترتیب جواب عرض کرتے ہین جس سے مجیب کی تقریر کی حقیقت اور ہماری عرض کی صداقت اور اوثق العری کی حقیقت بخوبی واضح ہو جاوے دیکھئے اول بات یعنی اثر مذکور کا مقولہ حضرت علی ہونا صحیح نہین مجیب کا یہ قول تو ایسا خلاف واقع اور کذب صریح ہے کہ سامعین کی زبان پر بھی بے ساختہ نعوذ و استغفار آہی جائیگا اگر ہمارے مجیب کو اور کچھ معلوم نہ تھا تو یہی دیکھہ لیا ہوتا کہ اونکے شیخ الکل حجۃ السلف والخلف اسی فتوی مین اور قاضی صاحب نیل الاوطار مین بواسطہ ابن حزم اثر مذکور کی تصحیح نقل فرما رہے ہین و تحم ابن حزم وقفہ ان دو عالمون کے بعد اکابر سلف کے اقوال اسبارہ مین نقل کرنیکی ہمکو کچھ حاجت نہین ... ناظرین کی خدمت مین معروض ہے کہ دیکھئے ہمارے مجیب صاحبون نے شروع رسالہ ... منقولہ قاضی صاحب کی تسلیم مین یہ عذر پیش کیا تھا کہ اوسکی تصحیح ثابت نہین اور قاضی صاحب نے بھی اوسکی صحۃ کی تصریح نہین فرمائی کما مر اور اب باوجودیکہ قاضی صاحب اور مولوی نذیر حسین صاحب اثر حضرت علی کی صحۃ کو بالتصریح نقل فرما رہے ہین اور کتب متداولہ مین اوسکی سند صحیح موجود ہے مگر پھر بھی ... مجیب نہایت ... بیباکی سے ساختہ بلا دلیل کہتے ہین

اغلاط محدث بنارسی

جواب

کہ اسکا کوئی امر حضرت علی [illegible] صحیح [illegible] ہے مجیب کی تاویلات وانشاءات اور مبلغ علم کا حال بھی ان سے
سب پر روشن ہو جاتا ہے [illegible] پہنچ گیا اور [illegible] ثبوت شدہ امر سے انکار کیا جاتا ہے جو مسلمانون کی شان سے مستبعد
اور اقوال [illegible] کی خطاب اسکے لائق ہے پھر یہان یہ عرض ہے کہ حدیث ام عبد اللہ وسعید جنکو مجیب اپنا مستدل
بنا چکے ہین وہ اسکے اور اثر مذکور کو دوبارہ صحیح [illegible] مجیب اپنے ابطال سے [illegible] کر کے فرما دیوین کہ کونسی قوی ہے
اور کون ضعیف اگر اسپر بھی نہ شرماوین تو اسکا کیا علاج جیسے امر ثانی یعنی [illegible] صحیح اثر مذکور کسی حدیث
کے موافق نہین بلکہ احادیث صحیحہ سابقہ اور آیۃ کے مخالف ہے اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اہل انصاف خود ملاحظہ
فرمالیوین کہ دونون باتون مین سے ایک بات بھی درست نہین ظاہر ہے کہ آیۃ سے مجیب کی مراد آیۃ
فاسعوا الی ذکر اللہ ہے اور احادیث سے حدیث طارق بن شہاب اور روایۃ جواثی اور حدیث کعب بن مالک
اور حدیث ام عبد اللہ مقصود ہے جنکی نسبت نہایت تفصیل کے ساتھ گفتگو گذر چکی ہے کہ ان نصوص مین
سے ایک بھی ہمارے مجیب کے مثبت مدعی نہین بلکہ بعض روایات جنکو مجیب مفید خیال کر رہے ہین اونکے مطلب کے
مخالف ہین کما مر مفصلا جس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ نصوص مذکورہ مین سے ایک بھی اثر حضرت علی کے مخالف نہین
اتنی کم فہمی کا کون علاج [illegible] علی ہذا القیاس مجیب کا یہ کہنا کہ کوئی حدیث اثر مذکور کے موافق نہین بالکل [illegible] اوراق العرض
مین بالتکرار گذر چکا ہے کہ قیام قبا مین آپکو دو جمعہ یقینا واقع ہوئے جنمین سے ایک کو مجیب بنارسی بھی تسلیم فرماتے ہین
اور اوس سے پہلے مدینہ مین [illegible] قبا مین جمعہ [illegible] اہل قبا کو کسی قسم کا ارشاد
نکرنا کیسے اثر علی کے سراسر موافق ہے یا نہین اور تمام زمانہ نزول [illegible] عوالی وغیرہ مین کہین ایک دفعہ بھی جمعہ کا قایم ہونا
اور نہ آپکا اونکو ارشاد فرمانا بتلایئے تو سہی کہ اثر مذکور کی موافقت پر نص صریح ہے یا نہین حدیث غسل یا اہل عوالی اثر
مذکور کی موید ہے یا نہین خود حدیث جواثی جو اس امر پر دال ہے کہ اوسوقت تلک بجز مسجد نبوی کہین جمعہ نہوتا تھا
حالانکہ عوالی مین اوس سے بہت پہلے اسلام قایم ہو چکا تہا اور عوالی مین بکثرت مسلمان موجود تھے ارشاد حضرت علی
کے صریح مطابق ہے یا نہین علاوہ اسکے اور چند روایات اوراق سابقہ مین مذکور ہو چکین ہین کہ اونکا مدعی وہی ہے
جو اثر مذکور کا مطلب ہے [illegible] سے کام لیجیئے تو اثر حضرت علی جو کہ حقیقۃ مین مرفوع کے حکم مین
ہے اور جسکی بابت علامہ عینی وغیرہ تحریر فرماتے ہین قد صح عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ وہو اعلم الناس
بامر المدینۃ لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع ہمارے مدعی کے لئے دلیل شافی ہے اور عدم جواز جمعہ فی القریٰ کے
بارہ مین کسی روایۃ و دلیل کی تایید و موافقۃ کا محتاج نہین مگر اسکے ساتھ جب یہ امر بھی بخوبی واضح ہو گیا کہ ہمارے
مجیب صاحبون نے جسقدر روایات و آثار اوس کی مقابلہ مین پیش فرمائے تھے وہ سب اثر مذکور کے موافق ہین کوئی بھی
معارض نہین کما مر اور اوسکے ساتھ یہ بھی محقق ہو چکا کہ تعامل قطعی زمانہ نبوت و عصر خلافت [illegible] روایات متعددہ

صحیح کا بھی وہی مطلب ثابت ہوتا ہے جو شافعیہ کہتے تھا جو حدیث ابو سعید خدری کی نسبت ہے [illegible] اوس کا جواب
پیش کرنا کہ وہ سکے تو معارض کوئی اور حدیث نہیں بلکہ روایات مرفوعہ مذکورہ کے [illegible]
حضرات کا کام ہے کہ جنکو عقل و انصاف دنیا و دیانت کچھ بھی نصیب ہو [illegible]
[illegible] قصہ جواثی [illegible]
اپنی رائے سے ہرگز [illegible] حکم نفرمایا ہوگا ضرور آپکے [illegible] اور ارشاد [illegible]
کیسے ہو سکتا ہے کہ بلا استفسار شارع علیہ السلام اپنی رائے سے حضرت [illegible] قرار دیں [illegible]
اب وہی حضرات از حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت یہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے [illegible] قرآن
حدیث کے خلاف محض اپنی رائے اور قیاس سے فرمایا ہے [illegible] حضرت علی سے
تو یہ سوء ظن اہل اسلام جو شان [illegible] سبحانک ہذا بہتان عظیم [illegible]
رسیدہ کی زبان سے [illegible] تنگی کے باعث دروغ گو را حافظہ نباشد [illegible] کہ اوس [illegible]
دیکھئے حضرت علی علم و تفقہ میں اہل جواز سے افضل و واقف تمام حالات میں [illegible]
چند سے آئے چلے گئے [illegible] اول سے لیکر آخر تک ہر وقت ملازم خدمت آپ پر اور حضرت علی ارشاد فرماتے جسکا
مفاد سلب کلی اور قصہ جواثی واقعہ فعلی جسکا مدلول ایجاب جزئی اور پھر اہل جواز کا فعل قیاس [illegible] اور
حضرت علی کا ارشاد قیاس ہے کیونکہ صریح مخالف باوجود اسکے حضرت علی کے ارشاد کو [illegible] اور فعل اہل
جواز کو مرفوع و مقبول فرماتے ہیں نہ زبان میں لکنت نہ آنکھوں میں حیا۔ شعر

خدا شرمائے اوس غارتگر ایمان کو اے مومن ‖ جو قتل بے گناہان میں خدا سے بھی نہ شرماوے

اور آپ کے قاعدہ کے موافق جب حضرت علی کے اس ارشاد پر اور اس [illegible]
ممانعت [illegible] تو حکما مرفوع و حکم الٰہی ہو گیا۔ پھر اب اس سے انکار کی اور اسکے تردید کی حسب قاعدہ [illegible] کیا گنجائش
رہی اب باقی رہ گیا امر ثالث جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی کے ارشاد میں نفی کمال مراد لیجائے نہ نفی جواز چونکہ
شہر میں آدمی زیادہ ہوتے ہیں اسلئے حضرت نے اقامت جمعہ فی القری کی نفی بطور کمال فرمادی [illegible] اور اس صورت
میں اثر مذکور اور آیت و احادیث سابقہ میں کچھ تعارض باقی نہ رہیگا بلکہ موافقت پیدا ہو جاتی [illegible]
ایک تطبیق بخاری اور اہل جواز کی روایت میں ہمارے حبیب عنقریب ذکر فرماچکے [illegible] ناظرین
کرچکا ہوں یہ اب دوسری تطبیق ہے جو اثر حضرت علی اور روایات مذکورہ سابقہ میں بیان کیجاتی ہے انکے ملاحظہ
سے [illegible] بحمد اللہ کو اس قسم کی تطبیقات عجیبہ کے [illegible]
ورنہ اہل اصول جو تطبیق کی [illegible] ترجیح [illegible] اس ترجیح کو قیامت تک [illegible] فرماتے ہمارے

مجیب کی تطبیق [illegible] سمجھ [illegible] ہوتا [illegible] بعد [illegible] بلفظ [illegible] ہیں جسکے جواب مجیب نے بھی نقل کئے ہیں تو مذکور کو موقوف اور
مرفوع کیسے [illegible] حضرت [illegible] خود [illegible] اُنکا [illegible] مشتبہ ہو گئے اسلئے اثر مذکور کی محمول بیرمثل نے اور روایات سابقہ
[illegible] بھی تطبیق مجیب بیان فرمائی جسکو دیکھکر کسی مطلوم
اس قول [illegible] ہے [illegible] نہیں [illegible] کا جواب مجیب کچھ بھی نہیں دیسکے مگر اثر
مذکور کے مقابلہ میں دیگر روایات [illegible] تطبیق جو ہمارے مجیب نے تراشی ہے علمائے معتبرین حنفیہ
[illegible] نہیں [illegible] کہ یہ تطبیق مجیب صاحب نے اپنے حق الفنون سے مجبوری
[illegible] آخر یہ امر تو مسلم ہے کہ نقل
[illegible] درست ہے حتی کہ [illegible] ضروری نہیں کہ آدمی کی نقل آدمی ہی کرسکے یہ خدا کی شان ہے کہ جو حضرات
لاء نفی جنس کا مصداق نفی واجب کو بھی تسلیم نفرماتے تھے اب اوسکا مصداق محض ایک خیالی نفی اولویۃ کو مخبر
وسرت کے ساتھ [illegible] مطابق عقل و نقل تاویل فرمانیوالے تو اہل رائے اور مخالف احادیث
سمجھے جائیں [illegible] بیان کرنیوالے عامل بظاہر الحدیث کہلائیں اس سے بڑھکر علامات
قیامت اور کیا [illegible] ارشاد سید الانس والجان ہے کچھ سمجھئے جو ہمارے
مجیب نے تاویل بیان فرمائی ہے نہ وہ متبادر الی الفہم ہے نہ کوئی قرینہ اوسپر قائم ہے خود مجیب بھی ضرورت تطبیق
روایات [illegible] دفع تعارض کیلئے قرینہ تاویل مذکور کے
[illegible] جسکو بحوالہ اوثق العری بالتفصیل ہم بھی عرض
کرچکے ہیں اور شتّان بالاقوال والاحادیث ہے اس ایجاد بندہ اگرچہ گندہ کو کون دشمن عقل و انصاف پسند
[illegible] ہے یہ کیا انصاف ہے کہ مجیب [illegible] بیان فرمودہ اوثق العری میں تو سقم نکال نہ سکے اور دوسری
تطبیق جسکو اہل فہم تحریف [illegible] فرما کے سبکدوش ہو گئے اور فہم سے کام لیجئے تو ان امور بدیہیہ کے
[illegible] مجیب [illegible] سقم [illegible] ارشاد حضرت علی رضی قیاس کہتے بالکل موافق ہے اہل
فہم کے نزدیک قیاس جلی [illegible] عقل کے بالکل مخالف ہے دیکھئے بالبداہت یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ میں
بھی مثل صلوات خمسہ [illegible] وجوب آن تاکیدات و وعیدات نصوص کو ملاحظہ کیا
جاتا ہے جو در بارہ جمعہ وارد ہیں تو بجائے تخصیص اولٰی تعمیم زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے علاوہ ازین عمومات
واطلاقات [illegible] نصوص واردہ فی الجمعہ میں موجود ہیں جنکے اعتماد پر ہمارے مجیب دیگر نصوص اور تعامل زمانہ نبوی
[illegible] ہیں اور نسے بھی تعمیم مکانی متبادر ہے چنانچہ فتح القدیر عینی وغیرہ میں یہ مضمون دربارہ

اثر حضرت علی موجود ہے [illegible] سماعا الان دلیل الافتراض من کتاب اللہ تعالیٰ یفید ہ علی العموم

فی الامکنۃ فاقدامہ علی نفیہا فی بعض الاماکن ونکون الاعن سہاء لانہ نفذ [illegible] القیاس [illegible] فی [illegible] بہر بھی [illegible] علی کو موافق قیاس کہنا اور اقامت جمعہ فی جواثی کو قیاس کے مخالف سمجھنا اونہین حضرات کا کام ہے جو [illegible] عامل بالحدیث بن بیٹھے ہین پہر اسکی دلیل خیالی مجیب یہ بیان فرماتے ہین کہ حضرت علی نے یہ سمجہا ہوگا [illegible] کامل طورسے شہر ہی مین ادا ہوتی ہے اور اسوجہ سے نفی [illegible] کردی [illegible] دیکہنے سے اون خیال [illegible] ہے کہ بوجہ بجہکڑ جیسکے افسانے عوام مین مشہور ہین [illegible] نقل کیا ہے کہ ایک لڑکا اوستاد کو قرآن سنا تا تہا اوسنے یہ آیت [illegible] علیہا ملائکۃ [illegible] لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون مایومرون مگر بجائے لایعصون اوسنے یعصون پڑہا اور یومرون کی جگہ لایومرون پڑہگیا اوستاد کو طیش آگیا اور سب وضرب کے بعد کہا کہ کمبخت یہ شان ملائکۃ الرحمن کی نہین یہ حال تو رہزن قزاق غارتگرونکا ہے سو ہم حضرت مجیب کی شان مین تو کچہہ عرض نہین کرسکتے مگر اتنا ضرور کہینگے [illegible] تو اس سے بہت اعلی اندارفع ہے یہ بات تو آجکل کے رہزنون [illegible] یہ کہا تہا کہ ارشاد حضرت علی آیت واحادیث سب کے خلاف ہے ایک روایت [illegible] واقف نہین [illegible] مطلب تہا کہ حضرت علی کو کسی حدیث اور آیت جمعہ کی خبر نہین تہی بلکہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیم کے وفات کے بعد تلک بہی اونکو آیت تلک کی خبر نہین ہوئی بالیقین ایسی بات اہل [illegible] سو کوئی جاہل بہی نہین کہہ سکتا استغفر اللہ واتوب الیہ اس سے آنحضرت [illegible] کے علم قرآن و حدیث کی حقیقت معلوم ہوچکی تہی اب مجیب فرماتے ہین کہ حضرت علی نے [illegible] قیاس [illegible] قری سے نفی جمعہ بطور کمال فرمادی جس سے اونکے اجتہاد وفہم کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جب ہمارے مجیب اس امر کو تسلیم [illegible] ہین کہ فرضیت جمعہ مین امصار وقری دونون مساوی ہین اصلا تفاوت نہین [illegible] کہ حضرت علی نے ثبوت اقامت جمعہ کو امصار مین بطور حصر کیون بیان فرمایا جس سے قری [illegible] کی نفی متحقق ہوگئی [illegible] تسلیم مساوات یہ تفاوت عظیم کیسا اور اوسکی کیا وجہ اور باوجود مساوات فی الفرضیۃ اگر صرف قلۃ وکثرت رجال کی وجہ سے یہ تفاوت نامعقول تجویز کیا گیا ہے تو پہر جمعہ اور [illegible] کسوف استسقا جنازہ ان سب مین بہی یہی تفاوت تو ایجاد جاری ہوگا [illegible] پہر تو اذان و اقامت و حلق ذکر کی نفی بہی بطور کمال قری سے [illegible] قدر جمعہ مین اولویت بڑہتی جائیگی علاوہ ازین اس ارشاد مرتضوی سے [illegible] کیا ہے ہم جہان تلک خیال کرتے ہین اس سے زاید سمجہہ مین نہین آتا کہ مجیب یہ کہینگے کہ حضرت علی کا مدعی یہ ہے کہ نماز جمعہ گو اہل [illegible] پر بہی فرض ہے اور قری محل اقامت جمعہ ہین مگر قری [illegible] اقامت جمعہ خلاف اولی ہے بہتر یہ ہے کہ شہر [illegible]

آکر پڑہین تاکہ کثرت جماعت موجب تکثیر ثواب ہو مگر اول تو یہ بتلایئے کہ کسیکا یہ مذہب ہے بھی اور اگر آپکا مذہب آج سے
یہی ہے کسیکا ہو یا نہو تو پھر یہ فرمایئے کہ چند شہرون کے آدمی ایک جگہ مجتمع ہو کر نماز پنجگانہ یا جمعہ قایم کرین اور اپنی
مساجد کو معطل چھوڑ آوین تو بوجہ کثرت مذکورہ یہان بھی اولویت کا حکم ہوگا یا نہین اور لا تشریق کے معنی کیا لئے
جاوینگے یہ لئے جاوینگے کہ اہل قری کو تکبیر تشریق نہین کہنا چاہئے یا یہ مطلب ہے کہ اہل قری ایام تشریق مین امصار
مین حاضر ہو کر نماز پڑہا کرین ہمارے مجیب تو نقل کے مقلد نہ عقل کے پابند اونکو اختیار ہے جو چاہین سو کرین
مگر خدا کے لئے ان خرافات مخترعہ کو حضرت علی کے ذمہ تو نہ لگائین یہ امر کسقدر حیرت ناک ہے کہ یہ حضرات
جمود علی الظاہر مین غلو فرماوین تو العظمۃ للہ اور تاویلات کیطرف متوجہ ہون تو اوسکو دیکہکر اہل رائے اور قیاس
بھی یہی کہہ اوٹھین نعوذ باللہ محدث بنارسی نے یہ بھی تو خیال نکیا کہ تمام فقہاء و محدثین نے حضرت علی کا مذہب
یہ نقل فرمایا ہے کہ اونکے نزدیک قری محل اقامت جمعہ نہین ہین پہر اونکا یہ مذہب قرار دینا کہ وہ بھی اقامت مذکورہ
کے قائل ہین فقط کمال و اولویت کے منکر ہین توجیہ الکلام بما لا یرضی بہ القائل ہے یا نہین اور جب مجیب کے
طریقہ تاویل و تطبیق کو دیکہا جاتا ہے تو پہر تو خبط الکلام بما لا یرضی بہ العاقل کہنے کو دل چاہتا ہے دیکھئے علامہ
عینی شرح ہدایہ مین فرماتے ہین وقال ابن حزم فی المحلی ذلک عن علی وعن حذیفۃ لیس علی اہل القری جمعۃ انما
الجمع علی اہل الامصار مثل المدینۃ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے عن حذیفۃ قال لیس علی اہل القری جمعۃ انما
الجمع علی اہل الامصار مثل المدائن کسقدر تصریح اور توضیح کے ساتھ یہ حضرات اہل قری سے نفی اور خاص اہل
امصار پر جمعہ کو ضروری فرما رہے ہین اور مدینہ اور مدائن کی مثال نے تو ہمارے مجیب کی نفی کمال کی توجیہ کو
بطریق کامل نفی فرما دیا حسب زعم مجیب بوجہ قلت و کثرت رجال جو محض امر اضافی ہے اگر حضرت علی نے یہ نفی
فرمائی تھی تو پہر مدینہ اور مدائن کی تحدید و تعیین کے کیا معنی کیونکہ جسقدر کثرت زیادہ ہوگی فضیلت بھی زیادہ پائی
جاویگی اسپر بھی مجیب بنارسی اگر اپنی خوش فہمی سے باز نہ آئین اور حق و باطل سے قطع نظر کرکے وہی نفی کمال
و استحباب فرمائے جائین تو پہر اوسکا جواب یہی ہے کہ جو روایات مجیب نے اس رسالہ مین اپنے استدلال مین پیش فرمائے
ہین اونکے جواب دینے کی کسیکو ضرورت نہین سب مین حسب ارشاد مجیب بضرورت تطبیق یہی تاویلین جاری کیجاوینگی
مثلاً حرۃ بنی بیاضہ مین آپنے جو جمعہ پڑہا اور حسب زعم مجیب اوسکو قریہ بھی تسلیم کر لیجئے مگر اسپر بھی کوئی کہہ سکتا ہے
کہ یہ اقامت بطریق استحباب تھی تو اب اس سے فرضیت جمعہ اہل قری پر جو مجیب کا مدعی تہا کافور ہو گئے ایسے ہی
اہل جواثی کے فعل کو گو مرفوع بھی مان لیجئے مگر حمل علی الاستحباب کیوجہ سے وہ بھی مثبت مدعائے مجیب نہوگا علی
ہذا القیاس استحباب کے معنی بھی وہی لے لیجئے جو ہمارے مجیب نے سبکے خلاف تراشے ہین لیکن جب اوسکو استحباب
حمل کرینگے تو مجیب کو کیا نفع ہوگا اسیطرح پر حدیث جمع اہل العوالی فی مسجدہ یوم الجمعۃ اور حدیث الجمعۃ علی من آواہ

اللیل اور ارشاد حضرت عمر جمعوا حیث ماکنتم اور اہل [illegible] حضرت عثمان کے زمانہ میں جمعہ پڑھنا اور حضرت ابن عمر کا اہل میاہ کو اقامت جمعہ سے منع نہ فرمانا ان سبکو استحباب [illegible]
مقصود تھا ثابت ہوگا اور آیت قرآنی اور حدیث [illegible]
کے ساتھ موجود ہے مگر وہان بھی اس استحباب اولویت کی گنجایش ہے چنانچہ بعض علما کا یہ مذہب ہے اور وہ یہ تاویل آیۃ وغیرہ مین خلاف ظاہر جاری بھی کرتے ہین نیل الاوطار فتح الباری وغیرہ کو ملاحظہ فرمالیجئے باندیشہ طول تفصیل [illegible] اثر حضرت علی کرجسمین نفی کمال کی گنجایش نہ ہو اسکو کوئی قائل ہمارے مجیب اوسکو نفی کمال پر محمول [illegible]
مین استحباب اولویت کے انکار کی کیا وجہ [illegible] بعض علما سے یہ تاویل کی بھی ہے [illegible] بنارسی [illegible] حضرت علی کے جواب مین تین باتین بیان فرمائی تھین اون سبکا جواب تفصیل کے ساتھ [illegible] ہمارے مجیب کی قوت خیالیہ کے نتائج ہین اوثق العری مین [illegible] کوئی عاقل قابل التفات بھی نہ سمجھیگا اور اثر مذکور ہی ثبوت [illegible] تعامل خیر القرون بھی اوسکی موافق اور سراسر مطابق ہو [illegible] فرمائی ہین کوئی بھی اثر مذکور کے مخالف نہو چنانچہ اوثق العری [illegible] اوسکی عرض کر چکے ہین جسکو فہم و انصاف سے حصہ ملا ہے انشاء اللہ [illegible] ملاحظہ فرمایئگا دل سے قبول کریگا اور ہمارے مجیب [illegible] کو اوسکے مقابلہ مین ایسا ہی سمجھے گا جیسا کسی شخص [illegible] جواب مین محض لوجہ مین [illegible] کی غرض سے تیلی نے تیلی تیرے سر پر کولہو کہدیا تھا شعر

سحر با معجزہ پہلو نزند دل خوش دار سحر فرعون کجا عصای [illegible] چہ برد

اب اسکے بعد ہمارے مجیب علامہ ابو المکارم نے جو اثر حضرت علی کے جواب مین خامہ فرسائی کی ہے اوسکی بھی کچھ حقیقت سن لیجئے اوثق العری کے جواب مین تو اونہون نے اپنی عادت مستمرہ کے موافق [illegible] بھی تحریر فرمایا (اسپر بحث تمام کمال بجواب حضرت شوق گذر چکی ہے اوس بحث سے آپ اور حضرت شوق دونون بہت بہت محظوظ ہونگے) انتخے مگر ہمنے جواب مذکور کو دیکھا تو مجیب بجاش کی ہذیان سرائی ودربارۂ امور شرعیہ ملاحظہ کرکے باربار تحریف غالین اور انتحال مبطلین اور تاویل جاہلین کا دھیان آتا ہے اور مجیب اول نے جو اثر مذکور کے جواب مین تین باتین بیان کی تھین جنکی کیفیت معلوم ہو چکی ہے اونکو یاد کرکے رحمۃ اللہ بر اولین نباش کہنے کو دل چاہتا تھا مجیب ابو المکارم نے اثر حضرت علی مین نہایت مطلق العنانی کے ساتھ دس حیثین پیش کی ہین جنکو دیکھکر حضرت شیخ کے قول کی تصدیق آنکھون سے نظر آتی ہے شعر

بنطق آدمی بہتر است از دواب دواب از تو بہ گر نگوی صواب

مجیب بنارسی نے جو کچھ رطب ویابس تحریر فرمایا تھا اوسکو مطلب اوثق العری سے تعلق اور امر متنازع فیہ مین آخر دخل تو تھا

اور مجیب ابو المکارم نے جو کچھ بحثین دربارۂ اثر مذکور بیان کی ہین اونمین سے اکثر کو اصل مقصود سے لگاؤ بھی نہین باقی اون ابحاث کا فی نفسہ لغو اور فضول ہونا یہ کوئی امر جدید نہین یہ تو مجیب کے مکارم مین داخل ہے اور اسپر غضب یہ ہے کہ اپنے رسالہ کی لوح پر نہایت فخر و مسرت کے ساتھ مجیب موصوف نے تحریر فرمادیا ہے کہ اثر حضرت علی کے ہتنے دس جواب ایسے دیئے ہین کہ ناظرین ملاحظہ فرماکر پھڑک اوٹھینگے جسکو دیکھکر تعجب بر تعجب ہوتا ہے شاید نقشے غلطی سے زیادہ لگ گئے ہون اجمالی طور پر بھی اونکا ذکر بے سود اور بار خاطر معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ مجیب اونکو اپنے حق مین مسند کمال اور مایۂ ہیروزنجیان فرماتے ہین اسلئے انکو بالکلیہ ترک کردینا بھی شاید غیر مناسب ہو بالآخر یہ خیال مین آیا کہ جن باتون کو عبارات اوثق العری سے کچھ لگاؤ ہو اونکو بالتفصیل اور جو امور مطالب اوثق العری سے اجنبی محض ہین اونکو نہایت اختصار کیساتھ بالاجمال عرض کردیا جاوے مولانا ظہیر احسن شوق کہ جنکے جواب مین مجیب نے یہ مباحث عشرہ اصل مین پیش کئے ہین اونہون نے جملہ امور کا جواب تفصیلی بیان فرمایا ہے اسلئے جملہ امور کی تفصیل کے ساتھ تردید بیان کرنا اور بھی زیادہ فضول نظر آتا ہے مجیب ابو المکارم نے اثر مذکور لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع پر اول یہ بحث پیش کی ہے کہ یہ اثر موقوف ہے مرفوع نہین اور کسی امر کی فرضیت قول صحابی سے ثابت نہین ہوتی کیونکہ ثبوت فرضیت کے لئے دلیل قطعی درکار ہے اور اسکی تائید کے لئے عبارت مجمع الانہر بھی نقل کی ہے جسکے جواب مین ہمکو بشرط فہم و انصاف یہی عرض کرنا کافی ہے کہ اول تو اثر مذکور حسب قواعد مسلمہ علما حکماً مرفوع ہے اور دیگر روایات مرفوعہ صحیحہ اور تعامل نبوی وغیرہ اوسکی موید چنانچہ اوثق العری مین بالتصریح موجود ہے اور بجواب مجیب بنارسی ہم بھی مفصلاً عرض کرآئے ہین مجیب ابو المکارم کی کسقدر بے انصافی اور بے باکی ہے کہ اوثق العری کی ان تمام باتون کو یکسخت چھوڑ کر فقط یہ کہدیا کہ یہ روایت مرفوع نہین بلکہ حضرت علیؓ کا قول ہے اہل علم کو اونکے ایسے فضول ابحاث سے اونکی نادانی اور مطلق العنانی خوب واضح ہوتی ہے اور اثر مذکور مین ایسی انوبات سے کوئی سقم نہین آسکتا دوسری بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دلیل قطعی کی ضرورت فرض اعتقادی کیلئے ہوتی ہے فرض عملی کیلئے دلیل ظنی بھی کافی ہے چنانچہ کتب حنفیہ مین اسکی تصریح موجود ہے جس سے بشرط فہم اشکال موجودہ مجمع الانہر کا جواب بسہولت کے ساتھ سمجھ مین آسکتا ہے بحث ثانی مین مجیب نے بہت کچھ زور طبع دکھلایا ہے اور فضول گوئی کا پورا حق ادا کیا ہے جسکو دیکھنا بھی ہر ایک کا کام نہین مگر مدعای اصلی فقط اتنا ہے کہ مجیب ابو المکارم فرماتے ہین اثر حضرت علی سے اوسوقت استدلال صحیح ہوسکتا ہے جب حضرت علی سے مصر جامع کی تعریف بھی منقول ہو ورنہ استدلال صحیح نہین کیونکہ مصر جامع کی تعریف مین اختلاف ہے۔ ہمکو سخت اندیشہ ہے کہ اگر ہمارے مجیب نے خدانخواستہ دو چار قواعد اور ایسے ہی ایجاد فرمادیئے تو کوئی نص بھی غالباً قابل استدلال باقی نہین رہیگی۔ کیل۔ فرق صاع مد مکوک ذراع درہم دینار قلہ بلکہ حیض نفاس سفر وغیرہ وغیرہ امور کی تفسیر و تحدید مین اختلاف ہے تو اب جن احادیث مین ان امور کا ذکر ہے اونسے حسب اختراع مجیب اوسوقت تلک استدلال صحیح نہین ہوسکتا جب تلک ان امور کی تحدید

تعیین بھی خود شارع علیہ السلام سے منقول نہو لی افسوس جن غریبون کو غیظ و غضب کے ساتھ اہل الرائے کہا جاتا ہی
اور مخالف حدیث کہکر دل ٹھنڈا کیا جاتا ہے ایمان سے فرما دیجیے کہ اونمین سے کسی نے بھی ایسی خرافات کیوجہ سے
کسی حدیث کو ساقط الاحتجاج قرار دیا ہے صاحبو اگر عمل بالظاہر اور محبت احادیث اسی حماقت اور خود راے کا
نام ہے کہ جب کسی قول اور روایت معتبرہ سے جان بچانی ہوئی تو خلاف عقل و نقل محض حماقت سے اوسمین خدشہ
نکالنے کو موجود ہوگئے تو نعوذ باللہ منہا اسکے بعد ہم مجیب سے دو باتین اور دریافت کرتے ہین امید ہے اپنے قاعدہ مخترعہ کو
ملحوظ فرماکر ہمارے استفسار کا جواب شافی دیا جاوے اول یہ کہ مجیب کے قاعدہ کی موافق حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب
سے فرضیت قراءۃ فاتحہ اور سورت تک ثابت نہین ہوسکتی چاہیے کہ تعیین و تحدید فاتحہ بھی حضرت شارع علیہ الصلوۃ
والسلام سے محقق ہولے کیونکہ تحدید فاتحہ مین اختلاف ہے بعض تسمیہ کو فاتحہ مین شمار کرتے ہین بعض خارج بتلاتے ہین
دوسرے قصہ جواثا جو روایۃ ابن عباس سے مروی ہوچکا ہے اوس سے بھی استدلال صحیح نہین ہوسکتا تا وقتیکہ
خود حضرت ابن عباس سے قریہ کی تعریف منقول نہو باقی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ گو ہمارے مجیب اور اونکے ہم مشرب
صحت جمعہ کے لیے کسی موضع کی تخصیص نفرماوین مگر مصر قریہ صحرا کی تعریف و مصداق مین اونکو بھی باہم فرق تسلیم کرنا
ایسا ہی ضروری ہے جیسا ہمکو کیونکہ ہمارے مجیب وغیرہ امتیاز فی الحکم کے منکر ہین امتیاز اور تباین فی المصداق تو ایسا
بدیہی و مسلم امر ہے کہ کوئی دیوانہ بلکہ کوئی ملا معترض بھی اوسکا انکار نہین کرسکتا تو اب امور مذکورہ کی مصداق اور تعریف
مین باہم امتیاز جیسا ہمکو ضروری ہے ہمارے مجیب اور اونکے ہم مشربون بلکہ سارے جہان کو ایسا ہی ضروری اور
بدیہی التسلیم ہے اسلیے مجیب اور اونکے موافقین کو چاہیے کہ مصر کی تعریف واضح اور جامع مانع تحریر فرماوین مگر سوچ سمجھکر انشاء اللہ
اس سے بعض وہ مغالطے کہ جسمین مجیب وغیرہ مبتلا ہین اور اورونکو مبتلا کرنا چاہتے ہین بسہولت طے ہوجاوینگے اور
اگر مجیب کچھ سوچ سمجھکر اس سے پہلو تہی فرماوین اور بغرض پردہ پوشی یہ کہین کہ گو مصر قریہ وغیرہ مین فرق بدیہی اور
مسلم ہے مگر ہمکو اوسکے فرق بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ اقامت جمعہ کے لیے سب امکنہ برابر ہین اگر ہم کسی
قسم کی تخصیص کے قائل ہوتے تو ہمکو ترتیب وار امتیاز کی ضرورت ہوتی تو اول تو اہل فہم اونکی اس پہلو تہی اور عذر لچر کو
سمجھ ہی جاوینگے انشاء اللہ اونکی عقل و فہم کا موازنہ کر لینگے شروح بخاری کو ملاحظہ کر لیجیے شوافع وغیرہ حضرات بھی مصر و قریہ کی
تعریف بیان فرماتے ہین اسکے سوا مجیب بنارسی اثر حضرت علی کی تطبیق مین یہ ارشاد کر آئے ہین کہ امصار مین اقامت
جمعہ اولی ہے تو اب امصار گو صحت و وجوب جمعہ کے ساتھ مخصوص نہون مگر اولویت جمعہ کو تو وہ بھی مختص بالامصار فرماوینگے
اسلیے مصر و قریہ کی تمییز و تحدید لازمی ضروری ہے علاوہ ازین مصر کو جانے دیجیے مگر روایت جواثا مین جو کہ مجیب کا مستدل
ہے جب بالتخصیص قریہ صریح موجود ہے تو قریہ کی تعریف جامع مانع ضرور ہونی چاہیے اور مجیب کے قاعدہ کے موافق تو خود حضرت
ابن عباس سے منقول ہونا ضروری ہے بقول مجیب کہین ایسا نہو کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک قریہ سے مراد کچھہ

اور ہوا اور ہمارے مجیب کچھ اور سمجھکر ہر جگہ جمعہ پڑہا اور پڑہوا اگر گنہگار ہون اور گنہگار کرین بالجملہ مجیب اور اونکے ہم مشرب جنکو تعریفات مصر منقولہ احناف مین طرح طرح کے خیالات پیش آتے ہین جنکی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا وجہ الفاظ طعن وتشنیع استعمال کئے جاتے ہین اور ہمارے مجیب اسبارہ مین حضرت علی کو حکم مقرر فرمانیکی بابت دوسرے رہے ہین اونکو لازم ہے کہ مصر یا قریہ کی تعریف جامع مانع تفصیل کے ساتھ خواہ منقول کرکے خواہ قرینی فرودی بیان فرماوین اور اوسکے بعد کسیکو حکم مقرر کرنیکی فکر کرین اور ہم تو مجیب کی اس تمام خرافات کو تسلیم کرکے بھی یہ کہسکتے ہین کہ حضرت علی اور حضرت حذیفہ سے تعریف مصر مین مثل المدینہ اور مثل المدائن تو منقول بھی ہے چنانچہ ابن حزم اور ابن ابی شیبہ تو ہو چکا اثر حضرت علی مین مجیب نے بحث ثالث جو بیان فرمائی ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ جب حنفیہ کے نزدیک علاوہ امام دو یا تین آدمیون سے بھی جمعہ صحیح ہوجاتا ہے تو پھر مصر جامع کی شرط سے کیا فائدہ کیونکہ مصر جامع کی شرط تو اسی غرض سے تھی کہ اگر مصلی فوجداری کرین تو حاکم روکدے اور یہ تین چار آدمی کیا فوجداری کرسکتے ہین جنا بمن چار آدمیون سے جمعہ کا جائز اور صحیح ہوجانا اور بات ہے اتنی بات سے یہ لازم نہین آتا کہ مجمع عظیم کا ہونا نہونا برابر ہے عرف وعادت کو دیکھئے تو جمعہ مین مجمع پورا ہوتا ہے اور حکم شرعی کو ملاحظہ فرمایئے تو یہی امر مستحسن ہے کہ جمعہ مین مجمع عظیم ہونا چاہیے اسلیئے مصر واذن عام جمعہ کے لئے ضروری ہوا یہ دوسری بات ہے کہ کسی مجبوری کیوجہ سے اگر چار آدمی ہی ہونگے تو جمعہ درست ہوجائیگا اگر مجیب کا یہی فہم ہے تو حدیث یوم القوم اقرءہم لکتاب اللہ پر بھی ضرور یہ اعتراض کرینگے کہ جب قراءۃ فاتحۃ الکتاب صحت صلوۃ کے لئے کافی ووافی ہے تو پھر اقرء لکتاب اللہ کے ارشاد سے کیا فائدہ مجیب کے سامنے فہم کی بات عرض کرنا تو بقول شخصے رونا اور اپنی آنکھین کہونا ہے مگر اہل انصاف وطالب حق کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ اجتماع مسلمین اور اشاعت دین نہایت مہتم بالشان اور جامع خیر وبرکات دارین ہے مگر اونمین باہم فرق مراتب ضرور ہے جسکی وجہ سے شارع علیہ السلام نے اوسکے قیود وشروط وازمنہ وامکنہ کو اونکے مناسب حال متعین فرماکر سبکو مطلع کردیا قیود مذکورہ کا لحاظ نکرنا اور ایک کو دوسرے کے ساتھ مخلط کردینا اونہین کا کام ہے جنکو حقیقت تک رسائی نہین اور حقیقت شناسان احکام شریعت کی اتباع سے بھی استنکاف ہے اسکی تفصیل سے بوجوہ متعددہ معذور ہون مگر ایک دو حوالہ عرض کئے دیتا ہون حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت ورجمعہ کے بیان مین اس مضمون کو اپنی تصنیفات مین ذکر فرمایا ہے حجۃ اللہ مین فرماتے ہین والاشاعۃ اشاعتان اشاعۃ فی الحی واشاعۃ فی المدینۃ والاشاعۃ فی الحی تیسیر فی کل وقت صلوۃ والاشاعۃ فی المدینۃ لاتیسر الاغب طائفۃ من الزمان کالاسبوع دوسرے موقع مین فرماتے ہین لما کان حقیقۃ الجمعۃ اشاعۃ الدین فی البلد وجب ان ینظر الی تمدن وجماعۃ حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید رسالہ ایضاح مین بدعت وصفیہ کی بحث مین ارشاد فرماتے ہین وازانجملہ است تعیین امکنہ بالطریق لزوم مثل تعیین مکان طاہر غیر مقابر وحمامات برائے نماز وامصار برائے جمعہ واعیاد ومساجد

برائے اعتکاف و مواقیت احرام و حرم زکعبہ و عرفات و منا و مزدلفہ و صفا و مروہ برائے حج و مجرد ہ [illegible] برائے [illegible]
الغرار شادات منقولہ سے یہ امر روشن ہے کہ اجتماع مسلمین و اشاعت دین اور جملہ احکام شرع متین کے لئے شروط
وقیود زمانی و مکانی وغیرہ اور انکے مناسب شان مقرر ہین اونکو باہم مختلط کر دینا فی الحقیقۃ اختلاط فی الدین ہے اور
حقیقت صلوۃ جمعہ کے لئے جیسا یوم جمعہ ضروری ہے ایسا ہی تمدن و مصریۃ کا محقق ہونا واجب ہے تمدن کی قید کو
اوڑا کر ہر موضع اور صحرا و میدان مین اقامت جمعہ کو صحیح کہنا حقیقت شناسان کلام ربانی اور دقیقہ سنجان کلام نبوی
کے نزدیک بالکل ایسا ہی ہے کہ کوئی احمق دینداریوم جمعہ کی قید کو زایل کر کے شوق عبادت مین اور دنو نمین بھی
جمعہ پڑہنے کو تیار ہو جائے یا کوئی مجیب کا ہم خیال صلوۃ استسقا و جنازہ و عیدین کے لئے صحرا کی اولویۃ کو
لغو سمجھکر تمام امکنہ کو یکسان بتلانے لگے اور ہمارے مجیب کی طرح یہ بھی کہنے کہ جب صلوۃ عیدین وغیرہ کے لئے
مجمع عظیم ضروری نہین بلکہ ایک دو بھی ادا کر سکتے ہین تو پھر صحرا اور میدان کی قید سے کیا نفع جس چھوٹی سے چھوٹی مسجد
یا مکان مین چاہے ادا کرلے - دیکھئے ہمارے مجیب اپنے قیاس و اجتہاد کے زور سے کس کس قید شرعی سے آزادی
حاصل کرتے ہین - امر اول کے بعد جو مجیب نے اسی بحث مین یہ فرمایا ہے کہ مصر جامع کی شرط تو اسی غرض سے ہے کہ مقدما
فوجداری کرین تو حاکم انکو رد کرے اوسکو دیکھکر تو کسی کا مقولہ (چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا) یاد آتا ہے کوئی
پوچھے کہ قید مصر کی وجہ یہ کس سے بیان کی ہے افسوس ہمارے مجیب علام کو اتنا بھی خبر نہین کہ صحت جمعہ کے لئے
جیسے مصر کی قید ہے دوسری قید حاکم کی بھی ہے یہ نہین کہ حاکم کی ضرورت کیوجہ سے فقہا نے مصر کی قید لگائی ہے
بلکہ اسکے بالعکس کہتے تو مضائقہ نہ تہا یعنی جب صحت جمعہ کے لئے مصر اور اذن عام شرط ہوا تو ظاہر ہے کہ مجمع عظیم
ہوگا جسکیوجہ سے حاکم کی ضرورت ہوئی - باقی اہل فہم کو تقریر سابق سے معلوم ہو چکا ہے کہ حقیقت صلوۃ جمعہ
کے لئے تمدن و مصریۃ چونکہ ضروری اور واجب ہے اور اس اشاعت مخصوصہ کے لئے یہی محل مخصوص شرعا مناسب ہے
اسلئے اقامت جمعہ کے لئے مصر ضرور ہوا خواہ مجمع قلیل ہو یا کثیر اور قری صغیرہ اور بوادی اور براری مین گو کتنا ہی مجمع ہو
درست نہوگا بالجملہ حنفیہ کے نزدیک جیسا صلوۃ جمعہ کے لئے یوم مخصوص کی ضرورت ہے ایسے ہی محل خاص یعنی مصر اور
مجمع خاص یعنی ماسوا امام کے تین آدمیون کی ضرورت ہے یہ بالکل جہالت اور افترا ہے کہ مصر کی ضرورت صرف حاکم
کی وجہ سے ہے اور پھر اسپر یہ کہدینا کہ تین آدمیون سے جمعہ ہو جاتا ہے تو پہر مصر جامع کی شرط سے فائدہ ہی کیا ہے بالکل
بے فہمی اور ناواقفی کی بات ہے ان سب امور کے علاوہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ہمارے مجیب باوجود [illegible] عمل
بظاہر الحدیث اثر حضرت علی کو جو حکما مرفوع ہے محض اپنے اٹکل کے تیرون سے مجروح و متروک کرنا چاہتے ہین جو
غایت شرم و ندامت کی بات ہے - اسکے بعد اثر مذکور پر معترض بحاث لئے جو بحث رابع بیان فرمائی ہے اوسکا
خلاصہ یہ ہے کہ مذہب صاحبین لا تشریق کے خلاف ہے یعنی دونون صاحب تکبیرات تشریق کو اہل مصر اور اہل قریہ پر

بحث رابع

یکسان تسلیم فرماتے ہین سو جب اثر مذکور کے ایک جملہ مین خود حنفیہ ہی مین باہم اختلاف ہے تو پہر اثر مذکور سے مخالفون پر کیونکر حجۃ قایم کر سکتے ہین - اس بیہودہ بحث کو اگر کوئی تسلیم بھی کرے تو حسب مدعاے مجیب نتیجہ فی الباب یہ ہوگا کہ حنفیہ اثر مذکور سے مجیب پر حجۃ قایم نکر سکین اور اونکو الزام ندے سکین مگر اہل دیانت فرما دیوین کہ فقط اتنی بات سے ہمارے مجیب کو روایت صحیح صریح مرفوع حکماً کا ترک کر دینا عند اللہ کیونکر جائز اور حلال ہو گیا کیا عمل بالحدیث صرف حنفیہ کے الزام کے خوف سے کیا جاتا ہے - اسکے بعد یہ التماس ہے کہ تکبیرات تشریق کی نسبت جو امام اور صاحبین مین اختلاف ہے اوسکی تفصیل بیان کرنی تو فضول ہے البتہ قابل بیان و تنبیہ یہ امر ہے کہ مجیب کا یہہ قاعدہ کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ دین کسی نص سے حجۃ پیش نہین فرما سکتے تاوقتیکہ اونکے تمام اتباع و موافقین پہلے اوسکو تسلیم نفرمالیوین اگر ایک بھی مخالف ہو گیا تو نص مذکور بمقابلہ خصم ساقط الاحتجاج ہو جاویگی اسقدر مہمل اور جہوٹا قاعدہ ہے کہ ملائکۃ الرحمن تو درکنار اہل علم و دیانت بھی اوسکے قایل سے احتراز و اجتناب کی پسند و اختیار فرماوینگے جو شخص تمام اہل نقل اور اہل عقل کے خلاف ایسے بدیہی البطلان بات کہے اوسکو اہل علم مین شمار کرنا سخت افترا اور محض تہمت ہے اور اس سے بڑہکر یہ غضب ہے کہ فرماتے ہین کہ روایت مذکورہ کے دوسرے ٹکڑے مین چونکہ اختلاف ہے اسلئے پہلا ٹکڑہ یعنی لا جمعۃ جو متفق علیہ تہا وہ بھی قابل احتجاج نرہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہمارے مجیب خواہ مخواہ مباحث علمی مین دخل دیکر ناحق چوٹ کہاتے ہین اور پہر ان مضامین لغو کیا پر دو غرہ اور ناز ہے اور ایسے ایسے القاب اپنے لئے تجویز کئے جاتے ہین کہ جسکو دیکہکر اور سنکر سخت تعجب ہوتا ہے مگر جہان دو رکعت کے بعد نزول وحی کا انتظار کیا جاتا ہو وہان کچہ تعجب بھی نہین ہم متعدد حدیثین نووی شرح بخاری وغیرہ کتب معتبرہ مین ایسی دکہلا سکتے ہین کہ حضرات شوافع بعض روایات سے اور ون پر حجۃ قایم فرماتے ہین حالانکہ خود امام شافعی اون روایات کے معنی مین شوافع کے خلاف ہین جائے غور ہے کہ جب امام مذہب کے مخالفت کی وجہ سے وہ روایات مقلدین کے حق مین ساقط الاحتجاج نہوئین تو پہر شاگرد یا کسی مقلد کی مخالفت کے باعث کوئی روایت امام کے حق مین کیونکر ساقط الاحتجاج ہو سکتی ہے اور مجیب کا یہ خیال کہ روایت کے چند جملون مین سے ایک جملہ مین بھی اختلاف ہو گیا تو باقی جملہ متفق علیہا بھی قابل احتجاج نرہینگے نرا لغو خیال ہے کہ اوسکے مخالف نظایر کثیرہ ہر ایک اہل علم بیان کر سکتا ہے بلکہ بیشمار ہی نظایر موجود ہین کہ شخص واحد ایک روایت کے چند جملون مین سے کسی خاص جملہ کو کسی عذر کیوجہ سے تسلیم نہین کرتا اور باقی جملون کو مسلم اور معمول بہا سمجہتا ہے اور اس قسم کی نظایر اور استدلالات ہر ایک مذہب مین بلا نکیر اتنے موجود ہین کہ انشاء اللہ کوئی اہل مذہب بھی اوسکا انکار نکریگا میرے خیال مین مجیب جس عالم سے دریافت کرینگے وہ انکو اس قاعدہ کا اہمال و ابطال معہ نظایر کثیرہ بتلائیگا اگر کسی اور سے پوچہنے مین عزۃ و غیرت مانع ہو تو ... مولوی شمس الحق صاحب سے ہی دریافت

اور تحقیق فرمائیوین غالبًا وہ بھی ہماری معروضات کی موافقت فرماوینگے نظر برین ہمکو اون نظائر کی تشریح ایک طول فضول معلوم ہوتا ہے البتہ ایک دو نظیر جو امر مبحوث عنہ کے متعلق خود مجیب کے مشرب مین موجود ہے اوسکو عرض کئے دیتے ہین دیکھیے حدیث طارق بن شہاب جو مدعائے مجیب پر اول درجہ کی حجۃ سمجھی جاتی ہے جسکی بحث تفصیل کے ساتھ مکرر گذر چکی ہے اب ہمکو اوسکے جوابدینے کی کوئی ضرورت ہی باقی نرہی مجیب کے قاعدہ مسلمہ مخترعہ کیموافق یہ کہدینا کافی ہوگا کہ حدیث مذکور مین آگے چلکر جو لفظ عبد موجود ہے اوسکے حکم مین اختلاف ہے حتی کہ امام اہل ظاہر داؤد ظاہری رحمہ اللہ اوسپر جمعہ کو فرض فرماتے ہین اور عبد کے استثنار کو تسلیم نہین کرتے پہر کیا وجہ ہے کہ امام داؤد نے حدیث طارق کے خلاف فتوی دیا تو اب بقول مجیب ابو المکارم جب خود مجیب کے یہان حدیث مذکور کے احتجاج اور عدم احتجاج مین یہ خلاف ہے تو پھر دوسرون پر اُس سے احتجاج پیش کرنا کب سزاوار ہے اور اسی کے ساتھ جب اس امر کا بھی خیال کیا جاوے کہ بہت سے محدثین حدیث مذکور کے حکم یعنی وجوب جمعہ سے مسافر کو بھی مستثنی فرماتے ہین اور بعض صاحب اس استثنار کے منکر ہین اور ہمارے مجیب بھی اسی طرف مائل ہین کما هو تو پھر تو مجیب کے گھر مین ہی حدیث طارق کی بابت اختلافات پیش آگئی اسلئے اونکے قاعدہ مخترعہ کی روسے تاوقتیکہ اس خانہ جنگی سے فراغت نہوجائے حدیث طارق بن شہاب کو خصم پر حجۃ نہ لائین اور سنئے آیہ کریمہ فاسعوا الی ذکر اللہ کو بھی ہمارے مجیب اور اونکے ہم مسلک حضرات حجۃ قوی خیال فرمارہے ہین چنانچہ اسکی بحث بھی گذر چکی ہے لیکن مجیب ابو المکارم کے قاعدہ کی موافق جوابات معروضہ سابقہ کی اصلا حاجۃ نرہی کیونکہ آیۃ مذکورہ مین ذکر اللہ سے مراد جمہور نے خطبہ لیا ہے مگر مجیب کے ہم مشرب اس سے مراد صلوۃ اور خطبہ دونون بلکہ صرف صلوۃ لیتے ہین کیونکہ خطبہ صلوۃ جمعہ کے لئے اونکے نزدیک واجب نہین غایۃ ما فی الباب مسنون ہے چنانچہ روضۃ الندیہ کی عبارت مین یہ مضمون موجود ہے تو جب آیۃ مذکورہ کے ایک ٹکڑے مین مجیب کے یہان یہ اختلاف ہے تو پھر دوسرون پر اوسکو حجۃ بنانا بقول اونکے کیونکر سزاوار ہے اور اسیکے ساتھ جب یہ بھی خیال کیا جاوے کہ ارشاد فاسعوا کے معنی خلاف جمہور بحسب الظاہر بعض صاحب دوڑکر چلنے کے لے رہے ہین تو پھر تو آیۃ مذکورہ سے کسی مخالف پر استدلال پیش کرنا اور اوسکے الزام کی توقع رکہنا مجیب کے محققہ قاعدہ کے موافق بالکل ہی باطل ہے ہمارے مجیب اور اونکے موافقین کے استدلالات مین آیۃ مذکورہ اور حدیث طارق بن شہاب عمدہ استدلال شمار کئے جاتے تھے مگر مجیب کے اس قاعدہ لو ایجاد کی روسے اس قابل نرہی کہ کسیکو زحمت جواب کھینچنے پڑے مگر اوثق العری ہین چونکہ ان دونون استدلالون کے جواب قابل قبول اہل علم اور لایق پسند اہل حق تحریر فرمائی تھی اسلئے ہمنے بھی سابق مین اونکی پوری تشریح عرض کردی ہے ورنہ مجیب ابو المکارم کی جوابدہی کے لئے کافی اور اونکی شان کے مناسب یہی ہے جو اب معروض ہوا اسکے بعد مجیب نے اثر مذکور پر بحث

بحث لباس

خامس تحریر فرمائی ہے چونکہ بحث مذکور کو مطلب اوثق العری سے اتنا بھی تعلق نہیں جتنا سعیدی کو زنگی
سے اور نہ کسی وجہ سے اثر مذکور میں کسی قسم کا خدشہ متوہم ہو سکتا ہے صرف مولانا ظہیر احسن صاحب نے صلوۃ العید
فی القری میں اثر مذکور کی دلیل پوچھی جاتی ہے جس سے ارشاد السوال نصف العلم کی تصدیق ہوتی ہے اور
مجیب خوش ہو رہے ہیں کہ ان مباحث کی وجہ سے اثر حضرت علی رض حنفیہ کا مستدل نہیں ہو سکتا ایسے فضول
امور کا ذکر کرنا بھی فضول معلوم ہوتا ہے اسکے بعد پانچ ابحاث اور مجیب نے نسبت اثر مذکور تحریر فرمائے ہیں جن میں
اکثر امور فضول ہیں اثر مذکور میں انکی وجہ سے کوئی نقص پیدا نہیں ہو سکتا البتہ مجیب لبیب اضحیہ اور صدقہ
الفطر میں قیل و قال اعتراضات بیان فرماتے ہیں کہیں اقامت جمعہ فی القری جو مسلم ہے عند الحنفیہ درست ہے
دوسرے سوداء ام لگا نیکو تیار ہیں کبھی قری کبیرہ اور صغیرہ کے فرق پر اعتراض کرتے ہیں کبھی اثر حضرت علی کو
آثار صحابہ کے مخالف بتایا جاتا ہے کبھی نصوص مرفوعہ کے معارض کہا جاتا ہے جس کے ملاحظہ سے رقص الجمل
یا الغریق یتشبث بکل حشیش کا تماشا نظر آتا ہے چونکہ انکی تفصیل کے پیچھے پڑنا بے سود اور لاحاصل معلوم
ہوتا ہے اسلئے یہ عرض ہے کہ مجیب نے جسقدر ریاضت جد و جہد کے ساتھ مباحث مابعد میں تحریر فرمائی ہیں ان
میں اثر مذکور کے متعلق اور ہمارے مدعی کے مخالف کل دو امر ہیں ایک تو یہ کہ حضرت علی کے اثر میں اقامت جمعہ کے
لئے مصر کو خاص فرمایا گیا ہے تو اب کسی قریہ میں اقامت جمعہ درست نہ ہونی چاہئے حالانکہ حنفیہ کے یہاں قری
کبیرہ میں اقامت جمعہ صحیح ہے دوسرے اثر مذکور آثار و احادیث کے مخالف ہے اسلئے ان کے مقابلہ میں متروک
ہونا چاہئے۔ سو امر اول کے جواب میں تو یہ عرض ہے کہ حضرات صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین سے جو روایات
بابت تفسیر مصر منقول ہیں وہی ہمارے نزدیک مسلم اور معمول بہا ہیں اور ان میں کسی جگہ قریہ کا ذکر نہیں حضرت
علی رض حضرت حذیفہ عطا امام ابوحنیفہ کے اقوال کو ملاحظہ فرمالیجئے مگر اتنی بات ضرور ہے کہ مصر کی تعریف
جو ان حضرات کے ارشاد سے معلوم ہوتی ہے وہ بعض قری کبیرہ پر بھی صادق آتی ہے سو جو قری کبیرہ ایسے
ہونگے کہ جن پر منجملہ تعریفات مصر کوئی تعریف صادق ہوگی انکو احکام شرعیہ میں مصر کہا جائیگا گو عرف میں
انکو قریہ کہا جاتا ہو بلکہ اصطلاح علماء میں قریہ کبیرہ اوسی کو کہینگے جس قریہ پر تعریف مصر صادق آتی ہو بعض علماء نے
متاخرین نے بغرض توضیح یہ فرما دیا ہے کہ مصر اور قصبات اور قریہ کبیرہ میں سب میں اقامت جمعہ درست ہے مگر انکا یہ
مطلب نہیں کہ اکابر سلف نے فقط مصر میں اجازت دی تھی اور ہمارے نزدیک قصبات و قری کبیرہ میں بھی جائز
ہے۔ انکی غرض یہ ہے کہ جمعہ کو مصر عرفی ہی کیساتھ مخصوص نہ سمجھا جاوے بلکہ مصر عرفی اور قصبات اور قری مذکورہ
سب مصر شرعی بیان فرمودہ اکابر میں داخل ہیں بالجملہ اثر حضرت علی میں جو مصر جامع مذکور ہے قصبات و قری مذکورہ
سب اوسمیں داخل ہیں اوس سے کوئی امر مباین اور زائد نہیں ہے جو ہمارے مجیب مطالب فقہا کو اثر حضرت علی

کے مخالف سمجھکر اعتراض فرمانیکو تیار ہو گئے اگر حضرات علماء یہ توضیح نفرماتے تو کچھ عجب نتہا کہ بہت سے ظاہر بین
حضرت علی رض وغیرہ کے اقوال مین مصر جامع اور مدینہ عظیمہ کو دیکھکر اپنی عرف پر اعتماد کرکے قصبات و قری کو یک
لخت خارج کر دیتے اب باقی رہا امر ثانی یعنی مجیب کا یہ کہنا کہ اثر حضرت علی آثار متعددہ اور احادیث کثیرہ کے
معارض ہے اسکا جواب اوثق العری مین خود موجود ہے اور ہم بھی تفصیل و توضیح کے ساتھ محدث بنارسی کے
جواب مین ابھی عرض کر چکے ہین اوسکے ملاحظہ سے خوب معلوم ہو سکتا ہے کہ مجیب کا یہ کہنا بالکل بے اصل
اور خلاف واقع ہے جسکی بنا ناواقفیت ہے یا تعصب مگر افسوس ہے کہ اوثق العری مین اسکے متعلق جو تقریر مذکور
ہے جسکا حال مفصلاً معروض ہو چکا ہے اوسکے جواب سے مجیب نے پہلو تہی کی اور پھر شوخی و بیباکی دیکھیے کہ اوسی
تعارض کو پیش کیے جاتے ہین اور اس سے بھی بڑھکر یہ بات ہے کہ مجیب نے جو احادیث اثر حضرت علی کے معارض پیش
کی ہین چند روایتین تو ایسی ہین کہ جنکو اس بحث سے کوئی علاقہ ہی نہین بلکہ صلوٰۃ جمعہ یا عید کا اون مین
ذکر تک نہین فقط قربانی کا ذکر ہے علی ہذا القیاس بعض روایات مین نماز جمعہ یا عید کا ذکر تو ہے مگر مانحن فیہ
سے کوئی بحث نہین البتہ بعض روایات مثل قصہ جواثی یا ارشاد حضرت عمر جمعوا حیث ماکنتم ایسے ہین کہ جو بظاہر
مطلب مجیب کے موید نظر آتی ہین مگر اون سبکا جواب اوثق العری مین موجود ہے اور ہم بھی شرح و بسط کیساتھ ان
تمام روایات کا جواب مکرر عرض کر چکے ہین اعادہ کی حاجت نہین مجیب اور اونکے موافقین کو لازم ہے کہ قصہ
جواثی اور ارشاد حضرت عمر رض وغیرہ کو جو اپنے استدلال مین پیش نظر فرماوین تاوقتیکہ امور مذکورہ اوثق العری کو ملاحظہ
نفرمالین اور اون امور کا معقول جواب نہ لین اوسوقت تلک فعل اہل جواثی اور ارشاد حضرت عمر وغیرہ سے
استدلال کرنا ہرگز قابل سماعت و لائق جواب نہوگا اور مجیب نے تو ایسی بیباکی پر کمر باندہی ہے کہ روایۃ ابن ماجہ اور نسائی
جس مین سفر مین اضحیہ یعنی قربانی کرنیکا ذکر ہے اوس سے اقامۃ جمعہ فی القری کو ثابت کرنا چاہتے ہین اور اونکے
مخالفت کیوجہ سے اثر حضرت علی کو متروک فرماتے ہے ایسی خرافات کا جواب دینا تو درکنار ایسے استدلالات کیوجہ سے
تو مجیب کی جسقدر تجہیل و تحمیق کیجائے عین حق و صواب ہے مگر مجیب کی عنایتون سے چونکہ ہمکو کسی قسم کی تمنا
اور آرزو باقی نہین رہی اور نہ ناظرین پر اوسکی اظہار کی حاجت اسلئے اوس سے اعراض کرکے یہ التماس ہے
کہ مجیب نے جو ابحاث عشرہ مذکورہ بیان کرکے اثر حضرت علی کو متروک فرمایا ہے عند اللہ مذموم ہونیکے سوا نہایۃ شرم
و ندامت کی بات ہے کیونکہ اول تو ابحاث مذکورہ مین جسقدر امور بیان کئے ہین قریب کل کے ایسے ہین کہ نہ عقل
کی موافق نہ نقل کے مطابق اور قابل قبول تو ایک بات بھی نہین دوسرے مجیب کے مشرب اور دعوی عمل بالحدیث
سے اسقدر بعید اور مباین ہین کہ العظمۃ للہ ایسے بیہودہ وجوہ خلاف عقل و نقل محض پاس سخن کی ضرورت سے
گہڑ کر نصوص شرعیہ کو مطروح اور ساقط الاعتبار قرار دینا اہل اہوا کا کام ہے عامل بظاہر النصوص ہوکر نصوص کے

مقابلہ مین ایسے حماقت امیز تکلفات سے کام لینا قیامت کی بہت قوی علامت ہے عقل حق پسند سے کام لیجئے تو تمام اہل ظاہر کو ایسے قابل اور اوسکے اقوال سے ننگ و عار آنا چاہیئے نہ کہ اوسکی حمایت اور اون اقوال کی اشاعت مین بذل ہمت و مال کر کے تمام اہل ظاہر کو دھبہ لگایا جاوے - جو صاحب جوہر انصاف رکھتے ہین وہ تو ہماری اس ملامت کو انشاء اللہ شفیق فصاد کے نشتر سے کم نہ سمجھینگے اور متعصب و معاند تو کیا عجب ہے کہ ہماری عرض کو سنکر اونچی ترقی کرنیکو ایسے مستعد ہوجائین کہ خود ہمکو یہ کہنا پڑے شعر -

عرض ایمان سے ضد اوس نگار زنگ دین کو پڑی ۔۔۔ تجھے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

خیر کچھ گرہی انصاف و نہین ہے تو یاد رہے کہ کسی نص قرآنی و حدیث نبوی سے کسی مدعی پر استدلال لانا ایسا دشوار ہوجائیگا کہ جسکی توقع بدشواری ہوسکتی ہے ورنہ جانیئے حدیث طارق بن شہاب جسکو ہمارے ہر دو مجیب اپنے ثبوت مدعی کے لئے اعلی دلیل تصور فرماتے ہین اور تمام علما مسائل متعددہ دربارہ صلوۃ جمعہ اوس سے استخراج فرما رہے ہین بالکل ساقط الاعتبار ہوجائینگے اور مجیب کے تمام خیالات خاک مین ملجائینگے کیونکہ جن ابحاث عشرہ پر مجیب کو ناز ہے اور جنکے بھروسے پر اثر حضرت علی کو ساقط الاحتجاج بتلا رہے ہین وہ ابحاث مع شے زاید حدیث طارق بن شہاب مین موجود ہین اہل علم و فہم جانتے ہین کہ ساقط الاحتجاج ہونیکے لئے تو ایک خرابی بھی کافی ہے چہ جائیکہ حدیث طارق بن شہاب مین دس کی جگہ پندرہ موجود ہون تو اب مجیب طارق بن شہاب کی حدیث سے کیونکر کسی مدعی پر استدلال قایم کرسکتے ہین بلکہ اثر حضرت علی سے پہلے حدیث طارق بن شہاب کو جہک مار کر ساقط الاعتبار کہنا پڑیگا دیکھیے اول آپ اثر حضرت علی کو صرف موقوف کہکر اوسکو ساقط الاحتجاج بتلاتے ہین اور مکرر تنبیہات پر بھی اس امر کو نہین دیکھتے کہ وہ موقوف کیسا ہے - پس فقط موقوف ہونے پر حکم سقوط لگایا جاتا ہے اسکے جواب مین کوئی کہہ سکتا ہے کہ حدیث طارق بن شہاب مرسل ہے

چنانچہ امام خطابی فرماتے ہین لیس اسناد ہذا الحدیث بذاک وطارق بن شہاب لا یصح لہ سماع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا انہ قد لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ علما کہ جو جمعہ کو فرض عین نہین مانتے بلکہ فرض کفایہ کہتے ہین وہ حضرات حدیث مذکور کے ترک کی وجہ ارسال ہے پیش کرتے ہین جب ہمارے مجیب اپنی غرض کو ارسال کی تفصیل بیان کرینگے اور حدیث طارق کو صحیح فرماوینگے اوس وقت اونکو موقوف کی تفصیل بھی سمجھنی پڑیگی اور اثر حضرت علی کو صحیح کہنا ہوگا - دوسری وجہ اثر حضرت علی کے ترک کی یہ فرماتے ہین کہ اثر مذکور سے استدلال اوسیوقت صحیح ہوسکتا ہے جب مصر جامع کی تعریف حضرت علی سے منقول ہو - سو اسکے جواب مین بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حدیث طارق سے بھی استدلال اوسیوقت صحیح ہوسکتا ہے جب عبد کی تفسیر اور تعریف خود حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو معلوم نہین کہ مدبر مکاتب معتق البعض ماذون اور وہ غلام کہ جسپر مولی غلہ اور خراج معین کردے کون ارشاد مذکور مین داخل ہین اور کون خارج تو ہمارے مجیب کے ذمہ لازم ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسبات کو اول منقول فرمادین کہ عبد مملوک

جو حدیث طارق مین واقع ہے اوس سے کیا مراد ہے اور اقسام مذکورہ مین سے کون اس استثنا مین داخل یعنی
حکم وجوب جمعہ سے خارج ہے اور کون نہین تا وقتیکہ انواع مذکورہ عبید کی تفصیل معہ احکام حدیث مرفوع سے معلوم نہو
اوس وقت تلک ہمارے مجیب اپنے ارشاد کی موافق جمعہ کو ملتوی رکہین اور حدیث طارق بن شہاب پر نہ خود عمل
کرین اور نہ اورون کو فتوی دین اور نہ کسیپر حدیث مذکور سے حجۃ پیش فرماوین کیونکہ استثنا کی جہالت مستثنی منہ کو بھی
مجہول اور ساقط الاعتبار کر دیتے ہی تلویح مین ہے حتی ان مجموع الاستثناء وصدر الکلام بمنزلۃ کلام واحد فجہالتہ
توجب جہالۃ المستثنی منہ فیصیر مجہولا مجملا متوقفا علی البیان اور اسیکے ساتھ جب یہ بھی دیکہا جائے کہ مریض کی بھی کوئی
تفصیل اور تعیین حدیث مذکور مین موجود نہین تو ابتو حسب قاعدہ مجیب حدیث طارق سے اوس وقت استدلال ہوسکیگا
جب پہلے عبد مملوک اور مریض دونون کی تفسیر اور تعیین حدیث مرفوع سے ثابت ہوجائے اور یہ نہوسکے تو پھر جن چیزون
سے مجیب قطع نظر کرنیکے عادی ہین اون سے قطع نظر فرماکر یہی کہدین کہ مریض اور عبد مملوک بجمیع اقسامہ مطلقا حکم
وجوب جمعہ سے مستثنی اور خارج ہین اور یہ بھی نکر سکین تو پھر اپنے اس قاعدہ مختلقہ کو اپنی جیب مین رکہین اور اسمین
بہی اگر تامل ہو تو حدیث طارق بن شہاب سے جو طمطراق کے ساتھ استدلال کیا تہا اوسکو واپس فرمالین اور پہر
بہول کر بھی استدلال مذکور کا نام نہ لین۔ تیسری بحث جو اثر حضرت علی مین مجیب نے بیان کی ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے
کہ جب حنفیہ کے یہان تین چار آدمیون سے جمعہ ہوجاتا ہے تو پہر مصر جامع کی شرط سے کیا فائدہ اسکے جواب مین بھی یہ
کہدینا کافی ہوگا کہ جب مجیب کے مذہب مین بلا تخصیص مکان کیف ما اتفق صرف دو آدمیون سے بدون کسی شرط زائد
کے جمعہ مثل دیگر صلوات صحیح ہوسکتا ہے تو عبد مملوک کے استثنا کی کیا وجہ اور مسافر کی تخصیص کا کیا سبب جس کو
بہت سے محدثین بھی تسلیم فرماتے ہین اور قریہ اور امام کی شرط سے کیا فائدہ جو ام عبد اللہ کی روایۃ مین موجود ہے
اور مجیب بنارسی اوسکو معتبر اور مستدل فرما چکے ہین کما مر اور خاتم المحدثین قاضی شوکانی اور امیر المومنین نواب
صاحب وغیرہ کے قلم تمکین من اقامتہا بمکۃ کا کیا مطلب۔ بحث رابع کا یہ خلاصہ تہا کہ اثر حضرت علی لا جمعۃ ولا تشریق الخ
کے دوسرے ٹکڑے یعنی لا تشریق کے معنی مین جب باہم حنفیہ مین اختلاف ہے تو اول ٹکڑے یعنی لا جمعۃ سے دوسرون پر
کیسی حجۃ پیش کی جاتی ہے جس کے جواب مین مجیب کے قاعدہ کی موافق کہا جاسکتا ہے کہ حدیث طارق بن شہاب مین جب
اہل ظاہر عبد مملوک کے استثنا مین باہم مختلف ہین چنانچہ داود ظاہری حکم وجوب جمعہ سے عبد کو مستثنی نہین فرماتے
تو پہر حدیث مذکور کے اول جملہ سے دوسرون پر کیسے حجۃ لائی جاتی ہے اور اوس سے اہل قری پر کیونکر جمعہ واجب
ہوسکتا ہے۔ بحث پنجم کو امر مبحوث عنہ یعنی اقامۃ جمعہ فی القری اور اثر حضرت علی سے کوئی تعلق نہین کما مر البتہ
استحسانا آپکے طرز پر یہ غرض ہے کہ حدیث طارق بن شہاب مین لفظ کل مسلم سے مکلف وغیر مکلف دونون مراد ہین تو
مجنون استثنا سے باقی رہگیا اور خاص مکلف سے مراد ہین تو صبی کا استثنا کیسا۔ بحث سادس کا یہ مطلب ہے کہ حنفیہ کے

نزدیک جب سو... ...ہماری کو جائز نہیں تو پھر صدقۃ الفطر اور اضحیہ کیونکر اون کے لیے جائز ہوگیا حالانکہ اضحیہ اور صدقۃ الفطر نماز عید کے تبع ہین - قطع نظر اس سے کہ مجیب کی ناواقفیت اور غلط بیانی ہر فقرہ سے مترشح ہے اور ہمارے مستدل مین اس لغو بیانی سے کوئی سقم پیدا نہین ہوسکتا ہم مجیب سے دریافت کرتے ہین کہ جبھی صغیر کے لیے جب مجیب کے مذہب مین بھی نماز عیدین جائز نہین تو پھر صدقۃ الفطر کے واجب ہونے اور اضحیہ اوسکی طرف سے کرنیکے کیا معنی کیونکہ مجیب کے ارشاد کی موافق اضحیہ اور صدقۃ الفطر تو صلوۃ عیدین کی تابع ہین اور اسی پر کیا ہے جب مجیب نے اسبات کو تسلیم کرلیا کہ صدقۃ الفطر اور اضحیہ صلوۃ عید کے ایسے تابع ہین کہ بدون صلوۃ جائز ہی نہین ہوسکتی تو دونو اونکے مذہب پر اتنے اعتراض ہونگے کہ مجیب اور اونکے ہم مشربون کا سارا اجتہاد اور سعی صرف ہونیکے بعد بھی سبکدوشی محال نظر آتی ہے - بحث سابع کا یہ مدعی ہے کہ جب مولف یعنی مولانا ظہیر حسن کے یہان جمعہ قری مین درست نہین تو پھر منا مین فی الموسم اونکے یہان جمعہ کیسے درست ہوگیا - اسکا جواب یہی ہے کہ جب مجیب ابو المکارم کے یہان حدیث طارق بن شہاب کا یہ مطلب ہے کہ بجز عبد امراۃ صبی مریض سب مسلمانون پر جمعہ فرض ہے کوئی اس سے مستثنی نہین تو پھر کیا وجہ ہے کہ عرفات مین جمعہ درست نہین اور کسی نے حجۃ الوداع مین جمعہ ادا نکیا کما مر مفصلاً بحث ثامن کا مقصود یہ تہا کہ مولف کے نزدیک جب قریہ کبیرہ مین جمعہ درست معلوم ہوتا ہے تو اثر حضرت علی مولف کے بھی موافق نرہا کیونکہ اثر مذکور سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ مصر کے سوا دوسری جگہ درست نہین - اسکا جواب بھی مجیب کے طور پر ہماری طرف سے یہ ہے کہ حدیث طارق بن شہاب کا حسب تسلیم مجیب جب یہ مدعی ہے کہ بجز عبد امراۃ صبی مریض اور سب پر جمعہ فرض ہے تو اب حدیث طارق مذہب مجیب کے بھی مخالف ہے کیونکہ اہل عرفات اور مجنون اور محبوس اور صاحب مطر شدید اور بعض اعمی پر بھی مجیب صلوۃ جمعہ کو فرض نہین بتلاتے - بحث تاسع اور عاشر کا خلاصہ یہ ہے کہ اثر حضرت علی چونکہ آثار صحابہ اور احادیث مرفوعہ کے خلاف ہے اسلیئے متروک اور غیر قابل للاعتبار ہونا چاہیئے - اس کا جواب مجیب کے طرز کی موافق یہی ہے کہ حدیث طارق بن شہاب چونکہ آثار صحابہ اور احادیث مرفوعہ اور تعامل مستمر زمانہ نبوت اور عملدرآمد عصر خلافت کے مخالف ہے چنانچہ نہایت تفصیل کے ساتھ مکرر عرض کرچکا ہون اور جو معنی ہمارے مجیب نے حدیث طارق بن شہاب کے لے رکھے ہین یعنی اہل بوادی اور اہل براری اور مسافر اور خانہ بدوش سب پر جمعہ فرض ہے اوسکی رو سے اجماع ائمہ مجتہدین کے بھی مضاد ہے اسوجہ سے حدیث مذکور معمول بہ نرہی - وجوہ مذکورہ کے سوا اور بھی ایسے وجوہ جنکو مجیب نے اثر حضرت علی مین مایہ فخر سمجھکر پیش کیا ہے حدیث طارق بن شہاب مین موجود ہین مگر ہم ان فضولیات سے خود کارہ ہین فقط مجیب کی اوس طبع آزمائی کے جواب مین جو اونہون نے اثر مرتضوی کی تردید مین کی تھی اور اپنے تمام رسالہ کا لب لباب اور مایہ الفخر خیال فرماتے تھے ہم اس طول کے متحمل ہوئے اور اونکے ابحاث عشرہ کے مقابلہ مین ہمنے بھی وہی باتین ویسی ہی حدیث طارق بن شہاب مین جو اونکی عمدہ دلیل

یعنی اعراض ۔ پیچ از رسالہ ب تھی عرض کردین - باقی حق بات یہی ہے کہ اثر حضرت علی اور حدیث طارق بن شہاب
التسلیم والعمل مین ہمارے مجیب نے جو خلاف عقل ونقل روایات صحیحہ کے ابطال کا نیا طریقہ نکالا ہے یہ اونکو اور
اونکے ہواخواہون کو ہی مبارک ہو ہمتو اسکو اہل اہوا مبتدعین کا کام سمجھتے ہین ہم سچ عرض کرتے ہین کہ دو تین
جو ہمنے مجیب کے الزام اور اونکی تنبیہ کی غرض سے اونکے مسلک کی موافق حدیث طارق بن شہاب مین عرض کی
ہین ہمکو تو اونکے بیان پر بھی فی الجملہ ندامت ہے اوثق العری کو ملاحظہ فرمالیجئے کہ حدیث طارق بن شہاب کے معنی ظاہری
کے تسلیم فرمانے مین کوئی عذر بارد بھی پیش فرمایا ہے یا دیگر روایات مستدلہ مجیب مین کوئی امر بعید از عقل ونقل بیان
کیا ہے - یہ بات البتہ کی ہے کہ ہر موقع پر معنی قابل پسند اہل فہم جو جملہ روایات ونصوص مین موافق ہون بیان فرماکر
تمام روایات کو منطبق کرکے دکہلا دیا ہے چنانچہ ہم بھی تمام امور کو تفصیل کے ساتھ اپنے اپنے موقع پر عرض کر چکے
ہین - اور ہمارے مجیب کی یہ حالت ہے کہ تطبیق روایات پر آئین تو نعوذ باللہ کہنے کو دل چاہتا ہے اور ترک ترجیح مین
الروایات کرنا چاہین تو استغفار پڑہنے کی جی مین آئے اثر حضرت علی کی تردید مین جو کچہہ مجیب نے تحقیق وتدقیق فرمائی
ہے جسپر خود مجیب بھی پہولے نہین سماتے ہماری عرض پر حجۃ کافی ہے اور اگر کوئی دوسرا بیباک بھی یہی طریقہ اونکی
مقابلہ مین اختیار کرے تو آیت قرآنی اور روایات حدیث جسقدر مجیب نے بیان کی ہین کوئی بھی قابل استدلال
مجیب نہین رہ سکتے چنانچہ حدیث طارق بن شہاب کی کیفیت بطور نمونہ ہم عرض بھی کر چکے ہین اہل علم والصاف
جملہ امور کو خود ملاحظہ فرمالیوین ۔

الحمد للہ - کہ ہم ہر دو مجیب کی جوابدہی اور خدمت گذاری سے بعنایت الہی فارغ ہو چکے اور ہر دو رسالہ کا جواب
مفصل تمام ہوگیا اور ہمنے اپنے خیال کے موافق کسی امر کے جواب دینے سے پہلوتہی نہین کی یہی وجہ ہے کہ ہمارے ناچیز
تحریر اوسقدر طویل ہوگئی جسکا خود ہمکو بھی خیال تہا نہ ارادہ - مگر ہمنے اپنے رسالہ مین یہ نہین کیا کہ محض ادہر اودہر کے
حوالون سے کام لیا ہو یا اصل مقصود سے تجاہل عارفانہ کرکے کسی امر جزوی پر بے اصل اور بے سود مواخذہ کیوجہ سے
سرخروئی حاصل کی ہو بلکہ ہمنے اصل مقصود کے سوا مجیب صاحبون کے فضول اور زوایداامور کی کیفیت بھی معہ جواب
عرض کردی ہے گو ان وجوہ اور بعض دیگر وجوہ سے تحریر طویل ہوگئی جسکے باعث بعض ناظرین اونکے مطالعہ سے
پہلوتہی فرماوین تو عجب نہین مگر متعدد منافع اور مصالح کیوجہ سے ہمکو یہ طول اختیار کرنا پڑا جنکا بیان کرنا بھی طول
سے خالی نہین والعذر عند کرام الناس مقبول ہان اسی کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ گو طول ہے مگر انشاء اللہ
محض فضول ہرگز نہین بقول شخصے **شعر**

اگرچہ عشق مین آفت بھی ہے بلا بھی ہے ۔۔۔ مگر برا ہی نہین کچہہ نہ کچہہ بہلا بھی ہے

آخر مین ہم ہر دو مجیب بالخصوص مجیب ابو المکارم کو اپنی وہ دردسری جو ہمنے اونکے رطب ویابس امور کی جوابدہی

مین ہمنے تخلف نہین کیا مین عارف ق ہے ..... دہی کے سوا مذہب مختار کے اقوال کے بھی جوابات عرض کرنے
اور ابحاث عشرہ دربارہ اثر حضرت علی جو مذہب مختار مین مجیب نے تحریر فرمائی تھین جنکی جوابدہی ہماری ذمہ نہ تھی اون
ابحاث کے جوابات تحقیقی و الزامی بھی عرض کردیئے ان سب امور کو یاد دلاکر یہ عرض کرتے ہین کہ حدیث طارق
بن شہاب کی نسبت مجیب کے مسلک کی موافق جو ابحاث و خدشات تھے وہ تو بھی مفصلاً معروض ہو چکے ہین اور مطلب
تحقیقی قابل قبول اہل علم و فہم بحوالہ اوثق العری اوراق سابقہ مین شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہو چکا ہے اب
ایک دو بات حدیث مذکور کے متعلق ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ عرض کرین بشرطیکہ انصاف و تدبر کے ساتھ جواب
عنایت ہو ہمکو توقع ہے کہ ہمارے ہردو مجیب اوس کلفت اور جانفشانی کا ضرور خیال فرماکر جو ہمنے اونکی وجہ سے
گوارا کی ہے ہماری عرض کو توجہ کے ساتھ سنینگے اور اوسکے جواب مین تدبر و انصاف سے درگذر نفرماوینگے۔
دیکھیئے حدیث مذکور مین جو ارشاد ہے الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ کلمہ فی جماعۃ مین دو احتمال ہین
یا اسکو واجب کا صلہ بنایا جائیگا یا کائن اور موجود مقدر مانکر مسلم کی صفت کہنا ہوگا ایسے ہی جماعۃ کے
بھی دو معنی ہوسکتے ہین یا جماعت سے مراد جماعۃ صلوۃ ہوگی یا مجمع ناس چنانچہ لفظ جماعۃ دونون معنی مین خود
نصوص مین بکثرت مستعمل ہے آپ اون دو کو ان دو مین ضرب دینے سے ظاہر ہے کہ معنی حدیث مین چار
احتمال پیدا ہونگے سو ہم صرف یہ عرض کرتے ہین کہ معانی و احتمالات مذکورہ مین سے جونسے معنی اور احتمال آپکے
نزدیک حق ہون اونکو معین فرما دیجئے اور جسکو آپ حق سمجھین اوسکو بھی بتلا دیجئے مگر شرط یہ ہے کہ جو کچھ ارشاد ہو
اوسکی دلیل قابل قبول بھی ارشاد ہو تحکم بیجا اور تخیل نارو اسے کام نلیا جاوے ورنہ یاد رہے کہ فقط اپنے
استدلال قوی ہی سے محرومی اور دست برداری کرنی نہ پڑے گی بلکہ اوسکے ساتھ دوسرے حسرت و ناکامی
یہ بھی ضرور ہوگی کہ خلاف اجماع تمام شرائط و قیود کو اوڑاکر جو ایک شرط جماعۃ کی تسلیم کی گئی تھی اور اوسکی دلیل بھی
حدیث طارق بن شہاب لے دیکر بیان کیجاتی تھی وہ بھی گاؤ خورد ہوجائیگی اور آپ حضرات کی مسلک کی مطابق
کوئی اور دلیل بھی مدعائے مذکور یعنی ثبوت وجوب جماعۃ کے لیئے ہاتھ آتی نظر نہین آتی بالجملہ آپ جب تلک احتمالات
مذکورہ مین سے کوئی احتمال اپنے مفید مدعی مدلل معین نفرمالیوین اوسوقت تلک حدیث طارق بن شہاب سے
ہمارے اوپر حجۃ لانا ہرگز قابل سماعت نہوگا اور اگر ہم بدین خیال کہ مجیب صاحبون سے اوثق العری کے ارشاد کا
تو جواب آیا ہی نہ تھا پھر اوسپر مجیب ابو المکارم کے اوس طریقہ کی موافق جو اونہون نے تردید اثر حضرت علی کی
ضرورت سے ایجاد و اختیار فرمایا ہے حدیث طارق بن شہاب مین آٹھ دس خدشہ اور پیدا ہوگئے ایسا ان سب
امور کے بعد ہم بھی اپنی معروضات کا جواب طلب کرین تو بالبداہۃ تکلیف مالایطاق کا قصہ نظر آتا ہے اسلئے
اگر عفو و انظار معسر کے فضایل کی طمع مین ہم اپنی معروضات سے قطع نظر کرین اور حدیث طارق بن شہاب کی

بنظر رعایت وترحم وہی معنی لین جو مجیب اور اونکے ہواخواہ لے رہے ہین تو پہر بہی یہ عذر موجود ہے کہ حدیث طارق بن شہاب سے بنظر انصاف صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وجوب صلوۃ جمعہ کے لئے جماعت شرط ہے اباحت یا استحباب جمعہ کے لئے جماعۃ کا ضروری اور واجب ہونا ہرگز معلوم نہین ہوتا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بدون تحقق جماعۃ اقامت جمعہ فرض نہوگی یہ نہین کہ مباح یا مستحب بہی نہوگی تو حدیث طارق بن شہاب کا مستدل ہونا تو تاوقتیکہ معانی محتملہ مذکورہ مین سے کسی ایک احتمال کو معین نفرمالیوین بالکل لغو ہوہی گیا تہا اب یہ ہوا کہ مذہب مجیب اور حدیث مین مخالفت بالفعل محقق ہوگئی کیونکہ مجیب اور اونکے موافقین حدیث طارق ہی کے اعتماد پہ جملہ قیود و شرائط جمعہ مسلمہ سلف وخلف کو اوڑا کر علاوہ جمعہ کے لئے صرف جماعۃ کو واجب فرماتے ہین حالانکہ حسب معروضہ سابق حدیث موصوف سے صرف وجوب جمعہ کے لئے جماعۃ ضروری معلوم ہوتی ہے صحۃ جمعہ کے لئے جماعت کا ضروری ہونا کسیطرح سمجہہ مین نہین آتا ہم نہایت مشکور ہونگے اگر ہر دو مجیب مشورہ باہمی کے بعد بہی ہمارے معروضات کو سوچ سمجہہ کر جواب باصواب عنایت فرماوینگے واللہ الموافق والمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی الہ واصحابہ الطیبین الطاہرین ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین ۔ آمین ۔

تتمہ باخیر

الدین النصیحۃ

ہمارے ہر دو مجیب کو کیا عجب ہے جو ہماری نصیحت مخلصانہ سے بہی ملال ہوا اور اسوجہ سے ہمکو بہی عرض کرنے مین تامل ہوتا تہا مگر بالآخر یہی خیال ہوا کہ حسب ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ جو امر اونکے حق مین نافع ہو اوسکو عرض کردیا جاوے اونکو اختیار ہے جس محل پر چاہین ہماری عرض کو محمول کرین اور جس نظر سے چاہین اوسکو دیکہین شعر

من انچہ شرط وفاہست باتو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

ہمنے یون سنا تہا کہ ایک جماعت عاملین بالحدیث مین قرارداد باہمی ہے کہ جو رسالہ مقلدین کیطرف سے شائع ہو بلاتمیز اس امر کے کہ مولف اوسکا کون ہے اور وہ رسالہ کیسا ہے اوسکا جواب ضرور مشتہر ہونا چاہئے کوئی رسالہ چہوٹا بڑا ایسا نہو کہ جسکی نسبت کوئی یہ کہہ سکے کہ اوسکا جواب منکرین تقلید نہین دیسکے یا نہین دیا حتی کہ اسکی بہی قید نہین کہ جواب کیسا ہو صحیح یا غلط اور مجیب کیسا ہو معتبر یا غیر معتبر عالم یا غیر عالم جو کچہہ ہو سو ہو مگر جواب کا تام ہوجانا ضروری ہے لیکن ہم اس امر کو خلاف شان علم ودیانت سمجہکر اوسکی صحت مین متامل تہے اب اوثق العری کے متعدد جوابون کی شہرت سنکر جو ہمنے اون صاحبون کے رسائل دیکہے کہ جنکی نسبت کسیوجہ سے یہ خیال ہوتا تہا کہ اونہون نے جوابدہی مین فہم وانصاف سے

کا ہم پایہ ہوگا بالخصوص ہندوستان کے مسند حدیث جناب شیخ محدث دہلوی کہ نقش گذشتہ محدثین زمانہ حال جو علمی سے پہلے عالم و محدث
نہین بن بیٹھے تو انکو مجبوراً اون مضمون مسموع کی تصدیق کرنی پڑے گر قرار دیا ہے ہین کسی قسم کا تامل ہو تو ہو مگر ارزرہ
قلبی مین تو ہرگز گنجایش تامل نہین معلوم ہوتی جب ان صاحبون کا یہ حال ہے کہ بوجہ تعصب بیجا کی جو محدثین زمانہ
حال کا خاصہ شاملہ اور مدار شہرت و مقبولیت ہی تمیز حق و باطل سے معذور و تعظیم و ادب اکابر سے بالکل معرا اور
اور نفور ہین تو پہر ان صاحبون کی تصانیف جو نام دیانت سے برائے نام ہے تعلق رکہتے ہین ظاہر ہے کہ جہل سے ہوا اور سب تبرا سے
کیونکر معمور ہونگے چنانچہ اوسکا ایک ادنی نمونہ یہین ملاحظہ فرمالیجئے کہ یہی فتوی جو مفتیان دہلی نے بنام احمد حسین نگوی کے کا مقابل
خاص ہے اور نہ مخالف تحریر فرمایا ہے اوسمین بعض مفتیون کے کلام مین مذہب احناف کی نسبت ہوس ہین ہوسات الشیطان
اور وسوسہ شیطانی اور کا تجیارہ فی الصحارے کلمات موجود ہین سچ ہے جتنا چہوٹا اوتنا ہی کہوٹا اس فتوی کے جواب
مین اوثق العری مین یہ کیا کہ مفتیان موصوف کے جملہ امور کا جواب شافی اور اونکے تمام خیالات کی تردید کافی نہایت تحقیق
و توضیح کے ساتھ تحریر فرمائی اور ان کذب و عناد آمیز فقرات کا جواب تو درکنار اونکی شکایت بھی ظاہر نفرمائی اور واقعی اوفق
باتباع نصوص یہی طرز ہے جو اوثق العری مین اختیار فرمایا علاوہ ازین جس امر کی جوابدہی کا خود حق تعالی شانہ متکفل
ہو چکا ہو اوسکے جواب کی فکر کرنا اور عزیمت کو ہاتہ سے دینا کونسی نفع کی بات ہے پہر ایسے جلی اور واضح امر سے آنکہین
بند کرکے مجیب بنارسی کو بوجہ عصبیت فقط اتنی بات پر طیش آگیا کہ حجۃ السلف و الخلف مولانا سید نذیر حسین کے فتوی
کا جواب کیون لکہا اور اخیر رسالہ تلک بے وجہ یا یون کہئے کہ بوجہ بے فہمی بیجا کاتہ الفاظ اور گستاخانہ کلمات اکثر مواقع مین تحریر
کئے اور افسوس کہ کسی قسم کی حیا اور شرم مجیب محدث کے پاس تلک نہ آئی مجیب صاحبون کی اس برعکس کارروائی اور
اوس کم فہمی اور ناانصافی کو دیکہکر جو بجواب اوثق العری اونسے جابجا سرزد ہوئی ہے بیشک ہمنے بھی اس قسم کی باتون کا
جواب دیا اور ان صاحبون کے علم و انصاف کی حقیقت پر متعدد مواقع مین متنبہ کردیا مگر ہمنے ایک تو یہ نہین کیا کہ اپنی طرف
سے مطلب حق کو غلط سمجہکر کسیکی تغلیط اور تجہیل کی ہو دوسری یہ نہین کیا کہ خدانخواستہ تمام محدثین اور جملہ اہل ظاہر کی
مذہب کو کہین باطل یا وسوسہ شیطانی کہا ہو حتی کہ قاضی صاحب اور نواب صاحب اور مولوی سید نذیر حسین صاحب
کے لئے بھی ہمنے اس قسم کی بات تمام رسالہ مین کہین پسند نہین کی اب اوثق العری کا تو ذکر بھی نکیجئے مگر اہل انصاف ہمارے
کلمات اور اونکی تحریرات کو موازنہ فرمالیوین کہ انہون نے بلاوجہ حضرات اکابر اور مذہب احناف کی بابت کیا کیا کچہ بیہودگی
ظاہر فرمائی ہے اور ہمنے باوجود وجہ وجیہہ کسقدر درگذر کی ہے۔

یہ کیفیت اجمالی تو ان حضرات کے فہم و انصاف کی تہی اب اونکے اتباع کی سنئے کہ مولوی عزیز الدین ساکن آگرہ جنکا مشغلہ وعظ
گوئی ہے اور اسی فکر مین ادہر اودہر کا سفر بھی کرتے رہتے ہین اونکی طرف سے حضرت مولانا کے رسالہ مسمی بہ سبیل الرشاد
کا جواب تہوڑا عرصہ ہوا جو شائع ہوا ہے اوسکے دیکہنے سے بالبداہتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ عزیز مذکور علم و دیانت تہذیب انصاف مین

ہمارے ہر دو مجیب سے بدرجہا فائق ہین بالکل وہی قصہ ہے جتنا چھوٹا اوتنا ہی کھوٹا اوس رسالہ کا نام غالباً صیانۃ العباد عن تلبیسات سبیل الرشاد ہے اہل فہم تو اتنی ہی بات سے رسالہ اور صاحب رسالہ کی حالت بالاجمال دریافت کرسکتے ہین مگر جو صاحب مزید اطلاع کے شایق ہون رسالہ مذکور کو ملاحظہ فرمالیوین کہ کسقدر لغو اور بیہودہ ہے گو بعض علمانے اوس کا جواب بسوط اور عمدہ تحریر فرمایا ہے جو غالباً زیر طبع ہے۔ مگر رسالہ مذکور ہرگز اس قابل نہین کہ اوسکی تردید مین تضییع اوقات کیجاوے اور غضب یہ ہے کہ ہمکو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ محدث بنارسی تقریراً و تحریراً اوس رسالہ کی توصیف و تحسین مین رطب اللسان والقلم ہین ان حالات کے دیکھنے کے بعد کہ ہوی سنتے اور اعجاب کل ذی راے برایۂ کے پوری مصداق ہین کسی قسم کی گنجایش نظر نہین آتی مگر خیر خواہانہ اتماماً للحجۃ اتنا عرض کیے دیتے ہین کہ جو کچھہ ہوا سو ہوا آیندہ کو ایسے خرافات سے تائب ہو جیے اور ایسی بیہودہ تحریرون سے کہ غوغای برشگال کا نمونہ ہین کسی قسم کی توقع ترک کیئے اپنے مومن بہائیون کے حالات سے تو آپ زیادہ واقف ہین مگر اتنا ہم بھی جانتے ہین کہ جسکو علم و فہم سے کچھہ بھی تعلق ہوگا وہ ایسے فضولیات کو بمقابلہ اکابر اہل حق کیسطرح نہین پسند کرسکتا بلکہ ایسے امور سے سخت متنفر ہوگا آپ اپنے فریق کے چند منصف صاحب علم و دیانت کے روبرو سبیل الرشاد اور صیانۃ العباد کو پیش فرماکر تنہائی مین واقعی امر اونسے دریافت فرمایئے اور دیکھیے کہ وہ صاحب کیا فرماتے ہین ہمکو جو حسن ظن اہل علم کے ساتھہ ہے اوسکی وجہ سے ہمکو یہی امید ہے کہ اہل علم ایسے لغویات کی کبھی تحسین نکرینگے کہ جنکی تحسین سے اونکے علم و دیانت پر حرف آئے غایۃ ما فی الباب بضرورت پردہ پوشی اخوان جو اپنی بھی پردہ پوشی ہے علی الاعلان حق گوئی سے باز رہین بلکہ ہمتو محدث بنارسی کی طرف بھی یہی خیال کرتے ہین کہ بوجہ مصالح چند در چند رسالہ مذکور کی توصیف فرمارہے ہین مگر امر واقعی کے دل مین ضرور معترف ہونگے واللہ علیم بذات الصدور ان حالات ندامت خیز کے بیان کرنیکے بعد ہماری یہ عرض ہے کہ اگر کسی وجہ اور غرض سے واقعی آپ صاحبون سے یہ نہین ہوسکتا کہ کسی رسالہ کا جواب آپکی طرف سے شائع ہنو تو ہمکو اوسمین کوئی ملال ہو شکایت نہین مگر خدا کے لیئے اپنے اس قرار داد مین دو باتون کا خاص طور سے ضرور التزام فرمالیجیے بالخصوص حضرت مولانا کے کسی فتوی یا رسالہ کا جواب لکھنا ہو تو اوسمین تو دونون باتون کا پورا التزام کرنا نہایت ضروری ہے اول یہ کہ آپکی جماعت مین جو صاحب لیاقت علمی کے سوا فہم و انصاف مین بھی ممتاز سمجھے جاوین اونکو غور بلکہ مشورہ کے بعد منتخب فرماکر اس کام پر مامور کیجیے اور جو تحریر وہ کرین اوسکو اور چند اہل علم و فہم بھی ملاحظہ فرمالیا کرین اوسکے بعد وہ شائع کیجائے دوسری بات یہ ہے کہ بہ نسبت اکابر کلمات بے باکانہ اور گستاخانہ ہرگز نہ استعمال کئے جاوین اگر میری خیر خواہانہ التماس کی موافق اوثق العری کا صرف ایک جواب آپ صاحبون کی طرف سے ہوتا اور گو اوسمین برس دن چھہ مہینے کی اور بھی تاخیر ہو جاتی تو اس تعدد رسائل سے آپکے حق مین غالباً ہزار درجہ بہتر ہوتا اور اکابر اہل علم کے مقابلہ مین ایسے بدنام کنندۂ نکونامی چند کو تو قلم اوٹھانے سے بالکل منع فرما دیجیے کہ جو اپنے ساتھہ اپنی تمام جماعت کی وقعت و عزت کو خاک مین ملادین اگر غور و فکر کے ساتھہ اس طرز پر حضرت مولانا کی تحریرات کا جواب آپ حضرات کیطرف سے

ہوا آپ کو یہ خصہ ناروا سے ہیں کہ انشاء اللہ اس طرف سے بھی خوبی و سنجیدگی کے ساتھ
[illegible] جو دیا جائے گا جو اہل علم کے نزدیک [illegible] اور قابل لحاظ سمجھا
جائے گا ورنہ [illegible] سے تو اگر آپ اپنے [illegible] قصہ کو [illegible] ہم رہے کہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آپ کے [illegible]
[illegible]
فرماویں اور اوسی کے جواب کے منتظر رہیں تحقیق شرعیہ
کا شوق ہو تو ہماری غرض پر کاربند ہوجیے اور اگر نعوذ
باللہ کوئی صاحب ارشاد ہماری [illegible]
[illegible] الیہ کے
مصداق اور مصدق بننا چاہیں تو وہ
مختار ہیں وما علینا الا البلاغ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم *

التلميع الى مفاسد التجميع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم انت عضدی ونصیری بک احول وبک اصول

امابعد حضرات ناظرین کی خدمت مین یہہ التماس ہے کہ جب احقر کسر العری اور ہدایہ الوری دونون کی جوابدہی سے فارغ ہوچکا تو ایک عرصہ کے بعد ایک رسالہ مسمی بہ نور الابصار مولفہ مولوی عبد الرحمن صاحب جو مولف نے بجواب رسالہ جامع الآثار مولفہ مولانا ظہیر احسن صاحب شوق تحریر کیا ہے نظر سے گذرا اور اوسکے اخیر مین بطور ضمیمہ ایک رسالہ مختصر التجمیع فی القری بنقض ما فی اوثق العری مولفہ مولوی ابو عبد اللہ مولی بخش خان صاحب ڈپٹی کلکٹری جو اوثق العری کے جواب مین لکہا گیا ہے ہمنے دیکہا چونکہ خانصاحب کا رسالہ کسر العری کے بعد مین تالیف کیا گیا ہے چنانچہ خانصاحب خود اپنے رسالہ مین اپنے رسالہ کے بعدیت کے مقر ہین تو ہمکو یہ خیال ہوا کہ جوابات متعددہ کے بعد جو خانصاحب نے تحریر جواب کی تکلیف گوارا کی ہے تو ضرور اون جوابونکی نقصانات کی مکافات اور جبر مافات کیا ہوگا مگر مطالعہ کے بعد کسیکا مقولہ رحمۃ اللہ علی النباش الاول بے ساختہ یاد آگیا جب اوثق العری کے متعدد جواب مشتہر ہوچکے تہے تو خانصاحب کے ہم مشربونکی فخر و ابتہاج کے لئے کافی اور تحلۃ قسم کے لئے وافی تہے تو پہر معلوم نہین کہ خانصاحب نے اس بار کو اپنی گردن پہ کیون لیا ہمنے تمام رسالہ کو اس طمع مین دیکہا کہ کوئی بات نئی گو عمدہ نہو نظر پڑے مگر اول سے آخر تک کوئی بات رسائل سابقہ سے زاید ہمکو نظر نہ آئی لیکن حسب ارشاد عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو یہ عرض ہے کہ البتہ دو امر خانصاحب کی تحریر مین پہلے دونون تحریرونسے زاید معلوم ہوئے اول جہالت و حماقت دوسرے گستاخی و جسارت اور یہہ ہر دو امر ہر چند اہل علم سے نہایت مستبعد اور موجب تعجب و تحیر ہین مگر مولوی ابو المکارم صاحب معترض بجاث اعظم گڈہی اور بالخصوص مولوی محمد سعید صاحب محدث بنارسی کی تحریرات نے ہمارا خیال بدل دیا اور استبعاد و استعجاب مذکور خاک مین ملا دیا **شعر**

وذاک ان الفحول البیض عاجزۃ ✣ عن الجمیل فکیف الخصیۃ السود ✣

ہم اصل رسالہ مین عرض کرچکے ہین کہ ہر چند محدثین دہلی کے فتوی مین تمام اکابر حنفیہ بلکہ صحابہ کرام و تابعین کی نسبت کہلم کہلا نہایت شنیع الفاظ استعمال کئے گئے ہین مگر اوثق العری مین ان لا یعنی امور کے مقابلہ مین بہی کلمات نا ملایم سے اجتناب کلی اختیار فرمایا گیا باوجود اسکے جو صاحب اہل حدیث مین سے جواب دیتے ہین وہ تبرا گوئی کو سپر بناتے ہین کیا مقتضائے عقل و تدین یہی ہے استغفر اللہ مگر کسی نے سچ فرمایا ہے **شعر**

وقت ضرورت چو نماند گریز ✣ دست بگیرد سر شمشیر تیز ✣

اور اس سے بہی عجیب تر اور بات سنئے ہمارے تمام مجادل و مکابر تحریر فرما رہے ہین کہ ہمنے اوثق العری کا جواب مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب محدث عظیم آبادی کے ارشاد سے تصنیف

نیا البعض [illegible] ہین [illegible] سے نہی [illegible] جواب الشماتت فرمائیے کہ یہ شور حماقت آمیز تعصب خیز بیہودہ فضول جوابات
اور بیہودہ انکے بیہودہ کلمات ایک تحقیق علمی اور بحث شرعی کے مقابلہ مین ارشاد والفواقیہ یعنی کم تخلیون کا نمونہ ہے یہ نہین جو
کسیطرح اہل علم بلکہ شرفاء کے بہی مناسب شان نہین اسلئے ہمارا حسن ظن یہی کہتا ہے کہ وثوق العری کے جو تحقیقات
لعلی کی ردی ہونے مین کوئی تردد باقی نہین رہا مگر غالباً مولوی شمس الحق صاحب محدث کا یہ خیال تو ہرگز نہ ہوگا کہ اس غوغا
کی جہک جہک اور بک بک سے امر حق کو مغلوب بنا کر اپنی غلبہ کے متوقع ہون ہان عجب نہین جو یہ جوابات خود مولوی صاحب
موصوف کے نزدیک بہی قابل اعتبار نہون اور اسیوجہ سے ان مولفین کو یکے بعد دیگرے تردید وثوق العری پر مامور کیا ہو
مثلاً مولوی محمد سعید صاحب کے جواب کو ناقص سمجہکر دوسرے صاحب کو اس امید پر ارشاد تحریر جواب ہوا ہو کہ یہ شاید کچہہ
جبر نقصان کرین اور دوسرے کے بعد تیسرے کو اسی توقع پر تحریر جواب کا حکم کیا ہو مگر یہ جواب نمبر تحریر فرمودہ خانصاحب ایسا
نہین کہ اب پہر بہی مولانا شمس الحق کو کسی صاحب کی نسبت ایسے ارشاد فرمانیکی تکلیف کرنی پڑے جواب کی بیہودگی اور لغویت
کے علاوہ خانصاحب نے شجاعت خداداد سے اپنے شیخ العرب والعجم اور محدث عظیم آبادی وغیرہ کی نسبت سب وشتم کا ایسا دروازہ
کہول دیا کہ خانصاحب کے اکابر واصاغر کی شان مین جسقدر کوئی الفاظ قبیح استعمال کرے تو کوئی منصف مزاج اوسکو بیجا
نہین کہہ سکتا اور پہلے ہر دو مجیب سے جیسے بدفہمی وکجروی مین سبقت لیگئے ایسی ہی سخت کلامی اور گستاخی مین بہی درجہ
اعلی حاصل کیا اب دریدہ دہنی وبیباکی مین وہی کمی کر سکتا ہے کہ جسکو ایسی کلمات یاد نہون یا حیا وشرافت سے اوس کو
کچہہ حصہ ملا ہو بالجملہ خانصاحب ممدوح کی تحریر چونکہ جہالت وحماقت طبعزاد اور بیباکی ومطلق العنانی خداداد مین سب پر
فایق ہے اسلئے کسیوجہ سے یہ استحقاق نہین رکہتے کہ رسائل سابقہ کی تردید کے بعد کوئی عاقل اوسکی تردید کیطرف متوجہ
ہو بلکہ جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جوابات سابقہ سے کوئی امر زائد لایق جواب خانصاحب نے تحریر نہین فرمایا جنکا جواب بلکہ
بعض کے جوابات شافی بحمد اللہ ہو چکے ہین تو پہر تو خانصاحب کی تردید ایسا فضول امر نظر آتا ہے کہ عند العقلاء موجب
حیا وندامت ہونا چاہئے مگر ہم بعض مخلصین مکرمین کے ارشاد کے موافق صرف اس غرض سے خامہ فرسائی کی کلفت گوارا
کرتے ہین کہ تحریر مذکور کی نسبت جو ہمنے اجمالاً عرض کیا ہے اوسکی تفصیل اور ہمارے قول کی تصدیق ناظرین کو خوب معلوم ہو جائے
واللہ ولی التوفیق خانصاحب نے شروع مقصد سے پہلے اول تو اہل زمانہ کے فتنہ پردازی اور جہل وحماقت کی گرم بازاری
اور کذب وخیانت واشرار کی برخورداری اور اہل حق اور طریقہ سنت واہل سنت کی ذلت وخواری پر افسوس ظاہر فرمایا ہے
اور علما کی حالت پر بہت کچہہ تاسف کیا ہے ہرچند اس تمام نوحہ وزاری کے جواب مین جو کلمہ حق ارید بہا الباطل کا مصداق
ہے اسیقدر کہدینا کافی ہے **شعر** اے تماشاگاہ عالم روئے تو ۔ تو کجا بہر تماشا میروی ۔ مگر اہل فہم کی تنبیہ کے لئے اتنا اور
عرض کئے دیتے ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الرجل ہلک الناس فہو اہلکہم اسکو بہی ضرور ملحوظ رکہین کیونکہ
نیت کے بدلنے سے قصہ ہی کچہہ اور ہو جاتا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی خانصاحب نے سرسری طور پر کلمات

کے صدق پر اعتماد کرکے اونکو نقل تو فرمادیا اگر غالباً خرابی نیت کا کچھہ اندیشہ نہین کیا اور اگر وہ ایسا کرتے تو خانصاحب اور
دوسرو نمین فرق ہی کیا ہوتا - اسکے بعد تحریر فرماتے ہین کہ فتوای شیخ الکل شیخ العرب والعجم مولانا سید نذیر حسین صاحب
محدث دہلوی کی رد وجواب مین ایک رسالہ مسمی بہ اوثق العری ہمارے نظر سے گذرا جو تمام منکرات شرعیہ مثل کذب وخیانت
ومنہ الملہ وغیرہ پر مشتمل تہا اسلئے یہ عاجز اوسکی جوابدہی کیطرف حسب فرمایش فلان متوجہ ہوا انتہی بحذف الفاظہ الشنیعہ
ہرچند ایسے کلمات موجب سواد الوجہ فی الدارین کی ابطال کیطرف [illegible] ہی کیسے [illegible] اور خود
احکم الحاکمین جل جلالہ [illegible] سے اونکے قائل [illegible] انسان جنگ دیا جاتا ہے کسی قسم کی توجہ اور التفات کرنا بالکل بیہودہ
سود ہے مگر بعض وجوہ سے صرف اسقدر عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کلمات کا منبع محض جہالت [illegible]
فہمی ہے تو ہماری طرف سے یہی جواب کافی ہے **شعر** گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ * اور
اگر دیدہ ودانستہ صرف حسد وعناد اسکا منشا ہے تو یہ بات خوب سمجہ لیجئے **شعر** [illegible] غور است وتف
بر [illegible] خود است * اگر اس قسم کی خرافات قابل التفات ہوتے تو حضرت فخر اولین وآخرین صلی اللہ علیہ وسلم
اشقیا کی مذمم کہنے پر اولشا اظہار مسرت کیون فرماتے ونعم ما قیل **شعر** واذا اتتک مذمتی من ناقص * فہی الشہادۃ لی
بانی کامل * باقی رہی آپکی شیخ العرب والعجم اونکی بابت انشاء اللہ ہم بہت کچھہ مدلل ومبرہن قابل قبول اہل علم وفہم
[illegible] سکتے ہین مگر اس فضول امر سے دو باتین ہمکو مانع ہین اول ارشاد رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم [illegible]
فانہم قد افضوا الی ما قدموا دوسرے اونکی مشیخت وسیادت وواقفیت حدیث وتحقیق علمی وخوش فہمی وانصاف ودیانت
وغیرہ جملہ کمالات کے اظہار کے لیے مضامین اوثق العری اہل علم وانصاف کے لیے ایسی حجت کافی ہے کہ ہمکو اسبارہ مین
خامہ فرسائی بے سود نظر آتی ہے عیان [illegible] فتوای شیخ الکل اور اوثق العری موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھلے
اونکی نقصان کی جبر اور [illegible] عیب کی اخفا وستر کی ضرورت سے تو محدثین زمانہ بحال [illegible] شیخ الکل
کی پردہ پوشی اور اوثق العری کی بدگوی مین جان ودل سے ساعی ہین اور جوابات متعددہ پر بہی کسیطرح صبر نہین آتا اور
بحالت مجبوری والغوا فیہ لعلکم تغلبون پر عمل کرنے سے بہی علم وحیا وخوف خداوندی کوئی امر مانع نہین ہوتا محدثین [illegible]
کی یہ تمام گریہ وزاری اور اضطراب وبیتابی دیکہکر ہر ایک فہیم سمجہ سکتا ہے ع کہ آخر کچھہ تو ہے جسکی پردہ داری ہے
مگر ظاہر ہے کہ یہ پردہ پوشی پردہ دری سے بڑہکر اور یہ عذر گناہ سے بدتر ہے اسلئے ایسے مزخرفات سے سرخروی کی توقع
سراسر نادانی ہے اگر بے وجہ محض اپنے غلبہ کی طمع سے اہل حق پر طعن وتبرا مفید وموجب کامیابی ہوتا تو حضرات شیعہ
ہمارے اس وقت کے اہل حدیث سے بہی زیادہ اس سرخروئی اور کامیابی کے مستحق تہے ہمکو تعجب ہے کہ باوجود دعوی حدیث دانی
اور تنفر عن التقلید ہمارے خانصاحب نے شیعونکی تقلید کیسے گوارا فرمائی خانصاحب کو لازم ہے کہ صلحا کی تبرا گوئی سے
توبہ کرین اور مباحث علمیہ اور تحقیقات شرعیہ کو خانہ جنگی اور نزاع بازاری پر قیاس نفرمادین اور از راہ زبردستی کامیابی

وسرخروئی کا خیال خام نہ پکائین ورنہ بجز اظہار جہالت جبلی وحماقت قومی اور کوئی نفع نہوگا - اب ہم خانصاحب کے جوابات جو انہون نے بجواب مضامین اوثق العری تحریر فرمائے ہین اونکو علی الترتیب ہدیہ ناظرین کرکے یہ بات دکہلانا چاہتے ہین کہ خانصاحب کی تمام رسالہ مین کوئی نئی بات قابل جواب نہین بلکہ وہی مضامین جو کسر العری مین موجود ہین اون ہی کو خانصاحب نے اخذ و مسخ کرکے اوثق العری کے جوابدہی کا فخر حاصل کرلیا ہے اور بجز زیادت جہالت وحماقت کوئی سرمایہ تمام رسالہ مین مذکور نہین اور بالاجمال دونون رسالون مین بعینہ ایسا فرق نکلیگا جیسا سر و نقش مین جسکے سمجھنے کے لئے اہل فہم کو نظر سرسری کافی ہوگی اور کم فہمون کے سمجھنے کی غرض سے ... وہ تمام یہ حضرت غدر تفصیل ... اوثق العری مین قصہ اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر مع نعت بیان فرمکے ذیل مین یہ بات ... کہ اول ... بعد اپنی رائے سے ... اور فرمایا ظہر بھی جو فرض تہا ... رہے کیونکہ یہ امر ہرگز ممکن نہین کہ صحابہ کرام محض اپنی رائے سے ایک امر ایجاد کرکے فریضہ حق سبحانہ تعالی کو چھوڑدین اور ادسکے ... واسطے جمعہ کے لئے امر فرمایا تو اوسوقت سے جمعہ فرض اور مسقط ظہر ٹھہرائی گئی تو اب ان دونون واقعون مین کچھہ مخالفت اور تعارض نہین ہے - اب امیر خان خطرہ ... اوثق العری کے مطلب اصلی اور جملہ ... سے اغماض کرکے اس امر ضمنی کی نسبت ... کی ساتھہ تحریر فرماتے ہین کہ یہ آپکی تجویز عقلی ہے نہ حجت شرعی کیونکہ اگر صحابہ کرام نے اپنی رائے سے بغیر حکم شارع جمعہ قایم کیا تہا اور تعیین وقت و دیگر شرائط و قیود جمعہ ... ٹھہر گئے انہین اگر مصیب نہ تہے تو یہ نماز شرعا جمعہ کی ... اور بحث متنازع فیہ سے خارج ہوئی اور اگر حضرت صحابہ ان سب امور مین مصیب تہے تو ظہر کے سقاط مین اونکی ... مین کیا استبعاد ہے جب حق تعالے نے اسکے تعیین اونکو ہدایت فرمائی تو ایک ... ظہر کی ہدایت مین کیا تامل ہے - ان خرافات کا جواب مکرر بجواب مجیب بنارسی تفصیل کے ساتھہ معروض ہوچکا ہے اصل رسالہ کو ملاحظہ فرمایئے ہمکو کسی قسم کی جوابدہی کی حاجت نہین ہان خانصاحب اور اونکے آمر و امیر کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ اول تو یہ بات خوب یاد رکہین کہ خلاف عقل و نقل اور مخالف سلف و خلف آپنے اس امر کو تسلیم کرلیا کہ نصوص شرعیہ اور احکام قطعیہ دوسرون کی رائے اور اجتہاد سے بھی متروک و منسوخ ہوسکتے ہین نعوذ باللہ اب ضرور ہے کہ کسی اور کو نہو تو مولانا ابو الطیب کو تو ضرور متنبی کا خطاب دینا چاہیے شعر بجلی گری فغان سے مری آسمان پر ٭ جو حادثہ کبھی نہوا تہا سو اب ہوا اگر اتباع سنت و عمل بالحدیث اسیکا نام ہے تو حق تعالی سب مسلمانون کو اس گمراہی سے بچاوے - دوسرے ہم بھی خانصاحب سے دریافت کرتے ہین کہ نبی سالم مین جو ہجرت سے قبل برابر جمعہ ہوتا تہا اور اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر نے جو قبل ہجرت جمعہ قایم فرمایا تہا تو اوس مین حضرات صحابہ مصیب تہے یا نہین اگر مصیب نہ تہے یعنی تعیین وقت و عدد رکعات و دیگر شرائط و قیود جو حضرات صحابہ بجالائے تہے وہ شرعا غیر معتبر و غیر مقبول تہین تو بقول آپکی وہ نماز

شدہ جمعہ کی نماز نہوئی اور متنازع فیہ سے خارج ہوی تو اب ان روایات سے آپکے تشیح اسرب جہم خدا پلے امیر و مفتی اور بہت سے اخوان الصفا جو اپنی اپنی تحریرات اور رسالون مین نفی شرائط جمعہ پر اس قصہ اور اوسکی روایات سے بمقابلہ حنفیہ اپنی زعم کے موافق استدلال پیش فرما رہے ہین اونکو ہدایت فرمایئے کہ یہ قصہ چونکہ مبحث سے خارج ہے لہذا ہدایت الفعلی اور جملہ تحریرات سے خارج کردینا چاہیے اور اگر حضرات موصوفین ان تمام امور و قیود مین مصیب تھے تو بقول دشمن نادان یعنی خان مولی بخش خان پہر فرضیت جمعہ قبل ہجرت ہی مین کیا استبعاد اور کونسا محال ہے بقول خانصاحب جب خداوند تعالی نے اتنے امور مین اونکو ہدایت فرمائے اور جملہ امور و قیود معمولہ اصحاب کرام معتبر و واجب العمل ہوئین تو پہر فرضیت جمعہ مین خانصاحب اور اونکے فریق کے رؤس دا وتاب کیون متامل او منکر ہین ہمارے اس خدشہ کا جو جواب خانصاحب دینا چاہین اپنی اعتراض بیہودہ کے جواب مین ہمارے طرف سے محسوب کرلین تیسرے جب آپ صاحبون کے نزدیک حضرات صحابہ اپنی راے سے امر منصوص کو منسوخ کرسکتے ہین تو اب قاضی شوکانی اور شیخ الکل وغیرہ حضرات سے فرمادیجئے کہ قصہ جواثا مین بمقابلہ احناف کیون جوتیون سے کان گانٹھے جاتے ہین اور فرمایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام بلا اذن شارع کوئی فعل نہین کیا کرتے تھے اہل جواثا نے ضرور دریافت کرلیا ہوگا بلکہ اب تو یہ کہنا چاہیے کہ حضرات صحابہ اپنی راے اور اجتہاد سے جب کسی فعل غیر فرض کو فرض فرما سکتے ہین اور امر منصوص اور حکم قطعی تلک کو منسوخ ٹہرا سکتے ہین تو اہل جواثی نے بہی اپنے اجتہاد سے قریہ مین جمعہ فرض فرمایا اور حکم سابق کو منسوخ کردیا اونکو آپسے اجازت کی ضرورت ہے کیا تہی جو آپسے پوچہکر کرتے اب دیکھیئے تمام جہگڑے بسہولت طے ہوگئے سبحان اللہ اگر قاضی صاحب ہمارے خانصاحب اور اونکے امثال کو دیکھہ لیتے اور اونکی تقاریر سنلیتے تو غالبا عمل بالحدیث سے تو بالکل متنفر ہوجاتے علاوہ ازین ہم تمام امور سے قطع نظر کرکے تہوڑی دیر کے لئے خانصاحب کی ہی زٹل کو تسلیم کئے لیتے ہین کہ ضرور حضرات صحابہ اپنے اجتہاد و فہم سے حکم منصوص کو متروک و منسوخ فرما سکتے ہین اور حضرات اصحاب کرام نے جب اپنی راے سے جمعہ قایم فرمایا تہا تو اوس وقت سے صلوۃ ظہر کو ساقط و ترک بہی فرمادیا تہا مگر اہل فہم یہ تو فرمایئے کہ اسمین ہمارا کیا نقصان ہوگا بلکہ اب تو ہمارے مدعی پر کوئی غبار ہے باقی نرہا کیونکہ بقول خان بڑا کٹری جب اہل مدینہ نے اپنے اجتہاد سے فریضہ ظہر کو ساقط الاعتبار فرمادیا تو فریضہ جمعہ مین تو اب کوئی تامل کرہی نہین سکتا جب وہ حضرات فرض شرعی کو ساقط فرما سکتے ہین تو کسی فعل کو فرض کردینے مین کیا تردد ہے بعد اسقوط فرضیت ظہر تو فرضیت جمعہ پر متفرع تہا جب تحقق متفرع مسلم ہی تو متفرع علیہ کی تحقق مین کیا تردد ہوسکتا ہے پہر معلوم نہین کس مفاد کی طمع مین محدث بنارسی کو اول یہ بیہودہ خیال پیدا ہوا اور خان مولی بخش خان نے اپنے تمام جبلی لیاقت او سپر صرف فرماکر اس قصہ کو بالکل وہان پہنچاکر چہوڑا کہ جسکو دیکہکر قول علما مجنون فیداوی اوز ندیق فیقتل یاد آتا ہے مگر ہمارے خانصاحب اسپر بہی بافخر و ابتہاج کے ساتھ فافہم فانہ مما الہمنی ربی تحریر فرما رہے ہین ایسے وساوس نفسانی اور خطرات نادانی کو تفہیمات

الہیہ بجتا باس ۔۔۔ ہے نہ طعام خبیث وحرام کہا کر شکر الہی ادا کرنے بیٹھ جاوے اہل فہم تو اس خرافات

کو دیکھکر ضرور یہی کہینگے الحمد للہ الذی لم یفہمنی ہذا وعافانی مما ابتلاک بہ اسکے بعد خانصاحب کا عبارت آئندہ مین حضرات صحابہ کی اقامۃ جمعہ کو غیر مشروع کہنا ایسی حماقت نہین جسکی سمجھنے مین کسیکو کوئی تردد ہو مگر ہان شیخ الکل اور محدث عظیم آبادی سے فرمایئے کہ اس جمعہ غیر مشروع سے اپنی تصانیف مین جو استدلال بمقابلہ احناف پیش فرمایا ہے اوس سے تائب ہوئ سبحان اللہ ہمارے خانصاحب کے نزدیک قول وفعل صحابہ مثبت فرضیت بلکہ ناسخ حکم قطعی تو ہو جاوے مگر مشروعیت نصیب ہونی غیر ممکن اسکے بعد فرماتے ہین کہ ثبوت فرضیت جمعہ قبل ہجرت اصول حنفیہ کی بالکل خلاف ہے کیونکہ ثبوت فرضیت کے لئے دلیل قطعی ہونے چاہئے اور اثر ابن عباس نہ قطعی ہے نہ صحیح بلکہ ظنی اور غیر صحیح ہے اور وہ بہی محض ابن عباس کا قول ہے حدیث مرفوع نہین پس اوثق العری مین روایات صحیحہ کا حوالہ دینا محض کذب یا مغالطہ ہے الی آخر ہذیانہ فاضل بزاگڑہی نے اس موقع پر علم وفہم سے قطع نظر فرماکر بہت کچہہ زور آزمائی کی ہے مگر سبکا مبنی علی سبیل منع خلو یا حماقت ہے یا رفع ندامت اصل رسالہ مین بجواب کسر العری اور ہدایت الوری تمام امور نہایت بسط کے ساتھ گذر چکے ہین جسکا جی چاہے دیکہہ لے اثر ابن عباس مین پہلے ہر دو محدث نے بہی یہی خلجانات پیش فرماکر داد قابلیت دی تہی جسکی کیفیت معروض ہو چکی ہے مگر جائے اوستاد خالی است واقعی خان المحدثین نے اثر مذکور مین وہ خدشہ پیدا کیا کہ نہ محدث بنارسی کو وہان تلک رسائی ہوئی نہ ابو المکارم کو فرماتے ہین کہ وہ محض قول ابن عباس ہے لیعنی حدیث مرفوع نہین بلکہ موقوف ہے واقعی مولوی محمد شاہ فاہمش مولی بخش خان بہی محض خانصاحب ہی نکلے صاحبو اثر ابن عباس مفصلاً مکرر مذکور ہوچکا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مین آپ پر جمعہ فرض ہوا لیکن آپ بوجہ عدم تمکن معذور رہے اور اپنے اصحاب کو جو مدینہ طیبہ کیطرف ہجرت کرگئے تہے آپنے لکہکر بہیجا کہ جمعہ قایم کرو چنانچہ انہون نے حسب ارشاد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ قایم کیا۔ جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ قبل ہجرت جمعہ فرض ہوچکا تہا اور بوقت ہجرت جو آپنے قبا مین چند روز قیام فرمایا تو نہ خود جمعہ پڑہا نہ اہل قبا کو حکم فرمایا تو اب صاف معلوم ہوگیا کہ قری محل اقامت جمعہ ہرگز نہین وہو المطلوب اس اثر پر جو کچہہ خدشات پہلے مجیبین نے کئے تہے وہ تو مع جوابات گذر چکے مگر خانصاحب نے نئی بات یہ فرمائی کہ یہ تو محض ابن عباس کا قول ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ واقعی ہمارے خانصاحب بہی محض ناواقف اور پڑھے لکھے ہوکر ماشاء اللہ پورے جاہل ہین محدث ومجتہد ہوکر اتنے بہی خبر نہین کہ حضرت ابن عباس صریح تعامل نبوی اور عملدرآمد زمانہ مصطفوی کو بیان فرما رہے ہین اور آپنے صحابہ کرام کو دربارۂ اقامت جمعہ جو ارشاد فرماکر بہیجا اوسکا ذکر کرتے ہین اور احمق سے احمق بہی یہ بات جانتا ہے کہ تعامل حضرت فخر عالم اور ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونون کی حدیث مرفوع ہونے مین ادنی واقف بہی متامل نہین ہوسکتا ہم کیا غالباً مولوی ابو الطیب اور محدثین زمانہ حال بہی ضرور متعجب ہونگی اور سوائے خانصاحب موصوف اتنے امر کی تسلیم مین کسیکو تامل نہوگا کہ اثر مذکور مین دیکہہ لیجے

بحالت و کیفیت عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی ہین آپ پر جمعہ کا فرض ہونا مذکور ہے اور یہ سب جانتے ہین کہ اقوال و احوال حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ذکر کیا ہے دوسرے کے قول و فعل پر آپکا انکار نفرمانا اور اوسکو دیکھکر یا سنکر سکوت فرمانا بھی حدیث مرفوع ہے ایسے ہی قول و فعل کو واقف حال ہرگز اوسکے قائل و فاعل کا قول محض یا فعل محض مثل خانصاحب کے نہ کہیگا بلکہ صریح مذکور ہے کہ آپنے دیکھنے یا سننے کے بعد سکوت فرمایا اور کسی قسم کا انکار نکیا قول مذکور اور فعل مسطور حدیث مرفوع سمجھے جاوینگے سو صورت مذکورہ مین تو ابن عباس تو خود آپکی حالت نقل فرماتے ہین اوسکی حدیث مرفوع ہونے مین کون متامل ہو سکتا ہے [illegible] اوسکا انکار کرنیکے بعد منکر کو مرد اہل علم مین کون عاقل شمار کر سکتا ہے اگرچہ تمام [illegible] احادیث جنمین حضرات صحابہ کرام آپکے قول یا آپکے فعل کی کیفیت نقل فرماتے ہین حسب ارشاد فاضل بڑا کٹری سب موقوف اور غیر مرفوع ہو جاوینگے واقعی ایسے علما کے ہوتے جہال کی اور ایسے دینداروں کے ہوتے بددینون کی کیا ضرورت ہے پھر اس خرافات پر خانصاحب ایسے ممدوح کہ خود ... کہ اپنی نسبت فقط روح اللہ کہنے کی کسر باقی ہے اور تحقیقات انکا بازیچہ طفلان اور مضحکہ صبیان فرماتے ہین خوف خداوندی اور شرم خلائق کچھ بھی مانع نہین بیوقوف سے بیوقوف بھی جو غلطی کرتا ہے تو آخر اوسکی کوئی منشا ہوتا ہے اسلئے یہ سمجھ مین آتا ہے کہ خانصاحب نے ظاہر مین صرف اسناد دیکھکر کہ اثر مذکور مین چونکہ جملہ عبارت ابن عباس کی ہے آپکا ذکر لفظا کوئی مذکور نہین یہ حکم لگا دیا کہ یہ اثر موقوف ہے سو واقعی اگر یہی بات ہے تو احادیث نبوی کا خدا حافظ ہے بخاری تک کی سیکڑون روایتین خانصاحب کی ایجاد کے مطابق موقوف اور غیر معتبر ہو جاوینگے دور نجایئے رفع یدین آمین بالجہر فوق السرہ ہاتھ باندہنے مین استسقا مین نماز کی مسنون ہونے صلوۃ خوف کی کیفیت مین تکبیرات عیدین مین اور بہت سی باتون مین صرف احادیث فعلیہ ہی موجود ہین خانصاحب کی ارشاد کے موافق سب کو موقوف اور محض قول صحابی کہکر لغو کہدیا جائے مگر مولوی ابوالمکارم نے بدنیتی اور خودغرضی سے افعال صحابہ کو علی العموم ایک صورت خاص کے سوا حدیث مرفوع فرمادیا تھا فاضل بڑا کٹری نے احادیث مرفوعہ متفق علیہا کو بھی محض قول صحابی اور موقوف فرما کر سب سے سبکدوشی حاصل کی اپنے جہل مرکب سے حق تعالی محفوظ رکھے اور پھر اسپر دعوی حدیث دانی جس سے خدا کی قدرت اور حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد پیشین گوئیونکی تصدیق آنکھون سے نظر آتی ہے اور ہمکو تو خانصاحب کی ناواقفی اور بیفہمی سے یہ بدگمانی ہوتی ہے کہ اثر مذکور کے ضمن مین چونکہ قاضی صاحب نے کلمہ فلم تمکن من اقامتہا اور کتب الیہم بیان کیا ہے اوسکو دیکھکر اول کلمہ سے تو خانصاحب نے شاید یہ سمجھا ہے کہ یہ تو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہوا بلکہ عدم فعل ہے اور دوسرے جملہ سے بوجہ خوبی ذہن یہ سمجھ گئے کہ یہ تو کتابت رسول ہے قول رسول علیہ الصلوۃ والسلام کہان ہے اور قابل اعتبار آپکا قول و فعل ہی یہان مذکور عدم فعل و کتابت ہے قول اگر ہے تو ابن عباس کا ہے اگر ہماری یہ بدگمانی صحیح ہے تو ضرور خانصاحب اور اونکے موافقین اپنی نکتہ سنجی پر جسقدر چاہین فخر فرماوین ہم بھی اللہم زد فزد عرض کرتے ہین مگر

[illegible] دیکھکر اوس تحریر پر تعجب کیجیے بیساختہ یہی کہیگا افسوس از میان گم شد فلسفہ [illegible]

نہین جو خانصاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ حنفیہ کے یہان ثبوت فرضیت کیلئے دلیل قطعی درکار ہے یہ شرط دلیل فرضیت

فقط ہے یہ نکتہ بھی نیا ہے جو محدث بنارسی وغیرہ [illegible] نہین سوجہا مگر جو شخص کچھ بھی واقفیت رکہتا ہے وہ جانتا

ہے کہ دلیل مذکور فرض اعتقادی کے لئے درکار ہے فرض عملی کیلئے دلیل ظنی بھی کافی ہے اگر فرضیت جمعہ قبل الہجرۃ کے

انکار پر کوئی حکم تکفیر لگاتا تو اوسوقت دلیل قطعی کی ضرورت ہوتی اور اوسوقت دلیل قطعی کا طلب کرنا خانصاحب کی ان ہی

فضولیات مین سے ہے جنکا منشا محض ناواقفیت ہے علاوہ ازین دلیل مثبت اور دلیل مظہر مین فرق ہے اگر کوئی

دلیل کسی عامی یا تو مسلم کہ فرضیت صوم و صلوۃ وغیرہ کی خبر دیگا تو اوسکا قول واجب التسلیم ہوگا آپکا یہ عذر وہان کارآمد ہوگا

حضرات صحابہ وغیرہ نے بہت سے امور کی فرضیت کا تذکرہ فرمایا مگر کسی نے یہ عذر نہین کیا کہ آپکا قول دلیل فرضیت نہین

ہوسکتا حالانکہ یہ امر سبکے نزدیک مسلم ہے کہ قول صحابی ثبوت فرضیت کے لئے کافی نہین۔ اسکے بعد خانصاحب نے تقریر طویل

مگر نہایت پریشان تحریر فرمائی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ قباء کو قریہ مستقلہ تسلیم کرنے سے جو اونکی القری مین اقامت جمعہ فی القری کا

انکار کیا ہے بچند وجوہ باطل ہے اول تو اسوجہ سے کہ بخاری مین مذکور ہے لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ نزل

فی علو المدینۃ فی حی یقال لہم بنو عمرو بن عوف الخ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قبا مدینہ مین داخل اور اوسکا جزو ہے تو اب

وہان اقامت جمعہ کا کون انکار کرسکتا ہے۔ مگر اس بیہودہ مغالطہ کی تحقیق و تفصیل اصل رسالہ مین بجواب محدث بنارسی ہم عرض کرچکے

ہین ایسے مغالطون سے امید کامیابی اپنی بدفہمی [illegible] کا اعتراف ہے البتہ اہل انصاف کی خدمت مین اسقدر التماس ہے

کہ محدثین زمانہ حال کا تدین و انصاف قابل لحاظ ہے کہ اس قصہ مین تو قبا کو جو تقریباً مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جزو مدینہ

اور فنائے مدینہ کہکر صحت جمعہ کی صورت نکالی جاتی ہے اور بنی سالم جو مدینہ طیبہ سے ایک میل ہے جب وہان آپکے جمعہ پڑہنے سے یہی

محدثین اقامت جمعہ فی القری ثابت کرتے ہین اور حنفیہ کہتے ہین وہ تو قریہ مستقل نہین بلکہ فنا مدینہ مین داخل ہے تو نہایت

غصہ سے جواب دیا جاتا ہے کہ ہرگز نہین بلکہ بنی سالم تو قریہ مستقل تہا اور طرفہ یہ کہ قبا اور بنی سالم ایک ہی سمت مین واقع ہین جب

قبا سے مدینہ طیبہ مین آئے ہین تو بنی سالم رستہ مین واقع ہے سو اس کرامت سراسر حماقت پر ہم بھی متحیر ہین کہ یا اللہ ان اہل حدیث

کو ایسی تناقض صریح اور بدیہی البطلان امر کے تسلیم کی کیونکر جرات ہوئی بعض اوائل نے جو بنی سالم کو قریہ مستقل مانکر اپنا استدلال

جمایا تہا تو قبا کو بھی وہ قریہ مستقل فرماتے تہے یہ غضب کسی نے نکیا تہا کہ قبا کو داخل اور بنی سالم کو خارج فرمایا ہو اگر دولت علم و فضل

بزور بازو حاصل ہوا کرتی تو فی الواقع ہمارے خانصاحب زبردست عالم ہوتے مگر کیا کیجے کہ این سعادت بزور بازو نیست دوسری وجہ

یہ کہ قبا مین آپکی اقامت جمعہ مذکور نہین یہ نہین کہ عدم اقامت مذکور ہو تو اب صرف عدم ذکر سے اوسکی نفی سمجہہ لینی خلاف قاعدہ ہے

ورنہ حبشہ کی نسبت بھی بوجہ عدم ذکر عدم اقامت جمعہ کا قائل ہونا پڑیگا۔ مگر سب جانتے ہین کہ احوال ہجرت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام

کی تفصیل اور اوسکے بیان کا جسقدر اہتمام ہوا ہے جزئیات حبشہ کا اوسکی نسبت عشر و عشیر بھی اہتمام نہین ہوا اور پھر قیاس

دوڑانا تو خانصاحب کی زبردستی ہے کہ جس سے امور علمیہ اور احکام شرعیہ میں کوتی ... بن جعفر نا
نے ذکر عدم اقامت بھی عرض کر چکے ہین خانصاحب اپنی ناواقفیت پر کیون شاہد پر شاہد لائے چلے جاتے ہین اسی بحث
ذیل مین خانصاحب نے بہت کچھہ اغلاط فاحشہ جو اہل علم کے حق مین نہایت شرمناک سمجھے جاتے ہین بہ طفیل کسر العری ؟
بذریعہ ناواقفی وجرات بیان فرمائے ہین حتی کہ جملہ وکذالک جمع لہم اول ما قدم المدینۃ کما ذکرہ ابن اسحق سے جمعہ فی القباہرا
ہے مگر چونکہ ان امور کی پوری تفصیل اصل رسالہ مین مذکور ہو چکی ہے اسلئے ان خرافات کے مکرر جواب دینے کی کوئی ضرورت نہین
اسکے آگے جواثا کی نسبت کچھہ ہذیان سرائی کی ہے جسکی بحث بہت بسط کیساتھ بیان ہو چکی ہے۔ حدیث طارق بن شہاب وغیرہ
آثار صحابہ کو بیان کرکے جو خانصاحب نے اپنی خباثت نفس کو الفاظ شنیعہ کی پیرایہ مین ظاہر کیا ہے جملہ امور کا جواب اصل رسالہ
بلکہ خود اوثق العری مین بوضاحت موجود ہے باقی آنکھہ اگر مندی ہین تو پہر دن بھی رات ہے۔ باقی خانصاحب کا یہ لکھنا کہ
اقامت جمعہ فی القری کی صحت پر سب ... حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اثر ضعیف ہے ایسی بیہودہ بات ہے کہ جو
عالم کے منہ سے نہین نکل سکتی چنانچہ اصل رسالہ مین نہایت تفصیل کیساتھ یہ امور مذکور ہین۔ عوالی کی نسبت جو مختلف اور
پریشان باتین بیان کی ہین بالکل لغویات ہین علی ہذا القیاس تاویل علامہ قرطبی کے قول کی بابت جو ہذیان سرائی کی ہے
اصلا قابل التفات اہل فہم نہین جسکو ان امور کی تحقیق و تفصیل منظور ہو اصل رسالہ کو ملاحظہ فرمالیوے علامہ ابن حجر نے
جو وقال الشیخ ابو حامد فرضت بمکۃ وہو غریب فرمایا ہے اوسکی نسبت جو دور از دانائی کی ہے اوسکی تحقیق نہایت بسط کیساتھ معروض ہو چکی ہے
اہل فہم ملاحظہ فرمالیوین اور ان سب ابحاث کو ملاحظہ فرمانیکے بعد اہل فہم احقر کی عرض سابق کو کہ ہمارے فاضل خانصاحب سائل نا
کے مضامین پر جہالت و حماقت کو مستزاد فرماکر مصنف بن بیٹھے ہین تصدیق فرمالیوینگے مین امید کرتا ہون کہ اہل فہم تو دو تین ح
امور کو ملاحظہ فرماکر جنکی کسیقدر تفصیل کرچکا ہون خانصاحب اور اونکے رسالہ کی حقیقت پر مطلع ہو جاوینگے اسلئے باقی امور کو
کو اصل رسالہ پر محول کرتا ہون اور اہل انصاف و فہم سے اپنے اس عذر کے قبول فرمانیکی امید رکہتا ہون اور خانصاحب کی خد
مین یہ عرض ہے کہ احقر نے جو کچھہ اونکے بارہ مین کلمات عرض کئے ہین اوسکی شکایت نفرماوین بلکہ خانصاحب نے جو کچھہ حضرات اکابر کی
شان مین ژاژخائی کی ہے اوس سے موازنہ فرماکر دیکھہ لیوین کہ انصاف سے کونسا پلہ جہکتا ہوا ہے علاوہ ازین ہمنے جو کچھہ عرض
کیا ہے اگر غور سے ملاحظہ فرماوینگے تو اوس مین فقط برائی ہی نہین بلکہ کچھہ نفع بہی ہے ع

فان عرفت مرادی تکشفت عنک کربہ
وان جہلت مرادی فانہ بک اشبہ

اور اگر پہر بھی صبر نہ آئے تو ہم حاضر ہین ہمسے شوق سے بدلہ لیجیے ہم اجازت دیتے ہین مگر اکابر تلک بے وجہ کی سب
وتبرا کی نوبت نہ پہنچائی جاوے ورنہ پہر ہماری بھی شکایت نہو والسلام علی من اتبع الہدے فقط۔

نوٹ: صفحہ ۲۰۹ سے ۲۱۶ تک کے ہندسوں کی ترتیب مکرر رکھی گئی ہے مگر مضمون کی ترتیب صحیح ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۸	س	بیت
۱۲	۱۳	ابت	ابن
۳۱	۲۵	معروضتہ	مفروضتہ
۱۵	۹	قلہ	فلہ
۱۷	۱۰	مبن	من
۱۷	۲۱	ری	سہی
۱۸	۱۳	ہی	یہ ہی
۱۸	۲۲	علیتہ	علمتہ
	۲۲	بیہ	بتہ
۱۹	۱۹	نغلیت	تغلیط
۲۰	۴	بینوا	بینوا
۲۱	۱۴	روابات	روایات
۲۳	۱۶ و ۱۴	حزیمہ	خزیمہ
۲۶	۲۵	چونکہ	جوکہ
۲۸	۲۵	مادق	بادنیٰ
۳۱	۲	کسیدرجہ	کسدرجہ
۳۱	۶	دوجہ	وددجہ
۳۲	۷	مقد[illegible]	بقدر[illegible]
۳۳	۷	مذکوربن	مذکورین
۳۶	حاشیہ	اسکو دیکھو کر جمیع کی خونکا مسئلہ پوچھا ہے حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا۔	
۳۷	۲۱	محققیں	محققین
۳۷	حاشیہ	اب لعلے	تحقیق
۳۸	۱	سبند	مسند
۴۰	۲۰	موافقت	مواقع
۴۳	۱۳	الوافق	الموفق
۴۴	۱۸	جملہ	حملہ
〃	۱۹	القوی	القوے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۱۸	شروابی	شیروانی
۴۴	۱۹	قرمانق	قرمانق
۴۶	۱۹	اور	اگر
۴۸	۳	یااللعمت	یاللعجب
۵۵	۴	قرمانق	قرمانق
۵۹	۱۰	جمعہ	جمعیکے
۶۰	۱۸	مرجوع	مرجوح
۶۴	۳	انکیرۃ	الکبیرۃ
۶۴	۲۴	ہتوتا	ہوتا
۶۵	۲۰	الغیا	ایضاً
۶۹	۵	کیجولحادث	جولحادث کہ
۷۸	۶	بیہقے	بیہقے
۸۷	۱۰	البلا	البدو
۸۷	۲۰	اقامتہ	اقامتہ
۸۸	۹	〃	〃
۸۹	۱۹	قول وجہ	قول کی جہ
۸۹	۱۶	الیسال	الیسان
۸۹	۱۸	[illegible]	[illegible]
۹۳	۷	جوتا	جوتا
۹۴	۱۲	قروینا	قرناوینا
۹۴	۱۱	بنابر	بناپر
۹۵	۱۶	لاینافے	لاینافی
۹۶	۵	نیکا	نیگا
۹۹	۱۷	الجمعۃ	بجمعۃ
۹۹	۱۹	نیتبظر	تیتظر
۱۰۱	۱	ستتر	ستر
۱۰۳	۱۷	ازنانی	ازنانی
۱۰۴	۲۴	یہی	بہی
۱۰۸	۱۸	نجحتہ	بجحتہ
۱۰۹	۲۵	نام	تام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۵	اپنی	انہی
۱۱۳	۱	محقق	تحقق
۱۱۳	۱۹	بات	بابت
۱۱۶	۳۰	قرمامن	فرمائی جائیں
۱۲۱	۴	مجوس	مبحوث
۱۲۱	۲۵	الزویۃ	التروتۃ
۱۲۲	۲۰	علی صاحب	علی صاحبہا
۱۲۳	۳	لگاق	لگاتی
۱۲۳	۴	ہوت س	ہوتی ہیں
۱۲۳	۱۴	حدیثا	حدیث
۱۲۸	۲	سینا	شیئا
۱۲۸	۱۷	نعوذ	نعوذ
۱۳۱	۲۳	بلافت	بلاغت
۱۳۲	۵	اوسیر	اوپر
۱۳۲	۲۱	اوراور	اور
۱۳۲	۲۳	مرید	مزید
۱۴۰	۱۷	ہولی	ہوتی
۱۴۱	۲۵	لاتحز	لاتجز
۱۴۶	۱۹	الزبات	الزامات
۱۵۲	۱۲	بنوت	بنوبت
۱۵۲	۱۵	ریک	ایک
۱۵۴	۴	یہ عبارۃ مکرر لکھی گئی ہے	
۱۵۷	۲۱	مفصلہ	مفصلاً
۱۶۰	۲۲	غیرۃ معتبر	غیر معتبر
۱۶۰	۲۳	باوجو	باوجود
۱۶۳	۱۴	انتیابے	انتیاب
۱۶۷	۲۳	عبارت	عبارۃ
۱۶۷	۲۶	نصاف	انصاف
۱۶۸	۱۴	ہوتا	ہوتا
۱۶۹	۲۳	بیلورغ	بیلوغ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۳			
۱۷۵	۸	آیتہ	آیت
۱۸۶	۱۴	مرجوع	مرجوع
۱۹۴	۱۸	نعوذوا ستغفار	نعوذ وا ستغفار
۱۹۵	۲۱	خالب	طالب
۱۹۷	۷	مریجع	مرجع
۱۹۹	۲۴	استمہاب	استحباب
۲۰۰	۲۰	انتحال	انتحال
۲۰۰	۲۴	نکوئی	لنگوئی
۲۰۱	حاشیہ ۱۷	بحث ثانی پر نقطہ سطر ۱۹ کے مقابل ہوتا چاہیے	
۲۰۲	۷	چیب	جیب
۲۰۳	۲۴	الیقتاح	الیضاح

اطلاع

تجوید القرآن

قصیدہ مدحیہ

قصائد مدحیہ

لطایف قدوسیہ

اعتقاد نامہ

اربعین درود و دعات

نصیحۃ المسلمین

ترتیب الصلوۃ والعبادات

تفسیر تبارک

رسالہ تجوید القرآن

تالیفات حضرت مولانا اشرف علی صاحب

طب نبوی

قصائد قاسمی

تالیفات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

غرائب البیان

جواب استفتاء در علم غیب

